

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

لَعِبْرِكَ أَتَهْتَفِي سِجِّتَهُمْ يَنْجُوهُمْ ○ سورة الحجر (آیت: ۷۴)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ سورة الم نشرح (آیت: ۳)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ سورة التوبة (آیت: ۱۲۸)

حصہ دوم

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قابلِ قدر اور عظیم تالیف
اُمت کے اکابر مؤرخین اور اربابِ سیر کے علم و کا جوہر

سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از افاضات

حضرت علامہ مولانا محمد ادریس صابو کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ



الطاف ایڈسٹریز

پلی اوپس نمبر ۵۸۸۲ کراچی ۷۴۰۰۰ پاکستان فیکس ۵۱۲۷۷۴-۲۱-۹۲



PDFBOOKSFREE.PK

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

لَعَبْرُكَ الْهَمَزُ فِي سَكْرَتِهِمْ يَهُونَ ○ سورة الجعفر (آیت: ۷۲)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ سورة الم نشرح (آیت: ۴)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ سورة التوبة (آیت: ۱۲۸)

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قابلِ قدر اور عظیم تالیف
اُمت کے اکابر مؤرخین اور اربابِ سیر کے علموا کا جوہر

سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حصہ دوم

از افاضات

حضرت العلامة مولانا محمد ادریس صابو کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

الطاف ایڈٹ سنز

پلی-اوپیکس نمبر ۵۸۸۲ کراچی ۳۰۰۰ پاکستان فیکس ۵۱۲۷۷۴-۲۱ (۹۲)

حصہ دوم

نام کتاب _____ سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف _____ حضرت علامہ مولانا محمد ادویس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کے پتے

صدیقی ٹرسٹ

صدیقی ہاؤس، انظر پارٹنس، 458، مارڈن ایرٹ،
پی. او. بکس. 609 کراچی۔ 74800 پاکستان، فیکس: (021) 7228823

مکتبہ المعارف

دارالعلوم الحسینیہ

شہدادپور، سندھ پاکستان۔ فون: 02232 41376

رئیسہ الجامعۃ الاسلامیہ لبنات الاسلام

جامعہ اسلامیہ اشتریت

فوارہ چوک گجرات، پاکستان

فون: 525710 - 510015 (0433)

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K,

QARI ABDUR RASHID TEYLOR

119-121- HALLIWELL ROAD,
BOLTON. BL 13NE, U.K.

TEL / FAX : 01204 - 389080, MOB : 07930 - 464843

MOULANA MUSA KARMADI, LONDON, U.K,

Mobile : 07710 - 407175

HAFIZ SULEMAN, U.K,

DEWSBURY - MOB : 07773 - 514324

DARUL ULOOM AL MADANIA, U.S.A.

182, SOBIESKI ST. BUFFALO, NY. 14212

TEL : (0716) 892-2606. FAX : (0716) 892-6621,

E-mail : office@madania.org

AN-NOOR ISLAMIC BOOKS, CANADA.

YAKOOB S. NAIKIWALA

2680 LAWRENCE AVE. # 201,

SCARBOROUGH, ONT. MIP 4Y4 (CANADA)

TEL : (001) 416 - 759-6185, FAX : (001) 416 - 267-4192

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
فہرست مضامین سیرت المصطفیٰ ﷺ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵	سریہ حبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ	۸	چساو فی سبیل اللہ
۴۶	سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۹	حکم جہاد
۴۶	غزوہ البوار	۱۱	جہاد کے اغراض و مقاصد
۴۶	غزوہ بواط	۱۳	جہاد کی حقیقت
۴۸	غزوہ عسیرہ		یعنی اعلام اللہ کے لئے جو جنگ کی جائے
۴۹	غزوہ بدر اوسے		جہاد اس کو کہتے ہیں قوم اور وطن کی آناؤں کیلئے
۵۰	سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ		جو جنگ کی پہلے قرینیت میں اس کو جہاد
۵۲	اسلام میں پہلی فہمیت		نہیں کہتے
۵۵	غزوہ بدر کبریٰ	۱۸	قوم پرستوں کا ایک مخالف اور اس کی ازالہ۔
۵۶	آغز وقتہ	۲۰	آداب جہاد
۶۱	قریش کی روانگی کی اطلاع اور صحابہ سے	۲۳	جہاد کی اتسام قدام اور دفاعی
	مشورہ اور حضرات صحابہ کی جان نثارانہ	۲۵	جہاد کی مثال
۶۱	تقریریں۔	۲۶	دوسری مثال
۶۲	حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر	۲۶	جہاد کی غرض و غایت
	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی عاشقانہ	۲۶	اسلام اور جبر
۶۳	اور وہاں پہلے نظیر تقریر	۳۲	اسلام اور مسئلہ غلامی
۶۶	ماتحتہ بن عبد المطلب کا خواب	۳۲	ایک شبہ کو اس کا ازالہ
۶۶	جبر بن الصلت کا خواب	۳۳	سیاسی غلامی
۶۱	جنگ کی تیاری	۳۴	سلسلہ غزوات و سرایا
۶۵	میدان کھڑداریں قبلہ کی تقریر	۳۴	تعداد غزوات
۶۶	آغاز جنگ	۳۴	تعداد سرایا
۶۸	ذکر قتل عتبہ بن شعیبہ و ولید	۳۵	سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۶	اسرار حضرات بدر میں		آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں دعا
۱۳۷	اسلام لانگہ بدر میں	۸۰	ایک شہید اور اس کا ازالہ
۱۳۹	شہداء بدر میں	۸۳	اہل اسلام کی امداد کے لئے آسمان فرشتوں کا نزول۔
۱۵۱	اسیران بدر کے نام و احوال	۸۵	فرشتوں کو طریقہ جہاد و قتال کی تعلیم
۱۵۶	اسلام کے مقابلہ میں قوم اور وطن کی حمایت	۸۷	ابو جہل کی دعا اور لوگوں کو جنگ کے لئے جوش و دلا۔
۱۵۸	غزوہ بدر پر دوبارہ نظر علامہ شبلی کے اس خیال فاسد کا ازالہ کہ غزوہ بدر کا مقصد قریش کے کارون تجارت پر حملہ کرنا تھا	۹۲	امیتا اور اس کے بیٹے کا قتل
	بلکہ قریش کے حملہ کا دنا غایات اور احادیث صریحہ اور علماء امت کی نصوص اور تصریحات سے اس خیال کا غلط ثابت کیا ہے۔	۹۵	ابو جہل عدو اللہ فرعون امت رسول اللہ کا قتل فتح کے بعد ابو جہل کی لاش کی تلاش اور ابو جہل کا حضور پر نور کی طرف ایک پیام۔
۱۶۵	قتل عصا یہودیہ	۹۸	اسیران بدر
۱۶۶	غزوہ قریظہ و اللہ	۱۰۲	مقتولین بدر کی لاشوں کا کنوئیں میں ڈلوانا۔
۱۶۷	قتل ابی علفک یہودی	۱۰۳	فتح کی بشارت کے لئے مدینہ منورہ کا قصد مدائن کرنا۔
۱۶۸	غزوہ بنی نضیر	۱۰۴	مال غنیمت کی تحسیم
۱۷۰	غزوہ سولق	۱۰۵	اسیران بدر کے ساتھ سلوک اور احسان کا حکم
۱۷۱	عید الاضحیٰ	۱۰۹	اسیران بدر کی بابت مشورہ
۱۷۱	نکاح حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا	۱۱۳	فدیہ لینے پر غناہ الہی کا نندل
۱۷۲	غزوہ غطفان		حضرت انبیا کرام کی خطرات تہدای کی تحقیق اور اہل حق کا مسلک
۱۷۳	غزوہ بجران	۱۱۷	مقتدر ندیہ
۱۷۷	قتل کعب بن اشرف یہودی	۱۲۰	اور اسیران بدر کے حالات
۱۷۹	کعب بن اشرف کے قتل کے درجہ	۱۲۰	نفاذ میں
۱۸۱	اسلام کو بیعت بن مسعود	۱۳۰	صلوات اللہ علیہ
۱۸۲	عمر بن زید بن حارثہ رضی	۱۳۲	نفاذ میں
۱۸۲	قتل ابی رافع	۱۳۴	نفاذ میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی غلط خبر پھیلنا ہو جانا۔	۱۸۵	غزوہ احد
"	حضرت انس بن النضر کی شہادت کا واقعہ	۱۸۶	قریش کا عورتوں کو ہمراہ لے چلنا
۲۱۹	ابی بن خلف کا قتل	۱۸۷	حضرت پر نور کا صحابہ سے مشورہ
"	حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھونا۔	۱۹۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری
۲۲۰	قریش کا سلمان بنی لاشوں کا شکار کرنا	۱۹۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی اودھ
"	ابوسفیان کا قوی آواز اور حضرت عمر کا جواب	۱۹۱	فوج کا معائنہ
۲۲۳	نوائے مستبظ از حدیث مذکور	۱۹۳	لشکر اسلام سے منافقین کی علیحدگی
۲۲۴	سعد بن زید کی شہادت کا ذکر	۱۹۴	ترتیب فوج
۲۲۶	حضرت عمرہ کی لاش کی تلاش	۱۹۵	قریش کے لشکر کا حال
۲۲۷	عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر	۱۹۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جاوین سے ایک خط
۲۳۰	عبداللہ بن عمرو بن حرام کی شہادت کا ذکر	۱۹۷	آغاز جنگ دو بار تین قریش کا ایک ایک کر کے قتل۔
۲۳۲	عمرو بن الحمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر	۲۰۰	ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی بیادگی
۲۳۷	حضرت خبیرہ کی شہادت کا ذکر	۲۰۱	حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شہادت کا ذکر
"	حضرت اصیرم بنی کی شہادت کا ذکر	۲۰۲	حضرت خنظلہ بن اسلمہ کی شہادت کا ذکر
۱۲۵	مدینہ منورہ کے مہلک اور عیسیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کرنے کے لئے جوڑم۔	۲۰۵	مسلمان تیرا ناموں کا پانی بگ سے ہٹ جانا
۲۳۶	عین مسرکہ کا زمانہ میں صحابہ پر حق قحالی کا ایک خاص انعام یعنی ان پر شہدائی طاری کر دی گئی۔	۲۰۵	عبداللہ بن جبریر - معصب بن جبریر
"		۲۰۷	آنحضرت کے مخالفین
۲۳۷	جنگ میں عورتوں کی شرکت اور اس کا حکم	۲۰۹	زیادہ بیکس کی شہادت
۲۴۰	شہداء واحد کی تعبیر و تکفین	۲۱۱	ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی جان شہدائی
۲۴۱	ایک شہید کرم کا ذکر	۲۱۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض سرداران
۲۴۲	غزوہ احد کی شکست کے سردار کرم	"	قریش کے حوین بن دغاکر اور اسیت کا نندل
۲۵۰	غزوہ احد میں فوج کے بعد ہر حکمت پیش کو سہارا دینا۔	۲۱۵	روائی میں قتادہ بن انس کی آنحضرت کی قتل کا باہر
			علی جان اور حضور پر نور کا اس کو اپنی جگہ پر دینا اور اس کا پہلے سے ہو جانا۔
		۲۱۰	حضرت علی اور حضرت طلحہ کا حضور پر نور

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳۲	نزل حجاب	۲۲۹	اسراء کرم پر اجمالی نظر
۳۳۳	سریعہ محمد بن مسلمہ	۲۵۵	غزوة حمراء الاسد
۳۳۴	غزوة بنی مہیان	۲۵۶	واقعات متفرقہ سلسلہ
"	طرون ذی قعد	۲۵۷	ذکر فرائد سلسلہ
۳۳۹	سریعہ عکاشہ بن محنف	"	سریعہ الی سلسلہ
"	سریعہ محمد بن مسلمہ	۲۵۶	سریعہ عبداللہ بن امیس
۳۴۰	سریعہ ابو عبیدہ	۲۵۸	واقعہ ربیع
"	سریعہ مجوم	۲۶۷	سریعہ انقرار یعنی قلعہ بیرونہ
"	سریعہ عین	۲۷۰	غزوة بنی نضیر سلسلہ
۳۴۱	سریعہ طرون	۲۷۲	تحریم غمر
"	سریعہ جسنی	"	غزوة ذات الریان
۳۴۲	سریعہ وادی القری	۲۷۶	غزوة بدر موعد
"	سریعہ دومۃ الجندل	۲۷۸	واقعات متفرقہ سلسلہ
۳۴۲	سریعہ فدک	۲۷۹	غزوة دومۃ الجندل
۳۴۵	سریعہ ام قرقہ	"	غزوة ربیعہ یا بنی المصطلق
"	سریعہ عبداللہ بن عتیک برائے قتل	۲۸۳	فائدہ علیہ جس میں آیتوں کا خوشبودار
"	ابی ماضیہ یهودی	"	برنا نامہ بری باتوں کا بدبودار بنایا گیا ہے
"	سریعہ عبداللہ بن عداہ	۲۸۷	واقعہ انک
۳۴۶	سریعہ کزین جابر موعے عزمین	۲۹۵	نزل آیات برکات و بارہ ام المؤمنین کا نقشہ
۳۴۷	بعث عمرو بن امیہ ثمری	"	صدیقہ رضی اللہ عنہا
۳۴۹	غزوة احد سیدہ	۳۰۵	ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور دیگر اندام
۳۵۱	بیعتہ الرضوان	"	مطبوعات پر ثبت لکائے دالوں کا حکم
۳۵۱	صلح حدیبیہ کے واقعہ کی تفصیل	۳۰۸	نزل آیت تیمم
۳۵۸	صلح نامہ کی شرائط	۳۰۹	غزوة خندق و احزاب
۳۶۶	فائدہ و لطائف اور مسائل و احکام متعلقہ	۳۲۳	غزوة بنی قریظہ
"	بقیہ حدیبیہ	۳۳۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت یزیدؓ کے خلاف

نزلہ اسراء کرم پر اجمالی نظر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲۵	غنائم خیبر کی تقسیم: حضرت ابوہریرہؓ کی حاضری	۲۵۰	بیعت کی فضیلت
۴۲۹	فائدہ برائے مدرسین	۲۵۵	بادشاہان عالم کے نام و دعوت اسلام کے خطوط
۴۳۰	روشنائے الانفال یعنی مجاہدین کا انصار کرنا	۲۵۷	تیسرے آدم کے نام نامہ مبارک
	باغات واپس کرنا	۲۵۸	تیسرے آدم کے درمیان حضرت وحیہ کی تقریر
۴۳۱	شہر حرام میں قتال	۲۵۹	تیسرے آدم کا ابرہہ بن ابی سفیان سے مکالمہ
۴۳۲	تقسیم آرامی	۲۶۸	کسریٰ شاہ ایمان کے نام نامہ مبارک
۴۳۳	منوعات خیبر	۲۶۹	نباشی شاہ حبشہ کے نام نامہ مبارک
	تحریم متعہ	۲۹۲	نباشی کی طرف سے آپ کے والد نامہ کا جواب
۴۳۴	حرمت متعہ	۲۹۴	مقبوس شاہ مصر کے نام نامہ مبارک
۴۳۵	ابتداء اسلام میں رباخت متعہ	۳۹۶	حضرت حاطب کی دبا مقبوس میں تقریر
۴۳۶	حرمت متعہ کا وجہ دلیل	۳۹۷	بادشاہ کا جواب
"	مجاہدین حبشہ کی دایمی	"	شاہ مصر اور مغیرہ بن شعبہ کا حضورؐ پر فائدہ
۴۳۷	مراجعت اولیۃ الشوری	"	کے بارے میں مکالمہ
۴۴۵	زفات ام حبیبہؓ	۴۰۲	منشد بن سادی شاہ بحرین کے نام نامہ مبارک
"	نحوۃ القضاء و یقودہ شیعہ		
۴۴۸	حضرت یونسؑ سے نکاح	۴۰۳	منذر بن سادی کا جواب
۴۴۹	سریہ اخزم ذوالحجہ شیعہ	۴۰۵	شاہ عمان کے نام نامہ مبارک
"	سریہ غالب بن عبد اللہؓ		شاہ عمان کا عمرو بن العارض سے مکالمہ
۴۵۰	اسلام خالد بن رضی	۴۰۹	رئیس پیامدہ کے نام نامہ مبارک
۴۵۸	غزوہ موتی جمادی الاولیٰ شیعہ	۴۱۱	امیر دمشق حارث غسانی کے نام نامہ مبارک
۴۶۶	سریہ عمرو بن العاصؓ	۴۱۱	فرائد و لطائف متعلقہ بخطوط و دعوت اسلام
	بجانب ذات السلاسل	"	بنام شامان عالم
۴۶۸	سریہ ابو عبیدہؓ بجانب سیف البحر	۴۱۳	غزوہ خیبر حرم الحرام شیعہ
	—————*—————	۴۱۴	فتح ندک
۴۱۸	قلعہ تاعلم قلعہ قوس	۴۲۵	زہر دینے کا واقعہ
۴۲۱	قلعہ صعب بن معاذ حسن قلعہ	۴۲۶	مجاہدہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جہاد فی سبیل اللہ

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا اللہ جل جلالہ کی ایسی عظیم شان نعمت ہے کہ ہر بن موبہی اگر زبان بن جائے تو کسی طرح اس نعمت کبریٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا اگر ان حضرات کا وجود ہوا تو اللہ جل شانہ کی ذات و صفات کی ہم گراہوں کو کون بتا کرتا اور مولائے حقیقی کی مرضیات اور نامرضیات سے ہم کو کون آگاہ کرتا۔ اور اس معبود برحق کی عبادت اور بندگی کے طریقے کون سکھاتا۔ ہدایت اور ضلالت، سعادت اور قحلوٰت کا فرق کون سمجھتا۔ معاش اور معاد اور دین اور دنیا، فقری اور وریشی، اور حکمرانی اور عدل عمرانی کی راہیں ہم کو کون بھاتا مسجد کے بورے پر بیٹھ کر کیسے حکومت کی جاسکتی ہے اور قیصر و کسری کا تختہ کیسے اٹا جاسکتا ہے مسجد کا امام بھی اور امیر مملکت بھی ہوا شیخ طریقت بھی اور مسجد کے صحن میں قیصر و کسری کے خزانے مسلمانوں میں تقسیم کرتا ہو یہ امر سوائے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی نہیں بتا سکتا ہماری ناقص عقلیں بغیر نور نبوت کی رہنمائی اور ہدایت کے بالکل معطل اور بے کار ہیں۔

آنکھ کتنی ہی روشن اور بصیر کیوں نہ ہو جب تک آفتاب اور ماہتاب کا نور معین اور مددگار نہ ہو۔ اس وقت آنکھ بے کار ہے۔ اسی طرح سے نور عقل اور نور بصیرت سے حق اور باطل کا فرق جب ہی نظر آسکتا ہے کہ جب نور نبوت اور شمع ہدایت اس کی ہادی اور رہنما ہو۔ جس طرح شب و بجزریں آنکھ کی روشنی کام نہیں دیتی اسی طرح ضلالت اور گمراہی کے شب تاریک میں عقل کی روشنی کام نہیں دیتی۔

عقل بھی اگر چہ حجت ہے مگر ناقام ہے مرتبہ بلوغ تک نہیں پہنچتی حجت بانہ
تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہے جس پر آخرت کے دائمی عذاب و ثواب اور
جنار و سزا کا مدار ہے۔ مخلوق اطفالِ اندر جز مست خدا ہے نیست بانہ جز رہید از ہوا
یہ اندھی اور ٹوٹی اور سنسگری عقل۔ خداوندِ خود را بجلال کے اسماء حسنی
اور صفاتِ عظمیٰ اور اس کی مرضیات اور نامرضیات کو بغیر حضراتِ انبیاء اللہ علیہم السلام
صلوات اللہ کے تعلیم و ارشاد کے کہاں جاسکتی ہے۔

الحاصل حضراتِ انبیاء اللہ کی بعثت عین رحمت اور عین نعمت ہے کہ جس پر دنیا اور
آخرت کی سعادت اور فلاح کا مدار ہے، حق جل و علانے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس سلسلہ کا آغاز فرمایا اور یکے بعد دیگرے بندوں کی ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجے تاکہ لوگوں کو
مولائے حقیقی کی اطاعت کی دعوت دیں اور اُس کی نافرمانی سے بچائیں مطیع اور فرمانبرداروں
کو جنت کی بشارت سنائیں نافرمانوں اور سرکشوں کو جہنم سے ڈرائیں۔

جو سعید اور خوش نصیب تھے انھوں نے اس نعمتِ کبریٰ کی قدر کی اور اللہ کا شکر
کیا، اور دنیا سے دامن بھاڑ کر حضراتِ انبیاء اللہ کا آدامن پکڑا اور اپنے ارادوں اور
خواہشوں اور مرضیات و مرغوبات سے دست بردار ہو کر اپنی ہر حرکت اور سکون کو حضراتِ
انبیاء کے احادیث کے تابع کر دیا اور اپنے کو ان حضرات کے ایسا حوالہ اور سپر و کیا کہ جیسا
مردہ بدست زندہ ہو اور جو بے وقوف اور بد نصیب تھے انھوں نے اس نعمتِ کبریٰ کی
قدر نہ جانی اور تکلیفات شرعیہ اور ادا امر الہیہ کی بجا آوری ان پر شاق گزری اور حیوانات اور
بہائم کی طرح شتر بے مہار بنا رہنا اپنے لئے پسند کیا اور اس شرف اور کرامت پر نظر نہ کیا کہ
خداوندِ بجلال نے اپنے اور مرد و نرہی کے خطاب سے ہم کو عزت بخشی اور بجائے اس کے
نفسِ امّارہ اور شیطانِ بعین کی تسویل اور اغواء سے انبیاء اللہ کے انکار و تکذیب دشمنی اور
مقابلہ پر تڑپ گئے۔ خدا اور خدا کے برگزیدہ بندوں کی اطاعت کو عار اور ذلت سمجھا اور نفس

شیطان کی اطاعت کو عزت سمجھا، حضراتِ انبیاء ان کو نہایت ملامت اور نرمی سے خدائے برتر کی طرف بلاتے رہے۔

جس طرح مشفق اور مہربان باپ، نالایق اولاد کی اصلاح و تربیت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا، اسی طرح حضرت انبیاء نے اپنے مخلصانہ نصائح اور مشفقانہ مواظبت سے امت کے نالایق اور بد بخت افراد کی تفہیم اور اصلاح میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔

ایک مدتِ مدید اور عرصہ دراز تک نہایت ملامت اور نرمی سے ان کو اللہ کی طرف بلاتے رہے مگر وہ بد نصیب دن بدن اور اللہ سے دور بھاگتے گئے، کما قال نعمائے۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَ
نَهَارًا ۚ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دَعَائِي ۚ
إِلَّا فِرَارًا ۚ وَإِنِّي مُكَلِّمًا دَعْوَاهُمْ
لَتَعْفُرَ لَهُمْ جَعَلُوا أُصَافِعَهُمْ فِي
أَذَانِهِمْ ۚ وَاسْتَعْشَوْا شِيَابَهُمْ
وَاصْرَوْا ۚ وَاسْتَكْبَرُوا ۚ وَاسْتَكْبَرُوا ۚ
روحِ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار میں
نے اپنی قوم کو دن رات مسلسل اللہ کی طرف
بلایا پس میرے بلانے سے سماعتِ حق سے بھاگتے
کے اور کسی چیز میں زیادتی نہ ہوئی اور میں نے جب
کبھی ان کو حق کی دعوت دی تاکہ ان کے ایمان
لانے سے تو ان کے گناہوں کو معاف کرے تو
ان لوگوں نے نفرت کی وجہ سے کانوں میں انگلیاں
دے لیں اور کہڑوں میں لپٹ گئے اور اپنی ضد پر

دنون، آیتہ ۶۵ د) جھے رہے اور غایتِ درجہ سرکش کی۔

جب حضراتِ انبیاء نصیحت کرتے کرتے ٹھٹھک گئے اور ان پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ ان کی سرکشی اور شرارت اور بڑبڑی گئی اور خدا کے پرستاروں کو خدائے قدوس کا نام لینا دشوار ہو گیا اور انبیاء اللہ اور ان کے اصحاب اور متبعین کے تکلیف و تعذیب اور استہزاء اور تمخریچ گئے تب اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا، مومنین مخلصین کو بچایا اور منکرین اور مکذبین کو ہلاک اور برباد کیا۔ کسی کو غرق کیا اور کسی کو زمین میں دھنسیا اور کسی پر آسمان سے پتھر برسائے اور کسی پر زلزلہ بھیجا۔

کسی پرندہ برا مسلط کی اور کوئی بندہ اور سور نہ بایا گیا۔ اللہُمَّ احْفَظْنَا مِنْ ذَٰلِكَ حَتَّىٰ
 'اصْبِرْ، الغرض انبیاء و مرسلین کے منکرین اور مکذبین کا اس طرح عذابِ خداوندی سے ہلاک
 اور برباد ہونا تاریخِ عالم کے مسلمات سے ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔
 اس میں شک نہیں کہ اہل عذاب دینے والا ہی عزیزِ مہتمم ہے لیکن ظہور اس کا ہمیشہ کسی
 حجاب اور واسطہ ہی سے ہوتا ہے جس کو بھی اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کا حکم دیتا ہے وہی
 بے چون و چرا اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

کبھی دریا کو اپنے دشمنوں کے فرق کر لینے کا حکم دیا اور کبھی زمین کو دھنسانے کا اور ہوا کو بار
 بار دھونے کا اور کبھی فرشتوں کو ان کے ہلاک اور برباد کرنے کا حکم دیا۔

خلاصہ

یہ کہ جب سے خداوندِ عالم کی نافرمانی اور آ حکمِ الحاکمین اور اس کے وزراء و نائبین یعنی
 انبیاء و مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین سے بغاوت اور کفری کا سلسلہ جاری ہے، اسی
 وقت سے ان کی تعذیب و بربادی اور قسم قسم کے عذابوں سے ان کی ہلاکت اور رسوائی کا سلسلہ
 بھی جاری ہے جو عینِ حکمت اور عینِ صلحت ہے، پس جس طرح ملائکہ اللہ فرشتوں کے
 ہاتھوں سے حضراتِ انبیاء و مرسلین کے منکرین اور مکذبین کو عذاب و نیا عینِ حکمت اور عین
 صواب ہے۔

اسی طرح خود حضراتِ انبیاء و مرسلین اور ان کے اصحابِ متبعین کے ہاتھوں سے بھی
 منکرین اور مکذبین کو عذاب و نیا عینِ حکمت اور عینِ صواب ہے، کما قال تعالیٰ
 قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ ان کافرین سے جہاد و قتال کرو تا کہ اللہ ان کو
 (التوبہ: آیت ۱۴) عذاب دے تمہارے ہاتھوں سے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو عذابِ بندوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے وہ حقیقت
 میں اللہ کا فعل ہے بندہ کا ہاتھ اس کے فعل (عذاب) کے لئے محض منہجر اور واسطہ ہے جس طرح

ضرب اور قتل بعض مرتبہ ضارب سے بلا واسطہ صادر ہوتی ہے اور بعضی مرتبہ تیر اور تلوار کے واسطہ سے اسی طرح عذاب الہی کا ظہور کبھی بلا واسطہ ہوتا ہے اور کبھی انسان یا فرشتہ کے ہاتھ سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُّ بِكُمْ اَنْ يَّمَيِّنَ بَكُمْ اللّٰهُ بَعْدَ اِيْتِنٍ
اور ہم منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو براہ راست
اپنی طرف سے عذاب پہنچائے یا ہمارے
ہاتھوں کے ذریعے۔

یہ عذاب انہی کبھی فقط فرشتوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی فقط انسانوں کے ہاتھ سے بشکل جہاد و قتال ظہور میں آتا ہے اور انسانوں اور فرشتوں دونوں کے ہاتھ سے عذاب الہی کا ظہور ہوتا ہے جیسے جنگ ہدریں کفار مکہ کا قتل صحابہ کرام کے ہاتھ سے ظہور میں آیا اور ملائکہ کریمین کے ہاتھ سے بھی مومنین غلصین اور ملائکہ مکرمین دونوں فریق نے مل کر محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے منکرین اور کڈتین کا مقابلہ اور ان سے مقابلہ کیا تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب غزوہ ہدر کے بیان میں آنے والی ہے چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ مجرم کا قتل امیر و حاکم کی نظر منسوب ہوتا ہے جلا و درسیا فتور چلانے والے کی طرف منسوب نہیں ہوتا اس لئے ارشاد فرمایا،

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
اور آپ نے مشقت خاک نہیں پھینکی جس وقت
کہ آپ نے پھینکی لیکن وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔
(انفال: آیت: ۱۷)

یعنی ان باغیوں کے قاتل حقیقت میں ہم ہیں اور تم محض آلہ اور واسطہ ہیں جس طرح تیر اور تلوار تمہارے افعال کے لئے آلہ اور واسطہ ہیں اسی طرح تم ہمارے افعال کے لئے مثل تیر اور تلوار کے واسطہ اور ظہور ہو و قتال ابوالطیب۔

فانت حسام الملک اللہ ضارب وانت لراء الدین واللہ عاقد

پس تو تلوار ہے سلطنت کی اور اللہ بار نے والا ہے اور تو دین کا جھنڈا ہے ، اور اللہ اس کو باندھنے والا ہے بلکہ بجائے فرشتوں کے انسانوں کے ہاتھ سے جہاد و قتال کی شکل میں غلاب الہی کا ظہور ایک خاص رحمت ہے اس لئے کہ فرشتوں کے ذریعہ سے جن امتوں کو ہلاک کیا گیا ان کو پھر مہلت نہیں ملی۔ اور جن امتوں سے انبیاء و مرسلین اور ان کے تابعین نے جہاد و قتال کیا ان کو مہلت ملی سنبھلنے کا اور سننے کا اور حق میں غور اور فکر کرنے کا کافی اور دانی موقع ملا۔ چنانچہ مہبت سے یہ دیکھ کر تائید ربانی اور حمایت رحمانی اور نصرت آسمانی اور ان حضرات کی حامی اور مددگار ہے اور خداوند ذوالجلال کے فرشتوں کا بے شمار لشکر ان کے دشمنوں کو غیظ و غضب کی نظروں سے دیکھ رہا ہے حق کے سامنے جھک پڑے اور کچھ گئے کہ یہ خدا کے فرستادہ ہیں آسمان اور زمین براہِ بھر پور اور حجر سب ان کی حمایت پر ہیں ان حضرات کے سامنے گردن تسلیم خم کرنے ہی میں سلاستی ہے اور جواز لی شتی اور بد نصیب تھے وہ پھر بھی بے حیائی اور ڈھٹائی سے مقابلہ پر ڈٹتے رہے ، نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں بھی رسوا ہوئے اور آخرت کی ذلت کا تو پوچھنا ہی کیا دنیا میں دیکھ لیجئے کہ مراحم خسروانہ سے بڑے سے بڑا انصور معاف ہو سکتا ہے لیکن بغاوت کی سزا سوائے قتل اور حبس دوام کے کچھ نہیں۔ حالانکہ یہ بھی انسان ہے اور وہ بھی انسان۔

ایام معدودہ (چند روزہ) کی مجازی بادشاہت جرم بغاوت کو ناقابلِ عفو قرار دیتی ہے اور تمام مقلد اس کو حق اور صواب ، بجا اور درست سمجھتے ہیں حالانکہ باغی شخص نہ بادشاہ کا مخلوق اور پیدا کیا ہوا ہے اور نہ ذرہ برابر کبھی چیز میں اس کا محتاج ہے۔

معلوم پھر اس حکم الحاکمین اور رب العالمین اور خدا نے ذوالجلال اور کبریا متعال اور اس کے وزراء و نائبین یعنی حضرات انبیاء و مرسلین سے بغاوت و کفر کو کیوں معمولی اور حقیر سمجھتا ہو اور خداوند قدوس کے وزراء سے سرتابی کرنے والوں کی سرکوبی اور احکام الہیہ سے گردن کشی کرنے

والوں کی گردن کٹشی کو کیوں ظلم اور تعدی خیال کرتے ہو۔

سلاطین عالم کا اپنے مخالفوں پر فوج کشی کر کے کسی کو قتل کرنا اور کسی کو اسیر کرنا اور اُن کے مال اور اسباب کو ضبط کرنا اور پھر اُس مال کو خیر خواہان سلطنت اور وفاداران حکومت پر بطور انعام تقسیم کرنا، میں نشان شوکت و سلطنت کا اقتضار سمجھتے ہو، لیکن اس احکم الحاکمین اور شہنشاہِ سموات و ارضین سے بغاوت و کفر کرنے والوں سے جہاد و قتال اور ان کو اسیر اور گرفتار کرنے اور اُن کے غلام بنانے اور اُن کے مال و متاع کے ضبط کرنے پر اعتراض کرتے ہو۔

پس جس طرح جنگ میں دشمن کو جانی نقصان پہنچانا عین سیاست اور فوجی تدبیر کا کمال ہے اسی طرح دشمن کی جنگی اور مالی قوت پر قبضہ کر لینا بھی فوجی تدبیر کا کمال ہے۔ عجیب بات کہ یورپ دشمن کی مالی قوت پر قبضہ کرتا ہے تو اس کو سیاست اور فوجی تدبیر بتلایا جاتا ہے اور جب اسلام خدا کے باغیوں کی مالی قوت پر قبضہ کرنے کے لئے کوئی پیش قدمی کرتا ہے تو اُس کا نام لوث اور غارتگری ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ جب جنگ میں دشمن کی جان ہی لے لینا جائز ہے تو پھر اُس کے مال کے متعلق کیوں اس قدر شور و غوغا ہے، آخر اسلام نے جب کبھی کسی کاروانِ تجارت پر حملہ کرنے کے لئے پیش قدمی کی تو کیا وہ ان دشمنوں کا تافہ نہ تھا کہ جو اسلام کی جان و مال کے دشمن تھے ایسے لوگوں کی جان و مال پر چھاپہ مارنے کے لئے پیش قدمی کرنا کس آئین اور قاعدہ سے محبوب ہے اور پھر جبکہ وہ چھاپہ مارنا مال حاصل کرنے کے لئے نہ ہو بلکہ فقط اس وجہ سے ہو کہ یہ لوگ خداوندِ ذوالجلال کے باغی اور سرکش ہیں علاوہ ازیں سلاطینِ عام کی فوج کشی باعثِ صرتِ تو سببِ مملکت ہے جو سب کے نزدیک روا اور جائز ہے۔ اور حضرتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جہاد اور صحابہ کرام کا یہ تمام اقدام محض اعلیٰ کلمۃ اللہ اور اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے تھا تاکہ احکامِ خداوندی کی بے حرمتی نہ ہو سکے اور اشرارِ خداوند کو دگار کے احکام کا استہزار اور تمسخر نہ کر سکیں اور خدا کے نام لیا اپنے مولائے ضیق کا اطمینان کے ساتھ نام لے سکیں، کفار و فجار چاہے ایمان لائیں یا نہ لائیں مگر احکم الحاکمین اور شہنشاہِ سموات و ارضین کے احکام کے اجراء و تنفیذ میں مزاحمت نہ کر سکیں۔

حضرت یثرب بن نزن اور حضرت واژواہ حضرت سلیمان اور حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ التحیات کا جہاد اسی غرض سے تھا اور حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونے کے بعد اسی غرض سے دھال اور اس کے لشکر کے ساتھ جہاد فرمائیں گے جیسا کہ کاشفات یوحنا اور پلوس کے دوسرے خط تہلنکیوں کے نام میں مقرر ہے۔ دنیا کی جہاد سے جہاد اگر یہ چاہے کہ بدوں حکومت و سلطنت اور بدوں بدبہ و سطوت کے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کر سکے تو ناممکن ہے یا کوئی حکومت اگر یہ چاہے کہ اپنی قوم کو سے مراسم تقیہ اور رسوم باطلہ اور خیالات فاسدہ اور اوہام و افسانہ کو بدوں سیاست اور انضام کے مٹا دے تو امکان سے باہر ہے۔

پند و نصیحت بے شک مؤثر ہے لیکن مسلم طبیعتوں کے لئے۔ آپ کتنی ہی اخلاص اور مہر و مروت سے بہتر سے بہتر نصیحت فرمائیں لیکن ہیٹ و صرم طبیعتیں کبھی اثر پذیر نہیں ہو سکتیں۔

بنی زرع انسان کی طباع یکساں نہیں کسی کے لئے خدا نے کتاب اتاری اور کسی کے لئے ہوا اتارا۔ آج اگر ہزار و اعظمل کر یہ چاہیں کہ اپنی تقریر و پذیر سے کسی قبیح رسم کو مٹا دیں تو نہیں مٹا سکتے مگر ایک شاہی فرمان وقت و آمد میں ملک کے اس سرے سے اس سرے تک اس بُرائی کو مٹا سکتا ہے۔

نبی اکرم سید ولد آدم خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین کو جب احکم الحاکمین اور شہنشاہ سموات وارضین نے بشیر و نذیر بنا کر عالم کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تو اس وقت آپ باطل بن تنہا تھے نہ کوئی آپ کا معین و مشیر تھا نہ کوئی آپ کا وزیر یا تدبیر تھا۔

نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا تو حیدر بانی کی دعوت دی کہ خداوند فدا بجلال کو ایک مانو اور ایک جانو ایک سمجھو اُسی سے مانگو اُسی کے سامنے جھکو ہر بخش اور بے حیائی اور ہریری بات سے روکو اور محاسن اخلاق اور مکالمات انفعال کی ترغیب دی غرض یہ کہ آپ نے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی نہ چھوڑی کہ جس کی تعلیم و تلقین اور جس کا حکم نہ کیا ہو اور دنیا اور آخرت کی کوئی

برائی ایسی نہیں چھڑی کر جس سے منع نہ فرمایا ہو۔

سلیم لہانے نے آپ کے ارشاد سراپا ہدایت و ارشاد کو گوشِ ہوش سے سنا اور قبول کیا۔ اور جرمِ ہٹ و حرم اور ضدی اور مال و دولت کے نشہ سے غمور تھے۔ انھوں نے فقط انکار اور تکذیب ہی پر کفایت نہ کی بلکہ تکلیف اور ایذا اور تسخّر اور استہزاء پیل گئے۔ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ (جس کی تفصیل پہلے گذر چکی) مگر آپ مبرا و متعل فرماتے اُن گمراہوں کے لئے دعائے ہدایت فرماتے۔ اللہم اھد قومی فاسھم لا یعلمون۔ اللہ جل جلالہ کی طرف سے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اس کی مطلق اجازت نہ تھی کہ دشمنین مکہ سے زبان سے یا ہاتھ سے کسی قسم کا انتقام یا بدلہ لیں۔ بلکہ حکم یہ تھا،

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ
اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ (البقرہ، آیتہ ۱۰۹) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہاں تک کہ آپ اور آپ کے صحابہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور جہاد کی اجازت نازل ہوئی۔

حکم جہاد

ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور عائشہ صدیقہ اور ابو بکر صدیقؓ۔ زہری سعید بن جبیر۔ مجاہد عروہ بن زبیر زید بن اسلم۔ قتادہ۔ مقاتل بن حیان اور دیگر سلف سے یہ منقول ہے کہ جہاد کی اجازت

۱۔ ابن عباسؓ کی روایت سے احمد اور ترمذی، نسائی اور مستدرک وغیرہ میں مذکور ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن بتلایا۔
حکم کہتے ہیں کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے (مذہبانی و نوافل المعاد ابو ہریرہ کی روایت کو عبد اللہ بن ابی سہل نے ذکر کیا ہے۔ دار المنثور ص ۳۶) اور حضرت عائشہؓ کی روایت نسائی میں باسناد صحیح مذکور ہے۔ زرقانی ص ۳۰
ابو بکر صدیقؓ اور زبیرؓ اور سعید بن جبیرؓ کا ذکر۔ ابو بکر رازی خصائص احکام القرآن میں کیا ہے ص ۲۵ اور
مقاتل تک تفسیر ابن کثیر ص ۲۵ میں مذکور ہیں۔

میں جو آیت سب سے پہلے نازل ہوئی وہ یہ آیت ہے۔

اُمِّ ذَنْ لِلَّذِينَ يَعْتَدُونَ يَا نَهْمُ
تُطْمِئِنُّوا وَ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ
لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ
دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا
رَبَّنَا اللَّهُ ذُو كُوْنَا دَفْعَ اللَّهِ النَّاسَ
بِنَفْسِهِمْ بِبَعْضِ لَهْدٍ مَتَّ مَوَامِعِ
دَبِيعٍ وَصَلَوْتُ وَمَسْجِدٍ يُذَكِّرُ
فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَكِنْ فَرَنَ
اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ
عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّهُمْ فِي
الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا
الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالنُّعُوفِ
وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۝ وَلِلَّهِ
عَايِبَةُ الْأُمُورِ ۝

ہے اور اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کیا
مثلاً رہتا تو پہلے زمانہ میں راہبوں کے غلو تھلنے
اور نصاریٰ اور یہود کے عبادت خانے اور اس
زمانہ میں مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا
جاتا ہے سب منہدم ہو چکی ہوتیں اور بیشک اللہ
تعالیٰ مدد کرے گا اس شخص کی جو اس کے دین کی
مدد کرے گا بیشک اللہ نزدیک دست اور غالب
ہے اور ہم ایسے لوگوں کی مدد کریں گے کہ اگر ہم
ان کو روئے زمین کی بادشاہت اور حکومت بھی
دیں تو ہماری جادہ اطاعت سے ذرہ برابر مغرور

راجع، آیتہ: ۳۹-۴۱

نہیں گے نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور دوسروں کو ہر نیک کا حکم
کریں گے اور ہر بھائی سے منع کریں گے اور تمام امور کے انجام کا اللہ ہی کو اختیار ہے

لہ۔ علامہ زر قافی فرماتے ہیں کہ یہ آیت اصغر سہ میں نازل ہوئی۔ زر قافی ص ۲۴۱ اور بعض کے کلام سے معلوم
ہوتا ہے کہ قتال کی آیت کا نزول ہجرت کے پہلے سال میں ہوا۔

اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ پہلی آیت کہ جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی وہ یہ آیت ہے یعنی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقْتُلُونَكُمْ۔
 انور بن جریر من ابی العالیہ اور حاکم نے اکلیل میں یہ کہا ہے کہ رَتِ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّهُمُ الْجَنَّةَ ط
 قتال کے بارے میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی در تالی چم

جہاد کے اغراض و مقاصد

ان آیتوں میں حق جل و علا نے اجمالاً جہاد کے کچھ اغراض و مقاصد کا ذکر فرمایا ہے اور اشارہ لوگوں کے اس شعبہ کا بھی جواب دیا ہے کہ جہاد کی اجازت دیکر خونریزی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ جہاد اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں اپنا سابقین کو بھی جہاد کی اجازت دی گئی۔ ورنہ اگر جہاد کی اجازت نہ دی جاتی تو اللہ کا نام لینا دشوار ہو جاتا۔ اور تمام معاہدہ منہدم کر دیئے جاتے۔ اور خداوند ذوالجلال کی یہ قدیم سنت ہے کہ وہ اپنے مخلصین کو جہاد کا حکم و تیار رہا تاکہ مفسدین اور فتنہ پردازوں کے شر اور فساد کو دفع فرمائے۔
 کما قال تعالیٰ۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
 بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ
 اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ۔
 اگر اللہ بعض لوگوں کے شر اور فساد کو بعض لوگوں
 کے ہاتھ سے دفع نہ فرمائے تو تمام زمین میں
 فساد پھیل جاتا لیکن اللہ جہانوں پر بڑا ہی فضل
 فرمانے والا ہے کہ فتنہ اور فساد دفع کرنے کے لئے

جہاد کی اجازت دی۔

کند زنگے مست در کعبہ تے اگر چوب حاکم بنا شد ز پے

ان آیتوں میں جہاد کی عام و غرض دفاعیت کے علاوہ اس کی علت بھی بیان فرمائی ہے کہ صحابہ کرام کو کیوں جہاد و قتال کی اجازت دی گئی۔ وہ یہ کہ ان پر طرح طرح سے ظلم و زیادتی کی گئی اور بے قصور اور بلا وجہ اپنے گھروں سے نکال دئے گئے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور جہاد کی اجازت سے فقط مشرکین مکہ کے پنجہ ظلم سے چھڑنا مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان کی نصرت و حمایت کریں۔

وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَمَتَدِيرٌ
اور تحقیق اللہ تعالیٰ ان بے کسوں اور بے
سر و سامانوں کی فتح و نصرت پتلا رہے۔

اور اس قادر مطلق کو یہ قدرت ہے کہ روئے زمین ان کے قبضہ میں دین اور اپنے احکام کے اجراء و تنفیذ کی ملکنت و قدرت عطا فرمائیں تاکہ زمین پر دسترس پانے کے بعد خود بھی جان و مال سے خدا کی عبادت اور بندگی کریں نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور دوسروں کو بھی بھلی باتوں کا حکم کریں اور بُری باتوں سے منع کریں۔

یعنی جن لوگوں کو ہم نے جہاد کی اجازت دی ہے اور جن کی نصرت و حمایت کا وعدہ کیا ہے ان لوگوں کی شان یہ ہے کہ بادشاہ ہونے کے بعد سلاطین دنیا کی طرح عیش و عشرت میں مبتلا نہ ہوں گے بلکہ جان و مال سے خدا کے پورے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے اور دوسروں کو ٹھیک راستہ پر چلائیں گے، نیک باتوں کا حکم کریں گے اور بُری باتوں سے منع کریں گے، غرض یہ کہ خود کامل و مکمل ہوں گے اور دوسروں کے لئے مکمل ہوں گے خود بھی حمایت پر ہوں گے اور دوسروں کو بھی ہدایت لائیں گے۔ چنانچہ یہ اوصاف فاضلہ خلفاء راشدین میں علی وجہ اکمال موجود تھے اور کہیں نہ ہوں جن کو خدا آسانی بادشاہت کے لئے منتخب فرمائے اُن کے یہی اوصاف ہونے چاہئیں۔

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت میں حق جل شانہ نے

خلافت اور بادشاہت عطا فرمانے سے پہلے ہی اُن کی ثنا اور تعریف فرمائی کہ وہ خلیفہ اور بادشاہ ہونے کے بعد ایسے ہوں گے۔

جہاد کی حقیقت

جہاد جہد بمعنی طاقت سے مشق ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی طاقت کو عا شا مال و دولت کے لئے نہیں۔ عصبیت اور قومیت اور وطنیت اور اظہارِ مرادگی و شجاعت اور توسیعِ سلطنت و مملکت کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی طاقت کو پانی کی طرح بہا دینا اس کو اصطلاحِ شریعت میں جہاد کہتے ہیں۔

اعلا رکلمۃ اللہ یعنی اللہ کا بول بالا کرنا، اگر مقصود نہ ہو بلکہ فقط مال و زر مطلوب ہو یا قطعِ نظر حق اور باطل سے وطن اور قوم کی حمایت مقصود ہو یا اپنی بہادری اور شجاعت کا اظہار منظور ہو تو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہ جہاد نہیں جہاد تو وہ ہے کہ جو محض خالص اللہ جل جلالہ کے رضا اور خوشنوی کے لئے ہو، دنیادی اور نفسانی اغراض کے شائبہ سے بالکل پاک ہو۔

خلاصہ

یہ کہ خدا تعالیٰ کے وفاداروں کا خدا تعالیٰ کے باغیوں سے محض خدا کا باغی ہونے کی وجہ سے لڑنا اور اس کی راہ میں انتہائی جان بازی اور سرفروشی کا نام جہاد ہے بشرطیکہ وہ جان بازی اور سرفروشی محض اس لئے ہو کہ اللہ کا بول بالا ہو اور اس کے احکام بے حرمتی سے محفوظ ہو جائیں اور دنیا کا کسی قسم کا نفع مقصود نہ ہو۔ ایسی جان بازی اور سرفروشی کو شریعت اسلام میں جہاد کہتے ہیں۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغ
سرود ستاں سلامت کہ تو خنجر آرمائی

اگر مال مقصود ہو یا نام مطلوب ہو یا بلحاظ اسلام قوم و وطن مقصود ہو تو شریعت میں

وہ جہاد نہیں بلکہ ایک قسم کی جنگ ہے، چنانچہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ انسان کبھی انہماں شجاعت کے لئے جنگ کرتا ہے اور کبھی قومی غیرت و حمیت کی بناء پر لڑتا ہے؟ دینی اور دنیاوی نمود اور شہرت کے لئے ان میں سے کوئی جنگ جہاد فی سبیل کا مصداق ہے تو ارشاد فرمایا:

مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ سَلَمَةً لِلَّهِ هُوَ
الْعَلِيَّاءُ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (بخاری، مسلم)

جو شخص فقط اس لئے لڑے تاکہ اللہ ہی کا برل بالا رہے بس وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں ایک باب منعقد فرمایا۔ باب لا یتقال فلان شهید یعنی کسی کے متعلق تلخ طور پر یہ نہ کہا جائے کہ فلان شخص شہید مرا۔ اس لئے کہ نیت اور خاتمہ کا حال کسی کو معلوم نہیں اور اس باب میں ایک واقعہ روایت کیا کہ کسی غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکین سے مقابلہ ہوا تو قرآن نامی ایک شخص صحابہ کرام کے لشکر میں تھا جو درپردہ منافق تھا اس نے اس لڑائی میں مشرکین کا قرب مقابلہ کیا۔ اور کار نمایاں دکھلائے سہل بن سعد مدی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ

ما اجزا منا اليوم احدكما
اجزا من لا۔

آج ہم میں سے کسی نے اتنا کام نہیں کیا جتنا کہ
فلان نے کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا:

اما انه من اهل الناس
بالاخر کافروں سے لڑتے لڑتے یہ شخص شہید زخمی ہوا اور زخموں کی تکلیف سے گھبرا کر خودکشی کر لی۔ حافظ عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت یہ ہے کہ اس شخص نے اللہ کے لئے قتال نہیں کیا تھا بلکہ قوم کے لئے قومی حمیت کے جوش میں قتال کیا تھا، اس لئے ایسا شخص شہید نہیں کہلایا جاسکتا۔ اتنی کلامہ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی کی حمایت میں کافروں سے بھی جنگ کرے مگر خدا کے لئے نہیں بلکہ قوم اور وطن

کے لئے جنگ کرے تو ایسا شخص مجاہد اور شہید نہیں کہلایا جاسکتا چہ جائیکہ توہمی اور ملٹی بھائیوں کے ساتھ ہو کر اسلامی بھائیوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو۔ حافظ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ میدانِ قتال میں سب سے پہلے یہ شخص یعنی تیزان نکلا اور سب سے پہلے اس نے کافروں پر تیر چلایا اور للکار کر یہ کہا کہ اے آلِ اوس! اپنے حسبِ و نسب یعنی قبیلہ اور قوم کی حفاظت کے لئے قتال کرو توادۃ بن النعمان صحابیؓ کا جب اس شخص پر گزر رہا تو اس کی نازک حالت کو دیکھ کر یہ کہا:

هنيئاً لك الشهادة - اے تیزان تجھ کو شہادت مبارک ہو۔

تیزان نے یہ کلمہ سن کر جواب دیا۔

انی واللہ ما قاتلتُ على دين
ما قاتلت الا على الحفاظ
خدا کی قسم میں نے دینِ اسلام کے لئے قتال نہیں کیا۔ میں نے تو فقط قوم اور قبیلہ کی حفاظت کیلئے قتال کیا ہے۔

صانِ مطلب یہ تھا کہ قوم اور وطن کے لئے جنگ کرنے اور اس راویں مارے جانے سے آدمی مجاہد اور شہید نہیں بنتا، ہض خدا کے لئے جو قتال خدا کے دشمنوں سے ہو اس میں مارے جانے سے شہید بنتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے خود کشی کر لی۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کبھی کبھی مرد فاجر اور کافر کے ذریعہ سے بھی دین کو قوت پہنچاوتے یہ روایت عمدۃ القاری ص ۶۳ باب لا یتقال فلان شہید میں مذکور ہے۔ حق بل شانہ کا ارشاد ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ النِّعَةِ الْجَمْعَانِ اور جو کچھ تم کو مصیبت پہنچی جس دن دو جماعتوں

۱۵۔ - حافظ مقلانیؒ کی اصل عبارت یہ ہے ووجہ اخذ الترمذیہ مسلم شہداء برجمانہ فی امر الجبلہ فلو کان قتل لم یقتل ان یشتد الہل الشہادۃ وقد ظہر منہ انہ لم یقال للشدائہ قاتل فقتلوا فقتلوا علی کل مقتول فی الجبلانہ شہید لا قتال ان یکون شہیداً فہذا ہذا کہ ابابہ و اباب لا یتقال فلان شہید -

فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ
وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ
لَهُمْ تَعَاذُوا فَإِنَّ سَبِيلَ
اللَّهِ أَوْ أَذِ نَعُوا ط

یعنی کافروں اور مسلمانوں کا مقابلہ پہلے ہی احد
کے دن سودہ اللہ کے حکم سے ہوا اور اس میں حکمت
یہ تھی کہ مومنین مخلصین اور منافقین ایک لڑکے
سے تمیز اور جدا ہو جائیں اس لئے کہ مصیبت کے
وقت میں اخلاص اور نفاق ظاہر ہو جاتا ہے

۱۵

اس دن منافقین سے یہ کہا گیا کہ آؤ خدا کی راہ میں خدا کے لئے قتال کرو اور
اگر خدا کی راہ میں نہیں لڑتے تو تومی اور طنی حیت کے لئے اپنی قوم اور وطن اور
مال اور اولاد کی حفاظت کے لئے دشمن کی مدافعت کرو۔

کیونکہ اگر دشمن کا مایاب ہو گیا تو انتقام لینے میں مومنین اور منافقین کی تمیز نہ کرے گا اور عام
مسلمانوں کی طرح تم کو بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ یہ آیت رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول
کے ہارے میں نازل ہوئی۔ غزوہ احد میں مسلمانوں نے خدا کے لئے قتال کیا اور عبداللہ بن ابی
اور دیگر منافقین نے جو قتال کیا تو محض قومی اور طنی حیت کی بنا پر دشمن کی مدافعت کی جس سے
صاف معلوم ہوا کہ قوم اور وطن کے لئے دشمن کی مدافعت کرنے کا نام حیا و نہیں آیت شریفہ میں جو
أَوْ أَذِ نَعُوا كَرْتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَاتِمٌ تَرَادَّيَا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے جو ہم نے
عرض کیا۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ کچھ مسلمان (جنگ بدویں) مشرکین کی
تعداد بڑھانے کے لئے اہل مکہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نکلے اور بدر
کی لڑائی میں یہ مسلمان جو کافروں کی فوج میں شریک تھے صحابہؓ کے ہاتھ سے مارے گئے تو ان کے
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْهُمْ أَلَمَ لَهُمُ الْمَلَايَكَةُ
ظَالِمِينَ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ
قَالُوا كُنَّا مُتَضَاعِفِينَ فِي الْأَرْضِ
قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً
فَتَهَا جَبْرًا فِيهَا فَذُلُّنَا
مَا دَا هُمْ جَهَنَّمَ وَسَاوَتْ مَصِيرًا

تحقیق جن لوگوں کی فرشتوں نے روح قبض کی
ورائے لیکہ انھوں نے اپنی جان پر ظلم کیا تھا تو
فرشتوں نے ان سے بطور زبرد قریب یہ کہا کہ
تم کس حال میں تھے ان ظالموں نے کہا کہ ہم
سرزمین کفر میں مغلوب اور مجبور تھے فرشتوں
نے کہا کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ وطن
کو چھوڑ کر وہاں چلے جاتے ایسے لوگوں کا ٹھکانا

(النساء، آیت: ۹۷) جہنم جہاں اور برا ٹھکانہ ہے۔

یہ آیت جن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے باوجود دعائے
اسلام کے قوم اور وطن کے ساتھ ہجر اسلام کا مقابلہ کیا۔ اور قومی اور وطنی کافروں کے لشکر
میں ہجر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلے۔ (اعاذنا اللہ من ذلک)

خلاصہ کلام

یہ کہ اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے جو جنگ کی جائے اس کا نام جہاد ہے اور
وطنی کافروں کے ساتھ مل کر غیر وطنی کافروں سے بلا لحاظ اسلام محض وطن کی آزادی کے لئے
جنگ کرنے کا نام ہرگز ہرگز جہاد نہیں، حضرات انبیاء کلام نے اپنے ہم وطن کافروں سے نہ کبھی
اتحاد کیا اور نہ ان کی ساتھ مل کر کوئی مشترک حکومت بنائی بلکہ اپنے اصحاب کو سب جہاد
فرمائی اور اپنی قوم کے کافروں سے ہٹ کر اپنا الگ ٹھکانہ بنایا اور جہاد کی تیاری کی اور سب
پہلے اپنی کافر قوم پر حملہ آور ہوئے اور اس کو فتح کیا۔ ہر رسول نے سب سے پہلے اپنی قوم کے
کافروں سے جہاد کیا۔ غیر قوم کے کافروں سے بعد میں جہاد کیا۔ کَمَا قَاتَلْنَا قَاتِلُوا
الَّذِينَ يَكُونُ بَيْنَكُمْ وَالْكَافِرِينَ وَلِيَعْلَمَ مَا فِيكُمْ غِلْظَةً ۝ حضرت پرفور کے
تہم غزوات اور جہادات اپنی ہی قوم اور اپنے ہی خویش و اقارب اور اپنے ہی اغراء اور اجاب

تقوم پرستوں کا ایک مغالطہ

تو تم پرستوں کا یہ کہنا کہ ایک وطن اور ایک ملک کے باشندے سب ایک قوم ہیں۔

یہ ان کا ایک مغالطہ اور دھوکہ ہے، اس گمراہ کا ایک خاص نظریہ اور خاص عقیدہ ہے جو شخص اس عقیدہ اور نظریہ میں ان کا موافق اور ہم خیال ہے وہ ان کا دوست ہے اگرچہ وہ دوسرے ملک اور دوسرے وطن کا باشندہ ہو اور جو شخص اس نظریہ اور اس عقیدہ میں ان کا مخالفت ہو ان کا دشمن ہے اگرچہ وہ ان کا باپ یا بیٹا یا بھائی یا استاد ہی کیوں نہ ہو۔

مشرق اور مغرب کے باشندے جو اشتراکی عقیدہ رکھتے ہوں وہ دونوں ہا وجود بعد المشرقین کے قریب اور ایک ہیں اور وہ حقیقی بھائی ایک گھر کے رہنے والے اگر مختلف المسلک ہوں تو وہ دونوں ایک دوسرے سے غایت درجہ بعید ہیں معلوم ہوا کہ اتحاد کا دار و مدار وطنیت اور قومیت پر نہیں بلکہ اتحاد کا معیار اور مدار اتحاد و مسلک پر ہے پس اگر شریعت اتحاد اور اخوت کا مدار اسلام اور کفر پر رکھتی ہے تو اس کو تعصب اور تنگ نظری کیوں بتاتے ہو۔

شریعت کے کل احکام اسی ایمان اور کفر کی تقسیم پر مبنی ہیں مسلمان اور کافر ایک دوسرے کا وارث نہیں اسی اسلامی تعلق سے بلال حبشی اور صہیب رومی اور سلمان فارسی، اسلامی بلوچیا میں شامل ہو گئے اور ابو جہل اور ابولہب باوجود قرابت قریب کے بعید ہو گئے اور ابوطالب جیسا جان نثار چچا اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ سے نماز جنازہ اور مقابر مسلمین میں دفن سے محروم رہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابوطالب کے لئے دعا و مغفرت کا ارادہ فرمایا تو مانعت کی آیت نازل ہو گئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَهْمَابُ الْجَحِيمِ ۝ اور قیامت تک کے لئے حکم نازل ہو گیا کہ کافر اور مشرک رشتہ داروں کے لئے دعا و مغفرت بھی جائز نہیں۔

فَوَمَنْ أَحْبَبَ لَا عَصِيَّةَ فِي السَّوْءِ
قَسَامًا بِهِ وَبِحُسْنِهِ وَبِهَاسِهِ

آداب جہاد

- (۱)۔ جب جہاد کے لئے گھر سے نکلو تو اللہ کا نام لے کر نکلو۔
 (۲)۔ اتراتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے نہ نکلو۔
 (۳)۔ آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑانہ کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو
 کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔
 (۴)۔ مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہو۔ صبر اور تحمل سے کام لو۔
 (۵)۔ عین معرکہ قتال میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو جس کے لئے جان بازی اور سرفروشی
 کرنے نکلے ہو ایک لمحہ کے لئے اس سے غفلت نہ ہو قال تعالیٰ۔
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ
 فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ
 كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ . وَأَطِيعُوا
 اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا
 فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ
 وَلَا تُصَبِّرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ
 وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا
 مِنْ دِيَارِهِمْ أَبْطَرَاءَ وَرَهَاءَ النَّاسِ
 وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
 وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُخِيطٌ
- اسے ایمان والو جب کافروں کی جماعت سے
 تمہارا مقابلہ ہو تو امور بڑی کر ملحوظ رکھو۔
 (۱) جہاد میں ثابت قدم رہو۔
 (۲)۔ اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تاکہ اس کے
 نام کی برکت سے تم کامیاب ہو۔
 (۳)۔ اور ہر امر میں اللہ اور اس کے رسول کی
 اطاعت اور فرمانبرداری کو ملحوظ رکھو۔
 (۴)۔ اور آپس میں جھگڑانہ کرو کہ اس سے تم بزدل
 ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی
 (۵)۔ اور ان کافروں کی طرح حسرت ہو جاؤ کہ
 (جو اس واقعہ بدر میں) اپنے گھروں سے

اتراتے ہوئے اور دکھلاتے ہوئے نکلے ہیں اور لوگوں کو خدا کے راستے سے

روکنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا محیط ہے۔

(۶)۔ اپنی کثرت اور ساندساں پر کبھی مغرور نہ ہوا ورنہ کثرت سے کبھی گھبراؤ نہیں بہر

حال میں خداوند ذوالجلال پر اتنا داور بھروسہ رکھو فتح و نصرت کا مالک صرف اسی

کی ذات کو جانو، کمال تعالیٰ۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے بہت میدانوں میں تمہاری

مدد کی اور جنین کے دن جب تمہاری کثرت نے

تم کو غرور پسندی میں مبتلا کر دیا تو تم کو تمہاری

کثرت ذرہ برابر کام نہ آئی اور زمین باد جو و

وسیع ہونے کے تم پر تنگ ہو گئی، پھر تم پشت

پھیر کر بھاگ پڑے اللہ تعالیٰ نے یہی کنیت

اور طمانیت کو اتنا مالا دیا اپنے رسول پر اور

ایمان والوں پر اور ایسے لشکرا تارے جن کو

تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں کو سزا دی اور

اور یہی سزا ہے کافروں کی۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ

كَثِيرَةٍ. وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ

كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا

وَصَافَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَآرِحَبَشٍ

ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ

ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ

وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا

لَمْ تَدْرُهَا وَعَذَابَ الَّذِينَ

كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ

۱۰

(۱۰)۔ جب سوار ہونے لگو تو اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تمہاری آسائش کے لئے یہ

سااں سفر پیدا فرمایا اور یہ پڑھو۔

پاک ہے وہ فلات جس نے ان جانوروں کو ہماری

سواری کے لئے مسخر کر دیا ورنہ ہم میں اس کی

طاقت نہ تھی اور تحقیق ہم سب اللہ کی لٹنے والے ہیں۔

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا

وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ. وَإِنَّا إِلَىٰ

رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝

۱۱۔ التوبہ آیہ: ۲۶-۲۵۔

۱۲۔ زخرف آیہ: ۱۳۔

- (۸)۔ جب کسی ہندی پر چڑھو تو خداوندِ خدا بجلال کی عظمت و کبریائی کا خیال کر کے اللہ اکبر کہو اور جب تپتی اور نشیب کی طرف اُتر تو سبحان اللہ کہو۔ کہ وہ ہرستی سے پاک اور منزلِ آبِ اللہ اگر اپنے نفس سے فتح و ظفر نصیب فرمائے تو اُمیرِ لشکر کو چاہئے کہ مجاہدین کی صفیں قائم کر کے ان الفاظ میں اللہ کا شکر اور اس کی حمد اور شکر کرے اور تمام شکر آمین کہے۔

اللهم لك الحمد كله لا قابض لما بسطت ولا باسط
لما قبضت ولا هادي لمن اضللت ولا مفضل لمن هديت ولا معطي
لما منعت ولا مانع لما اعطيت ولا مقرب لما باعدت و
لا مباعد لما قربت اللهم ابسط علينا من بركاتك و
رحمتك وفضلك ورفقك • (رداء الناسی و ابنِ جبار)

- (۱۱)۔ فتح و نصرت کے بعد بطورِ غمخیزی نہ کہو کہ ہم نے فتح کیا بلکہ اللہ کی طرف منسوب کر دو کہ اُس نے محض اپنے فضل اور رحمت سے ہم کو فتح دی۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے واپس ہوتے تو یہ کلماتِ توحید آپ کی زبان پر ہوتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اٰبَتُونَ تَابِتُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدُهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَ حْدَهُ • (بخاری مسلم ترمذی نسائی)

- (۱۱)۔ گنت اور گھنٹا اور باجا ہمراہ نہ ہو جس قافلہ میں یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ فرشتے ان کے ہمراہ نہیں ہوتے۔ (رداءِ مسلم عن ابی ہریرۃ رض)

یعنی عیش و طرب کا کوئی سامان ساتھ نہ ہو۔

ناظرینِ کرام غور فرمائیں کہ اسلامی جہاد کی یہ شان ہے کہ دیکھنے میں مجاہدین کا لشکر ہے اور ورہ پڑہ توڑ السُّلُومَاتِ وَالْاَوْصِیِّیْنَ کے عاشقوں کا ایک گروہ جارہا ہے۔

جہاد کی اقسام

جہاد کی مختلف قسمیں ہیں، جہاد کی ایک قسم دفاع ہے جس کو دفاعی جہاد کہتے ہیں یعنی کافروں کی کوئی قوم ابتداءً تم پر حملہ آور ہو تو تم اس کی مدافعت کے لئے ان کا مقابلہ کرو جہاد کی اس قسم کو حق تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝
اور قتال کرو خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی مت کرو تحقیق اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُنَاقِلُونَ بَيْنَهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۚ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۝
مسلمانوں کو ان کافروں سے جہاد و قتال کی اجازت دی گئی کہ جو کافر مسلمانوں سے لڑتے ہیں اس وجہ سے کہ مسلمان ستم رسیدہ ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد پر قادر ہے یہ مسلمان اپنے گھروں سے محض بے وجہ نکالے گئے سوائے اس کے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار ایک اللہ ہے

جہاد کی دوسری قسم۔ اقدامی جہاد ہے یعنی جبکہ کفر کی توت اور شوکت سے اسلام کی آڑا دی کو خطرہ ہو تو ایسی حالت میں اسلام اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم دشمنان اسلام پر جارحانہ حملہ اور باجمانہ اقدام کرو کہیں کہ جب دشمنوں کی طرف سے خطرہ ہو تو اوسا احتیاط اور حفظ مانعہ کا مقصد یہی ہے کہ تم ان پر جارحانہ اقدام کرو تاکہ اسلام اور مسلمان کفر اور شرک کے فتنہ سے محفوظ رہو جائیں اور بغیر کسی خوف و خطر کے امن و عافیت کے ساتھ خداوندِ مہذب و مجلال کے احکام

کو بھالائیں اور کوئی قوت و طاقت ان کو ان کے سچے دین سے نہ ہٹا سکے اور نہ پھیر سکے اور نہ
 کوئی طاقت قانونِ خداوندی کے اجراء و تنفیذ میں مزاحم ہو سکے۔ اے موقع پر عقل اور فراست
 تدبیر اور سیاست کا یہی مقتضی ہے کہ خطرہ کو پیش آنے سے پہلے ختم کر دیا جائے، اس انتظار میں رہنا
 کہ جب خطرہ سر پہ آجائے گا اس وقت مدافعت کریں گے یہ اعلیٰ درجہ کی حماقت اور سفاہت ہے
 جس طرح شیر اور چیتے کو حملہ کرنے سے پہلے ہی نقل کر دینا اور کاٹنے سے پہلے ہی سانپ اور بچھوکا
 سرکھن دینا ظلم نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کا تدبیر اور انجام بخیر ہے، اسی طرح کفر اور شرک کا سراٹھانے سے
 پہلے ہی سرکھن دینا اعلیٰ درجہ کا تدبیر ہے۔ چور اور قزاق یا درندے اگر کسی جنگل اور بیابان میں جمع
 ہوں تو عقل اور دانائی کا مقتضی یہ ہے کہ قبل اس کے وہ شہر کا رخ کریں ان کو آبادی کا رخ
 کرنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے ورنہ دوسروں کے قتل میں اتمام ہی عقل اور دانائی ہے اور فَاتَّقُوا
الْمَشْرَکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ اور أَیْمَکُمَا تَقْفُوْا أَوْ قَاتِلُوْا اقلیل
 میں اسی قسم کے کافر مراد ہیں۔ ورنہ دوسروں کے قتل میں دناغ کا تصور کرنا اور یہ سوچنا کہ جب یہ درندے
 مل کر ہم پر حملہ آور ہوں گے اس وقت ہم ان کی مدافعت کریں گے، اس قسم کا تصور اہل عقل کے
 نزدیک کھل ہوئی حماقت اور نادانی ہے حتیٰ جل شانہ کے اس ارشاد مَرَارِشَادُ وَقَاتِلُوْهُمْ
حَتّٰی لَا تَکُوْنُ فِتْنَةٌ و وَلَا یَکُوْنِ الدِّیْنُ کُلًّا و لَا یَکُوْنِ الدِّیْنُ کُلًّا میں اس قسم کا جہاد مراد ہے، یعنی
 اے مسلمانو تم کافروں سے یہاں تک جہاد و قتال کرو کہ کفر کا فتنہ باقی نہ رہے اور اللہ کے دین کو
 پورا غلبہ حاصل ہو جائے، اس آیت میں فتنہ سے کفر کی قوت اور شوکت کا فتنہ مراد ہے اور وَلَا یَکُوْنِ
الدِّیْنُ کُلًّا اللہ سے دین کا ظہور اور غلبہ مراد ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے لَیْظْهَرَنَّ
الدِّیْنُ کُلُّہٗ یعنی دین کو اتنا غلبہ اور قوت حاصل ہو جائے کہ کفر کی طاقت سے اس کے مغلوب
 ہونے کا احتمال باقی نہ رہے اور دین اسلام کو کفر کے فتنہ اور خطرے سے بالکلیہ اطمینان حاصل ہو جائے۔
 اب رہا یہ امر کہ دین اسلام کو کفر کے فتنہ سے کس طرح اطمینان حاصل ہو سکتا ہے، سو اس
 اطمینان کی تین صورتیں ہیں ایک صورت تو اطمینان کی یہ ہے کہ کفار، مسلمانوں کے سامنے ہتھیار

گال دیں اور مسلمانوں کی رعایا بن کر اور جزیہ دے کر اسلامی حکومت کے زیر سایہ رہنا منظور کریں یا بجائے جزیہ کے مسلمانوں کے رقیق یعنی غلام بن کر رہیں۔

دوسری صورت اہلنیاں کی یہ ہے کہ کافر مسلمانوں سے پُرمان معاہدہ کریں تیسری صورت استیمان کی ہے یعنی کافر مسلمانوں سے امن اور پناہ طلب کر کے اُن کی پناہ میں آجائے۔ ان صورتوں میں ایسے کافروں سے جہاد و قتال کا حکم اٹھ جاتا ہے تیسریت اسلامیہ میں جہاد کا حکم کفارِ محاربین کے ساتھ مخصوص ہے، کافرِ فری اور ستامن کے احکام دوسرے ہیں۔

جو غیر مسلم اسلامی حکومت میں رہتے ہوں وہ اذروئے احکام اسلام عدالتی اور شہری احکام میں مسلمانوں کے برابر ہیں، ان کی جان و مال اور آمد کی حفاظت مسلمانوں اور اسلامی حکومت پر فرض ہے بشرطیکہ غذا کی اور خفیہ سازشیں نہ کریں اور دشمن اور غیر دشمن، مجارب اور غیر مجارب کے احکام میں فرق تمام عقلاء کے نزدیک مسلم ہے۔

جہاد کی مثال ۱۔ جہاد کی مثال اس طرح سمجھ کر جب کسی کے ہاتھ میں پھنسی یا پھوڑا نکل آئے تو پہلا درجہ مریم کا ہے کہ اس کے لگانے سے فاسد مادہ نکل جائے یا تحلیل ہو جائے دوسرے درجہ نشتر کا ہے کہ شگاف دے دیا جائے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر اس عضو کو کاٹ تاکہ دوسرے اعضا، صحیحہ اس سے متاثر نہ ہوں۔

ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کسی کا ہاتھ یا پیر کو کاٹ دے تو سب اس کے ممنون و مشکور ہوتے ہیں اور اگر انقدر نفیس کا ہدیہ اور نذرانہ پیش کرتے ہیں اور مدتِ العمر اس کی مدح میں رطب اللسان رہتے ہیں کہ اس نے اس عضو کو کاٹ کر باقی اعضاء کو گھنے اور سڑنے سے بچا لیا اور کوئی شخص ڈاکٹر کے اس فعل کو وحشیانہ اور ظالمانہ فعل نہیں کہتا اسی طرح اہلبار و روحانی (انبیاء و رسل) اذلاً کفر کے ذہل (بھوڑے)، پروغظ و نصیحت کا ہم ہم رکھتے ہیں اور اگر اس سے فائدہ نہ ہو اور عضو کے صحیح ہونے کی امید منقطع ہو گئی اس کے برعکس یہ خطرہ ہو جائے کہ یہ مرض متعدی ہو کر دوسرے اعضاء یعنی اہل ایمان کو بھی خراب کر دے گا تو پھر اس عضو کو کاٹ

ڈالتے ہیں تاکہ ہائی اعضاء اُس کے ضرر سے محفوظ ہو جائیں اور یہ غیث مادہ آگے نہ بڑھنے پلے۔
دوسری مثال :- چوروں اور رہنروں کی سرکوبی حکومت کے لوازم اور فرائض میں سے ہے اگر نہ کی جائے تو نظام حکومت درہم برہم ہو جائے۔ اسی طرح جولوگ دولتِ ایمان کے رہن ہوں اور یہ چاہتے ہوں کہ ہم سے ایمان اور حق کی دولت لوٹ کر لے جائیں اور اس امر کے خواہشمند ہوں کہ معاذ اللہ۔ اہل حق کو بھی اپنے جیسا رہن اور قزاق یعنی کافر بنالیں اور خداوندِ فدا الجلال کے وفاداروں کی فہرست سے اپنا نام کٹا کر باغیوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں تو ایسے لوگوں سے بھی جہاد و قتال کرنا میں حکمت اور عین مصلحت ہوگا بلکہ فرائض اور حاجب ہوگا اور شریعت کے لوازم اور فرائض میں سے ہوگا کہ ان قزاقوں کا قلع تھ کرے۔

جہاد کی غرض و غایت :- جہاد کے حکم سے خداوندِ قدوس کا یہ ارادہ نہیں یکلخت کافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اللہ کا دین دنیا میں حاکم بن کر رہے اور مسلمان عزت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور امن و عافیت کے ساتھ خدا کی عبادت اور اطاعت کر سکیں کافروں سے کوئی خطرہ نہ رہے کہ اُن کے دین میں غلط انداز ہو سکیں۔ اسلام۔ اپنے دشمنوں کے نفس و جود کا دشمن نہیں بلکہ ان کی ایسی شوکت و حشمت کا دشمن ہے کہ جو اسلام اور اہل اسلام کے لئے خطرہ کا باعث ہو۔

دنیا کی مہذب اور متمدن قومیں اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ اپنی جان و مال عزت اور آبرو کی حفاظت کے لئے جنگ کرنا انسان کا فطری حق ہے اور ایک شریفانہ اور بہادریانہ خیال ہے لیکن نہ معلوم مسلمانوں کے لئے اس حق کے تسلیم کرنے میں کرنے میں کیوں بخل کیا جاتا ہے۔ دنیا کی ہر مہذب اور متمدن سیاسی پارٹی ہر جائز اور ناجائز جھوٹ اور سچ مکر اور فریب جس طرح بھی ممکن ہو اپنے تفوق اور اقتدار کی طلب کا رہے اور اپنے مخالفین کو زیر کرنے میں جو حربہ بھی استعمال کیا جائے اس کا نام سیاست اور تدبیر رکھتی ہے لیکن اگر حق اور حقانیت، جائز طریق اور غایت عدل اور نہایت انصاف کے ساتھ باطل پر اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتا ہے۔

تو خود غرضوں کی پارٹیاں اس کا نام تعصب اور مذہبی جنون رکھتی ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ جس دینِ حق میں اپنے دشمنوں پر جھوٹ بولنا اور ان پر تہمت لگانا اور ان پر ظلم و ستم کرنا حرام ہے اور دنیا کے جان و مال اور عزت اور آبرو کی حفاظت اس کا اولین فریضہ اور مقصد ہے اس کے تفوق اور برتری اور اُس کے حاکم نہ اقتدار پران خود غرض پارٹیوں اور سیاسی جوروں اور قزاقوں کا کیا منہ ہے کہ اس دینِ برحق کی عادلانہ جدوجہد میں کچھ لب کشائی کر سکیں۔

جہادِ اسلامی کا مقصد یہ ہے کہ حق اور حقیقی عدل و انصاف دنیا کا حاکم بن کر رہے اور خود غرض افراد یا پارٹیوں دنیا کے امن کو خراب نہ کر سکیں۔

جس جنگ کا مقصد یہ ہے کہ عدل و انصاف اور امانت و صداقت کی حفاظت ہو جائے اور رشوت خواری اور چمڑی اور بدکاری اور بدکاری اور بداخلاقی اور بے حیائی اور تمام برائیوں اور خود غرضیوں کا قلع قمع ہو جائے ایسی جنگ بربریت نہیں بلکہ اعلیٰ ترین عبادت ہے اور خلقِ خدا پر انتہائی شفقت و رحمت ہے۔

اور قرآن کریم میں جو جزیہ کا حکم مذکور ہے اس سے مقصد یہی ہے کہ کفر اور باطل کا زور ٹوٹ جائے اور حق اور عدل کے برتری اور حکمرانی کے سامنے باطل اپنی گردن جھکا دے آیت جزیہ میں حَتَّىٰ يَعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ۔ صغیر سے ایسی ہی ذلت اور کمتری مراد ہے اسی جزیہ دینے والوں کو اصطلاح شریعت میں ذمی اور معاہدہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

اسلام اور جہاد

جہاد لوگوں کو جبراً مسلمان جانے کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی عزت اور ناموس کی حفاظت کے لئے ہے اور دنیا کی کوئی قوم اور عالم کا کوئی مذہب بدون حکومت کے اپنی حفاظت

نہیں کر سکتا مخالفین اسلام، آسمان اور زمین کو سر پر اٹھائے ہوئے ہیں اور زبان اور قلم سے ٹیٹھڑا پٹیتے رہتے ہیں کہ اسلام بنور شمشیر پھیلا۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ شریعت اسلامیہ میں مسلمان و شخص کہلاتا ہے کہ جبر و رضاء و رغبت و حقانیت اسلام کا زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرے اور جو شخص کسی طبع اور لالچ یا کسی خوف اور ہراس سے اسلام کا محض زبان سے اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق اور اعتقاد نہ رکھے تو وہ شخص شریعت اسلامیہ میں مسلمان نہیں بلکہ منافق کہلاتے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد جانم اور یقین تام رجحان اسلام کا جزو لا ینفک بلکہ اسکی معین حقیقت ہے کسی جبر و اکراہ سے حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ کسی ترغیب و ترہیب سے، اور نہ کسی تحریص و تحذیر سے۔ زبان اگرچہ جبر و اکراہ سے کسی شئی کا اقرار کرے مگر قلب جب ہی تصدیق کر سکتا ہے کہ جب اس کو براہین اور دلائل سے اس کا حق ہونا منکشف ہو جائے عالم کی تمام قوتیں بھی اگر یہ چاہیں کہ جبر و اکراہ سے کسی کے قلب کو مطمئن کر دیں تو ناممکن لادریحال ہے، نتیجہ تبر اور خیر سے کوئی عقیدہ قلب میں نہیں اتر سکتا۔ اور غالباً اس واضح حقیقت کا کوئی معمولی سے معمولی عقل والا بھی انکار نہیں کر سکتا لہذا یہ کہنا کہ اسلام بنور شمشیر پھیلا ہے بالکل غلط ہے۔

(۶)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و رضو اعنہ کا کفار مکہ سے ہاتھ سے مسلسل تیرہ سال تک طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کرنا، ماں باپ خویش و اقارب سب کو اسلام کی خاطر چھوڑ بیٹھنا اس امر کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ انھوں نے اسلام کو بہ بنوار رضاء و رغبت قبول کیا تھا اور اسلام کی حلاوت و شیرینی ان کے دلوں میں ایسی اتر چکی تھی کہ جس نے دنیا کے تلخ سے تلخ مصائب کو شیریں اور لذیذ بنا دیا تھا اور نالذیذ بنایا کہ جان و مال سب ہی اس پر قربان کر ڈالا۔ مخالفین اور معترضین و رتبلائیں تو سہی کہ جو شئی بھر و اکراہ اور گردن پر تھوار رکھ کر منوائی جاتی ہے کیا اس کی یہی شان ہوتی ہے۔

(۷)۔ نیز شریعت اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ برضاء و رغبت اس کے احکام کی تصدیق کریں تاکہ ثواب اور نجات آخر دی اس پر مرتب ہو سکے بندہ ایمان اختیار کیا مکتف

ہے، اللہ اس کے رسول کے نزدیک وہی ایمان اور اسلام معتبر ہے کہ جہول سے ہر اجاری اور اضطراری ایمان کا اعتبار نہیں اسی وجہ سے ارشاد ہے

وَكُوْا شَاءَ دَعْوَاكَ مَنْ فِي الْاَرْضِ
اگر خدا چاہتا تو تمام روئے زمین والے
كُلُّهُمْ جَبِيْعًا ۚ اَنَآنْتَ تَكْفِرُ النَّاسَ
ایمان لے آتے۔ کیا آپ لوگوں پر مبر
حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝
کر سکتے ہیں کہ وہ سب مومن ہو جائیں۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِرْ سَوْمَنْ
جو چاہے ایمان لائے اور جس کا دل چاہے
شَاءَ فَلْيُكْفُرْ ۝
وہ کفر کرے جی واضح ہے جبر کی ضرورت نہیں

(۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس وقت تنہا تھے کوئی حکومت اور سلطنت آپ کے پاس نہ تھی، نہ ہاتھ میں کوئی تلوار تھی جس سے نہ ایمان لانے والوں کو ڈرتے ہوں غیروں کا زکریا ذکر کنبہ اور خاندان جو انسان کا حامی اور مددگار ہوتا ہے وہی آپ کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہو گیا تھا ظلم و ستم کی کوئی نوع اور کوئی قسم ایسی باقی نہ چھوڑی کہ جس کا آپ پر اور آپ کے اصحاب پر تجربہ نہ کر لیا ہو۔ اگر وہی ربانی آپ کی تسلی اور دلاسا نہ کرتی تو پھر ان مصائب و لواشب کا تحمل تقریباً ناممکن تھا۔ ایسی حالت میں کیسے جبر اور اکراہ ممکن ہے۔

(۵)۔ بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ سال آپ کا قیام رہا۔ اسی زمانے میں اور اسی حالت میں صدیق باقی اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، ابوذر غفاری شروع ہی زمانے میں سلمان ہوئے اور جب واپس ہوئے تو ان کی دعوت سے نصف قبیلہ غفار مسلمان ہو گیا۔ ہجرت سے قبل تراشہ سرد اور اٹھالٹھ عورتوں نے، اکہ جو مشرقت باسلام ہو چکے تھے، کفار مکہ کی ایذاؤں سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ہنشاہی شاہ حبشہ جعفر طہید کی تقریریں کو مشرقت باسلام ہوا۔ ہجرت سے قبل مدینہ کے شتر آدمیوں نے مقام منیٰ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت

کی مصعب بن عمیرؓ کے وعظ سے ایک ہی دن میں تمام قبیلہ بنی عبدالاشہل مدینہ منورہ میں مشرف باسلام ہوا بعد ازاں باقی ماندہ انصار بھی مشرف باسلام ہو گئے۔

یہ سب قبائل جہاد کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہوئے اور ابو بکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیع جنہوں نے چار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجایا یہ بیادارانِ اسلام بھی آیت جہاد و قتال کے نازل ہونے سے پہلے ہی اسلام کے حلقہ بگوش بن چکے تھے۔

(۶)۔ خیران اور شام کے نصاریٰ کو کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ بطور وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اسلام قبول کریں۔ ہر طرف سے وفد کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسلام قبول کرتے۔ جبر تو درگنا آپؐ نے تو ان کے بلانے کے لئے کوئی قاصد نہیں بھیجا تھا۔ جیسا کہ آئندہ چل کر وفد کا بیان پڑھنے سے معلوم ہوگا۔

(۷)۔ مسئلہ جہاد اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ انبیاء سابقین کی شریعت میں بھی میسرہ موجود تھا پس اگر اسلام کی ترقی اور اشاعت کا سبب صرف جہاد ہے تو دوسرے جن میں یہ موجود تھا وہ کیوں اس سرعت کے ساتھ شائع نہ ہوئے۔ خصوصاً جبکہ تاریخ میں بکثرت ایسی نظیریں موجود ہیں کہ بروقت قدرتِ سلاطین و یہود و نصاریٰ نے اپنے اپنے مخالفین کا قتل عام کرایا ہے۔

(۸)۔ سلاطین اسلام اگر لوگوں کی جبراً مسلمان نہ کرتے یا اُس قسم کی تدبیریں کرتے جو عیسائیت کے لئے کی گئیں اور کی جا رہی ہیں تو کم از کم اسلامی قلم نویسوں کو کسی غیر مذہب کا وجود باقی نہ رہتا۔ اس لئے کہ اگر حق و صداقت کے ساتھ مادی امانت و مساعدت بھی شامل ہو جائے تو پھر حق کے تہل کرنے میں کیا مائل ہے جبکہ طبع اور لاپرواہی سے تخلیث کا گو گھدھنڈا اور ایک ذاتِ انسانی میں باوجود ہزار اہتمام کے بغیریت اور الوہیت کا اجتماع اور خیر اور محبہ خدا اور مادہ اور رُوح کو خدا تعالیٰ کی طرح قدیم اصالتی الہی اور سرمدی منوایا جاسکتا ہے تو خداوندِ اکمل کی توحید

خاص اور یکتائی اور اس کی بے چونی اور چگونگی اور شانِ عظیمی و تقدیری اور مبعی و بصیر کی کو طبع و لالچ سے منوانا کیا مشکل ہے مگر اسلام کا خدا داد حسن و جمال اس سے منفرد اور مستغنی ہے کہ درہم و دینار کی چمک کو ذریعہٴ اشاعت بنائے اور شیطانِ کائنات کے ذریعے سے اپنے تیر چلائے جو لوگ اس راہ سے کسی مذہب کو اختیار کرتے ہیں وہ خدا کے بندے نہیں بلکہ وہ درہم اور دینار کے بندے ہیں، نعوذ باللہ من ذلک۔

(۱۹)۔ نیز اسلام کے قوانین خود اس کے شاہد ہیں کہ اسلام بزرگِ شمشیر نہیں بھیلایا اس لئے کہ اسلام میں اشاعتِ اسلام کا قانون یہ ہے کہ جب کسی قوم پر حملہ کرو تو اذل ان پر اسلام پیش کرو کہ ایمان لے آؤ پس اگر وہ ایمان لے آئیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں سب برابر ہو اور اگر اسلام نہ لائیں اور اپنے مذہب پر قائم بننا چاہیں تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ تم اسلامی حکومت کی اشاعت کا عہد کرو اور جزیرہ دنیا قبول کرو اور حکومت میں کوئی بدامنی نہ بھیلاد تو ہم تمہاری جان اور آبرو کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، تمہاری جان اور مال اور آبرو کی حفاظت مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو کی طرح ہوگی اس شرط کے ساتھ تم اسلامی حکومت میں عیسائی اور یہودی اور مجوسی بن کر رہ سکتے ہو حکومت اسلامیہ مذہب میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی اور مزید برآں تمہارے لئے یہ آزادی ہوگی کہ اسلام اپنے خاص حکام تم پر جاری نہ کرے گا، مثلاً شراب پینا اسلام میں منع ہے اور تمہارے مذہب میں جائز ہے اس لئے اسلام تم کو شراب پینے اور اس کی خرید و فروخت سے تم کو منع نہ کرے گا نکاح کے لئے اسلام میں جو خاص شرائط ہیں اسلام تم کو ان کے کرنے پر مجبور نہ کرے گا تم کو اپنے سدا ج کے مطابق نکاح کرنے کی اجازت ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

اور اگر جزیرہ دنیا بھی منظور نہ کریں تو پھر شمشیر کا حکم ہے معلوم ہو گا کہ شمشیر کا حکم مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ آخری درجہ میں ان کی مکرش کی جواب میں ہے، پس اگر اسلام تمہارے سے بھیتا تو

۱۰۔ شیطان کا مقولہ ہے کہ عورت میری قدیم ترس یعنی پرانی کمان ہے۔ اس کے ذریعہ سے جو تیر چلاؤ ہوں وہ خطائیں جاتا۔ ناہم ذلک واستقم۔

سب سے پہلے تو اراکِ کلمہ ہوتا تیسرے درجہ میں نہ ہوتا۔

(۱۰)۔ اگر اسلام جبر و اکراہ سے پھیلتا تو جبر و اکراہ سے اسلام لانے والے اسلام پر عاشق اور فریفتہ نہ ہوتے اس لئے کہ جبر و اکراہ کا اثر ظاہر و باطن پر ہوتا ہے قلب پر نہیں ہوتا پس جو لوگ جبراً مسلمان بنائے گئے ان کی حالت یہ ہوتی کہ ظاہر میں زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھتے اور دل میں اس سے متنفر اور مبغض رہتے حالانکہ یہ لوگ دل و جان سے ظاہر و باطن جلالت اور خلوت میں اسلام پر فریفتہ اور شیدائے اور بہ نسبت مسجد کے گھر میں زیادہ عبادت کرتے تھے اور اسلام پر اپنی جان اور مال دینے کو سعادت سمجھتے تھے علاوہ ازیں شریعتِ اسلامیہ کا مسئلہ ہے کہ جو شخص محض زبان سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لے اس کا قتل جائز نہیں پس جس مذہب نے دشمن کے ہاتھ میں یہ سپردے رکھی ہو کہ ایک مرتبہ زبان سے کلمہ پڑھ لینے پر فوراً چھوڑ دے ہاڑ گے کیا وہ مذہب جبر و اکراہ سے پھیل سکتا ہے جبر کہ اس میں گنجائش ہی نہیں۔ ہر کارفرما تقیہ کر کے کلمہ پڑھ کر قتل سے بچ سکتا ہے اور پھر قدرت اور موقع پانے پر اپنے سابق مذہب کی طرف عود کر سکتا ہے آخر اس کی کیا جھک جو لوگوں نے بقول معتزلیں جبر و اکراہ سے اسلام کو قبول کیا تھا وہ ساری عمر کیوں اس جبر کے پابند رہے موقع پا کر اپنے سابق مذہب کی طرف کیوں نہ لوٹ گئے۔ فَبَلَّغْ عَنِّي مَا كَانَتْ

اسلام اور مسئلہ غلامی

حق جل شانہ نے جبر عزت اور کرامت انسان کو دی وہ کسی مخلوق کو نہیں دی۔ اپنی خاص صفات کمایہ۔ علم و قدرت مع و بصیرت حکم و ادا و کا منظر اور تعجب گاہ بنایا اپنی خلافت سے سر فراز فرمایا مسجود ملا کہ بنایا تمام مخلوق پر اس کو نصیحت دی حتیٰ کہ اطمینان یمن یہ لہر اٹھا ہذا الَّذِي كَرَّمْتُ عَلَىَّ۔ تمام کائنات کو اس کے لئے پیدا کیا اور اس کو اپنی عبادت اور عبادت کے لئے بنایا اس کو وہ حریت اور آزادی عطا فرمائی کہ تمام دوسرے زمین اس کی ملک اور تصرف میں دی، کہا قال قُلْ لِّمَنۢ لَّعَلَّكُمْ تَعْبُدُونَ اِنِّیۡ اِلَٰهٌۭ وَحْدٌۭ ۙ جَمِیۡعُۙ عَاۡلَمِیۡنَ لیکن جب اس نادان انسان نے اپنے

خالق اور پروردگار کے واجب الاطاعت ہونے ہی سے انکار کر دیا اور خداوند ذوالجلال سے بغاوت (کفر) کی ٹھان لی اور انبیاء و مرسلین سے مقابلہ اور مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آیا تو ساری کرامتیں اور عترتیں خاک میں مل گئیں اور وہ حریت اور آزادی جو اس کو عطا کی گئی تھی وہ یکجہت سلب کر لی گئی اور حق جل و علانے اس باغی اور سرکش انسان کو اپنے اُن عباد صالحین کا رجھوں نے اس کا بول بالا کرنے کے لئے ہان بازی اور سرفروشی کی) عبادِ مملوک بنادیا اور ان کو یہ اجازت دی کہ بہائم اور اموالِ مملوک کی طرح جس طرح چاہیں اس کی خرید و فروخت کر دے تم کو اس کی بیع و شراء بہہ اور رہن کا کئی اختیار ہے اور یہ تمہاری بغیہ اجازت کے کوئی تصرف نہیں کر سکتا جرم کی سزا اس کی نوعیت کے لحاظ سے ہوتی ہے جس درجہ کا جرم ہو گا اسی درجہ کی سزا ہوگی۔ چوری اور زنا کے مجرم چند روز سزا پانے کے بعد رہا کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ یہ جرم رعیت کے مقابلہ میں ہے لیکن بغاوت کا جرم معاف نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ حکومت کے مقابلہ میں ہے اور حکومت سے انحراف اور سربازی ہے اس درجہ سے ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ لَوْ
بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ
يَشَاءُ ۝

تحقیق اللہ تعالیٰ اس جرم کو معاف نہیں کریں گے کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور شرک سے کم درجہ کے جو گناہ ہیں وہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے۔

کیونکہ کافر و منکر اصولی طور پر خدا تعالیٰ کو واجب الاطاعت اور اس کے بھیجے ہوئے قانون کو واجب العمل نہیں سمجھتا اور نہ اپنے کو خداوند ذوالجلال کی مرضی کا پابند خیال کرتا ہے اس لئے یہ شخص خدا کا باغی ہے اگرچہ فطری یا عقلی یا اخلاقی طور پر اس سے ایسے ہی اعمال صادر ہوتے ہوں کہ جو شریعت کے مطابق ہوں کیونکہ یہ اطاعت اور متابعت نہیں بلکہ محض صورتہ قرآن و سنت اور موافقت ہے اصول طور پر یہ مخالفت اور باغی ہی ہے اور ظاہر ہے کہ اصولی مخالفت اور کل نافرمانی اور اعتقادی انحراف

کے بہتے بہتے جزئی اور ظاہری موافقت کیا مقبر ہو سکتی ہے اس لئے بغیر ایمان اور تسلیم کے مغفرت ناممکن ہے اور تمام اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ بغیر ایمان کے بیچ میں بخلاف مومن فاسق کے کہ اس کی مخالفت جزئی ہے وہ اصولی طور پر خدا اور اس کے رسول کو واجب الاطاعت سمجھتا ہے جب کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو بارگاہِ ولایت میں رجوع ہو کر بعدِ عجز و نیاز اور ہزارِ بجزائے و ندامت عفوِ تقصیر کی درخواست کرتا ہے اسی وجہ سے ارشاد ہے۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ۚ
وَلَوْ أَنِ اعْتَجَبَكُمْ ۖ أُولَٰئِكَ يَفْضَحُونَ
إِلَى النَّارِ ط

اور ایک غلامِ مسلمان آزاد کا فرسے کہیں بہتر ہے
اگرچہ وہ تم کو پسند آئے کیونکہ یہ لوگ جہنم کی طرف
بلاتے ہیں۔

جانِ شہداء اور نادار کو باغی اور فساد کے برابر کر دینا عقل اور فطرت اور توازنِ سلطنت میں صریح ظلم ہے وہ کوئی تمدنِ حکومت ہے کہ جس کے قانون میں۔ فرمانبردار اور مجرم تمام احکام میں مساوی ہوں خداوندِ عالم کا ارشاد ہے۔

أَتَجْعَلُ الْمُتْلِفِينَ
كَالْمُجْرِمِينَ۔ ط

کیا ہم اپنے فرمانبرداروں کو مجرموں کے برابر کر دیں
کہ دونوں کے احکام میں کوئی فرق نہ رہے۔

تمام تمدنِ حکومتوں میں باغیوں اور پولیٹیکل مجرموں کی سزا چوروں اور بد معاشوں اور دھوکہ بازوں اور جعل سازوں سے کہیں زیادہ ہے جس پر بغاوت اور سازش کا جرم ہم اس کی سزا بجز سزائے موت یا عمر بھر کی جلاستے وطنی اور کچھ نہیں ہوتی اگرچہ مادہ تمرد و عصیان اور سرکشی کا دونوں مجرموں میں ہے مگر چوروں اور بد معاشوں کا تمرد و رعیت کے کسی ایک یا چند افراد کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور باغیوں اور پولیٹیکل مجرموں کا تمرد اور عصیان سلطانِ وقت اور حکومت اور قانونِ حکومت کے مقابلہ میں ہوتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ یہ حکومت ہی مٹ جائے۔ اور تمام تمدنِ حکومتوں کی نظر میں بغاوت سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں۔ چوری اور بدی کا جرم بغاوت

کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا حکومتوں کا مسئلہ قانون ہے کہ جو شخص بغاوت کرے تو اس کی تمام نظری آزادی یکھنت سلب ہو جاتی ہے اور مال و جان و سب ضبط ہو جاتی ہے اور حق و ذیل چوپایہ کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگرچہ یہ پولیٹیکل مجرم کتنا ہی لائق اور عاقل اور فاضل کیوں نہ ہو اور عجیب نہیں کہ یہ مجرم عقل اور فہم اور تعلیم میں صدر جمہوریہ سے بھی بڑھ کر ہو پس جبکہ خالی اور مجازی حکومتوں کو اپنے باغیوں کی آزادی سلب کرنے کا اختیار ہے تو اس خداوند و الجلال کو جس نے ان باغیوں کو وجود اور حیات اور عقل اور فہم کی دولت عطا کی ہے یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے باغیوں کو کافروں سے اپنی دی ہوئی آزادی سلب کر سکے۔

الحاصل :- چونکہ غلامی خداوند و الجلال سے بغاوت یعنی کفر کی سزا ہے اس لئے اس مسئلہ کا ذکر نوریت اور انجیل میں بھی پایا جاتا ہے بلکہ کوئی ملت اور مذہب ایسا نہیں کہ جس میں غلامی کا مسئلہ نہ ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ استرقاق اور غلامی کا مسئلہ تمام ادیان اور ملل کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے۔

استرقاق اگر قبیح لذتہ ہوتا تو کسی شریعت میں ہمارے نہ ہوتا تو ریت و انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و مرسلین اس کے جائز رکھتے آئے۔ معاذ اللہ اگر استرقاق قبیح لذتہ تھا یا کوئی وحشاء نہ رسم تھی یا کوئی شرمناک فعل تھا تو حضرات انبیاء نے اس کو کیسے جائز رکھا کیا حضرات انبیاء کرام کو اس کا علم نہ تھا کہ استرقاق قبیح لذتہ ہے اور قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔ ماریہ قبطیہ بطور کنیز آپ کے فرش میں تھیں جن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدۃ العمر اس قبیح ذاتی کے مرتکب رہے اور معاذ اللہ قانونِ فطرت کے خلاف کرتے رہے اور اگر بغرض محال حضرات انبیاء سے اس بارے میں کوئی اجتہاد ہی غلطی ہو گئی تھی تو پھر سوال یہ ہے کہ اس علیم و تدبیر نے بذریعہ وحی کے اس غلطی پر کیوں نہ متنبہ کیا۔

اسلام سے پیشتر کوئی قوم ایسی نہ تھی کہ جس میں غلامی کا رواج نہ ہو اسلام آیا اس نے فقط

غلامی کو جائز رکھا لیکن ان تم میں جیسا سوز اور غلاط انسانیتِ امرد کو جو غلاموں کے ساتھ برتنے جاتے تھے بخلت بند کر دیا، ان کے ادران کے آقاؤں کے حقوق متعین کے طرح طرح سے ان کے آزاد کرنے کی راہیں بتلائیں جو کتبِ حدیث اور فقہ میں تفصیل مذکور ہیں۔

ہاں اسلام نے غلامی کو بالکلیہ ختم نہیں کر دیا کیونکہ وہ خداوند ذوالجلال سے بغاوت یعنی کفر کی سزا ہے۔ جب تک اس عالم میں کفر اور شرک باقی ہے اس وقت تک استرقاق اور غلامی بھی باقی ہے اور رہنی چاہیے جب جرمِ موجود ہے تو سزا کیوں نہ ہو، شریعت نے اصل غلامی کو باقی رکھا اور اس کے مفاسد کی اصلاح کر دی، اس میں شک نہیں کہ غلامی بہت بُری ذلت ہے لیکن کفر اور شرک کی ذلت اس سے کہیں زائد ہے، ہر جرم کا قبح اور اس کی برائی محدود ہے مگر خداوند ذوالجلال سے بغاوت اور سرتابی کے قبح اور برائی کی کوئی حد اور نہایت نہیں یہی وجہ ہے کہ کفر کی سزا دائمی عذاب اور ایمان کی جزا دائمی ثواب مقرر ہوئی کیونکہ کفر کے قبح اور برائی کی اور ایمان کے حسن اور خوبی کی کوئی حد اور نہایت نہیں اور اسلام کا مقصد ہی کفر کو ذیل کرنا ہے چھدی اور بدکاری کا منشا حرص اور شہوت ہے اور خداوند ذوالجلال سے بغاوت کا منشا اباہ اور استکبار یعنی تکبر اور نخوت ہے کما قال تعالیٰ: اَبٰی وَاَسْتَكْبَرُ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِیْنَ۔ اس لئے اوّل الذکر جرائم کی سزائیں کے مناسب تجویز کی گئی اور جس جرم کا منشا تکبر اور نخوت تھا اس کی سزا ذلت یعنی غلامی سے تجویز کی گئی۔ و جزا رسیۃ سیۃ بمثلہا اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو تسلیم کیا اور اس کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی دکھائی حق جل و علا نے اُن کی عزت افزائی فرمائی کہ ان کو۔ اِنْ تَكْبَرْتُمْ اِلٰہُكُمْ اَعْلٰی مِنْكُمْ اَوْ اَنْتُمْ اَعْلٰی مِنْهُمْ فَذَلِكُمُ الْعِزَّةُ وَلِلّٰہِ سُلُوْلُہٗمْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَیْكُمْ اَلْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

جو شخص اس عالم میں خیر شر ایمان اور بد شر ایمان اور کفر نیک اور بد شر ایمان اور کفر نیک کا قائل ہے اس کے لئے اس مسئلہ میں کوئی اشکال نہیں اور شخص سرے سے خیر اور شر نیک اور بد شر نیک ہی کا قائل نہیں اس سے ہمارا کوئی خطاب نہیں وہ انسان نہیں بلکہ حیوانِ مطلق ہے۔

قرآن کریم میں مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ کا لفظ پندرہ جگہ آیا ہے اور گناہوں کے کفارہ میں غلام کے آزاد کرنے کا حکم بھی قرآن کریم میں صراحتہً مذکور ہے اور اسی طرح غلاموں کو مکاتب بنانے کا حکم بھی قرآن کریم میں صراحتہً مذکور ہے اس قسم کی تمام آیات سے غلامی کا ثبوت اس درجہ واضح ہے کہ کسی بنیاد پر مشنوار کے سنے تو مجال انکار نہیں اور حدیث میں ہے المکاتب عبدان علیہ درجہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر ایک درجہ بھی باقی ہے، سعد بن معاذؓ نے جب بنی قریظہ کے بارے میں یہ حکم دیا کہ تقتل مقاتلتہم وتبسؤ ذمتہم کہ ان کے لڑنے والے جہان تو قتل کئے جائیں اور ان کی ذریت غلام بنالی جائے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ قُضِیَتْ بِحُكْمِ اللّٰهِ اے سعد تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا اور غزوہ اوطاس کے استرقاق بلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَمْ تُحْصِنْتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُکُمْ کہ قرآن وحدیث سے غلامی کا ثبوت اظہر من الشمس ہے۔

عارف رومی قدس اللہ سرہ السامی ثنوی رحمۃ اللہ دفتر جہانم میں فرماتے ہیں :

در تفسیر این حدیث نبوی کہ اس حدیث نبوی کی تفسیر میں

اِنَّ اللّٰهَ لَعَالَمٌ خَلْقِ الْمَلَائِكَةِ
وہا کب فیہم العقل خلق الیہا ثم
وہا کب فیہا الشهوة وخلق نبی
آدم وورکب فیہم العقل الشهوة
فمن غلب عقله علی شہوته
فہو اعلى من الملائكة ومن
غلبت شہوته علی عقله فہو
ادنى من البہائم صدق النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا اور ان میں
خالص عقل رکھی اور یہاں تک کہ پیدا کیا اور ان میں
شہوت رکھی اور نبی آدم کو پیدا کیا اور ان میں
عقل اور شہوت دونوں رکھی پس جس کی عقل
شہوت پر غالب آگئی وہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ
اور ان سے بھی ادنیٰ کہ جس کی شہوت عقل پر غالب
آگئی وہ بہائم سے بھی بدتر ہے شک ایسا
بھی ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ
فرمایا۔

در حدیث آمد کہ یزدان مجید خلق عالم را سه گونه آفرید

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسم پر پیدا فرمایا ہے۔

یک گره را محمد علم و عقل و جود آں فرشتہ است و نداند جز بحد

ایک گروہ کو سرا یا علم و دانش اور محکم جود و کرم بنایا یہ فرشتوں کا گروہ ہے جو سوائے

سجود یعنی اطاعت خداوندی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

نیست اندر عنقرضش حرص و ہوا نور مطلق زندہ از عشق خدا

اس کی ماہیت میں حرص اور ہوائے فضالی کا کہیں نام و نشان نہیں نور سے پیدا ہوئے

ہیں خدا کے عشق اور محبت سے ان کی زندگی ہے۔

یک گروہ ہے دیگر از دانش تہی ۱ بہو حیواں از علف و زہی

دوسرا گروہ وہ ہے کہ جو عقل و دانش سے بالکل خالی ہے جیسے حیوان جس کا کام سوائے

چرنے اور موٹے ہونے کے کچھ نہیں۔

او نہ بیند جز کہ اسطبل علف از شقاوت غافل ست در شرف

وہ سوائے اسطبل اور چارہ کے کچھ نہیں جانتا شقاوت اور سعادت سے بالکل بیخبر ہے۔

آن سوم بہت آدمی زادہ بشر از فرشتہ نمی دشمنش زخہ

تیسرا گروہ یہ انسان ہے جس کا نصف حصہ ملکی ہے اور نصف ہماری یعنی حیوانی ہے

ملکیت اور حیوانیت سے مل کر کٹنا ہے۔

نیسم خرد و مائل سفلی بود نیسم دیگر مائل علوی بود

اس بشر کا نصف ہماری حیوانات کی طرح سفلیات کی طرف مائل ہے اور دوسرا نصف

ملکی ملائکہ کی طرح مائل بہ علویات ہے۔

تا کما دین غائب آید در نبرد زمین دو گانہ تا کما دین بر مانی

اور ان دو حصوں میں باہمی جنگ ہے دیکھئے کہ اب اس جنگ میں کون غالب آئے اور

اس امتحان میں کون بازی سے جائے۔

عقل گر غالب شود پس شد فزون از ملائک این بشر در آدموں
پس اگر اس امتحان میں عقل غالب آگئی اور حیوانیت مغلوب ہو گئی تو پھر یہ شخص ملائکہ اللہ سے
بھی افضل اور بہتر ہے کہ باوجود حیوانی اور شہوانی موانع کے عقل کو ترجیح دی۔ بخلاف ملائکہ
کے کہ ان کے میلان علوی میں کوئی شئی مزاحم نہیں۔

شہوت از غالب شود پس کمتر است از پیام این بشر زان کمتر است
اگر شہوت غالب آگئی تو پھر یہ شخص پیام اور حیوانات سے بھی بدتر ہے، کما قال تاملے
أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلَّغْ لَهُمُ الْفُتُورَ

اں دو قوم آسودہ از جنگ حراب دی بشر با دو مخالف در عذاب
وہ دونوں گروہ یعنی فرشتے اور پیام۔ نفس اور شیطان کے مجاہدہ اور مقابلہ سے فارغ
ہیں۔ مگر یہ تیسری نوع یعنی انسان عقل اور شہوت کی مخالفت اور منازعت سے ایک غلاب
اور کشمکش میں ہے۔

دی بشر ہم ز امتحان قسمت شدند آدمی فعل اند و سداست شدند
پھر یہ بشر باعتبار امتحان اور ابتلاء کے تین قسموں پر منقسم ہے، کما قال تاملے فَأَصْحَابُ
الْأَيْمَنِ مِمَّا أَصْحَابُ الْيَمِينَةِ وَأَصْحَابُ الشَّامَةِ ۖ مَا أَصْحَابُ
الشَّامَةِ ۖ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۖ أُولَٰئِكَ الْهَاقِقُونَ ۖ
ایک گروہ مستغرق مطلق شدہ ہجو عینی بالملک ملحق شدہ
ایک گروہ وہ ہے کہ جبرائیل جلالہ کی محبت اور عشق میں مستغرق اور فنا ہے اور حضرت
عینی علیہ السلام کی طرح فرشتوں کے ساتھ ملحق ہو گیا۔

رفائدہ) حضرت عینی علیہ السلام چونکہ فقرہ جبریلی سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے
وہ صورتہ انسان اور معنی فرشتہ ہیں تفصیل کے لئے فتوحات کبیرہ مخصوص الحکم کی مراجعت

کی جائے۔

نقش آدم ایک معنی جبریل رستہ از ششم و ہواؤ قال قیل
یہ گردہ صورتہ بشر ہے اور معنی جبریل ہے شہوت اور غضب اور ہر قسم کی قیل و قال
سے معرا اور متبرا میں یہ گردہ مقررین اور سابقین کا ہے۔

قسم دیگر اخسہ ان ملحق شدند خشم محض و شہوت مطلق شدند
دوسرا گردہ وہ ہے کہ جو گدھوں اور جانوروں کے ساتھ ملحق ہو گیا ہے اور سہرا
شہوت و غضب بن گئے ہیں کما مال تعالیٰ کَانَتْهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرٌ ۖ وَ قَالَ تَعَالٰی
اُولٰٓئِكَ كَاٰلُ نَعَامٍ بَلْ هُمْ اَصْلَٰؤُ۔

وصف جبریل و رایشان بود رفت تنگ بود آسختانہ و آن وصف رفت
وصف جبریل ان سے جاتا رہا غرت کی ٹنگی سے وہ وصف ان میں باقی نہ رہا یہ دوسرا
گردہ اصحاب الشمال کا ہے۔

ماندیک قسم دیگر اندر چہاد نیم حیوان نیسم جیسے بارشاد
میں قسموں میں سے ایک قسم باقی رہ گئی وہ عوام مومنین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اصحاب
الیمینہ یعنی اصحاب الیمین فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے لیکن ہنوز ان کا نفس
مطمئنہ نہیں ہوا۔ ایمان۔ اللہ کی طرف کھینچتا ہے اور نفس۔ لہذا اند اور شہوات کی طرف لیجانا چاہتا
ہے عجب کشمکش میں ہیں کبھی نفس حیوانی غالب آتا ہے اور کبھی ایمان اور ہدایت غالب آتی ہے۔
روز و شب در جنگ و اندر کشمکش کردہ چالش و ادش با آخرش
روز و شب یہی جنگ اور کشمکش ہے عقل کا نفس کے ساتھ اور روح کا جسم کے ساتھ مقابلہ
عارف مدعی کا یہ کلام ہم نے مختصر مع مختصر توضیح کے ذکر کر دیا ہے اب اہل مقصد کی
طرف رجوع کرتا ہوں۔

آدم پہر مطلب : انسان کو جو صفت حریت اور صفت آزادی حاصل ہے، وہ

اس کی ذات اور مابیت کا اقتضا نہیں کہ اس وصف کا انفکاک اس سے محال ہیں بلکہ صفات ملکی کے ساتھ منصف ہونے کا ثمر ہے، جب تک صفات ملکی کیساتھ متصف رہا اس وقت اس کو انادی حاصل رہی اور جب نعمات ہمیشہ کیساتھ متصف ہوا تو وہ حریت اور آزادی سب ختم ہو گئی۔
نصوص قرآنیہ سے یہ امر صراحتہ ثابت ہے کہ انسان کفر اور شرک کرنے سے بیہوش اور حیوانات کے حکم میں ہو جاتا ہے کما قال تعلقے!

إِنَّ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلَّغَهُمْ أَصْلًا سَبِيلًا۔
نہیں ہیں یہ کافر مکمل جو پایوں کے بلکہ ان سے کہیں زیادہ گم کردہ راہ میں۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا۔
تحقیق بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو اللہ کے منکر ہوئے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ۔
اور کافر دنیا میں خوب عیش کرتے ہیں اور چرواہوں کی طرح اندھا دھن اور کھڑے کھڑے اور چپے چپے کھاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ ذٰلِكَ

جیسا کہ آجکل اس حیرانی تہذیب اور یہی تمدن کا چرچا ہے حق تعالیٰ نے جو خبر دی تھی آجکل کی تمدن مجاس میں اس کی تصدیق بلکہ مشاہدہ ہو رہا ہے کیا دنیا کے عقلا و اخلاقی مجرموں کو حیوانات اور بیہوش سے بدتر نہیں سمجھتے تو پھر اگر اسلام خدا کے باغیوں کو حیوانات سے بدتر بتلاتا ہے تو کیا غلط کہتا ہے۔

پس جس طرح حیوانات پکڑنے اور شکار کرنے سے ملوک ہو جاتے ہیں اسی طرح خداوند ذوالجلال کے باغی اسیر اور گرفتار کرنے سے ملوک بن جاتے ہیں اور جس طرح حیوانات میں قید اور صید ہلک کا سبب ہے اسی طرح کفار پر غلبہ اور استیلا ان کے تلوک اور استرقاق کا سبب تام ہے۔ انسان تعمیران میں جو فرق ہے وہ محض عقل اور ادراک کی بنا پر ہے اور اسی وجہ سے تمام

عقلا کے نزدیک غیر ذوی العقول ہونے کی وجہ سے حیوانات کی بیخ و شرار فقط جائز ہی نہیں بلکہ مستحق ہے پس انسان جب بے عقلی پر اتر آئے اور کسی کی حق تلفی کرے تو ہر اوقات عدالت بھی اس کی بیخ و شرار کو کا عدم قرار دیتی ہے اور ہر اوقات عدالت جبراً اس کے اموال الماک فروخت کر کے لوگوں کے حق دلاتی ہے کیا یہ حریت اور آزادی کا مطلب نہیں۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ :- جاننا چاہیے کہ انسان کو جو فطرۃً آزاد کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حریت اور آزادی انسان کی نفس مابیت کے لوازم اور مقتضیات سے ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سان فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس لئے فطرۃً آزاد ہے اور جب اسلام زائل ہو گیا تو آزادی بھی زائل ہو گئی اور یہ غلامی اس جرم کی سزا ہے جو خلاف فطرت ہے اور اگر تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا جائے کہ آزادی انسان کا فطری حق ہے تو ہمارا یہ سوال ہے کہ یہ حق کس کا دیا ہوا ہے اور کیا یہ ایسا ائیل حق ہے کہ کوئی جرم کرو، کفر کرو، شرک کرو خداوند الجلال سے بغاوت کرو اس کے آثار سے ہونے قانون کے اجراء اور تنفیذ میں مداخلت کرو اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلاؤ ان کا تسخر کرو، ان کا مقابلہ کرو اس کے پرستاروں کو ستاؤ غرض یہ کہ جبریم چاہو کہ نہ مگر تمہارا یہ حق آزادی کسی طرح زائل نہیں ہو سکتا۔

کچھ اور خوب سمجھ لو کہ تمام ادیان سماویہ اور اہل البیہ اس پر متفق ہیں کہ کفر و شرک کے بعد حیات اللہ وجود کا حق بھی باقی نہیں رہتا۔ صفت حریت اور وصف آزادی کا تو ذی کیا ہے اور ایسا آزادی تو کسی بڑی سے بڑی متمدن اور جمہوری حکومت میں بھی کہ حکومت کو کبھی نہ مانو ورنہ اللہ حکام سلطنت کو کبھی نہ مانو۔ قانون حکومت کو کبھی نہ مانو اور اس کے خلاف تقریریں کرو اور اس کے اجراء اور تنفیذ میں مداخلت کرو اور پھر بھی تم آزاد ہو اور نہ کوئی گرفتاری عمل میں آئے۔ اور نہ کوئی مقدمہ چلایا جائے اور نہ تمہاری زمین اور جائداد پر حکومت قبضہ کرے اور تمہاری دولت کا سرمایہ جو تنگ میں جمع ہے وہ بھی ضبط نہ ہو۔ کیوں نہیں۔ جب تم حکومت سے بغاوت کرو گے تو حکومت بھی وہ سب کچھ کرے گی جس کے تم مستحق ہو اعضا جسمانی اور حیات انسانی امور فطریہ میں

سے ہیں لیکن حدود و قصاص میں اعضا رجمانی کا قطع اور حیات انسانی کا انزال اور اعدام واجب ہو جاتا ہے۔ ارتکاب جرم سے فطری حقوق ختم ہو جاتے ہیں اور کفر سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں

سیاسی غلامی

فرنگی قومیں اسلامی غلامی کا ذکر کرتی ہیں مگر تواریت اور بائبل میں جو غلامی کا مسئلہ مذکور ہے اس کا نام نہیں لیتیں اور سیاسی غلامی کو اپنے لئے واجب اور ضروری سمجھتے ہیں موجدہ سیاست نے پوری قوم اور پورے ملک کو غلام بنانے کے طریقہ ایجاد کر دیے ہیں اس لئے انفرادی غلامی کی ضرورت نہیں رہی اور آج بھی اس دور جمہوریت اور مساوات میں سفید فام کو سیاہ فام پر ترجیح دیتے ہیں چنانچہ امریکہ کی ولایات متحدہ میں سرخ فام باشندوں کے لئے سیاہ فام باشندوں سے الگ قانون بنا رکھا ہے۔

سلسلہ غزوات و سرایا

یعنی

راہِ خداوندی سے حضرت صحابہ کرام کی بے مثالے جانناڑی سے لے کر فرشتے اور خداوندِ اجلالہ سے سرتابی سے لے کر گردنے کٹنے کرنے والوں سے لے کر کلبے اور گردنے کٹنے کا ایک باب۔

جہاد کا حکم نازل ہوا اور آپ نے جہاد و قتال شروع فرمایا اور اطراف و جوارب میں لشکر روانہ فرمائے جس جہاد میں آپ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ علماء سنیہ کی اصلاح میں اس کو غزوہ کہتے ہیں اور جس میں آپ شریک نہیں ہوئے اس کو سریہ اور لغت کہتے ہیں۔

تعداد غزوات :- موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحق، واقدی، ابن سعد، ابن جوزی، دمیاطی عراقی نے غزوات کی تعداد تائیس بتائی ہے اور سعید بن مسیب سے جوہر اور جابر بن عبد اللہ سے اکیس اور زید بن ارقم سے اٹھ کی تعداد مروی ہے علامہ سیہلی فرماتے ہیں، وجہ اختلاف کی یہ ہے کہ بعض علماء کے چند غزوات کو قریب قریب اور ایک سفر میں ہونے کی وجہ سے ایک غزوہ شمار کیا اس لئے ان کے نزدیک غزوات کی تعداد کم رہی اور ممکن ہے کہ بعض کو بعض غزوات کا علم نہ ہوا ہو۔

تعداد و سرایا :- علی ہذا سرایا کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ ابن سعد سے چالیس اور ابی

۱۔ رواہ عبد الرزاق بسند صحیح ۱۲۔ ۲۔ رواہ ابو یعلیٰ باسناد صحیح۔ ۳۔ معاد البخاری و سلم والترزی ۱۲۔

۴۔ فتح الباری ۱/ ۵۱ ص ۲۱۸۱۔ زرقانی ج ۱ ص ۱۰۸۸۔

عبدالبرہہ بنیہیں اور محمد بن اسحق سے اڑتیس اور واقدی سے اڑتالیس اور ابن جوزی سے چھین کی تعداد منقول ہے تفصیل کے لئے زرقانی صفحہ ۳۶ کی مراجعت کریں ۱۲

سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ہجرت کے سات مہینے بعد رمضان المبارک ۱ھ میں یاربیع الاول ۱ھ میں علی اختلاف الاقوال تیس ہجریں کی جمعیت کو حضرت حمزہؓ کی سرکردگی میں سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا تاکہ قریش کے تین سو سواروں کا قافلہ جو ابو جہل کی سرکردگی میں شام سے مکہ واپس آ رہا ہے اس کا تعاقب کریں ہجرت کے بعد یہ پہلا سریہ تھا اس جمعیت میں ہاجرین کے سوا انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ جب حضرت حمزہ سیف البحر پر پہنچے اور رفیقین کا آمنہ سامنا کر گیا اور جنگ کے لئے حصین قائم ہو گئے۔ تو محمد بن عمر حبشی نے درمیان میں چکر بچ بچا کر دیا ابو جہل قافلہ لے کر مکہ چلا گیا اور حضرت حمزہ مدینہ واپس آ گئے۔ ۱۳

سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ :- پھر ہجرت کے آٹھ مہینہ بعد ۱۱ھ خوال ۱۲ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاجرین رضی اللہ عنہم کے ساٹھ یا اسی سواروں پر عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر رابغ کی طرف روانہ فرمایا۔ اس سریہ میں کوئی انصاری نہ تھا۔ وہاں پہنچ کر قریش کے دو سو سواروں کی جمعیت سے مدعیہ طیر ہو گئی۔ مگر لڑائی کی فوج نہیں آئی۔ بہت سلاہن ابی وقاصؓ نے ایک تیر چلایا۔ یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں چلایا گیا۔ ابو سفیانؓ بن حرب یا عکرمتہ بن ابی جہل یا کبیر بن حصن علی اختلاف الاقوال اس جماعت کے انسر

۱۴۔ بعض کہتے کہ اس سریہ میں کچھ انصاری تھے ابن سعد کہتے کہ صحیح یہ ہے کہ انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ غزوہ بدر سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی سریے روانہ کیے ان میں کوئی انصاری نہ تھا اس لئے کہ انصار نے یہ میں رو کر حفاظت کا وعدہ کیا تھا باہر جا کر لڑنے کا وعدہ نہیں کیا تھا اس لئے آپؐ غزوہ بدر میں انصار سے مطلب نہ کر دیا کہ تمہاری کیا رہنے ہے طبعات ابن سعد ص ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ طبعات ابن سعد ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳۔ ۱۴۸۴۔ ۱۴۸۵۔ ۱۴۸۶۔ ۱۴۸۷۔ ۱۴۸۸۔ ۱۴۸۹۔ ۱۴۹۰۔ ۱۴۹۱۔ ۱۴۹۲۔ ۱۴۹۳۔ ۱۴۹۴۔ ۱۴۹۵۔ ۱۴۹۶۔ ۱۴۹۷۔ ۱۴۹۸۔ ۱۴۹۹۔ ۱۵۰۰۔ ۱۵۰۱۔ ۱۵۰۲۔ ۱۵۰۳۔ ۱۵۰۴۔ ۱۵۰۵۔ ۱۵۰۶۔ ۱۵۰۷۔ ۱۵۰۸

تھے۔ مقداد بن عمرو۔ اور عقبہ بن غزوٰں جب پہلے سے مسلمان ہو چکے تھے مگر قریش کے پیغمبر میں ہونے کی وجہ سے ہجرت سے مجبور تھے۔ قریش کے قافلہ کے ہولے تاکہ جب موقع پڑے تو مسلمانوں میں جا ملیں۔ چنانچہ اس موقع پر جب مسلمانوں اور قریش کا مقابلہ ہوا تو یہ دونوں حضرات کفار کے گروہ سے نکل کر مسلمانوں میں آئے بلکہ

حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ کی روانگی چونکہ نہایت قریب قریب ہے اس لئے علماء کا اختلاف سے بعض حضرت حمزہ کی روانگی کو مقدم بتاتے ہیں اور بعض حضرت عبیدہ کی روانگی کو مقدم کہتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں بعثت معاً واقع ہوئے اس لئے اشتباہ ہو گیا کسی نے سر یہ، حمزہ کو مقدم بتلایا اور کسی نے سر یہ عبیدہ کو پہلے بتلایا اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ صحیح ہے۔

سر یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۱۔ پھر راہ ذی قعدہ ۱۱ھ میں بیس مہاجرین کی پاپیادہ جمعیت کو سعد بن ابی وقاص کی سرکردگی میں خزار کی طرف روانہ فرمایا۔

خزار محضہ کے قریب ایک وادی ہے۔ فدیہ غم بھی اسی کے قریب میں واقع ہے۔

یہ لوگ دن کو چھپ جاتے اور رات کو چلتے۔ خزار پہنچ کر معلوم ہوا کہ قریش کا قافلہ نکل چکا ہے، یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔ ۱۲ھ

جاننا چاہیے کہ واقعہ کی اور محمد بن سعد کے نزدیک یہ تینوں سر یہ ۱۱ھ میں ہجری میں مدائن گئے اور محمد بن اسحق یہ کہتے ہیں کہ یہ تینوں سر یہ ۱۱ھ میں ہجری میں بعد غزوۃ البوا کے مدائن گئے۔ ۱۲ھ اور ابن ہشام نے بھی اپنی سیرت میں اسی کو اختیار کیا ہے کہ اول غزوۃ مدائن کو ذکر کیا اور پھر سر یہ عبیدہ بن الحارث اور پھر سر یہ حمزہ کو ذکر کیا اور اس ناچیز نے حافظ ابن قیہاد علامہ قسطلانی اور علامہ زندقانی کا اتباع کیا۔

غزوہ البوار: یہ پہلا غزوہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نفس نفیس تشریف لے گئے اور غزوہ تبوک آخری غزوہ ہے۔

شروع صفر ۳۵ھ میں ساٹھ ہاجرین کو جن میں کوئی انصاری نہ تھا اپنے ہمراہ لے کر قافلہ قریش اور بنو غزوہ پر حملہ کرنے کے لئے البوار کی طرف روانہ ہوئے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانائین مقرر فرمایا اس غزوہ میں جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آپ البوار پہنچے تو قریش کا قافلہ نکل چکا تھا بنی نضیر کے سردار مخشی بن عمرو سے صلح کر کے واپس ہوئے شرائط صلح یہ تھیں کہ بنو نضیر نہ مسلمانوں سے جنگ کریں گے اور نہ مسلمانوں کے کسی دشمن کی مدد کریں گے اور نہ مسلمانوں کو کبھی دھوکہ دیں گے اور عند الضرورت مسلمانوں کی اعانت اور امداد کرنی ہوگی۔ ۳۵ھ

اس غزوہ کو غزوہ دؤان بھی کہتے ہیں۔ البوار اور دؤان دو مقام ہیں جو قریب قریب ہیں جن میں صرف چھ میل کا فاصلہ ہے

اس غزوہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ روز کے بعد بلا قتال مدینہ منورہ واپس ہو گئے اس سفر میں نوبت قتال کی نہیں آئی عیون الاثر ۲۲/۱ فتح البدی ۲۱۱/۱ ۳۵ھ

غزوہ بلواط:

پھر آپ کو بذریعہ وحی یہ معلوم ہوا کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ مکہ جا رہا ہے اس لئے آپ ماہ ربیع الاول ۳۵ھ یا ربیع الثانی میں دو سو نو کوئے قریش کے اس قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے بلواط کی طرف روانہ ہوئے اور سائب بن عثمان بن مظعون کو جو سابقین اہلین اور ہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا۔

۱۔ البوار بیح الہمة وسكون الموحدة بالمدن قریہ من عل الفرج یلہا دین الجحہ من جہۃ المدینۃ ثلاثہ عشر و مئۃ
میلان فتح الہامی ص ۱۱۱ کتاب المغازی - ۳۵ھ طبقات ابن سعد - ج ۲، ص ۳۰
۲۔ عیون الاثر - ج ۱، ص ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ - ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ - ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ - ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶ - ۱۴۳۷ - ۱۴۳۸ - ۱۴۳۹ - ۱۴۴۰ - ۱۴۴۱ - ۱۴۴۲ - ۱۴۴۳ - ۱۴۴۴ - ۱۴۴۵ - ۱۴۴۶ - ۱۴۴۷ - ۱۴۴۸ - ۱۴۴۹ - ۱۴۵۰ - ۱۴۵۱ - ۱۴۵۲ - ۱۴۵۳ - ۱۴۵۴ - ۱۴۵۵ - ۱۴۵۶ - ۱۴۵۷ - ۱۴۵۸ - ۱۴۵۹ - ۱۴۶۰ - ۱۴۶۱ - ۱۴۶۲ - ۱۴۶۳ - ۱۴۶۴ - ۱۴۶۵ - ۱۴۶۶ - ۱۴۶۷ - ۱۴۶۸ - ۱۴۶۹ - ۱۴۷۰ - ۱۴۷۱ - ۱۴۷۲ - ۱۴۷۳ - ۱۴۷۴ - ۱۴۷۵ - ۱۴۷۶ - ۱۴۷۷ - ۱۴۷۸ - ۱۴۷۹ - ۱۴۸۰ - ۱۴۸۱ - ۱۴۸۲ - ۱۴۸۳ - ۱۴۸۴ - ۱۴۸۵ - ۱۴۸۶ - ۱۴۸۷ - ۱۴۸۸ - ۱۴۸۹ - ۱۴۹۰ - ۱۴۹۱ - ۱۴۹۲ - ۱۴۹۳ - ۱۴۹۴ - ۱۴۹۵ - ۱۴۹۶ - ۱۴۹۷ - ۱۴۹۸ - ۱۴۹۹ - ۱۵۰۰ - ۱۵۰۱ - ۱۵۰۲ - ۱۵۰۳ - ۱۵۰۴ - ۱۵۰۵ - ۱۵۰۶ - ۱۵۰۷ - ۱۵۰۸ - ۱۵۰۹ - ۱۵۱۰ - ۱۵۱۱ - ۱۵۱۲ - ۱۵۱۳ - ۱۵۱۴ - ۱۵۱۵ - ۱۵۱۶ - ۱۵۱۷ - ۱۵۱۸ - ۱۵۱۹ - ۱۵۲۰ - ۱۵۲۱ - ۱۵۲۲ - ۱۵۲۳ - ۱۵۲۴ - ۱۵۲۵ - ۱۵۲۶ - ۱۵۲۷ - ۱۵۲۸ - ۱۵۲۹ - ۱۵۳۰ - ۱۵۳۱ - ۱۵۳۲ - ۱۵۳۳ - ۱۵۳۴ - ۱۵۳۵ - ۱۵۳۶ - ۱۵۳۷ - ۱۵۳۸ - ۱۵۳۹ - ۱۵۴۰ - ۱۵۴۱ - ۱۵۴۲ - ۱۵۴۳ - ۱۵۴۴ - ۱۵۴۵ - ۱۵۴۶ - ۱۵۴۷ - ۱۵۴۸ - ۱۵۴۹ - ۱۵۵۰ - ۱۵۵۱ - ۱۵۵۲ - ۱۵۵۳ - ۱۵۵۴ - ۱۵۵۵ - ۱۵۵۶ - ۱۵۵۷ - ۱۵۵۸ - ۱۵۵۹ - ۱۵۶۰ - ۱۵۶۱ - ۱۵۶۲ - ۱۵۶۳ - ۱۵۶۴ - ۱۵۶۵ - ۱۵۶۶ - ۱۵۶۷ - ۱۵۶۸ - ۱۵۶۹ - ۱۵۷۰ - ۱۵۷۱ - ۱۵۷۲ - ۱۵۷۳ - ۱۵۷۴ - ۱۵۷۵ - ۱۵۷۶ - ۱۵۷۷ - ۱۵۷۸ - ۱۵۷۹ - ۱۵۸۰ - ۱۵۸۱ - ۱۵۸۲ - ۱۵۸۳ - ۱۵۸۴ - ۱۵۸۵ - ۱۵۸۶ - ۱۵۸۷ - ۱۵۸۸ - ۱۵۸۹ - ۱۵۹۰ - ۱۵۹۱ - ۱۵۹۲ - ۱۵۹۳ - ۱

قریش کے اس قافلہ میں وحاشی ہزار اونٹ تھے اور امتیہ بن خلف اور نضو آدمی قریش کے تھے براہِ پیچہ معلوم ہوا کہ قافلہ نکل چکا ہے اس لئے آپ بلا جہال و قتال مدینہ منورہ واپس آ گئے۔
غزوہ عسیرہ : انصارِ جمادی الاولیٰ ۳ھ میں آپ نے روضہ مہاجرین کو لے کر قریش کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے عسیرہ کی طرف خروج فرمایا۔ جو بیخ کے قریب ہے اور مدینہ میں ابولکته بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور سواری کے لئے تین اونٹ سہرا لئے۔ جس پر صحابہ تربت بہ تربت سوار ہوتے تھے۔

آپ کے پہنچنے سے کئی روز پیشتر قافلہ نکل چکا تھا آپ بقیۃ ماہِ جمادی الاولیٰ اور چند باتیں جمادی الثانیہ تک وہیں قیام پذیر رہے اور بنی مدلج سے معاہدہ کر کے بلا جنگ کئے ہوئے مدینہ واپس ہوئے معاہدہ کا الفاظ یہ تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ ایک تحریر ہے جسے
 رسول اللہ کی طرف نبو خمرہ کے لئے کہ ان کے
 جان و مال سب محفوظ رہیں گے اور جو شخص نبو خمرہ
 سے جنگ کا ارادہ کرے گا تو اس کے مقابلہ نبو خمرہ
 کی مدد کی جائے گی بشرطیکہ نبو خمرہ اللہ کے دین میں
 کوئی مزامت نہ کریں جب تک وہ یا صوف کوتر
 کرے یعنی یہ شہر ہمیشہ کے لئے ہے نبی کریم جب انکو
 مدد کے لئے بلائیں تو حاضر ہوں گے۔ یہ ان پر اللہ
 اور اس کے رسول کا عہد ہے اور جو شخص ان میں سے
 اور پرہیزگار رہے گا اس کی مدد کی جائے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ
 لِبَنِي ضَمْرَةَ بَا نَهْمَ آمَنُونَ عَلَى
 اَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاَنْ لِّعَم
 النَّصْرَ عَلَى مَنْ رَا مَهْمَ اَنْ لَا
 يَحَارِبُوْا اِلَى دِيْنِ اللّٰهِ مَا بَلَ بَحْر
 صَوْفَةٍ وَاَنْ النَّبِيَّ اِذَا دَعَاهُمْ
 لِنَصْرِهِ اَجَابُوْهُ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ
 ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ وَلَهُمْ
 النَّصْرُ عَلَى مَنْ بَرَّ وَاَتَقَى۔

۱۔ نزہتانی، ج ۱ : ص ۳۶۲

۲۔ روضہ الانفت، ج ۱ : ص ۵۸۔ نزہتانی، ج ۱ : ص ۱۹۶

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کونسا غزوہ وقوع میں آیا۔ محمد بن اسحاق اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ سب سے پہلا غزوہ - البوار ہے پھر بواط اور پھر عشیہ۔ اسی ترتیب کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں اختیار فرمایا اور اسی کو حافظ عسقلانی نے شرح بخاری میں اختیار فرمایا۔ اور بعض علماء اس طرے کہتے ہیں کہ پہلا غزوہ غزوہ عشیہ ہے۔

نیز علماء سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ اول الذکر تین سرے یعنی سرہ حمزہ و سرہ عبیدہ و سرہ سعد - یہ تین سرے ہجرت کے پہلے سال میں - غزوہ البوار کے بعد ستر سال میں وقوع میں آئے۔ اکثر علماء نے ان تین سرے کو ہجرت کے پہلے سال میں غزوہ البوار سے مقدم ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اذن قتال کے بعد منازکی کی ابتداء بعوث اور سرایا سے ہوئی اور حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں اور علامہ سطلانی نے مہاسب میں اور علامہ ذر تانی نے شرح مہاسب میں اول الذکر تین سرے کو یعنی سرہ حمزہ و سرہ عبیدہ اور سرہ سعد کو ہجرت کے پہلے سال کے واقعات میں شمار کیا اور اس ناچیز نے غزوات اور سرایا کی ترتیب میں اکثر سطلانی اور ذر تانی کا اتباع کیا ہے اور محمد بن اسحاق وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ منازکی کی ابتداء غزوہ البوار سے ہے اور اس کے بعد سرہ حمزہ و سرہ عبیدہ روانہ کئے گئے چونکہ حضور پرورد نے ان دونوں سرے کی روانگی کا حکم معادیا اس لئے روایت کرنے والوں کو اشتباہ ہو گیا کہ کونسا سرہ پہلے معاد کیا گیا اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اسی ترتیب کو اختیار فرمایا کہ اول غزوہ دوان کو ذکر کیا اور پھر سرہ عبیدہ ابن الحارث کو اور پھر سرہ حمزہ کو اور پھر اس کے بعد غزوہ بواط کو اور پھر غزوہ عشیہ کو ذکر کیا۔ اور ان تمام سرایا اور غزوات کو ستر سال کے واقعات سے شمار کیا۔

غزوہ بدر غزوہ بدر اولیٰ :- غزوہ عشیہ سے واپسی کے بعد تقریباً دس روز آپ نے مدینہ تیار فرمایا جو گا کہ کرب بن جابر ہنری نے مدینہ کی چراگاہ پر شب خون مارا اور لوگوں کی لاشیں اور بکریاں لے بھاگا۔

آپ یہ فرماتے ہی اس کے تعاقب میں مقام سُفْوَان تک گئے جو بدر کے قریب ایک موضع ہے مگر آپ کے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی کرز یہاں سے نکل چکا تھا۔ اس لئے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

سُفْوَان چونکہ بدر کے قریب ایک موضع ہے اور آپ اُس کے تعاقب میں بدر تک گئے۔ اس لئے اس غزوہ کو غزوہ بدر اُدی کہتے ہیں اور غزوہ سُفْوَان بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں جلتے وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا گئے تھے

کرز بن جابر۔ روستا قریش میں سے تھے بعد میں مشرک باسلام ہوئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عربین کے تعاقب میں بیس سو اردل کا ایک دستہ روانہ فرمایا تو کرز بن جابر رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر بنایا۔ فتح مکہ میں شہید ہوئے تھے

سمریہ عبد اللہ بن حشش رضی اللہ عنہ

غزوہ سُفْوَان سے واپسی کے بعد۔ ۱۰ ماہ جب ۲۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن حشش رضی اللہ عنہ کو مقام خُثَل کی طرف روانہ فرمایا اور گیارہ ہاجرین کو آپ کے ہمراہ کیا جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۲۔ عکاشہ بن محص رضی اللہ عنہ

۴۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۶۔ واقد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

۸۔ سہیل بن سیف رضی اللہ عنہ

۱۰۔ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ

۱۔ ابو خذیفہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ

۳۔ عقبہ بن غزو ان رضی اللہ عنہ

۵۔ عامر بن ربیع رضی اللہ عنہ

۷۔ خالد بن بکیر رضی اللہ عنہ

۹۔ عامر بن ایاس رضی اللہ عنہ

۱۱۔ زکات بن جابر رضی اللہ عنہ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۱۔ صفوان بن یغیر رضی اللہ۔

یہ گیارہ ہاجرین آپ کے ہمراہ تھے اور یارِ محرم خود امیر سر رہے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تھے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ایک سر میں بیچے کا املاہ کیا اور نیزہ لیا کہ تم پر ایسے مرد کو امیر بناؤں گا کہ جو تم میں سب سے زیادہ بھوک اور پیاس پر صابر ہوگا۔ بعد ازاں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا یہ اسلام میں پہلے امیر تھے معجم طبرانی میں باسنا حسن، جناب نجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عبداللہ بن جحش کو بعد از نماز ایک خط لکھ کر دیا اور یہ حکم کیا کہ جب تک وہ دن کا راستہ قطع نہ کرے اس وقت تک اس خط کو کھول کر نہ دیکھنا اور روز کا راستہ طے کرنے کے بعد اس خط کو دیکھنا جو اس میں لکھا ہوا اس پر عمل کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کرنا۔ چنانچہ وہ روز کا راستہ طے کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش نے آپ کا والا مار کھول کر دیکھا تو اس میں یہ تحریر تھا کہ تم برابر چلے جاؤ یہاں تک کہ مکہ اور طائف کے مابین مقام نخل میں جا کر اترو اور قریش کا انتظار کرو اور ان کی خبروں سے مطلع کرتے رہو۔ عبداللہ بن جحش نے اس تحریر کو پڑھ کر یہ کہا سغدا و طاعت میں نے آپ کے حکم کو سنا اور اطاعت کی اور تمام ساتھیوں کو اس صفوان سے آگاہ کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ میں تم میں سے کسی کو مجبور نہیں کرتا جس کو شہادت عزیز ہو وہ میرے ساتھ چلے۔ چنانچہ سب نے طیب خاطر سے آپ کی مرافقت کو منظور کیا اور آپ کی ساتھ ہوئے۔

راستہ میں سعد اور عتبہ کا اونٹ راستہ سے بٹھ کر کہیں چلا گیا اس لئے یہ دونوں حضرات اونٹ کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور گم ہو گئے اور قتیہ حضرات نے مقام نخل پہنچ کر قیام کیا۔ فتح الباری ص ۱۳۱ باب ما ذکر فی المناذیر و کتاب اہل العلم الی البلدان ۱۲ و عیون الاثر و زرقانی ص ۳۹

اسلام میں پہلی غنیمت!

قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے مکہ واپس آ رہا تھا اُس دن رجب المحرم کی آخری تاریخ تھی (اس مہینہ میں قتل و قتال حرام تھا) قرۃ شعبان کے اشتباہ میں اس قافلہ پر حملہ کر دیا۔
 واقعہ بن عبد اللہ نے قافلہ کے سرگروہ عمرو بن العاصی کے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا۔
 اس کے مرتے ہی قافلہ والے مسلح اور پریشان ہو کر بھاگ اُٹھے اور مسلمانوں نے قافلہ کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کیان کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت تک تقسیم غنائم کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے محض اپنے اجتہاد سے چار خمس غنائین پر تقسیم کر دیئے اور ایک خمس (پانچواں حصہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ چھوڑا جب مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی آپ نے فرمایا میں نے تم کو شہر حرام میں قتل واکرم نہیں دیا تھا۔ نیز جب تک کوئی وحی نازل نہ ہو اس وقت تک مالی

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں چار مہینوں میں قتل و قاتل حرام تھا۔ ذی قعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ تین مہینے مسلسل اور ایک رجب۔ ذی الحجہ کا مہینہ حج کا مہینہ ہے۔ ایک مہینہ باقبل اور ایک مہینہ ابعد کا اس لئے حرام کیا گیا۔

۲۔ جگر و دماغ سے آنے والے حجاج امن کے ساتھ حج کر کے واپس ہو جائیں اور ماہ رجب میں عمر و کرنے کے لئے اکثر دنوں تک آئے تھے جو مکہ مکرمہ سے دس پندرہ یوم کے مسافت پر رہتے تھے، اس لئے او رجب کو حرام کیا گیا۔ چونکہ پندرہ آدمی کے ارد گرد ہندو مذہب کے گھوڑا کوڑھکا کر لگیں مگر بجات کے قافے بھی انہی مہینوں میں آتے تھے اس لئے ان مہینوں کو حرام کیا گیا تاکہ لوگوں کے جان و مال برباد نہ ہو۔

۳۔ اَلْحَرَامُ فِی الْمَالِ النَّاسِ وَالشَّہْرِ الْحَرَامِ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے شروع اسلام تک یہی حکم رہا، یہاں تک آیہ سیف سے یکدم شروع ہو گیا۔ اور ان مہینوں میں قتل کی اجازت دی گئی لیکن باوجود مجاہد و قاتل کی اجازت کے عظمت و حرمت اب بھی ان مہینوں کی باقی ہے۔ کہ قال تعالیٰ۔ مِنْہَا اَرْبَعَةٌ حَرَمٌ فَلَا تُكْفِرُوْنَ فِیْہِمْ اَنْفُسُکُمْ۔ یعنی چار مہینے حرام ہیں۔ ان میں اپنی جانوں پر نظر نہ کرو۔ یعنی اللہ کی نافرمانی نہ کرو۔ عطا فرماتے ہیں کہ ان مہینوں میں جہاد و قاتل کے حرام ہونے کا حکم اب بھی بالقیہ۔ شروع نہیں ہوا۔

درس الف ص ۲۶

غنیمت اور قیدیوں کو حفاظت سے رکھو۔ اس پر عبداللہ بن محسب اور ان کے رفقا بہت نادوم اور شیامان ہوئے اور ہر شرکین اور یہود نے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب نے شہر حرام میں قتل و قاتل کو طلال کر لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَسْمُكُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قَتَالٍ
 فِيهِ قُلُودٌ فِيهِ حَيَاتٌ وَصَلَاتٌ
 سَبِيلُ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ
 الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ
 عِنْدَ اللَّهِ - وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ
 الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ
 حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ
 اسْتَطَاعُوا -

آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ آپ جواب میں کہہ دیجئے کہ بیشک ماہ حرام میں قصد قتال کرنا بڑا گناہ ہے لیکن خدا کے راستے کسی کو روکنا اور خدا کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اہل حرم کو حرم سے نکالنا اللہ کے نزدیک یہ جرم سب جرموں سے زیادہ سخت اور بڑا ہے اور کفر اور شرک کا فتنہ اس قتل سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور یہ کافر

بیشک تم سے جنگ کرتے رہیں گے تاکہ تم کو تمھارے دین سے ہٹا دیں اگر ان میں طاقت ہو۔

خلاصہ یہ کہ کسی اشتباہ اور التباس کی بنا پر نادانستہ طور پر شہر حرام میں قتل و قاتل کا واقعہ ہو جانا کوئی بڑی چیز نہیں البتہ کفر و شرک کا فتنہ اور مسلمانوں کا مسجد حرام سے ویدہ و دانستہ روکنا ایک عظیم فتنہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں، اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد آپ نے نفس قبول فرمایا اور باقی ال غنیمت کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا عبداللہ بن محسب اور ان کے رفقا اس آیت کو سن کر خوش ہو گئے اب اس کے بعد عبداللہ بن محسب اور ان کے رفقا کو اجراء و ثواب کی طبع دانستہ ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اس غزوہ پر کچھ اجر کی بھی امید رکھ سکتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآلِ سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَةَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ایسے لوگ بلاشبہ اللہ کی رحمت کی امید کر سکتے اور کیوں نہیں اللہ تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہ اسلام میں پہلی غنیمت تھی اور عرب بن حضری پہلا مقتول تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ قریش نے عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کیسان کا فدیہ بھیجا۔ آپ نے فرمایا جب تک میرے ساتھی سعد اور عقبہ واپس نہ آجائیں اس وقت تک میں تمھارے قیدیوں کو نہ چھوڑوں گا۔ اس لئے کہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو قتل نہ کرو، اگر تم میرے ساتھیوں کو قتل کرو گے تو میں بھی تمھارے آدمیوں کو قتل کروں گا۔

اس کے چند دن بعد سعد اور عقبہ واپس آ گئے آپ نے فدیہ لے کر عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ عثمان تو رہا مرنے ہی تک واپس ہو گیا اور مکہ ہی میں جا کر کا فر مرا۔ اور حکم اور کیسان مسلمان ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک غزوہ بدر معونہ میں شہید ہوئے۔ ۱۷
اور اسی بارے میں عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے۔

تَعْدُونَ قَتْلًا فِي الْأَعْدَاءِ عَظِيمَةً وَأَعْظَمُ هِنَةً لَّوَيُرَى الْمَوْتُ دَاشِدًا
مَدُودُكُمْ عَبَا يَقُولُ مُحَمَّدٌ وَكُفْرُ بِي دَالِلُهُ تَرَاوِدُ شَاهِدًا
تم لوگ شہر حرام یعنی جب کے مہینہ میں قتل و قاتل کو بڑی شمی خیال کرتے ہو حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرماتے ہیں اس سے روکن اور ان کے ساتھ کفر کرنا اس سے کہیں بڑھ کر ہے کاش کر لیں کچھ دادر را خیال کرے اور اللہ خوب دیکھنے والا اور مشاہدہ کرنے والا ہے۔

وَاخِرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللَّهِ أَهْلَهُ لِيَلَا يُرَى فِي الْبَيْتِ لِلَّهِ سَاجِدًا
اور تمھارا اللہ کے گھر سے اللہ والوں کو نکالنا تاکہ اللہ کا سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ لائے یہ بھی شہر حرام میں قتال کرنے سے کہیں فہم کہے۔

فَانَا وَانْصَبْتُكُمْ نَا بَقْسِدَا وَأَرْجَفَ بِالْإِسْلَامِ بَاغٌ وَحَاسِدٌ

سَقَيْنَا مِنْ ابْنِ الْحَضْرَمِ رِمَاحَنَا بِسَخْلَةٍ لَمَّا اَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاِقْدَ
 دُمَا وَابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَثْمَانَ بَيْنَنَا يَسْأَعُهُ عُدُوٌّ مِنَ الْقَيْدِ عَايِدًا
 تم اگرچہ ہم کو اس قتل پر عار و لاؤ اور عاصد لوگ اسلام کے متعلق کتنی ہی جھوٹی خبریں
 اڑائیں لیکن ہم کو پر دانی نہیں بے شک ہم نے عمرو بن الحضرمی کے خون سے مقامِ نخلاء میں اپنے نیزوں
 کو سیراب کیا جبکہ واد بن عبد اللہ نے لڑائی کی آگ بجھڑکانی اور عثمان بن عبد اللہ ہمارے مابین
 اسیر محتاج کو طوق و سلاسل اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ والعاذ الما کل یعنی میں فیملید و مجذوبہ
 (سیرۃ ابن ہشام ص ۹۹ و حسن الصحابہ ص ۳۳)

غزوہ بدر کبوتر عظمیٰ ثانیہ

رَمَضَانُ الْمُبَارَكُ سَلَامٌ

یہ غزوہ غزواتِ اسلام میں سب سے بڑا غزوہ ہے اس لئے کہ اسلام کی عزت و شوکت
 کی ابتداء اور علی بذکرہ و شرک کی ذلت و رسوائی کی ابتدا بھی اسی غزوہ سے ہوئی۔
 اور اللہ جل جلالہ کی رحمت سے اسلام کو بلا غلطی اور بادی اسباب کے محض غیب سے
 توت حاصل ہوئی اور کفر و شرک کے سر پر ایسی کاہلی ضرب لگی کہ کفر کے داغ کی تہی چور چور ہو گئی
 میدان بدر جس کا شاہد عدل اب تک موجود ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے اس دن کو قرآن
 کریم میں یَوْمَ الْفَتْحِ قَدْ فَرَّأَ اِیْنِیْ حَقِّ اَوْرِ اِبْلِیْ مِیْنِ فَرْقِ اَوِ اِیْزَا کَادَنْ مِلْکَ یَہِیْذِہِیْ فَرْقَانِ
 تھا یعنی رمضان المبارک تھا جس میں حق جل و علا نے قرآن مجید اور فرقان حمید کو نازل فرما کر
 حق اور باطل بدایت اور فضالت کا فرق واضح فرمایا۔ اور پھر اسی مہینہ میں روزے فرض فرمائے

۱۔ سیرۃ ابن ہشام - ۵ : ۲ : ص ۹۰

۲۔ بدایک گاؤں کا نام ہے کہ جو مدینہ منورہ سے چار فرسوں اور اٹھائیس فرس یعنی تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر ہے
 مدینہ یثرب بن نضر بن کنانہ بن عبد مناف کی طرف منسوب ہے۔ ہم اس کا بانی تھا و بعض کہتے ہیں کہ بدایک
 کنوین کا نام ہے کنوین ہی کے نام سے تہا مشہور ہوئی۔ دند قالی ص ۲۱۲

آغازِ قصہ

چونکہ جنگ و جدال اور قتل و قتال کا دم و گمان بھی نہ تھا اس لئے بلا کسی جنگی تیاری اور
اہتمام کے نکل کھڑے ہوئے ابوسفیان کو یہ اندیشہ لگا ہوا تھا اس لئے جب ابوسفیان جازکے
قریب پہنچا تو ہر راہ گیر اور مسافر سے آپ کے حالات اور خبریں دریافت کرتا تا آنکہ بعض مسافروں
سے اس کو یہ خبر ملی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو تیرے قلعہ کی طرف خروج کا حکم
دیا ہے۔ ابوسفیان نے اسی وقت ضمیمہ غفاری کو اجرت دے کر مکہ روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ قریش
کو اطلاع کر دے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنے قلعہ کی خبر لیں اور اپنے ہم راہ کو بچانے کی کوشش
کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو کہ اس قلعہ سے تعارض کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔

۱۵۔ یہ روایت سیرۃ ابن ہشام میں اس سند کے ساتھ مذکور ہے۔ قتال ابن اسحاق محدثی محمد بن الزہری دعا مہم بن عمر بن قتادہ
وعبد الشبنان ابی جعد بن یزید بن مدائن عن عروۃ بن الزہری عن یزید بن عمار عن ابن عباس قال قال ابن اسحاق سمعت ابا جعد بن یزید
شرک بن جعد بن یزید بن مدائن عن عروۃ بن الزہری عن یزید بن عمار عن ابن عباس قال قال ابن اسحاق سمعت ابا جعد بن یزید
المدائنی قال سمعت ج: ۳، ص: ۲۵۶ -

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

لما خلف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة غزاها الا في غزوة تبوك غير اني تخلفت عن غزوة بدر ولم يعاقب احد تخلف عنها انما خرج رسول الله صلى الله يربيد غير قرين حتى جمع الله بينهم وبين عدوهم على غير ميعاد صحيح بخاري باب قصة غزوة بدر

میں کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہوں مگر غزوہ تبوک غزوہ تبوک کے علاوہ غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا، لیکن غزوہ بدر سے تخلف کرنے والوں پر کوئی عتاب نہیں ہوا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قافلہ قریش کے ارادہ سے پیچھے تھے۔ حسب الاتفاق بلا کسی قصد کے اللہ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا۔

(نکتہ)۔ کعب بن مالک نے غزوہ تبوک اور غزوہ بدر کے تخلف کو علیحدہ علیحدہ حروف استنثار سے ذکر فرمایا۔ دونوں کو ایک حرف استنثار سے مستثنیٰ نہ کیا۔ اور اس طرح نہیں فرمایا الا في غزوة تبوك وغزوة بدر بل في غزوة تبوك کے استنثار کے لئے حرف (ك) اور غزوہ بدر کے لئے حرف غایک استعمال کیا۔ اور اس طرح فرمایا الا في غزوة تبوك غير اني تخلفت عن غزوة بدر اور دونوں کو ایک حرف استنثار کے ساتھ مستثنیٰ نہ کیا۔ کیونکہ دونوں تخلف ایک نوع اور ایک قسم کے نہ تھے۔ غزوہ تبوک کا تخلف مذموم تھا تبوک سے تخلف کرنے والوں پر بارگاہِ خداوندی سے عتاب نازل ہوا اور غزوہ بدر کا تخلف مذموم نہ تھا چنانچہ جو شخص غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوا اس پر کوئی عتاب نہیں اس لئے غزوہ بدر کے تخلف کو حرف غایک کے ساتھ ذکر فرمایا تاکہ غزوہ بدر کے تخلف کا غزوہ تبوک کے تخلف سے معایر اور مباین ہونا معلوم ہو جائے۔ فافهم ذلك فانه قبيح و لطيف

ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ وہی قافلہ تھا جس کے لئے آپ نے غزوہ ذی العشرہ میں

دوسو ہاجرین کو ہمراہ لے کر خروج فرمایا تھا اب یہ قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا چونکہ آپ کا خروج فقط قافلہ کی غرض سے تھا اس لئے جملت میں بہت تھوڑے آدمی آپ کے ہمراہ ہو سکے اور یہ سفر خنک جیاد و قتال کے لئے نہ تھا اس لئے نہ جانے والوں کبھی قسم کا عتاب اور کسی قسم کی ملامت بنیں گی۔

روایت ۲: ۲۲ رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تین سوتیرہ یا چودہ یا پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے بے سرو سامانی کا یہ عالم تھا کہ اتنی جماعت میں صوف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے ایک گھوڑا حضرت زبیر بن عوام کا اور ایک حضرت مقداد کا تھا۔ اور ایک ایک اونٹ دو دو اور تین تین آدمیوں میں تھا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم میں جاتے وقت ایک اونٹ تین تین آدمیوں میں مشترک تھا۔ نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے۔ ابوالباقہ اور علیؓ رسول اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادہ چلنے کی نوبت آتی تو ابوالباقہ اور علیؓ عرض کرتے یا رسول اللہ آپ سوار ہو جائیں ہم آپ کے بدلہ میں پیادہ پا چل لیں گے۔ آپ یہ ارشاد فرماتے، تم چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور تم سے میں زیادہ خدا کے اجر سے بے نیاز نہیں۔

بیرامی غنیہ پر پہنچ کر جو مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے تمام جماعت کا معاہدہ فرمایا جو کم عمر تھے ان کو واپس فرما دیا، مقام مدحاریں پہنچ کر ابوالباقہ بن عبداللہ بن عمر کو مدینہ کا کام مقرر فرما کر واپس کیا۔

اس لشکر میں تین غم تھے ایک حضرت علیؓ کو م کہم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں اور دوسرا مصعب بن عمیر اور تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا۔

۱۔ من سوتیرہ کا قول منہا محمد بن ابی ہریرہؓ نے روای میں عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے اور چودہ کا قول محمد بن ابی ہریرہؓ نے روای میں انصاری سے اور پندرہ کا قول یسعیؓ میں اسناد میں عبداللہ بن عمرؓ نے روای سے منقول ہے۔ صحیح البخاری ج ۲۰ باب مدۃ اصحاب بدر ۲۰

جب مقام سفر کے قریب پہنچے تو تبس بن عمرو جہنیؓ اور عدی بن ابی الریحلہ جہنیؓ کو قافلہ ابی سفیان کے تجسس کے لئے آگے روانہ کیا۔
اور اُدھر ضمیم غفاری ابو سفیان کا پیام لے کر مکہ پہنچا کہ قافلہ معروضِ خطر میں ہے
وَرُوْد اور جلد از جلد اس کی خبر لو۔

اس خبر کا پہنچنا تھا کہ تمام مکہ میں ہل چل پڑ گئی اس لئے کہ قریش میں کا کوئی مردارِ عورت
ایسا نہ رہا تھا کہ جس نے اپنی پردیسی پونجی اور سرمایہ اس میں شریک نہ کر دیا ہو۔ اس لئے اس خبر کے
سننے ہی تمام مکہ میں جوش پھیل گیا۔ اسی ایک ہزار آدمی پورے ساندو سامان کے ساتھ نکل کھڑے
ہوئے۔ ابو جہل سردارِ لشکر تھا۔

قریش نہایت کروفر اور سامانِ عیش و طرب کے ساتھ گانے بجانے والی عورتوں اور
طبیلوں اور طبلچیوں کو ساتھ لے کر اکڑتے ہوئے اترتے ہوئے معانہ ہوئے کما قال تعالیٰ
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ لَا يَرْجِعُونَ
اے مسلمانو تم اُن کافروں کی طرح مت ہو جانا جو اپنے گھروں سے اترتے ہوئے لوہا پانی قوت
اور شوکت کو دکھلاتے ہوئے نکلے ہیں۔

تقریباً تمام سردارانِ قریش شریکِ لشکر ہوئے مرن ابو لبیب کسی وجہ سے نہ جاسکا اور
اپنے بھائی ابو جہل کے بھائی عامر بن ہشام کو روانہ کیا۔

عامر بن ہشام کے ذمہ ابو لبیب کے چار ہزار درہم قرض تھے اور مفلس ہو جانے کی وجہ سے
ادا کرنے کی استطاعت نہ رہی تھی اس لئے قرض کے دباؤ میں ابو لبیب کے عرضِ جنگ میں جانا
قبول کیا۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج : ۲ ، ص : ۶۰ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ - ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ - ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ - ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳

اداسی طرح۔ امیہ بن خلفت ناخلف نے بھی آؤل آؤل ہدر میں جانے سے انکار کیا لیکن ابوجہل کے جبر اور اصرار سے ساتھ ہو لیا۔

امیہ کے انکار کا سبب یہ تھا کہ سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے۔ امیہ جب بغرض تجارت شام جاتا تو راستہ میں مدینہ میں سعد بن معاذ کے پاس اترتا اور سعد بن معاذ جب مکہ جاتے تو امیہ کے پاس اترتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ کے بعد ایک مرتبہ سعد بن معاذ عمرہ کرنے کے لئے مکہ آئے اور حسب دستور امیہ کے پاس ٹھہرے اور امیہ سے یہ کہا کہ طواف کرنے کے لئے مجھے ایسے وقت ملے چلو کہ حرم لوگوں سے خالی ہو یعنی ہجرم نہ ہو۔ امیہ دوپہر کے وقت سعد بن معاذ کو رے کر نکلا۔ طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل سامنے سے آگیا اور یہ کہنے لگا ای ابو صفوان رہہ امیہ کی کنیت ہے (یہ تھکے ساتھ کون شخص ہے۔ امیہ نے کہا سعد ہے ابوجہل نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص الطینان سے طواف کر رہا ہے تم ایسے بے دنیوں کو ٹھکانہ دیتے ہو اور ان کی اعانت اور امداد کرتے ہو، اسے سعد خدا کی قسم اگر یہ ابو صفوان یعنی امیہ تمہارے ساتھ نہ ہوتا تو تم یہاں سے صبح و سالم واپس نہیں جاسکتے تھے۔ سعد نے بلند آواز سے کہا اگر تو مجھے طواف سے روکے گا تو خدا کی قسم میں مدینہ سے تیرا شام کا راستہ بند کر دوں گا۔ امیہ نے سعد سے کہا کہ تم ابوالحکم (یعنی ابوجہل) پر اپنی آواز نہ بلند کرو یہ اس مادی کا سرور ہے سعد نے ترش روئی سے کہا کہ اے امیہ میں رہنے دے خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو حضور پر نوز کے اصحاب اور احباب کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ امیہ نے کہا کہ کیا میں تم میں مارا جاؤں گا۔ سعد نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں کہ تو کہاں اور کس جگہ مارا جائے گا۔ یہ سن کر امیہ گھبرا گیا اور نہبت ڈر گیا اور جا کر اپنی بیوی ام صفوان سے اس کا تذکرہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ امیہ نے یہ کہا واللہ ما یکذب محمد فکا دان یکدث۔ خدا کی قسم مجھ کو غلط نہیں کہتے، اور قریب تھا کہ خوف ہراس کی وجہ سے امیہ کا پیشاب اور پینچانہ خطا ہو جائے نفع الباری ج ۲۲ اور امیہ پر اس وجہ خوف و ہراس غالب ہوا کہ یہ امدادہ کر لیا کہ کبھی مکہ سے باہر نہ نکلوں گا۔ چنانچہ جب

ابو جہل نے لوگوں سے بدر کی طرف نکلنے کو کہا تو امیہ کو مکہ سے نکلنا بہت گراں تھا اس کو اپنی جان کا ڈر تھا۔ ابو جہل، امیہ کے پاس آیا اور چپنے کے لئے اصرار کیا۔ ابو جہل نے جب یہ دیکھا کہ امیہ چلنے پر تیار نہیں تو یہ کہا کہ آپ سردار میں اگر کاپ نہیں نکلیں گے تو آپ کی دیکھا دیکھی اہل لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔ غرض ابو جہل امیہ کو چٹا مارا اور بار بار مارتا رہا۔ بالآخر یہ کہا کہ اے صفوان تیرے لئے نہایت عمدہ اور تیز رو گھوڑا خرید دوں گا تاکہ جہاں خطرہ محسوس کرو تو فوراً اس پر بیٹھ کر واپس آ جاؤ۔ امیہ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور گھر میں جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میرے سفر کا سامان تیار کر دو۔ بیوی نے کہا کہ رے ابو صفوان تم کو اپنے شیر بی بھائی کا تو ریا د نہیں رہا امیہ نے کہا میرا ارادہ تھوڑی دور تک جانے کے لئے ہے پھر واپس آ جاؤں گا پس امیہ اسی ارادہ سے روانہ ہوا جس منزل میں اترا اپنا اونٹ ساتھ باندھتا۔ مگر قصداً و قدر نے بھاگنے کا موقع نہیں دیا۔ بدر پہنچا اور میدان قتال میں صحابہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ (بخاری شریف غزوہ بدر) غرض یہ کہ امیہ کو اپنے قتل کا یقین تھا ابو جہل کی زبردستی سے ساتھ ہو لیا ابو جہل خود بھی تباہ ہوا اور سردوں کو بھی تباہ کیا۔ اُحسوا قومہم اذ البوار جہنم یصلونہا و یبئس القراس۔

قریش کی رانگی کی اطلاع اور صحابہ مشورہ اور حضرات صحابہ کرام کی جان نثارانہ تقریریں

روحانہ سے چل کر جب آپ مقام صفراء پہنچے تو بنس اور عدی ثانی نے اگر آپ کو قریش کی رانگی کی اطلاع دی اس وقت آپ نے ہاجرین اور انصار کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا اور قریش کی اس شان سے رانگی کی خبر دی ابو بکر رضی اللہ عنہ سنتے ہی فوراً کھڑے ہو گئے اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ اہلہ جان نثاری فرمایا اور سب کو ختم آپ کے اشارے کو قبول کیا اور دل و جان سے اطاعت کیلئے کمر بستہ ہو گئے اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی ہدایت خوبصورتی کے ساتھ اہلہ جان نثاری فرمایا۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر

بعد ازاں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا،

امض لہما امرک اللہ (تعالیٰ) یا رسول اللہ جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا
فمنح مملک واللہ لا نقول کہا قالت اس کو انجام دیجیے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں
بنو اسرائیل لموسیٰ اذ ہب انت و خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہ کہیں گے
ربک فقاتلا انا ہمنا قاعدون کہ اسے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو ہمیں
ولکن اذ ہب انت وربک فقاتلا بیٹھے ہیں ہم بنی اسرائیل کے خلاف یہ کہیں گے
انا معکم مقاتلون کہ آپ اور آپ کا پروردگار جہاد و قتال کرے
ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد و قتال کریں گے۔

یہ ابن اسحق کی روایت کے الفاظ ہیں۔۔۔ اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

ولکننا نقاتل عن یمینک وعن شمالک ہم آپ کے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے
وبین یدیک وخلفک سے لڑیں گے۔

راوی حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس وقت دیکھا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ الور فرط مسرت سے چمک اٹھا بخاری شریف ص ۵۶۷، غزوہ بدر
ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مقداد کے لئے دھتے خیر
فرمائی۔

۱۵۔ محمد بن اسحق کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مقداد نے یہ تقریر مقام صفراء میں فرمائی اور صحیح بخاری اور
نسائی کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب مکہ کے دن یہ تقریر کی فتح الباری ص ۱۰۰ لیکن دونوں روایتوں میں کوئی
تفاوت نہیں اول حضرت مقداد نے یہ تقریر صفراء میں آپ کے جراب میں کی اور بعد ازاں مختلف مقامات پر پھیل کر
رسولہ انامین انت ماں کر کے لئے ان جان نثارانہ اور غلغلاہ کلمات کو بار بار دہراتے رہے واللہ اعلم
تعالیٰ الم ۱۳۔ مکہ نسائی ج ۱، ص ۱۴۴۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۱۲۰۔

ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قافلہ الی سفیان کی خبر دی اور فرمایا کہ اگر تم اس کی طرف خروج کرو تو مجھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو غنیمت عطا فرمائے ہم نے عرض کیا بہتر ہے اور روانہ ہو گئے، جب ایک دو دن کا راستہ طے کر چکے تب آپ نے ہم کو مکہ سے قریش کے روانہ ہونے کی خبر دی اور جہاد و قتال کے لئے تیار ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔ بعض لوگوں نے کچھ تامل کیا کہیونکہ گھر سے اس ارادہ سے نہ چلے تھے، حضرت مقداد کھڑے ہوئے اور انہار جان شاری فرمایا کاش ہم سب ایسا ہی کہتے جیسا مقداد نے۔ (رواہ ابن ابی حاتم) یعنی کاش ابتداء ہم سب ایسا ہی کہتے اس لئے کہ بعد میں پھر سب نے یہی کہا دل میں سب کے وہی تھا جو حضرت مقداد فرما رہے تھے چنانچہ مسند احمد میں باسنو حسن مروی ہے۔

قال اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
عليه وسلم لا نقول كما قالت
بنو اسرائيل ولكن انطلق انت
وربك ففعلنا انا محكمه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب
شفقہ طور پر یہ کہا۔ یا رسول اللہ ہم نبی اسرائیل
کی طرح نہ کہیں گے۔ ہم ہر حال میں آپ کے
ساتھ ہیں۔

باوجود اس شانی اور کافی جواب کے آپ نے قیسی بار پھر یہی ارشاد فرمایا۔

استبدوا علیٰ ابہا الناس اے لوگو مجھ کو مشورہ دو۔

سورہ انصار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔ نبی اکرم افضح العرب واعم صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس بیخ اشارہ اور دقیق نکتہ کو سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا۔ یا رسول اللہ شاید روئے سخن انصار
کی طرف ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ

۱۔ چونکہ انصار نے آپ سے صریح بیعت عقبہ میں اس کا عہد کیا تھا کہ جو دشمن آپ پر حملہ کرے ہر گاہ اس وقت
ہم آپ کے حامی اور مددگار رہیں گے۔ مدینہ سے باہر چاکا آپ کی ساتھ جنگ کرے گا وعدہ نہ تھا۔
اس لئے آپ بار بار انصار کی طرف دیکھتے تھے سعد بن معاذ نے آپ کے اس اشارہ کو سمجھ کر جواب دیا اللہ

خب جہاب یا نبی اللہ تعالیٰ عنہ دار فناء آمین ۱۲۔ البیاض والہامیۃ ص ۲۳۳۔ ۱۳۔ ابن جریر اللہ ص ۲۳۳

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر

اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس امر کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے اور اطاعت اور جان نثاری کے بارے میں ہم آپ کو بختہ عبد و مشاق دے چکے ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ مدینہ سے کسی اور ارادہ سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا فرمادی جو بشار مبارک ہے اس پر چلے اور جس سے چاہیں تعلقات قائم فرمائیں اور جس سے چاہیں قطع کریں اور جس سے چاہیں صلح کریں اور جس سے چاہیں۔ دشمنی کریں ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لیں اور جس قدر چاہیں ہم کو عطا فرمائیں اور مال کا جو حصہ آپ لیں گے وہ اس حصہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا کہ جو آپ ہمارے پاس چھوڑ دیں گے اور اگر آپ ہم کو برک انعام جانے کا حکم دیں گے تو بلا ضرر ہم آپ کے ساتھ جائیں گے

یا رسول اللہ! قد اصابک
ومد ثالث وشهدنا ان
ما جئت به هو الحق واعطيناك
على ذلك عهودا ومواثيق على
السبح والطاعة ولعلك يا رسول الله
خرجت لا مرفعا حدث الله غيره
فامض لما شئت. وصل حبال من
شئت واقطع حبال من شئت وسالم
من شئت وعاد من شئت وخذ
من اموالنا ما شئت واعطنا ما
شئت وما احدثت منا كان احب
الينا مما تركت وما امرت به
من امرنا فامرنا تتبع لا مرك
لئن سرت عني تاتي برك الغداة
لنسيرن معك فوالذي بعثك
بالحق لو استعرضت بنا هذا

لہ۔ میں میں فرات اشلہ ہے کہ ہمارے امال میں آپ کی ملک ہیں۔ اگر ہمارے مال میں سے ہمارے سے
آپ کو چھوڑ دیں گے تو گمراہ وہ آپ کا علیہ ہوگا۔ ۳ منہ عفا عنہ۔

البحر. لخصناه وما تخلف منا
رجل واحد وما نكره ان نلقى
عدونا انا الصبر عند الحرب
صدق عند اللقاء ولعل الله يرسل
منا ما تقرب به عينك فسرنا على
بركة الله (زرقانی ص ۲۱۳)

تم ہے اس فات پاک کی جس نے آپ کو حق و دیکر
بھیجا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم
دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور
اور ہم میں کا ایک شخص بھی کچھے نہ رہے گا ہم دشمنوں
سے مقابلہ کرنے کو کمرہ نہیں سمجھتے البتہ تحقیق ہم
طوائف کے وقت بڑے مابرا در مقابلہ کے سچے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا جس
کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی پس اللہ کے نام پر ہم کرنے کر چلے۔

تنبیہ : بعض روایات میں سعد بن معاذ کے بجائے سعد بن عبادہ ذکر آیا ہے مگر یہ
صحیح نہیں، راوی کا دم ہے اس لئے کہ سعد بن عبادہ بالاتفاق بدر میں حاضر نہیں ہوئے تفصیل کیلئے
زرقانی کی مراجعت کی جائے۔ ۱۲

رسول اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے یہ جان نثارانہ جوابات سن کر مسرور ہوئے اور فرمایا
اللہ کے نام پر چلو اور تم کو شہادت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ابو جہل یا ابوسیف
کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح و نصرت عطا کروں گا۔
اور مجھ کو تو تم کفار کے پچھاڑے جانے کی جگہیں دکھلا دی گئی ہیں کہ فلاں شخص فلاں جگہ اور فلاں
شخص فلاں جگہ پچھاڑا جائے گا۔
وقال تعالیٰ :

وَإِذْ يَبْعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ
أَنَّهُ لَكُمْ دَعْوَةٌ أَنْ عَيَّرَ دَا بَ
السُّوْكَةَ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ

اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تم سے یہ وعدہ
کرا تھا کہ فلول کی دو جماعتوں میں سے ایک
جماعت تم کو لے گا اور تم پر سپرد کرتے ہو کہ غیری

اَنْ يَّجِئَ الْهَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ
كَلِمَاتُكَافِرَيْنِ لِّيَجِئَ الْهَقَّ وَ
يَبْطِلَ الْبَاطِلُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ
شوکت جماعت تم کو اور اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ
حق کو اپنے آیات سے ثابت کرے اور کافروں
کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل
ہونا ظاہر طور پر واضح ہو جائے۔

عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب :
یہ خبر دی کہ مجھ کو قوم کی بچھاڑ سے جانے کی

جگہیں دکھائی گئیں اور اُدھر مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی عاتکہ بنت عبد المطلب
نے منصف غفاری کے مکہ پہنچنے سے پہلے یہ خواب دکھیا کہ ایک شتر سوار آیا اور اطمینان میں اُٹھ بٹھا کر
بادراز بند یہ پکار رہا ہے۔

الا انصرفوا یا آلِ عَدْرِ لِمَصَامِعِکُمْ
فی ثلاثہ
اے اہل عذر اپنے مقبل اور پچھلے کی جگہ کی طرف
تین دن میں نکل جاؤ۔

لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے، پھر وہ اپنا اونٹ لے ہوئے مسجد حرام میں گیا اور پھر
یہی آواز دی اس کے بعد جبل ابی قیس پر چڑھا اور لوہے سے پتھر کی ایک چٹان پھینکی۔ جب چٹان
پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو چوہر چھڑ ہو گئی اور مکہ کا کوئی گھرا بیا نہ رہا کہ جس میں اس کا کوئی ٹکڑا جا کر
نہ گرا ہو۔

عاتکہ نے یہ خواب اپنے بھائی حضرت عباس سے ذکر کیا اور کہا اے بھائی خدا کی قسم
آج میں نے یہ خواب دکھیا ہے اور اندیشہ ہے کہ تیری قوم پر کوئی بلا اور مصیبت آنے والی ہے۔
دیکھو اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرنا عباس گھر سے باہر نکلے اور اپنے دوست ولید بن عتبہ سے
اس خواب کا ذکر کیا اور یہ تاکید کی کہ اس خواب کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا مگر ولید نے اپنے باپ

۱۔ سۃ انفال، آیت ۱۰

۲۔ چونکہ لوگوں نے انشاء اس کے رسول سے خبر کیا تھا، اس نے حکم دیا میں ان کو آلِ عذر کہا گیا اور عجب نہیں کہ عذر سے
شیخ مولانا دیوبند کے مولانا محمد رفیع الرحمن نے بیان کیا کہ اس نے ان کو آلِ عذر کہا گیا ہو واللہ اعلم۔

عقبہ سے اس خواب کا لفظ لفظ تذکرہ کر دیا اسی طرح بات تمام مکہ میں پھیل گئی۔ دوسرے قیس ربیع
روز حضرت عباس مسجد حرام میں گئے تو دیکھا کہ ابو جہل ایک مجلس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے ابو جہل نے
حضرت عباس کو دیکھتے ہی یہ کہا کہ اے ابو الفضل مجھ سے مرد تر نبوت کے مدعی تھے ہی اب تمھاری
عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں میں نے دریافت کیا کیا بات ہے، ابو جہل نے عاقلہ کے
خواب کا ذکر کیا، اسی آثار میں منعم غفاری۔ ابرہہ بن ابی سفیان کا پیام لے کر اس شان سے مکہ میں پہنچا کہ
پیر ابن چاک ہے اور اونٹ کی ناک کٹی ہوئی ہے اور یہ پکارتا آ رہا ہے کہ اے گروہ قریش اپنے
کاروان کی خبر لو اور جلد از جلد ابرہہ بن ابی سفیان کے قافلہ کی مدد کو پہنچو۔

یہ خبر سنتے ہی قریش پورے ساندو سامان کے ساتھ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اور بدر میں
پہنچ کر خواب کی تعبیر بحالت بیداری آنکھوں سے دیکھ لی۔ یہ وقال اہتی رعاء الطیرانی مرسلادنیہ
ابن ہبیرہ وفیہ ضعف و حدیث حسن۔ مجمع الزوائد موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ منعم غفاری
جب مکہ آیا تو قریش کو عاقلہ کے خواب سے ڈر پیدا ہو گیا۔

ف۔ عاقلہ بنت عبد المطلب کے اسلام میں اختلاف ہے ابن سعد فرماتے ہیں کہ
عاقلہ مسلمان ہوئیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ۱۲-۱۱ ص ۱۱۱۱۱۱۱۱ عاقلہ بنت عبد المطلب۔

جہیم بن الصلت کا خواب : غرض یہ کہ قریش پورے ساندو سامان کے ساتھ گاتے
بجالتے روانہ ہوئے جب مقام جحفہ میں پہنچے تو

جہیم بن صلت نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور ایک اونٹ اس کے
بمراہ ہے۔ وہ آکر کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہے۔ قتل ہوا عقبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابو الحکم بن
ہشام یعنی ابو جہل۔ اور امیہ بن خلف اور فلاں فلاں۔ بعد ازاں اس شخص نے اونٹ کے ایک
برجھا مار کر لشکر میں چھوڑ دیا۔ لشکر میں کا کوئی خیمہ ایسا نہ تھا جس پر اس کے خون کے چھینٹے نہ پڑے

۱۔ مستدرک للحاکم ج ۳، ص ۱۹، مجمع الزوائد ج ۶، ص ۱۱۱، ۱۱۲،

۲۔ الہدایۃ والنہایت ج ۳، ص ۲۵۸،

۳۔ الامامہ ج ۴، ص ۳۵۰،

ہوں۔ ابو جہل کو جب اس خواب کی اطلاع ہوئی تو بہت برعہم ہوا اور یہ کہا کہ یہ بنی المطلب میں دوسرا نبی پیدا ہوا ہے کل کو جب مقابلہ ہوگا تب اس کو معلوم ہو جائے گا کہ جنگ میں ہم میں سے کون قتل ہوگا۔

بیش اور عدیٰ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کے جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ جب مقام بدر پہنچے تو ایک ٹیلہ کے نیچے جہاں ایک پانی کا چشمہ تھا۔ اپنے اونٹوں کو ٹھلایا اتنے میں دو عورتیں دکھائی دیں جن میں سے ایک دوسری پر اپنے قرض کا قافلہ کرتی تھی تو اس نے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ شام سے آنے والا ہے، اس وقت منت و مزدوری سے جو کماؤں گی اس تیرا حق ادا کر دوں گی۔

مجدی بن عمر جب بھی پانی کے چشمہ پر موجود تھا اور یہ تمام گفتگو سن رہا تھا جب قرضدار عورت نے قرض خواہ عورت سے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ آنے والا ہے۔ اس وقت قافلہ کا کچھ کام کر کے تیرا حق ادا کر دوں گی تو مجدی نے یہ کہا۔ سچ کہتی ہے اور یہ کہہ کر بیچ بچاؤ کرا دیا بیش اور عدیٰ یہ سنتے ہی اونٹ پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اطلاع کی اطلاع دی۔

بیش اور عدیٰ کے چلے جانے کے بعد ابوسفیان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل و حرکت کی خبر لینے کی غرض سے اس مقام پر پہنچا اور مجدی بن عمرو سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کسی کو یہاں آتے جاتے دیکھا ہے۔

مجدی نے کہا کسی کو نہیں دیکھا صرف دو سواروں کو دیکھا کہ اس ٹیلہ کے نیچے آکر اونٹ ٹھلکے اور پانی پلایا اور مشکیزہ پانی سے بھر کر چلے گئے ابوسفیان فوراً اس مقام پر پہنچا وہاں کچھ میگنیاں پڑی تھیں ایک میگنی کو اٹھا کر تو اس میں سے ایک گٹھلی برآمد ہوئی۔ ابوسفیان نے اس گٹھلی کو دیکھ کر کہا۔ خدا کی قسم۔ شیرب رعدیہ کے کھجور کی گٹھلی ہے۔

نوراً وہاں سے واپس ہوا اور قافلہ کا رخ بدل دیا۔ اور ساحل کے راستہ سے قافلہ کو بچا کر صحیح سامنے لے گیا اور قریش کو یہ پیام دے کر بھیجا۔ انکم انفا خرجتم لمتنعوا غیرکمہ و بجاکم و اموالکم وقد نجاها اللہ فارجعوا۔ یعنی تم صرف اس لئے نکلے تھے کہ قافلہ کو اور اپنے آدمیوں کو اور اپنے اموال کو بچا لو اللہ نے سب کو بچالیا۔ لہذا تم سب مکہ واپس ہو جاؤ۔ ابو جہل نے کہا جب تک ہم بدر پہنچ کر تین دن تک کھاپی کر اور گاجا کر خوب مرے نہ اڑائیں اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے۔

انفس بن شریق سردار بنی زہرہ نے کہا کہ اے بنی زہرہ تم فقط اپنے اموال کی حفاظت کے لئے نکلے تھے۔ سو اللہ نے تمہارے اموال بچائے اب ہمیں لڑنے کی ضرورت نہیں بے وجہ ہم کربلاک میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے جیسا کہ یہ شخص ابو ہیل اکتسابی لہذا تم واپس ہو جاؤ قبیلہ بنی زہرہ کے تمام لوگ اپنے سردار انفس بن شریق کے کہنے سے واپس ہو گئے اور بنی زہرہ میں سے کوئی شخص بھی بدر میں شریک نہیں ہوا اور دیگر بعض نے بھی یہی کہا کہ جب ہمارا قافلہ صحیح سالم بچ گیا تو اب جنگ کی کیا ضرورت رہی۔ مگر ابو جہل نے ایک نہ مسمیٰ اور بدر کی طرف روانہ ہوا۔

اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے بدر پر پہنچ گئے۔ مگر قریش نے پہلے پہنچ کر پانی کے چشمہ پر قبضہ کر لیا اور مناسب موقعوں کو اپنے لئے چھانٹ لیا۔ بخلاف مسلمانوں کے کہ ان کو نہ پانی ملا اور نہ جگہ مناسب ملی۔ ریستلا میدان تھا جہاں چٹانوں کی دھڑا دھڑا ریت میں چیر و خنس و خنس جاتے تھے جن جل و علانے باران رحمت نازل فرمائی جس سے تمام ریت جم گیا۔ اور پانی جمع کرنے کیلئے مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے حوض بنائے تاکہ پانی وضو وغیرل کے کام آسکے سورہ انفال میں حق تعالیٰ شانہ اس احسان کو ذکر فرمایا ہے۔

وَمِيزَاتٍ يُعَلِّمُكُمُ فِيهَا الشَّمَاءُ مَاؤَ
لَيَسَّطَحُوْكُمْ فِیْہِ وَیُدْخِلُکُمْ فِیْہِ
اور اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا
تاکہ تم کو پک کر دے اور تم سے شیطان کی گندگی دور

وَجَزَّ الشَّيْطَانُ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ ۖ كُودٌ اُورْتَاكَ تَحَارَى دُلُوں كُو مَغْبُوطَا كُودِ
وَيَجِيَّتْ بِهٖ الْاَلْفَادَا ۝ ۱۵ اُور تَحَارَى قَدْرِطَلَا كُو جَاوَدِ ۝

یہ پانی اگرچہ مسلمانوں نے اپنی ضرورت کے لئے جمع کیا تھا مگر نبی اکرم رحمت عالم۔ رات
مجمہ نے اپنے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اس سے پینے کی اجازت دی۔

جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور زبیر بن عوام اور سعد بن
ابی وقاص اور چند صحابہ کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا اتفاق سے ان کو وہ غلام ہاتھ آگئے
ان کو کچھ لائے اور دریافت کرنا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ان غلاموں
نے کہا ہم قریش کے ستھ میں پانی لانے کے لئے نکلے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے کہنے کا کچھ یقین
نہ آیا اور یہ سمجھ کر ان کو کچھ مارا۔

کشاہدہ بارپٹ کے خوف سے ابوسفیان کا کچھ حال بتلایا
جب ان کچھ مار پڑی تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے آدمی ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے مارنا چھوڑ دیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خانہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب ان غلاموں نے سچ
کہا تو تم نے ان کو مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا، خدا کی قسم یہ قریش کے آدمی ہیں یعنی ابوسفیان
کے ہمراہیوں میں سے نہیں، آپ نے فرمایا کہ قریش کہاں ہیں ان غلاموں نے کہا واللہ اس مَقْشَقَسْ
ٹیلہ کے پیچھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہتے لوگ ہیں۔ جواب دیا کہ بہت ہیں۔ اپنے
فرمایا ان کی تعداد کتنی ہے، غلاموں نے کہا ہم کو ان کی شمار اور تعداد معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا
مدنہ کھانے کے لئے کتنے اونٹ و بچہ کرتے ہیں۔ جواب دیا کہ ایک دن نو اور ایک دن
دس آپ نے فرمایا نہرا اور نو تلو کے دو میان ہیں۔

بعد ازاں آپ نے دریافت کیا کہ سر داران قریش میں سے کون کون ہیں۔ انھوں نے کہا
کہ عقبہ اور شیبہ سپران ربیعہ اور ابو الجحتر بن ہشام اور حکیم بن حزام اور نوفل بن خولید اور
حارث بن عامر اللہ غمیہ بن عدی اور نصر بن الحارث اور زمعہ بن اسود اور ابو جہل بن ہشام اور۔

امیہ بن خلف اور نمیہ پسران حجاج اور سہیل بن عمرو اور مروان عبدود۔ یہ تین کرکڑا ہوا
کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا کہ مکر نے آج اپنے تمام جگر گوشوں کو تمھاری طرف پھینک دیا
ہے۔ الغرض اس طرح آپ نے قریش کا حال معلوم کیا۔

جنگ کی تیاری

جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی تیاری کی اور سعد بن معاذ رضی اللہ
عنه کی رائے سے آپ کے قیام کے لئے میلہ پر ایک چھپر بنایا گیا

ان سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔
قال یا نبی اللہ الان نبی لک مرینا نکون
فیہ ونعد عندک رکائبک ثم نلقی
عدونا فان اعزنا اللہ و اظھرنا
کان ذلک ما احببنا وان کانت الاخری
جلت علی رکائبک فلحققت بہن
درائنا من قومنا فقد تخلف
عنک اقوام یا نبی اللہ ما نحن
باشد لک حبا منہم ولو ظنوا انک
تلقى حربا ما تخلفوا عنک یمنعک اللہ
بہم یناصحون و یجاہدون معک
فاثنی علیہ رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ
سعد بن معاذ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا آپ
کے لئے ایک چھپر نہ بنا دیں جس میں آپ تشریف
رکھیں اور سواریاں آپ کے قریب تیار رکھیں پھر ہم
دشمن سے جا کر مقابلہ کریں پس اگر اللہ نے ہم کو
عزت دی اور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو ہماری مین
قمتا ہے اور اگر خدا نخواستہ دوسری صورت پیش
آئی تو آپ سواری پر ہو کر ہماری قوم کے بال بول
لوگوں سے جا ملیں قوم کے جو لوگ پیچھے رہ گئے
ہیں اسے بغیر خدا ہم ان سے زیادہ آپ کے
محبب نہیں اگر ان کو کسی وجہ سے اس میں بھی یہ گمان
ہوگا کہ آپ کو جنگ کا سامنا ہوگا تو برگزینے
پر رہتے شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ آپ کی

لے۔ یہ انتہائی اخلاص ہے کہ باوجود انتہاء جد کے محب اور جان نثار ہونے کے زبان سے اور دل سے اس
محبت کا کوئی دعویٰ ہے محب نفس رہی ہے جس کا اپنے اخلاص پر بھی نظر نہ ہو۔ ۱۲ منہ فاعانہ

و سلم خیر اودعاله بخیر ثم
بنی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عربین فکان فیہ .
حفاظت فرماتا اور وہ نہایت اخلاص اور خیر
خواہی سے آپ کے ساتھ جہاد کرتے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے معدن معاذکی تعریف کی
اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی بعد ازاں آپ
کے لئے ایک چھپر بنایا گیا آپ اس میں رہے

یہ چھپر ایک ایسے بلند ٹیلہ پر بنایا گیا جس پر کھڑے ہو کر تمام میدان کا راز نظر آتا تھا۔
حضرت انسؓ حضرت عمرؓ سے راوی ہیں کہ جس شب کی صبح کو میدان کا راز اگر کم ہر بنو ہوا
تھا اس شب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جم کو میدان کا راز کی طرف لے کر چلے تاکہ اہل مکہ
کی قتل گاہیں ہم کو آنکھوں سے دکھلا دیں چنانچہ آپ اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے
جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے ہذا مصرع فلان غذا انشاء اللہ یہ ہے فلان کی قتل گاہ صبح کو
انشاء اللہ اور مقام قتل پر ہاتھ رکھ کر نام بنام اسی طرح صحابہ کو بتلاتے رہے قسم ہے اس خدا کی
جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا کسی ایک نے بھی اس جگہ سے سر نہ تجاوڑ نہ کیا جہاں آپ نے
اپنے دست مبارک سے اس کے قتل کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ (رواہ مسلم)

باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل بندہ

بعد ازاں آپ اور آپ کے یار غار رفیق جان غار صدیق المہاجرین ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ اس غریش رچھپیں داخل ہوئے اور در کھت نماز ادا فرمائی اور صدیق الانصار سعد بن معاذ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھپر کے دروازہ پر تھوڑے کر کھڑے ہو گئے تھے

۷۔ سند احمد میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت انسؓ سے پوچھا کیا آپ بھی بدین میں حاضر
ہوئے تھے، اپنے فرمایا میں بدین سے کہن غائب ہو چکا تھا اور حضرت انسؓ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے آپ کے ہمراہ
گئے تھے میفراموش ہوئے کہ جہ سے قتال میں شریک نہیں ہوئے۔ آپ کی عمر اس وقت دس گیارہ سال کی تھی ایک وجہ
آپ کا بدین میں شمار نہیں کیا گیا۔ زرقانی ص ۴۲ عہ یہ چھپر کھجور کی شاخوں کا تھا۔ طبقات ابن سعد

۷۔ زرقانی۔ ج ۱۔ ص ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵۔ طبقات ابن سعد ج ۲۔ ص ۹

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں بدر کی شب میں کوئی شخص ہم سے ایسا نہ تھا جو سونہ رہا ہو سوائے آپ کی ذات بابرکات علیہ الف صلوات والف تحیات کہ تمام شب نماز اور دعا گریہ و زاری میں گزاری۔ اسی طرح صبح کو وہی درواہ الطبرانی و ابن جریر و ابن خزیمہ وغیرہم طلوع فجر ہوتے ہی آپ نے یہ آواز دی الصلاۃ عبدا للہ وعباد اللہ کے بندوں نماز کا وقت آگیا۔ آواز کا سننا تھا کہ سب جمع ہو گئے۔ آپ نے ایک درخت کی جڑ میں کھڑے ہو کر سب کو نماز چھائی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر اللہ کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی کی ترغیب دی (دعاہ ابن بی شیبہ و احمد و ابن جریر و صحیحہ منتخب کنز العمال ج ۹)

بعد ازاں آپ نے اصحاب کی صفوں کو سید ہا کیا اور ہر کفار کی مغفیت یا تباہی کا مہینہ رمضان المبارک کی نشتر تاریخ ہے اور جمعہ کا روز ہے کہ ایک طرف سے حق کی جماعت اور دوسری طرف سے باطل کی جماعت میدانِ فرتان کی طرف بڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کی عظیم الشان جماعت کو پورے ساز و سامان کے ساتھ میدانِ کارزار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو بارگاہِ انبوی میں یہ عرض کیا، اے اللہ -

اللهم هذا قریش قد اقبلت
بخيلاء ثها و فخرها اتحادك
وتكذب رسولك اللهم
فنصرك الذي وعدتني اللهم
اجنهم الغداة -

یہ قریش کا گروہ ہے جو تکبر اور غرور کے ساتھ مقابلہ کئے آیا ہے تیری مخالفت کرتا ہے اور تیرے بھیجے ہوئے پیغمبر کو جھٹلاتا ہے اے اللہ اپنی فتح و نصرت نازل فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا، اور اے اللہ ان کو ہلاک کر،

سیرۃ ابن ہشام فتح الباری، باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغيثون ربکم الی تو را شدید العقاب بعد ازاں آپ نے لشکر اسلام کو مرتب فرمایا۔ ترتیب اور صف آرائی کے وقت دست

۱۷۔ حق تعالیٰ نے یوم بدر کو یوم الفترتان فرمایا ہے یعنی حق اور باطل میں فرق اور فیصلہ کا دن اسی مناسبت سے اس نام پزیرنے اس میدان کو میدانِ فرتان سے تعبیر کیا ہے کہ اسی میدان میں اور باطل، زور و ظلمت کا فرق نمایاں ہوا۔ ۱۲

مبارک میں ایک تیر تھا نصف میں سے سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ ذرا آگے کو نکلے ہوئے تھے۔ آپ نے بطور لطافت سواد بن غزیہ کے پیٹ پر تیر کا ایک ہلکا سا کوچہ دے کر فرمایا استویا سواد۔ اے سواد سیدھا ہو جا۔

سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ارجعتنی وقد بعثك الله بالحق والعدل فأقْدَفَنِي۔
یا رسول اللہ اپنے مجھ کو درمند کیا اور تحقیق اللہ نے آپ کو حق اور عدل کے ساتھ بھیجا ہے میرا بدلہ دیدیجئے۔

آپ نے شکم مبارک پر ابن شریف کو اٹھا کر سواد سے فرمایا اپنا بدلہ لے لو۔ سواد رضی اللہ عنہ نے شکم مبارک کو گکے لگایا اور بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ شاید یہ آخری ملاقات ہو آپ صرور رہے اور سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کے لئے دوائے خیر فرمائی۔ اصحابہ، ترجمہ سواد بن غزیہ انصاریؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کو مرتب اور اس کی صفوں کو صفوں ملائکہ کی طرح درست اور ہموار فرما کر عرش (چھپر) میں تشریف لے گئے صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ عرش میں داخل ہوئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار سے کر عرش کے دروازہ پر کھڑے ہوئے۔

ابو مخنف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ۵

وَسَيِّتٌ مَّدِيْقًا وَكَلَّ مَهَا جِرَ سَوَاكُ يُسْنِي بِاسْمِهِ غَيْرُ مَسْكِرٍ
آپ کا نام مدیق رکھا گیا۔ اور ہر مہاجر آپ کے سواد دوسرے نام سے پکارا جاتا ہے
سَبَقْتُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ شَهِدُ وَكُنْتُ حَلِيْسًا بِالْعَرَبِيَّةِ الْمَشْهُرِ
آپ نے اسلام کی طرف سبق کی اور اللہ گواہ ہے۔ اور چھپر میں آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتین تھے

وَبِالْعَارِ اِذْ سُمِّيَتْ بِالْعَارِ صَاحِبَا وَكُنْتَ رَفِيقًا لِلنَّبِيِّ الْبَطْهَرِ
اور علی بذاتِ ایں بھی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اسی وجہ سے آپ کو یارِ فار کہا جاتا ہے۔
(استیعاب لابن عبد البر، ترجمہ ابی بکرؓ)

قریش جب مطمئن ہوئے تو آغاز جنگ سے پہلے عیبر بن وہبؓ بھی کو مسلمانوں کی جماعت کا
اندازہ لینے کے لئے بھیجا۔ عیبر بن وہب گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ارد گرد بچھ کر واپس آئے
اور یہ کہا کہ کم و بیش تین سو آدمی ہیں لیکن مجھ کو ذرا جھلت و دک یہ دیکھ آؤں کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے
اور جماعت تو کہیں کمین گاہ میں بھیپی ہوئی نہیں۔ چنانچہ عیبر گھوڑے پر سوار ہو کر دو دور و دو ایک چکر
لگا کر واپس آئے اور یہ کہا کہ کوئی کمین اور مدد نہیں لیکن اسے گروہ قریش میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ
مدینہ کے ادنیٰ موت (عمر قتل) کو اپنے اوپر لادے ہوئے ہیں اس قوم کا سوائے ان کی تلواروں
کے کوئی پناہ اور ہمالا نہیں، خدا کی قسم میں یہ دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے جب تک اپنے مقابل
کو نہ مارے گا اس وقت تک ہرگز نہ مارا جائے گا۔ پس اگر ہمارے آدمی بھی انھیں کے برابر مارے
گئے تو پھر زندگی کا لطف ہی کیا رہا۔ سوچ کر کوئی رائے قائم کر لو۔

حکیم بن حزام نے کہا بالکل درست ہے اور اٹھ کر عقبہ کے پاس گیا اور کہا اے ابوالولید آپ
قریش کے سردار اور بڑے ہیں کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ ہمیشہ خیر اور بھلائی کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا ہے
عقبہ نے کہا کیا ہے حکیم نے کہا کہ لوگوں کو ٹوٹے چلو۔ اور عمرو بن حفصؓ کا خون بہا اپنے ذمہ لے لو۔
عقبہ نے کہا میں عمرو بن حفصؓ کا خون بہا اور ویت کا ذمہ دار ہوں لیکن ابو جہل سے بھی مشورہ کر لو
اور کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔

میدانِ کارزار میں عقبہ کی تقریر

اے گروہ قریش واللہ تم کو محمد (صلی علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب سے جنگ کے کوئی
فائدہ نہ ہوگا۔ یہ سب تمھارے قرابت دار ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اپنے باپ اور بھائی بنی الامیام اور

بنی الاخرال کے قاتلوں کو دیکھتے رہو گے۔ محمد اور عرب کو چھوڑ دو، اگر عرب نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کر دیا تو تمہاری مراد پوری ہوئی اور اگر اللہ نے ان کو غلبہ دیا تو وہ بھی تمہارے لئے باعث عزت و شرف ہوگا کیونکہ وہ تمہاری ہی قوم کے ہیں ان کا غلبہ تمہارا غلبہ ہے) دیکھو میری نصیحت کو رومیت کرو اور مجھ کو سفید اور نادان نہ بناؤ۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں ابو جہل کے پاس آیا۔ ابو جہل اس وقت زہرہ بن کر ہتھیار سج رہا تھا۔ میں نے کہا عقبہ نے مجھ کو یہ پیام دے کر بھیجا ہے۔

ابو جہل سنتے ہی عقدہ سے بھڑک اٹھا اور یہ کہا کہ عقبہ اس لئے بھی لڑائی سے جان چڑا رہا ہے کہ اس کا بیٹا ابو ہذیفہ سکائوں کے ساتھ رہے اس پر کوئی آپج نہ آئے۔ خدا کی قسم ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے جب تک اللہ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مابین فیصلہ نہ کر دے اور عمرو بن العفری کے بھائی عامر بن العفری کو ملا کر یہ کہا کہ یہ تیرا حلیف، عقبہ لوگوں کو لوٹا کر لے جانا چاہتا ہے اور تیرے بھائی کا خون تیری آنکھوں کے سامنے ہے، عامر نے سنتے ہی داعلہ واعرہ ہائے عمرو ہائے عمرو کا نعرہ لگنا شروع کیا جس سے تمام فوج میں ہوش بھیل گیا۔ اور سب لڑائی کے لئے تیار ہو گئے (رفاٹ ۱۱) ابو جہل، عمار بن العفری کے خون کا ذکر، لوگوں کو محض جوش دلانے کیلئے کرتا تھا اصل مقصد جس کے لئے قریش مکہ سے نکلے تھے وہ کاروان تجارت کی حفاظت تھی جب وہ بچ نکلا تو لوگ جنگ کے لئے آمادہ نہ تھے اور قدم قدم پر واپسی کا مسئلہ زیر بحث آتا تھا، لہذا کسی علامہ کا یہ گمان کرنا کہ قریش محض عمار بن العفری کے خون کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت سے نکلے تھے بالکل غلط ہے، تاہم روایات کے خلاف ہے۔

آغاز جنگ

ابو جہل کی طعن آمیز گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ عقبہ بھی ہتھیار سج کر جنگ کے لئے تیار ہو گیا اور گروہ

مشکین میں سب سے پہلے عتبہ بن ربیعہ ہی اپنے بھائی شعیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر میدان میں آیا۔ اور لٹکار کر اپنا تئبا رنادر مقابل طلب کیا۔

شکر اسلام میں سے تین شخص مقابلہ کے لئے نکلے۔ عوف اور متوذ سپہ سالار حارث اور عبد اللہ بن رواحہ۔

عتبہ نے پوچھا تم کون ہو۔ ان لوگوں نے کہا درہم من الانصار یعنی ہم گروہ انصار سے ہیں۔ عتبہ نے کہا انا بکم من حاجتہ یعنی ہم کو تم سے مطلب نہیں ہم تو اپنی قوم سے لڑنا چاہتے ہیں، اور شخص نے لٹکار کر یہ آمادگی۔

یا محمد اخرج الینا اکفاءنا اے محمد ہماری قوم میں سے ہماری جھوٹ کے ہم من قَتَوِمْنا۔ سے لڑنے کو بھیج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حکم دیا کہ صف قتال کی طرف واپس آ جائیں اور حضرت علی اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن الحارث کو نام بنام مقابلہ کے لئے نکلنے کا ارشاد فرمایا۔ حسب الارشاد یہ تینوں مقابلہ کے لئے نکلے۔ چہرے پر چونکہ نقاب تھے اس لئے عتبہ نے دریافت کیا تم کون ہو عبیدہ نے کہا میں عبیدہ ہوں حمزہ نے کہا میں حمزہ ہوں علی نے کہا میں علی ہوں عتبہ نے کہا:

نعم اکفاء جردنا ہاں تم ہمارے جھوڑ اور برابر کے ہو اور محترم ہو۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

۱۔ عوف اور متوذ کے باپ کا نام حارث ہے اور ان کا نام عفر آ ہے عفر آ بھی صحابیہ ہیں۔ حافظ عثمان فرماتے ہیں عفر آؤں ایک خاص نصرت ہے جو کسی اور صحابیہ میں نہیں ہائی جاتی۔ وہ یہ عفر آؤں نے اول نکاح حارث سے کیا حارث تین بیٹے ہوئے عوف اور متوذ اور عازہ۔ حارث کے بعد بکرم یا یس سے نکاح کیا جس سے چار لڑکے ہوئے، ایسا اور عائشہ اور خالدہ اور عاتقہ۔

اور یہ ساتوں بیٹے تین پہلے شوہر کے اور چار دوسرے شوہر کے سب کی کُل غزوہ بدر میں شریک تھے ایسی ہی تھیں جس کے ساتوں لڑکے بھی شریک ہوئے یہاں عوف عفر آؤں سے اللہ تعالیٰ مہنا دے گا ۱۲۔ زرتانی ج ۱۴

ذکر قتل عقبہ و شیبہ و ولید

۵۔ یہ محمد بن اسحق کی روایت ہے کہ عبیدہ ثقیف کے اور حمزہ شیبہ کے مقابل برسرے موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں اس کے برعکس ہے کہ عبیدہ ثقیف کے اور حمزہ شیبہ کے مقابل ہوئے۔ میر کی کل روایات اس شخص میں کہ حضرت علیؑ و اہل کے مقابل ہیں الہود انکاء یک صحیح الاموال روایت ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کے مقابل تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و ملا اہم و احکم و انتصیل فی باب و ملا النجاشی علی اللہ علیہ وسلم نے فتح اہل باب مکمل الیٰ حبیل ۲۱۱ و زرقانی ۲۱۱

اگر کافروں نے میرا پیر کاٹ دیا تو کوئی مضائقہ نہیں اس کے صلہ میں عترتِ جلال سے بہت ہی بلند عیش کا امیدوار ہوں یعنی پیر قطع ہر جانے سے یہ حیاتِ فانیہ قطع ہوگی۔ مگر اس کے بدلے میں اسی حیاتِ طے کی جو کہیں منقطع نہ ہوگی۔

وَأَلْبَسْنِي الزَّخْرَيْنِ مِنْ قُضَلٍ مَمْنُونَةٍ لِبَاسًا مِنَ الْإِسْلَامِ عَطَى الْمَسَاوِيَا
انہ کیوں نہ امید کروں خداوند مہربان ہی نے محض اپنی مہربانی سے مجھ کو اسلام کا لباس پہنایا جس نے
تمام برائیوں کو ڈھانک لیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ جس جسم پر اسلام اور تقویٰ کا لباس نہ ہو تو وہ عربیاں اور برہمنہ ہے عالم
شہادت والے اگر آپ کی عمرانی کا احساس نہ کر سکیں لیکن عالم غیب کے رہنے والے اس برائی کو ضرور
محسوس کرتے ہوں گے۔ حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ جب حضرت لبید مشونؓ باسلام ہوئے تو یہ
شعر کہا: ۱۵

الْحَمْدُ لِلَّهِ إِذْ لَمْ يَأْتِنِي آجِلِي حَتَّى أَكْتَسَيْتُ مِنَ الْإِسْلَامِ سِرِّيًّا لَا
یہ شعر بھی اسی کا مزید ہے اگر اندلیغہ طوالت نہ ہوتا۔ تو کتاب و سنت سے کچھ اور شواہد
ذکر کرتا حضراتِ اہل علم ادنیٰ توجہ سے معلوم کر سکتے ہیں۔

فائدہ کا: عقبہ اور شعیبہ۔ اہل میں جنگ سے اس نے جان چراتے تھے کہ اول
تو فاتحہ اور پھر جیم بن صلت کے خواب کیوجہ سے پریشان تھے اور پھر یہ کہ مکہ سے چلتے وقت
یہ ماجرا پیش آیا کہ عدا اس رضی اللہ عنہ نے (جو عقبہ اور شعیبہ کے غلام تھے اور انفرامیت سے تائب
ہو کر طائف کی واپسی میں حضور کے دست مبارک پر مشرف ہو چکے تھے) جب عقبہ اور شعیبہ بدر کے
لئے روانہ ہونے لگے تو جاتے وقت عدا اس نے عقبہ اور شعیبہ کے پیر پچھڑے اور یہ کہا:

۱۶۔ ایک حدایت میں ہے کہ جب صحابہ رہے یہ حالت دیکھی تو منیدہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت کے بیچ
ہوئے مینہ نے نہ پناہ نہ سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر رکھ کر یہ کہا کہ یا رسول اللہ اگر ابوطالب
زندہ ہوتے تو ہم کو دیکھتے تو وہ بیان لیتے کہ ہم اس سے زیادہ اس شعر کے حق میں اس کے بعد وفات پائی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خداوند انکے شہید کیا گواہی دیا ہوگی تو شہید ہوا وہ اسٹانی ابا بکرؓ اور ابی بکرؓ

باجی دای امتہا واللہ انہ
لرسول اللہ وماتاقان الا
الی مصار حکما۔
میرے ماں باپ تم پر خدا ہوں خدا کی قسم وہ یعنی
محمد بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں ہانکے
جارے ہر تم مگر اپنے اپنے مقتل و قتل گاہ

کی طرف اور دوڑے۔ عاص بن شیبہ نے حضرت عباس کو دتے ہوئے
دیکھ کر رونے کا سبب دریافت کیا تو عباس نے کہا کہ میں اپنے ان آقاؤں کی
وجہ سے رہتا ہوں کہ دونوں اللہ کے رسول سے قتال اور جنگ کے لئے
جارے ہیں، عاص نے کہا۔ کیا واقعی وہ اللہ کے رسول ہیں۔ عباس کا نپاٹھ
اور یہ کہا :

ای واللہ انہ لرسول اللہ الی
الناس كافة۔ (صحابہ ترجمہ) تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔
عباس کا یہ کلام عقبہ اور شیبہ کے دل میں اتر چکا تھا کہ یہ سب لوگ مارے جائیں گے۔
اس لئے عقبہ اور شیبہ جنگ سے جان چراتے تھے، فقط ابو جہل کے طعن کی وجہ سے عقبہ اور شیبہ
نے سبقت کی۔ ابو جہل بار بار عقبہ اور شیبہ کو بزدلی اور نامردی کا طعنہ دیتا تھا۔ اس لئے سب سے پہلے
یہ دونوں جنگ کی طرف بڑھے تاکہ اپنے سے بزدلی اور نامردی کے طعنہ کو دور کریں البواسطہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا، اپنے تیروں
کو وقت کے لئے بجا رکھنا۔ جب کافر تم پر ہجوم کر دیں اور قریب آجائیں اس وقت تیر مارنا۔
(بخاری شریفین غزوہ بدر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں عارفت

عقبہ اور شیبہ کے قتل کے بعد میدان کارزار گرم ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھترے
برآمد ہوئے اور صحابہ کی صفوں کو ہموار کیا۔ اور پھر ابو بکر صدیق کو ساتھ لے ہوئے عرش چھترے

میں واپس تشریف لے گئے اور سعد بن معاذؓ تلوار لے کر چھپر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے حضورؐ پر لڑنے جب آپؐ اصحاب اور احباب کی قلت اور بے سرو سامانی کو اور اعداء کی کثرت اور قوت کو دیکھا تو نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا میں مشغول ہو گئے اور یہ دعا مانگتے تھے۔

اللَّهُمَّ افِ انْشُرْكَ عَهْدِ اے اللہ میں تیرے عہد اور عہدہ کی وفا
و وعدك اللهم ان شئت لم کی درخواست کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے
تعبد۔ تو تیری پرستش نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع و خضر کی ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ بارگاہ
خداوندی میں کبھی سر بسجود تضرع و ابتهال ہاتے اور کبھی سلطانہ اور فقیرانہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر
فتح و نصرت کی دعا مانگتے تھے۔ محویت کا یہ عالم تھا کہ دوش مبارک سے رواں گر گر پڑتی تھی۔
حضرت علیؓ راوی ہیں کہ میں نے بدر کے دن کچھ قتال کیا اور آپؐ کی طرف آیا دیکھا کہ
کہ آپؐ سر بسجود ہیں اور یا حسیٰ یا قیوٰم کہتے جاتے ہیں میں لوٹ گیا اور قتال میں مصروف
ہو گیا اور کچھ دیر بعد پھر آپؐ کی طرف آیا پھر اسی حال میں پایا۔ تین مرتبہ اسی حال میں پایا پھر تھی
بار اللہ نے آپؐ کو فتح دی۔ (رواہ النسائی والحاکم فتح الباری۔ باب قول اللہ تعالیٰ انا متغیثون
رحمہم صبح سلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب بدر کا دن
ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین مکہ ایک ہزار ہیں اور آپؐ کے اصحاب تین
سو کے کچھ زیادہ ہیں تو آپؐ عرش چھپر میں تشریف لے گئے اور مستقبل قبلہ ہو کر بارگاہ خداوندی
میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے۔

اللَّهُمَّ انْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اے اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو
اللَّهُمَّ انْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعَصَابَةِ پورا فرما۔ اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک
من اهل الاسلام لا تعبد في الارض ہو گئی تو پھر زمین میں تیری پرستش نہ ہو گی۔

اس نے کہ آپ خاتم النبیین ہیں یہ امتِ آخری امت ہے اگر خدا غواستہ آپ اور آپ کے صحابہ ہلاک ہو گئے تو پھر زمین پر کوئی اللہ کی عبادت کرنے والا نہ رہے گا، نیز اس دُعا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فتح و نصرت کی دعا فقط مسلمانوں کی جان بچانے کے لئے نہ تھی بلکہ اس لئے کہ زمین پر اللہ جل جلالہ کی عبادت اور بندگی باقی رہے ایسا نہ ہو کہ زمین اللہ کی عبادت سے خالی رہ جائے۔

دیر تک اٹھ پھیلانے ہوئے یہی دُعا فراتے رہے کہ اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین پر تیری پرستش نہ ہوگی۔ اسی حالت میں چادر مبارک ودش مبارک سے گر چڑی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھا کر ودش مبارک پر ڈال دی اور پیچھے سے آکر آپ کی کمر سے چٹ گئے، یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ ابو بکر نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور عرض کیا،

حَسْبُكَ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ
بِسْ كَانِي هُوَ تَحْقِيقُ أَهْلَ الْبَيْتِ حَضْرَتِ بَيْتِ
الْحَاجَّاهُ وَنَارِي كِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت حق بل و علا کی عظمت و جلال اور شانِ استغفار و بے نیازی پر تھی، کہا قال تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ تَغْنِي عَنِ الْعَالَمِينَ۔ وقال تعالیٰ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ إِنَّ تَشَابُدُ هَبْكَمُ اس نے چٹھائے مبارک سے گریہ و نزاری کے چٹنے جاری اور دعاں تھے لیکن ابو بکر کو آپ کی اس بے تابانہ اور مضطربانہ الحاح و نزاری سے یقین آ گیا کہ آپ کی دُعا مستجاب اور مقبول ہوئی، کہا قال تعالیٰ

أَمِنْ يَجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا
وَيَكْنِيفُ الشُّوْبَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ
الْأَرْضِ ۝
آبادہ ذات کہ جز مضطر اور ستمیاری کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں صاحبِ تفرق بناتا ہے۔

غرض یہ کہ صدیق اکبر مقامِ رجا میں تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ خوف میں تھے۔
ایک شغبہ اور اس کا ازالہ : شغبہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کی طرف سے فتح اور نصرت کا وعدہ تھا تو حضور پُر نور کیوں اس درجہ مضطرب تھے۔

جواب : یہ ہے کہ حق جل شانہ کی طرف سے حق کی فتح و نصرت کا وعدہ مجھ تھا کوئی زمان و مکان اور کوئی واقعہ اور محل معین نہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حق جل و علا کی شانِ بے نیازی پر تھی کہ وہ مالکِ مطلق ہے جو چاہے سو کرے۔ مقامِ ربوبیت کا ادب یہی ہے کہ باوجود وعدہ برحق کے اُس سے ڈرتا رہے اور یہ سمجھتا رہے کہ کوئی شئی کسی حال میں اس پر واجب نہیں بندہ کا کام مانگنے کا ہے وہ جو کچھ عطا فرمائے وہ اس کا فضل اور انعام ہے اور اگر وعدہ نصرت کا وقت معین بھی ہو تو اس میں یہ اتالی ہے کہ ممکن ہے کہ اس وعدہ کا وقوع اور تحقیق ایسے مخفی اسباب و شرائط پر معلق ہو جن سے اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت اور مصلحت کی بنا پر اپنے پیغمبروں کو بھی آگاہ نہ کیا ہو کہ اقال تعالیٰ وَلَا يُجِزِلُونَ بِشَيْءٍ ؕ يَوْمَ نَبْعَثُكَ اِلٰی سَمَاءٍ ؕ اَنَّا بِمَا تَشَاغُرُ اللّٰهُ تَعَالٰی پُر پیام و واجب نہیں کہ کسی واقعہ اور کسی وعدہ کے اسباب و شرائط سے انبیاء کرام کو آگاہ کرے بسا اوقات حکمت بالغہ کا اقتضایہ ہوتا ہے کہ اہل حقیقت سرکھم رہتے تاکہ بندہ کی نظر سے اللہ کی عظمت اور ہیبت اور شانِ لا اِلهَ اِلَّا ہُوَ جل نہ ہو جائے۔

اس لئے حضراتِ انبیاء کرام کا اس طرح کی مبالغہانہ اور مضطربانہ دعا مانگنا۔ اس لئے نہیں ہوتا کہ ان کو وعدہ خداوندی پر وثوق نہیں ہوتا بلکہ خداوندِ جلال کی لا اِلهَ اِلَّا ہُوَ کا خون ان پر غالب ہوتا ہے۔ (ماخوذ از مدارج النبوة)

اس صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی نے عرض کیا :

كَفَاكَ مَنْ شَدَّ بَلَدًا وَبَكَ فَاَنَّهُ بَسَ اللّٰهُ سَآءَ مَا يَكُنْ فِيْ رِجْلِ مَنْ لَا يَحْقِيقُ مَا يَدْعُوْهُ

سینجز لك ما وعدك . اپنے وعدہ کو ضرور پورا فرمائے گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِذْ تَنْتَفِیْثُوْنَ رَجَبُكُمْ فَاَسْتَجَابَ لَكُمْ
اَنِّیْ مُیْتَدِّكُمْ بِاَمْنٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ
مُرِدِّیْنَ . وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی
وَلِیَطْمَیْنَنَّ بِہِ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ
اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ
حَکِیْمٌ ۝۴

یاد کرو اس وقت کہ جب تم اللہ سے فریاد کرو گے
تھے پس اللہ نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں
تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا جو
مجھے بعد و گمراہی کے اپنے دے ہوں گے اور نہیں
بنایا اللہ نے اس امداد کو مگر محض تمہاری بشارت
اور خوشخبری کے لئے اور اس لئے کہ تمہارے دل

مطمئن ہو جائیں اور حقیقت میں مدد نہیں مگر اللہ کی جانب سے بے شک اللہ غالب

اور حکمت والا ہے۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے، آپ اس وقت عرشِ دجیتر سے باہر تشریف لائے

اور زبان مبارک پر یہ آیت تھی۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ
الدُّبُرَ ۝

عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھائے گی
اور پشت پھیر کر بھاگے گی۔

ابنِ اُمّی کی روایت میں ہے کہ وہ مانگتے مانگتے آپ پر نیند طاری ہو گئی، تنہا ہی دیر بعد

آپ بیدار ہوئے اور ابو بکرؓ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔

۱ بشر یا ابا بکر انا ل نصر اللہ
هذا جبریل اخذ بعنان فرسہ
یعودہ علی ثانی الا العنبار ۝

اے ابو بکر تجھ کو بشارت ہو۔ تیرے پاس اللہ کی
مدد آگئی۔ یہ جبریل امین گھوڑے کی باگ کپڑے
ہارے ہیں دانتوں پر ان کے غبار ہے۔

۱۔ سورۃ انفال، آیت ۱۰ ۵۔ سورۃ القمر، آیت ۴۵

۳۔ فتح الباری ج ۱ : ص ۲۲۲ - عیون الاثر - ۱ : ۵ - ص : ۳۵۵

اہل سلام کی امداد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نزول

اول حق تعالیٰ نے ایک ہزار اور پچترہ ہزار اور پھر پانچ ہزار فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لئے آئے۔

نکتہ: جو عجم اس جنگ میں کفار و مشرکین کے امداد کے لئے ابلیس بعین اپنا شکر لے کر حاضر ہوا اس لئے حق تعالیٰ و علانے مسلمانوں کی امداد کے لئے جبریل و میکائیل و اسرافیل کی سرکردگی میں آسمان سے اپنے فرشتوں کا لشکر نازل فرمایا چونکہ شیطان خود سراقہ بن مالک کی شکل میں اداس کے لشکر کے لگ بنی مدیج کے مردوں کی شکل میں ظاہر ہوئے جیسا کہ دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

اسی وجہ سے فرشتے بھی مردوں ہی کی شکل میں نمودار ہوئے جیسا کہ علامہ سیل اور امام قرطبی نے تصریح کی ہے۔

اور جن حضرات کی امداد اور اعانت کے لئے آسمان سے فرشتے اترے وہ حضرات اگرچہ صورتہ انسان تھے مگر معنی فرشتے تھے اور بلاشبہ اس کا مصداق تھے۔

نقش آدم یک معنی جبریل رستہ از جملہ ہوا ذقال و قیل

ابو اسید سامدی رضی اللہ عنہ (جو صحابہ بدر میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ بدر کے دن فرشتے زرد رنگ کے عماموں میں اترے تھے موند حرم کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔ (دواہ ابن جریر باسناد حسن اور ایسا ہی ابن ابی حاتم نے زبیر بن عمام سے روایت کیا ہے اور زبیر رضی اللہ عنہ خود بھی بدر کے دن زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کے عماموں کا رنگ سیاہ تھا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ سفید تھا۔

حافظ سیوطی فرماتے ہیں صحیح روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عاموں کا رنگ نرد تھا۔ سیاہ اور سفید رنگ کے ہارے میں جس قدر بھی روایتیں ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔^{۱۵}
حکایت ۱۰۔ مجب نہیں کہ فرشتوں کے عاموں کا رنگ نرد و مسلمانوں کے فرحت و مسرت کے لئے رکھا گیا ہو اس لئے کہ زرد رنگ کو دیکھ کر فرحت و مسرت ہوتی ہے کما قال تعالیٰ :

صَفَرَاءَ فَانِعُ لَوْنُهُمَا نَسْوَانَا لَظَاهِرَيْنِ^{۱۶} دیکھنے والوں کو فرحت اور مسرت بخشا ہے۔
 الحاصل حق جل شانہ نے مسلمانوں کی امداد کے لئے فرشتوں کا لشکر آسمان سے نازل فرمایا۔ اول تو ملائکہ کا فقط نزول ہی موجب خیر و برکت تھا جیسے غزوہ حنین میں فقط ملائکہ کا نزول ہی فتح کا باعث ہوا۔ کما یسألک انشاء اللہ تعالیٰ۔
 دوسرا انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ فرشتوں کو یہ حکم دیا کہ مسلمانوں کو روحانی طور پر تقویت پہنچائیں کما قال تعالیٰ۔

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ^{۱۷} اس وقت کہ یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ فرشتوں
 نَسَبْنَا الَّذِينَ آمَنُوا^{۱۸} کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم
 اہل ایمان کو ثبات اور استقامت میں تروت پرچاؤ
 جس طرح حق تعالیٰ نے شیطان کو دلوں میں دوسے ڈالنے کی قدرت دی ہے
 اسی طرح ملائکہ مگر میں کو دلوں میں نیک باتوں کے انقار کی قدرت عطا فرمائی ہے جس کو
 لہذا اور الہام کہتے ہیں۔ سو فرشتوں نے مسلمانوں کے دلوں میں خداوند ذوالجلال سے مکرشی کرنے
 والوں کے مقابل میں سرفروشی اور جابنازی کا انقار کیا کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت
 کرنے والوں کے مقابل میں ثابت قدم رہو لَعَمْرُكَ لَئِنْ لَمْ تُولَیْ اور لَعَمْرُكَ لَئِنْ لَمْ تُولَیْ

۱۵۔ زرتانی ج: ۱، ص: ۲۲۳ - ۱۵۔ سورہ بقرہ ۱۰، آیت: ۲۹ -

۱۶۔ سورہ انفال ۱۰، آیت: ۱۲ -

اور مددگار ہے اور اُس کے فرشتوں کا لشکر تحاری پشت پناہی کے لئے حاضر ہے۔ پھر کیا فکر اور کیا غم ہے اور فتح و شکست کا مدار دلوں کی قوت اور ضعف پر ہے۔ اس طرح مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔

تیسرا انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ فرشتوں کو مسلمانوں کے دشمنوں سے جہاد اور قتال کا حکم دیا۔

چوتھا انعام یہ فرمایا کہ فرشتوں کو ان کا معین اور مددگار بنایا، اصل جہاد کرنے والے صحابہ تھے، فرشتے ان کے تابع تھے، جیسا کہ مدمک کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے۔

پانچواں انعام یہ فرمایا کہ کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالنا کمال تعالیٰ سَتَلَقُنِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرَّعْبُ -

فرشتوں کو طریقہ جہاد و قتال کی تعلیم

فرشتوں کو چونکہ آدمیوں کے قتل کا طریقہ معلوم نہ تھا اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے ان کو قتل کا طریقہ بتلایا۔

فَاَضْرِبُوا قُلُوبَ الْكَافِرِ وَاضْرِبُوا اَعْيُنَهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ۱۵
اے فرشتو! پس مارو کافروں کی گردنوں پر اور
کاٹ دو ان کے ہر لہر کو۔

ربیع بن انس سے مروی ہے کہ بد رکھے دن، فرشتوں کے مقتولین انسانوں کے مقتولین سے علیحدہ طور پر پچانے جاتے تھے مقتولین ملائکہ کے گردنوں اور پوروں پر آگ کے سیاہ نشان تھے۔ (فتح الباری باب ثبوت الملائکہ بدن)

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان مرد ایک مشرک کے پیچھے درڑا اور پر سے ایک کوڑے لود سوار کی آواز سنائی دی کہ اے جیزوم آگے بڑھو۔ اس کے بعد جو اس مشرک

پرنظر پڑی تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ مشرک زمین پر چپٹ پڑا ہوا ہے۔ اور اُس کی ناک اور چہرہ۔
کوڑے کی ضرب سے پھٹ کر نیلا ہو گیا ہے۔

انصاری نے اگر یہ تمام واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے سن کر فرمایا۔
تو نے سچ کہا۔ یہ تمیرے آسمان کی امداد تھی یتلہ

صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے لئے
یہ ارشاد فرمایا:

هذا جبرئيل آخذ بؤآس فوسه یہ میں جبرئیل جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے
علیه اداة الحرب۔ ہرے ہیں سامان جنگ سے آماستہ ہیں؛

روبخاری شریف باب شہود الملائکہ بدرًا۔)

سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ہم نے یہ دیکھا کہ ہم میں کوئی
شخص جب مشرک کی طرف اشارہ کرتا ہے تو قبل اس کے کہ تلوار اس تک پہنچے اس کا سرکٹ
زمین پر گر جاتا ہے، حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اور ان کے عزیز بہتقی نے
اور نیز ابو نعیم نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے یتلہ

سہیل بن سعد راوی ہیں کہ ابراہیم نے مجھ سے یہ کہا کہ اے بھتیجے اگر میں اد توبہ میں ہوتے
تو میں تجھ کو وہ گھائی دکھلاتا جہاں سے نشتہ ہماری امداد کے لئے برآمد ہوئے تھے جس میں
کوئی شک اور شبہ نہیں رواہ الطبرانی و فیہ سلامۃ بن روح وثقہ ابن حبان وضعفہ غیرہ غفلہ فیہ۔
الحاصل جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا اور
پھر مسلمانوں کے ساتھ ہو کر ان کا جہاد و قتال کرنا۔ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے صراحتہ ثابت
ہے جس میں کسی کے انکار اور شبہ کی گنجائش نہیں۔

فرشتوں کا گھوڑوں پر سوار ہونا یہ بھی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ ابلیح گھوڑوں پر سوار تھے یہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ملائکہ نے سوائے بدر کے اور کسی موقع پر قتال نہیں کیا۔ ہاں مسلمانوں کی نقطہ تائید اور تقویت اور بخیر جماعت اور سکنت و طمانیت کیلئے فرشتوں کا نازل ہونا دوسرے مواقع میں بھی ثابت ہوا ہے مثلاً غزوہ حنین میں ملائکہ کا نزول سورۃ توبہ میں مذکور ہے، لکھا قال تعلقنہ :

فَأَنزَلَ جُنُودَ الْأَمِّ تَرَوْهَا۔ اور ایسے لشکر اتارے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے۔

مگر بخاری اور مسلم کی ایک حدیث سے میں غزوہ احد میں بھی جبرئیل و میکائیل کا قتال کرنا منکر ہے لیکن وہ قتال تمام مسلمانوں کی طرف سے نہ تھا۔ صرف فات بابرکات علیہما افضل الصلوات والتمیحات کی حمایت و حفاظت کے لئے تھا۔

نکتہ : چونکہ یہ عالم۔ عالم اسباب ہے، اس لئے حق جل و علانے عالم اسباب کی رعایت ہے۔ فرشتوں کو لشکر کی صورت میں مسلمانوں کی امداد کے لئے نازل فرمایا اور نہ ایک ہی فرشتہ سب کے لئے کافی تھا۔ اہل ناعل تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس عالم میں اس کی قدرت کا ظہور اسباب اور وسائل کے ذریعے سے ہوتا ہے اس لئے عالم اسباب کے طریقے کے مطابق فرشتوں کا ایک لشکر مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش سے باہر شریف لائے اور جہاد و قتال کی ترغیب دی اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص صبر و تحمل اظہار میں اور صدق نیت کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے سینہ سپر ہو کر جہاد کرے گا اور پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔

۱۔ نستانی: ۵، ۲، ص: ۲۶، ایضاً: ۱۱۵، ص: ۲۵

۲۔ فتح الہامی: ۱۰، ۱، ص: ۲۲۳

عمر بن حارث رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس وقت کچھ کھجوریں تھیں جن کے کھانے میں مشغول تھے۔ یہ ایک جب یہ کلمات طہیات ان کے کان میں پہنچے تو سنتے ہی بھل اٹھے۔

بخ بخر افسا بیخی ربین ان ادخل ماہ میرے اور جنت کے مابین ناخصل
الجنة الا ان یقتلنی ھو لا ۛ ہی کیا رہ گیا مگر من اتا کر یہ لوگ مجھ کو قتل کر ڈاں
اور کھجوریں ہاتھ سے پھینک دی اور تلوار سے کر جہاد شروع کیا اور کڑا شروع کیا یہاں تک
شہید ہو گئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
عوف بن حارثؓ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ما یضحک الربؐ ۛ یا رسول اللہؐ پر دوا کر کہ بندہ کی کیا چیز ہنسائی
من عبدا ۛ ہے۔ یعنی خوش کرتی ہے۔

آپؐ ارشاد فرمایا۔ بندہ کا برہنہ ہو کر خدا کے دشمن کے خون سے اپنے ہاتھ کو رنگ لینا
عروثؓ نے یہ سنتے ہی زہر آمار کر پھینک دی اور تلوار سے کر قتال شروع کیا یہاں تک
شہید ہو گئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۱۵۔ ابن ہشام ج ۲ : ص ۱۸۰ - طبقات ابن سعد ج ۲ : ص ۱۶۱

۱۶۔ باپ کا نام حارث اور ماں کا نام عفرہ ہے یعنی معاذ اور معوذ کے بھائی ۱۲۔

۱۷۔ یعنی جس امر سے ہند کو خداوند خدا بجالا کی انتہائی رضا مندی حاصل ہو جس مقام پر خوشنودی کے ساتھ لشارت
کو امت مسرت و محبت کا اظہار مقصود ہو وہاں بکسے رشک کے شک کا استعمال ہوتا ہے بلکہ انتہائی خوشنودی اور انتہائی
رضامندی اور غایت محبت پر دلالت کرے اس لئے کہ آقا با اوقات اپنے ظلم سے راضی ہوتا ہے
جس کا اظہار نہیں کرتا شک کا لفظ خوشنودی اور اس کے اظہار دونوں پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ طلحہ بن ہارث رضی اللہ
عنہ کے حق میں مدث میں آیا ہے۔

اللہم انی ظلمتک یضحک الیک ۛ لے اللہ ظلم سے اس حال میں ملاقات فرما کہ وہ تجھ کو دیکھ کر
ونضحک الیک ۛ بھنے اور تیرا کو دیکھ کر بھنے۔

میں ان کی ملاقات فرما کر جو انتہائی رضامندی اور انتہائی محبت کو ظاہر کرتی ہو شک خداوند کے یہ حق میں خوب ہی مودت و مودت و مودت ہے ۶۹

ابو جہل کی دعا اور لوگوں کو جنگ کے لئے جوش دلانا

عتبہ اللہ شیبہ اور ولید کے قتل ہو جانے کے بعد۔ ابو جہل نے لوگوں کو یہ کہہ کر ہمت اور جرات دلانی اور جنگ پر آمادہ کیا۔

اے لوگوں۔ عتبہ اللہ شیبہ اور ولید کے قتل ہونے سے گھبراؤ نہیں ان لوگوں نے عجلت سے کام لیا تم ہے لات اور عزی کی ہم اس وقت تک ہرگز داہیں نہ ہوں گے جب تک ہم ان کورسیوں میں نہ باندھ لیں گے۔

اور اُس کے بعد ابو جہل نے اللہ سے یہ دعا مانگی اے اللہ ہم میں سے جو قرابتوں کا قطع کرنے والا اور فیہ معروف امور کا مرتکب ہو اس کو ہلاک فرما۔ اور ہم میں سے جو تیرے نزدیک سب زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو آج اس کو فتح اور نصرت دے۔

اس پر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّجَاؤَكُمْ الْفَتْحُ
وَ اِنْ تَنْهَوْنَ عَنْهُوَ حَتَّىٰ تَكْفُرَ
وَ اِنْ تَعُوْذُوْا نَعُوْذْ وَ لَكِنْ نَّعْبُدُ
عَنْكُمْ فَنَنْتَقِمُ شَيْئًا وَّلَوْ كُنْتُمْ
وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو دیکھ لو تمھارے سامنے
فتح آگئی اب اگر انیدہ کو باز آگئے لو تمھارے
میں سے بہتر ہے اور تمھاری جماعت ذرہ برابر تمھارے
کام نہ آئے گی اگرچہ وہ جماعت کتنی ہی زیادہ
کہیں نہ ہو۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے
ساتھ ہے۔

انخرجہ ابن اسحاق و الحاکم و صحیح ابی یوسف عن عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر (خصائص کبریٰ ج ۲) ۲۲۰
ناد السواد ج ۲ و قال ابن کثیر۔ انخرجہ الامام احمد و النسائی و رواہ الحاکم ثم قال صحیح علی شرط
الشیخین و لم یخرجہ۔ البدایہ و النہایہ ج ۲ ۲۲۱

دلائلِ سبقت اور دلائلِ الٰہی نعیم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو جہل کی دعار کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعار کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: اے پروردگار اگر (خدا نخواستہ) یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں کبھی تیری پرستش نہوگی۔ ایک طرف ابو جہل دعار مانگ رہا تھا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشغول دعار تھے ماس کے بعد فریقین میں گھسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ اس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عریش (پتھر) سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کو جہاد و قتال کی ترغیب دی اور یہاں فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں مارا جائے گا، حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کے اشارے سے ایک مشتبہ خاک لے کر منہ کن کے چہروں پر پھینک ماری اور صحابہ کو حکم دیا کہ کافروں پر حملہ کرو مشرکین میں کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ اور ناک اور منہ میں یہ مٹی نہ پہنچی ہو۔

خدا ہی کو معلوم ہے کہ اس مشتبہ خاک میں کیا تاثیر تھی کہ اس کے پھینکنے ہی دشمن بھاگ اٹھے ماس بارے میں یہ نازل فرمائی:

وَمَا دَمِيَّتْ إِذْ دَمِيَّتْ وَلَكِنَّ
اللَّهُ دَعَاهُ ۖ
اور نہیں پھینکی وہ مشتبہ خاک آپ نے جس وقت
کہ آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔

یعنی ظاہر اگرچہ آپ نے ایک مٹھی خاک کی پھینکی لیکن ایک ہزار لشکرِ جبرائیل کے ہر فرد کی آنکھ اور ناک میں اُس مشتبہ خاک کے ریزوں کا پہنچانا آپ کا کام نہ تھا بلکہ یہ اللہ کا کام اور اس کی قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔

جب جنگ کی شدت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ہٹا ہوا

۱۔ نہ تانی۔ ۲۔ ۱۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔

دیے چہرے خراب ہوئے، اچھٹھ کر ایک مٹھی سنگریزے قریش کی طرف پھینکے اور صحابہ کو حملہ کا حکم دیا۔ ایک گٹھ کی ہمت اور ایک لمحہ کا وقفہ نہ گورا کہ اعداد اللہ کے چہروں پر حسی اور معنوی ثقت کا بخار چھا گیا اور آنکھیں ملنے لگیں۔ اُدھر مسلمانوں نے دھماکا بول دیا۔ ابنِ شہاب زہری اور عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشتبہ خاک کی عجب شان بنائی ہر شخص سرنگوں اور حیران تھا کہ کہاں اور کدھر جائے۔

مشتبہ خاک کا پھینکنا تھا کہ کفار کا تمام لشکر سراسیمہ ہو گیا اور بڑے بڑے بہادر اور جانا باز قتل اور قید ہونے لگے اور مسلمان، خدا کے دشمنوں کے قتل کرنے اور گرفتار کرنے میں مشغول ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش میں تشریف فرما تھے اور سعد بن معاذ دروازہ پر تلوار کے ذات تدسی صفات اور ننگی بنات علیہ افضل الصلوات والتمیحات کی حفاظت کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہ قریش کو گرفتار کرنے میں مشغول ہیں اور سعد بن معاذ کے چہرہ پر ناگوارگی کے آثار اس وجہ نمایاں ہیں، کہ گریا کر اہتر اور ناگواری کوئی محسوس شئی ہے جو سعد کے چہرہ میں رکھی ہوئی نظر آتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے سعد غالباً تجھ کو قریش کا گرفتار کرنا ناگوار ہے۔ سعد نے عرض کیا:

اجل د الله يا رسول الله کانت اول دقعة اوقعها الله تعالى باهل الشرك فكان الا شخان في القتل احب الي من استبقاء الرحال۔
 اہل۔ خفا کی تم یا رسول اللہ یہ پہلا حادثہ ہے۔
 جو اللہ تعالیٰ نے اہل شرک پر نازل فرمایا میرے نزدیک خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کی قتل اور خیر نیزی ان کے زندہ چھوڑنے سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

جن کے قلوب۔ حق مل و علا کی توحید و تفرید سے لبریز ہو چکے ہوں اُن کے دلوں میں

نہ۔ یہ توحید و تفرید اس لئے روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

فولوا صدہیں اور فانیہن موا اذکفر فاما جاع اہل غیر۔ تعقیب بلا ہمت کے لئے متعل

خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کے لئے کہاں گنجائش ہو سکتی ہے۔

نیز مخلوق باخلاق اللہ کا اقتضار بھی یہی ہے کہ شرک کو معاف دیکھا جائے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ تحقیق اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا
وَيَغْفِرُ مَا دُونَهُ لِمَنْ يَشَاءُ البتہ جو گناہ شرک سے کم و بچہ کا ہوا اس کو معاف
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ کرویسے جس کے لئے چاہے ہزار جرح شخص اللہ کے
إِسْمًا عَظِيمًا ساتھ شرک ٹھہرائے اس نے بڑے ہی جرم کا
اشماعت کیا۔

۱۰ ارتکاب کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے پیڑ پڑی یہ ارشاد فرمایا تھا کہ کچھ لوگ بنی ہاشم اور دیگر قبائل کے رضاء و رغبت سے نہیں بلکہ قریش کے محض جبر اور اکراہ سے آئیں ہیں۔ ان کو قتل نہ کیا جائے۔ ہیں ان سے قتل و قتال کی ضرورت نہیں لہذا تم میں سے جو شخص ابوالخزری بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب کو پائے تو قتل نہ کرے اس لئے صحابہ بجلتے قتل کے ان لوگوں کی گرفتاری کے درپے رہے۔

چنانچہ محمد بن زیاد انصاری نے جب ابوالخزری کو دیکھا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تیرے قتل سے منع کیا ہے۔

ابوالخزری کے ساتھ ایک رفیق بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا جس کا نام حنظلہ بن ملحجہ تھا۔ ابوالخزری نے کہا میرا رفیق بھی مجھے رٹانے کہا۔ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم ہم تیرے رفیق کو ہرگز نہیں نہیں چھوڑ سکتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مرت تیری مابست مکہ دیا ہے ابوالخزری نے کہا خدا کی قسم یہ مجھ سے ممکن نہیں مکہ میں اپنے ساتھی کو چھوڑ دوں۔ بل کو مکہ کی عورتیں مجھ کو یہ طعنہ دے گی کہ فقط اپنی جان بچانے کے لئے اپنے رفیق کو چھوڑ دیا۔ لہذا یہ رجز پڑھتا ہوا حملہ کے لئے آگے بڑھا۔

۱۱۔ سورۃ نساء، آیت ۸۸۔ ۱۲۔ ابوالخزری اگرچہ مشرک باسلام نہ ہوئے لیکن مکہ کے مالک مالک بن نویرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوالخزری کا وطن سے کبھی کبھی ناگوار چلنی نہیں آئی۔ اور قحط و احوال کا اندازہ سمجھنا انھیں میں پیش قدمی کی ۱۳۔ سیرۃ ابن ہشام ص ۱۵۰۔ اہدایہ والہبایۃ ص ۲۲۰

لَنْ يُسْلِمَ ابْنُ حُوتٍ زَمِيلُكَ ۚ حتی یبعث اویس علی سبیلک
ایک شریف زادہ اپنے رفیق کی امانت اور دشگیری سے کبھی دشمن نہیں ہو سکتا یہاں تک مر جائے
یا اپنا راستہ دیکھے۔

ابو البختری کا مقابلہ پر آتا تھا کہ مجذری رضی اللہ عنہ کی تلوار نے کام تمام کیا۔ اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ جَهَدْتُ قَوْمَ هَذَا نَفَاتٍ يَكُفُّكَ عَنْهُمْ
ان یتأسفوناً فآتیتک به فابی الا ان یقاتلنی فقاتلته فقتله۔
قسم ہے اس نفات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا البتہ تحقیق میں نے ہڈی کرکشی کی ابو البختری
قید ہو جائے اویس اس کو آپ کی خدمت حاضر
کردل لیکن نہ مانا یہاں تک مقابلہ کہ مقابلہ کیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا۔

امیہ بن خلف اور اس کے بیٹے کا قتل

امیہ بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا جس وقت
جنگ بدر کا کوئی دم دھماکا بھی نہ تھا اس وقت سعد بن معاذ کی زبانی کہہ ہی میں اپنے قتل کی پیشین
گفتی سن چکا تھا۔ اس لئے بدر کے موقع پر جنگ میں شریک ہونے سے جان چھٹا ابو جہل نے یہ کہہ کر
آذِرْكُمْ عَيْنِي كَعَه ۚ اپنے تھائی تانلہ کی خبر لورہنی تانلہ بی سیمان کی،

لوگوں کو جنگ کے لئے ہادہ کیا امیہ نے پہلو تھی کی ابو جہل نے کہا اسے ابو صفوان آپ
اس وادی کے سردار ہیں آپ کی پہلو تھی کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی پہلو تھی کریں گے ابو جہل
برا برا امر کرنا رہا۔ امیہ جب مجبور ہو گیا تو یہ کہا کہ خدا کی قسم میں ایک بنایت عہدہ بہادریز وادو
خریدوں گا تاکہ جب موقع ملے تو راستہ ہی سے واپس آ جاؤں اور اپنی بیوی ام صفوان سے ہا کر
کہا کہ سفر کا سامان تیار کر دے۔ ام صفوان نے کہا کیا تم کو اپنے بیٹے بی بھائی کا قول کہ تم محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحاب کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے، یاد نہیں رہا۔ امیہ نے کہا نہیں، خوب یاد ہے۔

میں ادا نہ جانے کا نہیں بھڑکی دھڑک ساتھ جاتا ہوں اور پھر موتی پا کر واپس ہر جاؤں گا، اسی طرح تمام منزلیں طے کرتا ہوا بدست تک پہنچ گیا۔ بخاری شریف باب من یقتل بدرۃ۔
جب بدر کے میدان میں آیا تو بلال رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی جن کو امیہ مکہ میں گرم پتھروں پر لٹایا رہا تھا۔ بلال نے امیہ کو دیکھتے ہی انصار کو لٹکا را۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے، وہ یہ چاہتے تھے کہ امیہ قتل نہ ہو بلکہ گرفتار ادا سیر ہو جائے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس پہاڑ سے اس کو ہدایت نصیب فرمائی۔
اور ہمیشہ کے عذاب سے تجارت پائے۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کے ہاتھ میں کچھ زہریں تھیں جو کافروں سے چھینی تھیں۔ ان کو تو زمین پر ڈال دیا اور امیہ اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بلال نے دیکھ کر آواز دی پکڑ کفر کے سردار امیہ کو نہ بچوں میں اگر امیہ بچ جائے۔ انصاریہ آواز سنتے ہی دوڑے۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے امیہ کے بیٹے کو آگے کر دیا انھوں نے اس کو قتل کر دیا اور امیہ کی طرف دوڑے عبدالرحمنؓ امیہ کے اوپر لیٹ گئے مگر انصار نے اسی حالت میں پیروں کے نیچے سے تلواریں چلا کر امیہ کو قتل کیا جس سے عبدالرحمنؓ کے پیروں پر زخم آیا اور مدتوں تک اس زخم کا نشان باقی رہا۔

عبدالرحمن بن عوفؓ فرمایا کرتے تھے خدا بلالؓ پر رحم فرمائے میری زندگی میں بھی گئی اور میرے قیدی بھی ہاتھ سے گئے۔ صحیح بخاری کتاب الوکالہ

ابو جہل عدا اللہ۔ فرعون اُمتِ رسول اللہ کا قتل

عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں بسکے دن صف میں کھڑا تھا اچانک نظر جوڑی تو دیکھا کیا ہوا کمرے والی بائیں انصار میں کے دو جوان ہیں۔ اس لئے مجھ کو اندیشہ ہوا کہ لوگ آکر مجھ کو لڑکوں کے درمیان

۱۔ فتح اباسی ج ۱، ص ۳۲۱

۲۔ اصل روایت صحیح بخاری کی ہے تو میں کی درمیانی عبارت متلازی ابن عاتکہ کی عبارت کا ترجمہ ہے جس سے ظاہر کی عبارت کی شرح ہو جاتی ہے۔ فتح اباسی ج ۱، ص ۳۲۱

کھڑا دیکھ نہ آگھیریں)

اسی خیال میں تھا کہ ایک نے آہستہ سے کہا اے چچا بھٹکرا ابو جہل دکھاؤ کہ فرسابتے میں نے کہا اے میرے بیٹے ابو جہل کو دیکھ کر کیا کر گئے اس نوحہ مان نے کہا میں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ابو جہل کو دیکھ پاؤں تو اس کو قتل کر ڈالوں، یا خود مارا جاؤں اس نے کہ مجھ کو خبر ملی ہے کہ ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرتا ہے۔ تم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر اس کو دیکھ پاؤں تو میرا سایہ اس کے سایہ سے جدا ہونگا۔ یہاں تک ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہو چکی ہے نہ مر جائے۔

اُن کی یہ گفتگو سن کر دل سے یہ آرزو جاتی رہی کہ کاش میں بجائے دو لڑکوں کے دو مردوں کے امین ہوتا۔ میں نے اشارہ سے ابو جہل کو بتایا۔ سنتے ہی۔ شکرے اور باز کی طرح ابو جہل پر دوڑے اور اس کا کام تمام کیا۔ رنجاری شریف کتاب الجہاد باب من لم یخس الاسلاب، ورنجاری شریف جلد دوم باب غزوہ بدر)

یہ دو نوحہ مان۔ عفرار کے بیٹے معاذ اور معوذ تھے۔

عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم معاذ بن عمرو بن الجموح سے ملا دی جس کو میں ابو جہل کی تاک میں تھا جب موقع پڑا تو اس زور سے تلوار کا وار کیا کہ ابو جہل کی ٹانگ کٹ گئی۔ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے رنجست مکر میں مشرت باسلام ہوئے) باپ کی حمایت میں معاذ کے شانہ پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹ گیا لیکن تسمہ لگا رہا ہاتھ بیکار ہو کر لٹک گیا مگر بھان اللہ

۱۔ صحیح بخاری کی حمایت جو غزوہ بدر کے بیان میں مذکور ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اور معوذ عفرار کے بیٹے ابو جہل کے قاتل تھے لیکن کتاب الجہاد کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معاذ بن عفرار اور معاذ بن عمرو الجموح تھے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ عفرار کے بیٹوں کے ساتھ معاذ بن عمرو بن الجموح بھی شریک قتل تھے بلکہ معاذ بن عمرو بن الجموح ہی نے قتل میں زیادہ حصہ لیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبب معاذ بن عمرو بن الجموح ہی کو درایا۔

اکنانی تھے ابی معاذ غزوہ بدر رنجست ابی معاذ من لم یخس الاسلاب ورنجاری جلد دوم ۴۴)

معاذ شام تک اسی حالت میں لڑتے رہے۔ جب ہاتھ کے ٹکے سے تھکیت زیادہ ہونے لگی تو ہاتھ کو قدم کے نیچے دبا کر زور سے کھینچا کہ وہ قسمہ علیہ ہر گز عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے۔ مگر معوذ بن عفرار ابو جہل سے فارغ ہو کر لڑائی میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ۔

فتح کے بعد ابو جہل کی لاش کی تلاش

ابو جہل اگرچہ زخمی خراب ہو چکا تھا لیکن زندگی کی رمت ابھی کچھ باقی تھی۔ اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کہ ہے کوئی کہ ابو جہل کی خبر لائے۔ عبد اللہ بن مسعود نے جا کر لاشوں میں تلاش کیا، دیکھا کہ ابھی اس میں کچھ رت باقی ہے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ ابن اسحاق اور حاکم کی روایت میں ہے کہ انہو مسعود نے ابو جہل کی گردن پر ہیر کو کر یہ کہا۔

اخْزَاكَ اللّٰہُ، یَا عَدُوَّ اللّٰہِ ذیل اور رسوا کیا تجھ کو اللہ نے اے اللہ کے دشمن اور بھانناں اُس کا سر کاٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لاکر ڈال دیا۔ اور یہ عرض کیا:

هَذَا رَأْسُ عَدُوِّ اللّٰہِ ابی جہل یہ سر ہے اللہ کے دشمن ابو جہل کا۔

اُس نے فرمایا: اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں کیا یہ ابو جہل ہی کا سر ہے۔

میں نے عرض کیا :

نَعْمَ واللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ غِیْرَہُ اُن قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود

نہیں۔ ومن بعد ابن ابی اوفیٰ قتیل ابو جہل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا دی کہ اللہ اس کا بدلہ لے۔

نہیں یہ ابو جہل ہی کا سر ہے

آپ نے اللہ کا شکر کیا اور تین مرتبہ زبان مبارک سے یہ فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَغْرَا لاسْلَاحَہٗ حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے اسلام
فَاَہْلَہٗ - لہ کو اور اسلام والوں کو عزت بخشی۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سجدہ شکر بھی، اور فرمایا دُعمدۃ القاری باب قتل ابی جہل،

اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس شکر یہ میں، ایک دو گانہ پڑھا۔ رواہ ابن ماجہ

عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ۔ لہ

ایک روایت میں عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ میں ابو جہل کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا
ابو جہل نے آنکھیں کھولیں اور کہا اسے بکریوں کے چرانے والے البتہ تو بہت ادب سے مقام پر چڑھ بیٹھا
ہے۔ میں نے کہا۔

الحمد للہ الذی ملکنی من ذلک حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو تقدیر دی
پھر کہا کس کو فتح اور غلبہ نصیب ہوا میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو، پھر کہا تیرا کیا ارادہ ہے
میں نے کہا تیرا سر قلم کرنے کا۔ کہا کہ اچھا یہ میری تو ارادہ ہے اس سے میرا سر کا شمار بہت تیز ہے تیری مراد
اور مدعا کو جلد پورا کرے گی اور دیکھو میرا سر شاؤن کے پاس سے کاٹنا کہ دیکھنے والوں کی نظروں میں
مہیب مہینا ک معلوم ہو۔

اد جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرٹ واپس ہو تو میرا یہ پیام پہنچا دینا کہ میرے دل میں نسبت
گزشتہ کے آج کے دن تعاری عداوت اور بغض کہیں زیادہ ہے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ بعد ازاں
میں نے اس کا سر قلم کیا اور لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کے
دشمن ابو جہل کا سر ہے اور اس کا پیام پہنچا دینا آپ نے اللہ اکبر کہا۔ اور فرمایا کہ یہ میرا اور میری امت کا
ظہور تھا جس کا شر اور فتنہ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے شر اور فتنہ سے کہیں بڑھ کر تھا۔ موسیٰ

لہ - فتح الباری ج ۱، ص ۲۳۰

لہ - اہدایہ و انہایت ج ۳، ص ۲۸۹

علیہ السلام کے فرعون نے مرتے وقت تمایمان کا کلمہ پڑھا مگر اس امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کفر اور تکبر ہی کے کلمات کہے اور ابو جہل کی تلواریں مسودہ کو عطا فرمائی۔ کذا فی شرح السیر الکبیر الامام السرخسیؒ
یعنی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فضاں و کمالات میں تمام انبیاء و مرسلین (صلوات اللہ علیہم اجمعین) سے افضل و بزرگ تھے۔ اسی طرح آپ کی اُمت کے فرعون تمام اُمم کے فراغ سے کفر اور شقاوت میں بڑھ کر تھا کہ مرتے وقت بھی اُس کی آنکھ نہ کھلی اور سکراتِ موت نے بھی اس کے کفر اور تکبر کو متزلزل نہ کیا بلکہ کفر اور تکبر میں اور اضافہ ہو گیا۔ (اعاؤنا اللہ تعالیٰ من ذلک آمین)

(نکتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کی طرف جانے کا قصد فرمایا تو یہ ارشاد فرمایا:

يَلْقَمُ مَعِيَ مِنْ لَمِيكِنٍ فِي قَلْبِهِ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ فَقَامَ ابْنُ مَسْعُودٍ
فَحَمِلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَعَ نَفْسِهِ (بنا یثرب الہدیۃ للماخذ العین ۱)
میرے ساتھ چلنے کے لئے وہ شخص اُٹھے جس کے
دل میں ذرہ برابر تکبر نہ ہو آپ اس ارشاد کے بعد
ابن مسعود کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اُن کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

عجب نہیں کہ ابو جہل کے آخری قتل کی سعادت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس نے حاصل ہوئی ہو کہ یہ اللہ کے خاص بندے تھے جن کا قلب تکبر اور غرور کے شواہب سے پاک اور منزه تھا اور ابو جہل غرور محترم اور سراپا تکبر تھا جس کے قلب میں جز ملائے تجری کے مقدار بھی تواضع کا نام و نشان نہ تھا۔

اس لئے ابو جہل کا قتل حق جل و علانے ایسے مبارک اور مسودہ شخص کے ہاتھ سے مقدر فرمایا کہ جبرائیل کا ایسا خاص بندہ ہو کہ جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی غرور اور تکبر نہ ہو۔ واللہ بجا نہ تو تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم رضی اللہ تعالیٰ عن عبداللہ ابن مسعود وارضاه وجزاه عن الاسلام ایجابہ ویرضاه آمین
شاید اسی وجہ سے صحابہ اربعہ میں جب کسی تیار و زینت کے جواہر لڑا جاتا تھا تو جبرائیل بن مسعود رضی اللہ عنہ ملنے جاتے تھے کہ ان میں مہریت کی ایک خاص شان تھی۔ واللہ بجا نہ تعالیٰ اعلم

رفاؤد کا۔ ابو جہل کا اصل لقب ابوالحکم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کا لقب عطا فرمایا۔ فتح الباری باب ذکر البیہودۃ صلی اللہ علیہ وسلم من یقلل جبر یعنی جہل مطلق کا باب اور مرثیہ جیب تک زندہ رہا اس وقت تک برابر اس سے ہر کم کی جہالت کا تو الود تامل ہوتا رہا۔ عکاشہ بن مصعب رضی اللہ عنہ کی دھڑکتے دھڑکتے تلوار ٹوٹ گئی، آپ نے ایک پھڑکی مرحمت فرمائی جو عکاشہ کے ہاتھ میں جاتے ہی تیغ بران بن گئی اسی سے قتال کیا یہاں تک اللہ نے فتح دی۔ اس تلوار کا نام عون تھا۔ ہر غزوہ میں یہ تلوار ساتھ رہتی۔ سہ

عبیدہ بن سعید بن العاص۔ بدر کے دن غرق آہن تھا سوائے آنکھوں کے کوئی شئی دکھلا نہیں دیتی تھی۔ حضرت زبیر نے تاک کر اس کی آنکھ میں ایسا نیزہ مارا کہ پار ہو گیا۔ اور وہ فریادی مریا۔ حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے اوپر سے رکھ کر پوری قوت کے ساتھ نیزہ کھینچا تب نکلا لیکن اس کے کنارے میٹرے ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور یادگار اس نیزہ کو حضرت زبیر سے مانگ لیا۔ آپ کی وفات کے بعد ابو بکر کے پاس رہا، پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی اور پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے پاس رہا۔

۱۵۔ ابو جہل میں لفظ ابو منافات ہے اور جہل منافات الیہ لوزخم ہے جس میں کسی قسم کی تعین نہیں ہے اس کی تشریح جہل مطلق کے لفظ سے کر دی گئی ۱۶۔

۱۷۔ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ستر ہزار آدمی میری امت کے جنت میں جا حساب کتاب داخل ہو گئے۔ چہرے ان کے چودھویں سات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ عکاشہ رضی اللہ عنہ بیستے ہی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیے کہ اللہ مجھ کو انہیں لوگوں میں سے بنائے۔ آپ نے فرمایا تو انہیں میں سے ہے، اس پر انصار میں کا ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے بھی یہی درخواست کی آپ نے ارشاد فرمایا عکاشہ سبقت لے گیا۔ (سما کا شریف)

منصور لکھنؤ نے قتل کر تو ان ستر ہزار میں سے نہیں بلکہ سوالات کے سلسلہ کو ختم کر رکھا، فابہم دلک و استعظم صدق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب ظہیر بن خویلد سدہ نے ہجرت کا وعدہ کیا، اور صدیق اکبر نے خالد بن الولید کو اس فتنہ کے استیصال کے لئے روانہ فرمایا اس میں حضرت عکاشہؓ بھی شریک تھے بلکہ اس فتنہ سے خلیفہ کے جھگڑا ہی نہ

معرکہ بدر میں حضرت زبیر کے زخم آئے ایک زخم شانہ پر اس قدر گہرا آیا کہ عروہ بن زبیر بچپن میں اس زخم میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے عروہ بن الزبیر سے کہا تم زبیر کی تلوار پہچانتے ہو عروہ نے کہا۔ ہاں۔ عبدالملک نے کہا کس طرح عروہ نے کہا۔ اس میں ہمد کے دن وند نے پڑ گئے تھے۔ عبدالملک نے کہا سچ کہتے ہو۔ اور تائید کے لئے یہ مصرع پڑھا:

بھن فلول من قدام الکتاب۔ ان تلواروں میں وند نے ہیں بڑے بڑے
رمح بھائی غزوہ بدر۔ لشکروں کے مارنے سے۔

اسیرانِ بدر

بعد اللہ فتح یمن پر لڑائی کا خاتمہ ہوا قریش کے ستر آدمی قتل اور ستر گرفتار اور اسیر ہوئے مقتولین کی لاشوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا مگر امیہ بن خلف کو اس کی لاش اس قدر بھول گئی تھی کہ جب زرد نکالنے کا ارادہ کیا تو اس کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اس لئے وہیں مٹی میں دبا دی گئی تھی

جب عقبہ بن یسیر کی لاش کنویں میں ڈالی جانے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عقبہ کے بیٹے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر حزن اور ملال کے آثار ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو حذیفہ کیا باپ کی اس حالت کو دیکھ کر تیرے دل میں کچھ خیال گزرا ہے۔ ابو حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم کوئی خیال نہیں صرف اتنی بات ہے کہ میرا باپ صاحبِ بلائے اور حلیم اور بردبار اور صاحبِ فضل تھا۔ اس لئے امید تھی کہ یہ فہم و فراست اسلام کی طرف رہنمائی کرے گی۔

۵۱۔ جیہ کہ صحیح بخاری میں برابر بن عازبؓ سے اور صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے اور صحیح جمع ہے اس نے اس پر تمام اہلِ سیر کا اتفاق ہے کہ جب غزوہ اہد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تو مدتِ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسلی کے لئے یہ کیت نازل فرمائی۔ **اولا اصابتکم مصیبتہ فقد اصابتکم مثلیہا** راجع اباسی **موجہ ۲۲** اب من فضل من شہد بملاکہ ایک باب بعد فافہم۔ ۵۲۔ زرقانی ۵/۱۱۵ ص ۳۲۔

عین جب اس کو کفر پر مسمیٰ کیا تو کھا تو کھا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

مقتولین بدر کی لاشوں کا کنوئیں میں ڈلوانا

انہی بن مالک ابو طلحہؓ سے راوی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس سردارانِ قریش کی لاشوں کے متعلق ایک بنائیتِ غیبیؑ، ناپاک اور گندہ کنوئیں میں ڈالنے کا حکم دیا، کنوئیں میں جرڈسے گئے وہ سردار کفار تھے اور باقی مقتولین کسی اور جگہ ڈلوادینے گئے۔

اور آپ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب آپ کسی قوم پر غلبہ اور فتح پاتے تو تین شب وہاں قیام فرماتے۔ اسی عادت کے مطابق جب تیسرا روز ہراتو آپ نے سواری پر زین کسے کا حکم دیا جب اہم پھر آپ چلے اور صحابہ آپ کے پیچھے چلتے تھے صحابہ کہہ خیال تھا کہ شاید کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں یہاں تک کہ آپ اس کنوئیں کے کنارے پر جا کھڑے ہوئے اور یام بنام فلاں بن فلاں کہہ کر آواز دی اور یا عتبہ اور یا شیبہ اور یا امیہ اور یا اباجہل اس طرح نام لے کر پکارا اور یہ فرمایا تم کہہ دو یہاں نہ معلوم ہمارا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے تحقیق جس چیز کا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا ہم نے اس کو حق پایا کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو حق پایا۔

یہ بخاری کی روایت ہے۔ ابنِ ابی عمیر کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے، اسے گھیسے والوں

۱۔ مقتول ترستہ تھے لیکن اس کنوئیں میں مرنے والے سردار ڈالے گئے باقی مقتول کسی اور جگہ بھکودائے گئے
 رنجِ اباری ۲۲ باب تل ابی جہل

۲۔ ایمان طہارۃ ہے اور کفر بغاوت ہے۔ لہذا تعالیٰ انہما المشرکون نجس۔ اہل شرک کی لاشوں کے لٹا دینا ایسا ہی مناسب تھا۔ کفر کی جنابت۔ ایمان ہی کے فعل سے نازل ہو چکا ہے۔ کفر عالمِ فیض میں حدتِ اکبر ہے۔ اور ایمان طہارتِ کبریٰ بمنزلہ فعل کے ہے اور کفر کے تمام شعبے میں معاصی اور ذلک بمنزلہ حدتِ اصغر کے ہیں۔ اور ایمان کے تمام شعبے میں طاعات طہارت صغریٰ بمنزلہ رضو کے ہیں غانم ۱۲ بمقتل بحث اللہ اللہ العزیز وجہ العدا کے بیان میں آئے گی۔
 ۱۔ اللہ الموفق وہاں مستعان

تم اپنے بنی کے حق میں بہت بُرا قبیلہ تھے تم نے مجھ کو جھٹلایا اور لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے مجھ کو نکالا۔ اور لوگوں نے ٹھکانہ دیا۔ تم نے مجھ سے قتال کیا اور لوگوں نے میری مدد کی۔ امین کو تم نے خان بنلایا۔ اور صادق کو کاذب کہا۔ انصاف کو بری جناد سے بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ بے جان لاشوں سے کلام فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس فات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرے کلام کو تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے بلکہ

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک طویل قصیدہ میں فرماتے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمَّا قَدْ فُتِنَا هُم بِمَا كَبَّ فِي الْقُلُوْبِ
جب ہم نے ان کی جماعتوں کو کنوئیں میں پھینک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آدائی۔
الموتجد واکلامی کان حقاً و امر اللہ یاخذ بالقلوب
کیا تم نے میری بات کو حق نہیں پایا اور اللہ تو دلوں کا مالک ہے۔

فما نطقوا ولو نطقوا قالوا صدقت وکنت ذا رأي مصيب
پس کوئی جواب نہیں دیا اور اگر بالفرض جواب دیتے تو یہی کہتے کہ آپ نے سچ کہا اور آپ ہی
کی رائے صائبہ اور درست تھی۔

رفاؤد کا، ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الجملہ میت بھی سنا ہے جیسے صحابہ و تابعین کا یہ مسلک ہے امام المؤمنین عائشہ صدیقہ سامعہ موتی کی منکر نہیں تفصیل کے لئے کتب حدیث کی مراجعت کی جائے اور مدارج النبوة کی بھی مراجعت کریں۔

فتح کی بشارت کے لئے مدنیہ منورہ قاصد روانہ کرنا

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتح مبین کی بشارت اور خوشخبری سنانے

کے لئے مدینہ منورہ قاصد روانہ فرمائے اہل عالیہ کی طرف عبداللہ بن رواحہ کو اور اہل سافلہ کی طرف زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا۔

اسا مکتبہ بن زید فرماتے ہیں کہ یہ بشارت اس وقت ہمارے کانوں میں پہنچی جس وقت کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب ندادی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو مٹی دے رہے تھے۔ ان کی تیمارداری کے لئے حضور پر نور عثمان غنیؓ کو مدینہ بھجوا دئے تھے اسی وجہ سے حضرت عثمان بدر میں شریک نہ ہو سکے، مگر چونکہ یہ خلف حضور پر نورؐ کے علم سے تھا اس لئے حضرت عثمان مکتا بدر میں شمار کئے گئے میں نے دیکھا کہ زید بن حارثہ کو لوگ گھیرے ہوئے ہیں اور زید بھٹکے ہوئے ہیں کہہ رہے ہیں مارا گیا عقبہ بن ربیعہ اور شعیبہ بن ربیعہ اور ابوہریرہ بن ہشام اور عقبہ بن الاشعث بن ہشام اور امیتہ بن خلف اور نسیاء و زبنہ پس ان حجاز میں نے کہا اسے باپ کیا یہ خبر پہنچے زید نے کہا۔ ہاں خدا کی قسم باطل حق ہے۔

زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ منورہ روانہ فرمانے کے بعد آپ روانہ ہوئے اور مدینہ کے جہاد خانہ آپ کے ہمراہ تھا مال غنیمت عبداللہ بن کعب انصاری کے سپرد فرمایا۔ جب آپ مقام رمدہ میں پہنچے تو آپ کو کچھ مسلمان ملے جنہوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اس فتح میں کی مبارک باد دی۔ اس پر سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کس چیز کی مبارکباد دیتے ہو خدا کی قسم بڑھئیوں سے پالا چلا۔ رستی میں بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ان کو ذبح کر کے ڈال دیا۔

یعنی ہم نے کوئی ٹھکانہ ہی نہیں کیا جس پر ہم مبارک باد کے مستحق ہوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے اور یہ فرمایا یہی تو تمکے کے سادات اور شرفیت

مال غنیمت کی تقسیم

فتح کے بعد ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تین روز قیام فرمایا۔ تین روز قیام کے

بعد نہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مال غنیمت عہد بن کعب کے سپرد فرمایا اور مقام صفراء میں پہنچ کر مال غنیمت کو تقسیم فرمایا۔ ہنز مال غنیمت کی تقسیم کی نسبت نہیں آئی تھی کہ اصحاب بدہ میں مال غنیمت کے تقسیم میں مختلف الراء ہو گئے جہاں یہ کہتے تھے کہ مال غنیمت ہمارا حق ہے کہ ہم نے کافر کو قتل کیا۔ بڑھ سے جو کچھ جھنڈل کے نیچے رہے اور قتل و قتال میں زیادہ حصہ نہیں لیا وہ یہ کہتے تھے کہ ہم کو بھی مال غنیمت میں شریک کیا جائے اس لئے کہ جو کچھ فتح ہمارے ہی ہشت پناہی سے فتح ہوا، اگر خدا نخواستہ تم کو شکست ہوتی تو ہماری ہی پناہ لیتے اور ایک جماعت کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہی تھی وہ اپنے کو اس مال کا حق سمجھتے تھے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یَسْمُوْكَاتٍ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِبَ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ
آپ سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے یعنی مال غنیمت کے مالک حق تعالیٰ اور رسول اللہ اللہ کے نائب ہیں جس طرح مناسب سمجھیں تقسیم کر دیں مقام صفراء میں پہنچ کر آپ نے یہ تمام مال مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔
علاوہ ازیں مال غنیمت میں سے اُن آٹھ آدمیوں کو بھی حصہ دیا، کہ جو آپ کے حکم سے یا اجازت سے بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔

(۱۱)۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے

(۱۲)۔ طلحہ بن عبید اللہ۔

(۱۳)۔ سعید بن زید، ان دونوں صاحبوں کو مدینہ سے ابرسینان کے قافلہ کی خبر لینے کے لئے روانہ کیا تھا۔

(۱۴)۔ ابوالباہر ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں بغرض انتظام چھوڑ گئے تھے۔

(۱۵)۔ عامر بن عدی اُن کو عادیہ میں چھوڑ گئے تھے۔

۱۶۷۔ حارث بن حاطب ان کو کسی وجہ سے بنی عمر بن عوف کی طرف واپس لوٹا دیا تھا۔
 ۱۶۸۔ حارث بن العتمہ۔

۱۶۹۔ خوات بن جبر رضی اللہ عنہم۔ یہ اصحاب اگرچہ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بدر کی غنیمت میں سے حصہ دیا اور بدر میں میں شامل فرمایا واللہ اعلم۔
 فائدہ ۱۔ جانا چاہیے کہ یہ آیت یعنی یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ وِسَارَةِ غَنَامٍ محل ہے اور دَعَاكُمْ لِمَا أَخَذْتُم مِّنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ الْآیۃ منقول ہے جس مال غنیمت کی تقسیم کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ ابو عبید اس طرف گئے ہیں کہ غنیم بدر میں سے غنم نہیں نکالا گیا مگر امام بخاری اور امام ابن جریر وغیر اس طرف گئے ہیں کہ غنم بدر میں سے غنم نکالا گیا تھا جیسا کہ صحیحین میں حضرت علی سے ان دو آدمیوں کے بارے میں کہ جن کے کوہانوں کو حضرت مزمنہ نے کاٹ ڈالا تھا منقول ہے کہ ان میں سے ایک نٹھی وہ بھی کہ جو بدھ کے غنم میں سے ان کو ملی تھی حافظ ابن کثیر نے یہی قول صحیح اور راجح ہے۔ اور اسی مقام صفر میں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں میں سے نصر بن ماث کے قتل کا حکم دیا۔ اور صفر سے چل کر جب مقام عرق الطبیہ میں پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا۔ اور اسی جگہ اس کی گردن ماری گئی تھی

نصر بن حارث کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور عقبہ بن ابی معیط کو عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور باقی قیدیوں کو لے کر حضور مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

فائدہ ۲۔ نصر اور عقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے بد زبان اور دریدہ دہن تھے۔ قول اور فعل سے آپ کی تذلیل اور توہین سب و قسم میں استہزاء اور تمسخر میں، اہل تہذیب و تمدن سے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا۔ اس لئے خاص طور پر تمام قیدیوں سے صرف ان دو کی گردن مارنے کا حکم دیا اسی عقبہ بن ابی معیط نے جبکہ آپ بارگاہ خداوندی میں سرکوب

۱۔ ابن الاثیر ج ۲، ص ۵۱۰

۲۔ البدایہ والنہایہ ج ۵، ص ۳۰۱ - ۳۰۲

۳۔ نہ قال ج ۱، ص ۲۶۹ -

تھے۔ آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھلا کر رکھی تھی اور آپ کا گلا گھونٹا تھا، دلائل الی نعیم میں اسناد صحیح ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اور ہاتھوں کا تعالٰیٰ انفرن ذاتِ قدسی صفات (علیہ الف الف صلوات والاف الف التحیات) کا استہزار اور مسخر تو اس کی غذا ہی تھی۔

نَبِیُّ آفَکَہ کا مقابلہ اور مقابلہ۔ محاربہ اور مجاہدہ اگرچہ جرمِ عظیم اور خسرانِ مبین ہے لیکن آفَکَہ کے فیہ کی شان میں گستاخانہ کلمات زبان سے نکالنا سببِ قتل و کُفر ہے۔ اس کے ساتھ استہزار و مسخر کرنا یہ جرم، محاربہ اور مقابلہ کے جرم سے کہیں زیادہ شدید اور سخت ہے، کیونکہ یہ منصبِ نبوت کی توہین ہے۔ انشاء اللہ العزیز اس مسئلہ مفصل کلام پھر کسی موقع پر کریں گے۔ حضراتِ اہل علم اس سند کی تحقیق کے لئے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ قدس اللہ سرہ کی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول، کی مراجعت فرمائیں جو اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے۔

انفرن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منزل بمنزل ٹھہرتے ہوئے اور قیدیوں کا قافلہ ہمراہ لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔

اسیرانِ بدر کی مسلمانوں میں تقسیم اور ان کے ساتھ سلوک احسان کا حکم

مدینہ منورہ پہنچ کر قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا۔

استوصوا بالاسارى خیدا قیدیوں کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرو

رواہ الطبرانی فی المعجم وقال الحافظ ابوشیخ اسنادہ حسن

چنانچہ صحابہ کا یہ حال تھا کہ جن کے پاس قیدی تھے وہ اول کھانا قیدیوں کو کھلاتے اور

بعد میں خود کھاتے اور اگر نہ بچتا تو خود کھجور پر اکتفا کرتے۔

۱۔ انصاف الکبریٰ ۵: ۱، ص ۱۰۰

۲۔ یہ کتاب حائرۃ العارث میدراہودکن میں ملے ہے، کتاب کا نمبر ۶۰۰ صفحہ ہے۔

اسیرانِ بدر کی بابت مشورہ

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مناسب یہ ہے کہ سب کی گردن اٹا دی جائے
رحمت عالم رافت مجسم علی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا اور دوبارہ یہ ارشاد فرمایا
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ امْكَنَكُمْ اے لوگو! تحقیق اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی انا اللہ! اعلیٰکم منہم کہہ کر غفوا وترجم کی طرف اشارہ فرمایا تھا لیکن حضرت عمرؓ نے جب قتل کا مشورہ دیا تو وہ بارہ مرتبہ تاکید کے ساتھ غفوا وترجم کی عین فرمایا کہ تدرجک بعد غفوا خاص کر اپنے بھائیوں کے مکالم اخلاق ہے، لکن یہ کلام عرب میں خدا سے بعید کے لئے مستعمل ہوتا ہے یعنی اسے وہ درگزر و غفر سے بعید یا بن کر چاہیے کہ غفوا وترجم سے قریب ہو جائیں ۱۶۔ اور یہ اللہ میں کلمہ یا کہ استعمال کے یہ معنی ہیں کہ اسے اللہ ہم گناہگار بنی نالائق اور بد کردار کی وجہ سے تیری رحمت و درجہ چاہئے ہیں، ہم خدا و خدا کو ان رحمت اپنی رحمت قریب فرما میں جل و علا بندوں کے ساتھ رہ گمان زیادہ قریب لیکن باوجود اس قرب کے اس کے لئے عفو نہ کیا کا استعمال گناہ خدا سے بعید کے لئے ماضی ہوا ہے وہ اسی معنی کر ہے جو ہم سے یا اللہ کے۔ تاہم ۱۲

ذَاتِ مَا هَلُمَّ أَخْوَاتُكُمْ مَا لَمْ يَسْأَلُوا عَنْكُمْ بَعَثُوا نَبِيًّا.

حضرت عمرؓ نے پھر وہی عرض کیا۔ آپؐ نے پھر وہی ارشاد فرمایا کہ اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں (مسند احمد) و قال ابوشی رواہ احمد عن شیخہ علی بن عاصم بن صبیب و بہر کثیر الخطار لایرجع انما قیل لہ الصواب و لقبیۃ رجال احمد رجال یصح علیہ

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہر شخص اپنے عزیز کو قتل کرے علی کو مکم دیا کہ وہ اپنے بھائی عقیل کی گردن ماریں اور مجھ کو اجازت دی کہ میں اپنے غلام عزیز کی گردن ماروں اس لئے کہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپؐ ہی قوم کے ہیں میری رائے میں ان کو فدیہ لے کر آزاد فرادیں مجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی ہدایت دے اور پھر یہی لوگ کافروں کے مقابلے میں ہمارے معین اور مددگار ہوں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیے کہ پسند فرمایا۔ (صحیح مسلم باب الامداد بالملائکۃ فی غزوة بدر و اباحتہ الفتناء)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر اور عمرؓ کی رائے سن کر یہ ارشاد فرمایا اے عمرؓ تیری شان حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی سی ہے جنہوں نے اپنی اپنی قوم کے حق میں یہ دعا کی۔ نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی؛

لے۔ مجمع الزوائد ج ۱ : ۶ ص ۶۰۰

عہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن رواحہؓ نے آگ میں جلانے کا مشورہ دیا اور حضرت عمرؓ نے یہ عرض کیا۔ یا رسول اللہ کذب لوگ و اخذ جوارک و قاتلوک فاضرب اعناقہم

ترجمہ صحیح کتاب التفسیر و مکتبہ کتب البیاد اب جانی المشورۃ مستمسک بیضا
یہ روایت مندرجہ بالا صحیح ترمذی و مستمسک و نیز وہی ذکر ہے امام ترمذی نے اس روایت کو حسن اور عالم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (تفسیر مشورہ میں حضرت علیؓ کو اللہ بھی شریک تھے، جبکہ کہ یہ مسلم کی روایت میں ہے مگر کسی روایت میں حضرت علیؓ کا کوئی جواب منقول نہیں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ۱۲ روزہ قالی ص ۲۲)

وَبِئْسَ مَا تَدْرُ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ
الْكَافِرِينَ دَيَّارًا إِنَّكَ إِن تَذَرُ
هُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا
إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔

اے پروردگار دست چھوڑ زمین پر کافروں میں سے
کسی بسنے والے کو تو اگر ان کو چھوڑ دے گا تو لوگ
تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور انہیں جنیں گے
الاجہ کار اور کفر کرنے والے کر۔

اور عیسیٰ علیہ السلام خیر و نافع تھی۔

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا مِثْقَالَ بَعْدُ
عَلَى تَوْبِهِمْ فَلَا يُوَسِّوْا حَتَّى
يَذُوبَ الْعَذَابُ الْآلِئِمَ۔

اے ہمارے پروردگار مٹا دے ان کے مالوں کو
اور ہر کردہ ان کے دلوں پر کہ نہ ایمان لائیں
یہاں تک کہ وہ مذناک غلاب کو دیکھیں۔

اور اے ابوبکر تیری شان حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی سی ہے جنہوں نے
یہ دعا مانگی۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی۔

فَمَنْ يَبْعِدْ مَا تَدْرُ مِثْقَالَ بَعْدُ
فَيَا نَفْسَ عَفْوَ رَحِيمٌ۔

پس جس نے میری چوری کی وہ مجھ سے وابستہ ہے
اور جس نے میری نافرمانی کی تو آپ بڑے کثیر المغفر

اور کثیر الرمت ہیں اور اس کو ایمان کی توفیق دے سکتے ہیں۔

اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن یہ فرمائیں گے۔

إِنْ تَعَذَّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ذُنُوبًا
تَغْفِرُ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ۔

اے اللہ اگر آپ ان کو غلاب دیں تو یہ آپ کے
بندے ہیں آپ ان کے مالک ہیں اور اگر آپ ان
کی مغفرت فرمائیں تو آپ بڑے غالب و حکمت

والے ہیں جس مجرم کو چاہیں معاف کریں اور آپ کی معافی حکمت سے خالی نہیں ہو سکتی۔

۱۔ سورہ نوح، آیت: ۲۴۔

۲۔ سورہ یونس، آیت: ۸۸۔

۳۔ سورہ ابراہیم، آیت: ۳۹۔

۴۔ سورہ المائدہ، آیت: ۱۱۸۔

آپ کی شان رحمتہ للعالمین نے ابو بکر کی رائے کو پسند کیا اور قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا

حکم دیا۔

حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث الاسناد ہے، حافظ ذہبی نے بھی تلخیص میں اس حدیث کو صحیح

فرمایا ہے۔ مستدرک ص ۳۱۵

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ اور ابو ایوب انصاری

سے بھی مروی ہے۔ البدایۃ والنہایتہ ص ۲۹۹، آپ صحابہ سے مشورہ فرمایا رہے تھے کدو

نازل ہوئی کہ آپ صحابہ کو قتل اور فدیہ کا اختیار دے دیں جیسا کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ راوی

ہیں کہ جبریل امین نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ

اسیران بدر کے بارے میں آپ اپنے اصحاب کو اختیار دیں یا ہمیں قتل کریں اور چاہیں فدیہ لیکر

آنا دو کریں مگر شرط یہ ہے کہ سال آئندہ تم میں سے اتنے ہی قتل کئے جائیں گے صحابہ نے کفار سے

فدیہ لینے اور سال آئندہ اپنے قتل ہونے کا اختیار کیا۔ (سواء الترفی والنسائی وابن جبات والحاکم

باسناد صحیح عن علیؑ) ۱۰

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ابو عبیدہ سے مرسل روایت ہے کہ

جبریل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر یہ عرض کیا کہ آپ کے رب نے اسیران بدر

کے بارے میں آپ کو اختیار دیا ہے، آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج

ہم ان سے ان کو فدیہ لے کر آنا دو کریں تاکہ ہم کو ان کے مقابلے میں اس سے ایک گونہ قوت حاصل

ہو اور سال آئندہ حق تعالیٰ جس کو چاہیں شہادت کی عزت و کرامت سے سرفراز فرمائیں۔ ابن سعد

کی روایت میں ہے کہ سال آئندہ ہم میں سے شتر آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ (طبقات ابن سعد ص ۱۱۰)

۱۰۔ البدایۃ والنہایتہ : ج : ۳، ص ۲۹۸۔

۱۱۔ فتح الباری : ج : ۱، ص : ۲۲۹۔

۱۲۔ درمنثور : ج : ۳، ص ۲۰۲۔

۱۳۔ الطبقات الکبریٰ : ج : ۱، ص ۲۱۵، ص ۱۳۱۔

فدیہ لینے پر عتاب الہی کا نزول

الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم دیا اور دیگر اکابر صحابہ کی فدیہ لینے کی رائے اس نے کی تھی کہ شاید یہی لوگ آئندہ چل کر مسلمان ہو جائیں اور اسلام کے معین و مددگار بنیں اور فدیہ سے فی الحال حرام مال حاصل ہو وہ جہاد میں مدد دے اور دینی کاموں میں اس سے سہارا لگے اور ممکن ہے کہ فدیہ کا مشورہ دینے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی ہوں کہ جن کا زیادہ مقصود حصول مال و منال ہو جس کا منشاء حسد و دنیا ہے اگرچہ وہ دنیا کے حلال ہی ہو یعنی مال غنیمت اس پر بارگاہِ خداوندی سے عتاب ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی

مَسَاكِنَ لِلْبَيْتِ اَنْ يَكُوْنَ لَكُمْ
اَسْمٰى حَتّٰى يَشْخَنَ فِي الْاَرْضِ ط
تَرْيِدُوْنَ عَرْضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ
يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ . نُوَلَّا كِتٰبَ مِّنْ
اللّٰهِ سَبَقَ لَكُمْ فِیْهَا اٰخِذْتُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ .

کسی نبی کے لئے یہ لائق نہیں کہ اس کے پاس فدیہ
آئیں یہاں تک کہ ان کو تشنگ کرے اور زمین میں
خوب ان کا خون بہائے تم دنیا کا مال و منال
چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصیبت چاہتا ہے
اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے اگر اللہ کا نوشتہ
مقرر نہ ہو چکا ہوتا تو اس چیز کے بارے میں جو تم نے
لی ہے ضرور تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔

اس خطاب میں اہل مخاطب وہی لوگ ہیں جنہوں نے زیادہ تر مالی فائدہ اور دنیاوی مصیبت کو پیش نظر رکھ کر فدیہ کا مشورہ دیا تھا جیسا کہ تَرْيِدُوْنَ عَرْضَ الدُّنْيَا سے مترشح ہوتا ہے۔ باقی جن حضرات نے محض دینی اور آخروی مصالح کی بنا پر فدیہ کا مشورہ دیا تھا وہ فی الحقیقت اس عتاب میں داخل نہیں اور حضور پر لڑنے میں حصہ لے کر جہاد کی بنا پر فدیہ کی رائے کو پسند فرمایا اور تاکہ دوسروں کو مالی فائدہ پہنچ جائے اور دوسروں کو مالی نفع پہنچانے کا تصور

جود و کرم ہے اور غایت درجہ محمود ہے اور اپنے لئے مالی فائدے کو ملحوظ رکھنا یہ ناپسندیدہ ہے
 آیت میں عتاب ان لوگوں پر ہے جن کی زیادہ نظر مالی فائدہ پر تھی۔ نبی کریم ﷺ علی الصلوٰۃ والسلام اور صدیق
 اکبر عتاب برتانی سن کر رو پڑے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رونے کا سبب دریافت کیا آپؐ نے فرمایا:
 ابھی للذی عرض علیٰ صاحبک تیرے ساتھیوں پر نذیر لینے کی وجہ سے من جانب
 من اخذهم الفداء لقد عرض اللہ جو عذاب پیش کیا گیا اس کی وجہ سے روتا
 علی عذاب ہم ادنیٰ من ہذا ہوں میرے سامنے ان کا عذاب اس درخت
 الشجرۃ • (مجموعہ ۹۳) کے قریب پیش کیا گیا۔

(فائدہ) عذاب فقط دکھلا دیا گیا، آثار انہیں گیا مقصود فقط تنبیہ تھی۔ بعد ازاں آپؐ
 یہ ارشاد فرمایا اگر اس وقت عذاب آتا تو سوائے عمر کے کوئی نہ بچتا، اور ایک روایت میں ہے کہ اور
 سوائے سعد بن معاذ کے۔

چونکہ سعد بن معاذ کی بھی یہی رائے تھی کہ قتل کئے جائیں اس لئے حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کو مستثنیٰ
 کیا گیا۔ عبداللہ بن رواحہ اگرچہ نذیر کے مخالفت تھے مگر ان کا خیال یہ تھا کہ ان سب کو آگ میں جلا
 دیا جائے جس کو شریعت پسند نہیں کرتی اس لئے عبداللہ بن رواحہ کا ذکر نہیں کیا گیا چونکہ اس غزوہ سے
 احتیاجی حق اور ابطال باطل اور کافروں کی جڑ کاٹنی مقصود تھی۔ کما قال تعالیٰ:

وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّطَ الْحَقَّ
 بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعُ دَابِرَ الْكَافِرِينَ
 لِيُخَيِّطَ الْحَقَّ وَيَبْطِلَ الْبَاطِلُ
 وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

اور اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ حق کو اپنے وعدوں سے
 ثابت کہے اور کافروں کی پیچ کنی کرے تاکہ علانیہ
 طور پر حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا واضح
 ہو جائے اگرچہ مجرمین کو ناگوار ہو۔

اسی لئے اس غزوہ میں من جانب اللہ خاص طور پر مسلمانوں کو قتل مشرکین کا حکم دیا گیا تھا کما قال تعالیٰ

فَاُضْرَبُوا نَوَاجِدًا اَلْعَنَاقِ وَافْرِجُوا
کافروں کی گردنوں پر مارا دوسان کے سر پر رکھ
مِنْهُمْ كَذَّابًا۔ لہ

اور دوسری آیت میں ارشاد فرماتے ہیں،

فَاِذَا لَقِيتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ
پس جب کافروں سے جنگ کرو تو ان کی گردنیں
الرِّثَابِ حَتّٰى اِذَا اَخْلَسْتُمْ مِّنْهُمْ
مارو یہاں تک کہ جب ان کا خون خوب بہا چکے تو
فَضْلًا وَّالْزُلْفٰى فَاِذَا مَسَّ الْبَعْدُ
چہرہ ان کی نیک کردار نیک کرنے کے بعد یا تو ان پر اس
وَ اِمَّا فِندًا حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ
کر دیا ان سے فدیہ لے لو اور یہ حکم اس وقت تک
اَوْحٰى اَرٰهٰہَا۔ لہ

ہے کہ جب لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک اعداء اللہ کی اس وجہ خوریزی نہ ہو جائے کہ
لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے اور حق کی ہیبت و بدبہ قائم نہ ہو جائے اس وقت فدیہ لینا جائز نہیں
ہاں اسلام کی عظمت و ہیبت و بدبہ اور شوکت قائم ہو جانے کے بعد اگر فدیہ لے کر اُٹا دوں
تو مضائقہ نہیں

اس موقع پر فشار خداوندی یہ تھا کہ کافی خوریزی کی جانے تاکہ دونوں میں اسلام کی ہیبت
اور شوکت بٹھ جائے اور کفر کی جڑ کٹ جائے اور اُمتِ کفر کے لئے کفر اسلام کے مقابلہ میں سر نہ اٹھائے۔
مسلمانوں نے چونکہ اعداء اللہ کی کافی خوریزی سے قبل فدیہ لیا اس لئے بارگاہِ خداوندی سے
عتاب آیا۔ لہ

یہ وقت ترم نہ تھا بلکہ شدت اور سختی کا تھا۔ وقال ابو الطیب

ووضع الندي في موضع السيف بالعلم مفضّر كوضع السيف في موضع الندي
بخش اور کرم کو تلوار کی جگہ رکھنا ایسا ہی مضرب ہے جیسا کہ تلوار کو کرم اور کرم کی جگہ رکھنا مضرب ہے۔

لہ - سورۃ انفال، آیت ۱۲۱ -

لہ - سورۃ محمد، آیت ۲۰ -

لہ - احکام القرآن ج ۵، ص ۳۱۵، ص ۲۱۰ -

دنیا کی کوئی حکومت بدون قتل اور خونریزی کے قوی اور مستحکم نہیں ہو سکتی ہے۔

لَنْ يَسْلَمَ الشَّرَفُ الرَّفِيعُ مِنَ الْإِذَى حَتَّى يَرِاقَ عَلَى جَوَانِبِهِ الدَّمُ
یعنی شرف رفیع - ایسا رہے محفوظ نہیں رہ سکتا جب تک کہ اس کے اطراف جوانب میں خون نہ بہا
دیا جائے

اسلام تو فقط مجرمین کے قتل کا حکم دیتا ہے لیکن جن حکومتوں کو تہذیب اور تمدن کا دعویٰ
ہے وہ اپنا دبدبہ قائم کرنے کے خیال میں مجرم اور غیر مجرم کا کوئی فرق نہیں کرتیں۔ بلا کسی استثنائے
قتل عام کا حکم دے ڈالتی ہیں، جس میں بے قصور عورتیں اور بچے سب ہی شامل ہوتے ہیں اور اس
مہذب لشکر سے جو حیار سوز افعال ظہور میں آتے ہیں وہ دنیا سے مخفی نہیں، مشین گنوں اور توپوں
اور ہوائی جہازوں سے بمباری کر کے نہایت بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ تمام شہر کو چند منٹ
میں نذر آتش کر دیا جاتا ہے۔

بعد ازاں اسلام اس فسادات اور بے رحمی اور سنگدلی سے بالکل پاک اور منزه ہے، اسلام
نے جہاد میں جاتے وقت اپنے پیروؤں کو بچوں، عورتوں، بوڑھوں، عراہوں کے قتل کی سختی سے
مانعت کی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

شبہ یہ ہے کہ بجانب اللہ فدیہ اور قتل دونوں کا اختیار دے دیا گیا تھا تو پھر فدیہ لینے
پر کیوں غناہ آیا۔ علامہ طیبی طیب اللہ شاہ رحل الجنۃ مشواہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ
یہ اختیار فقط ظاہری اور صوری تھا۔ لیکن معنوی اور حقیقی لحاظ سے وہ اختیار دینے امتحان تھا
کہ دیکھیں اعداد اللہ کے قتل کو اختیار کرتے ہیں یا مسلمان دنیا کو جیسا کہ اندواج مطہرات نے جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید نان و نفقہ کا تقاضہ کیا تو یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَنفُسِكُمْ إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ
اے نبی آپ اپنی عورتوں سے یہ کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا

تَرَدُّنَ الْحَيَلَةِ الدُّنْيَا وَزَيَّلَتْهَا نَفْعًا كَيْفَ
 أَمْتَعَكُنَّ وَأَسَرَّحَكُنَّ سَرَّاحًا جَمِيلًا
 وَإِنْ كُنْتُمْ تَرُدُّنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ
 الْأَخْيَرَةَ يَأْتِ اللَّهُ أَعْدًا لِلْمُخْسِنِينَ
 مِنْكُمْ أَجْدَاءَ عَظِيمًا ۝

کی زندگی اور آزمائش چاہتی ہو تو آدمی تم کو ہڑا
 دے کر مناسب طرح سے رخصت کر دوں اور اگر
 اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہو
 تو اللہ تعالیٰ نے عالمِ آخرت میں تم میں سے جو نیکو کار
 ہیں ان کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں ظاہر اگرچہ ازواجِ مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ خواہ دنیا اور اس کی زینت کو
 اختیار کریں اور خواہ اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کریں لیکن حقیقت میں یہ اختیار
 نہیں تھا بلکہ اختیار یعنی امتحان اور آزمائش تھی۔

اور عیا کہ ہر دت ماروت کا تعلیم سحر کے لئے بابل میں آتا رہا محض فتنہ اور امتحان ابتلا
 اور آزمائش کے لئے تھا۔ جادو کے سیکھنے اور نہ سیکھنے کا اختیار دینا مقصود نہ تھا۔

اور عیا کہ شبِ محراب میں آپ کے سامنے شرب اور دودھ کے دو برتن پیش کئے گئے اور
 آپ نے دودھ کو اختیار کیا اس پر جبریل نے فرمایا کہ اگر آپ شرب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت
 گمراہی میں پڑ جاتی۔

خلاصہ کلام :- یہ کہ صدیق اکبرؓ اور دیگر صحابہ کرام نے جو فدیہ کا مشورہ دیا وہ
 محض دینی اور اخروی مصلحت کی بنا پر تھا اور بعض نے زیادہ تر مالی فوائد کو پیش نظر رکھ کر فدیہ لینے
 کا مشورہ دیا اس لئے یہ آیت عتاب نازل ہوئی اور اس عتاب کے اہل مخاطب وہی لوگ ہیں کہ جن کو
 زیادہ تر مالی فائدہ پیش نظر تھا جیسا کہ تَرْبِیْدُ فَوْنِ عَذْرِ الدُّنْيَا کے لفظ سے مترشح ہوتا ہے
 اور مطلب عتاب کا یہ ہے کہ تم اللہ کے رسول کے اصحاب ہو کرو دنیا کے فانی مال و متاع اور حقیر
 اسباب پر کیوں نظر کرتے ہو۔ اسے اصحابِ رسول تم جیسے سابقین اور مقررین کی شانِ بلیل اور منصب
 عالی کے ہرگز ہرگز مناسب نہیں کہ دنیا حلال (مالِ فدیہ وغیرہ) پر نظر کر دینی حضور پر زور نے جو

فائدہ جلیلیہ :- کبھی اجتہاد فرماتے ہیں۔ اور کبھی اس اجتہاد میں خطا بھی ہو جاتی ہے لیکن حق اس آیت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام بھی

جل شانہ انہی کبھی اس خطا پر قائم نہیں رہنے دیتے بلکہ بذریعہ وحی اس پر متنبہ فرمادیتے ہیں لیکن امید کلام کے اجتہاد اور محدثین کے اجتہاد میں زمین و آسمان کا فرق ہے وہ یکے کو نزول وحی کے بعد نبی کے اجتہاد پر عمل ساقط نہیں ہو جاتا اس لئے کہ حضور پر نورؐ نے جو اجتہاد سے مذہب لینے کا حکم دیا تھا وہ آیت کے نزول کے بعد بھی باقی رہا اور اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی طرف رجوع نہیں فرمایا بلکہ اسی مذہب پر قائم رہے بخلاف مجتہد کے کہ اگر اس کو اجتہاد کے بعد یہ ظاہر ہو کہ میرا یہ اجتہاد فلاں نص کے خلاف ہے تو اس پر اجتہاد و سابق سے رجوع لازم ہے جانا چاہیے کہ نبی اور رسول کا اجتہاد وہی خفی ہوتا ہے لقولہ تعالیٰ وَمَا يَنْطَلِقُ غِبِّ الْهُدَىٰ إِنَّهُ هُوَ الْوَكِيلُ وَخَشِيَ نُوحُ بْنُ حَرْثٍ قَتْلَ ابْنِهِ إِسْمَاعِيلَ وَكَانَ نُوْحٌ مِنَ الصَّالِحِينَ اجماع و اجتہاد و وحی کے درجہ میں آجاتا ہے اور اس کا وہی حکم ہوتا ہے کہ جو وحی جلی کا حکم ہوتا ہے اور نبی کے اجتہاد کے خلاف اگر کوئی وحی نازل ہوجاتی تو یہ جلی اس وحی خفی (یعنی اجتہاد نبوی) کے لئے ناسخ بن جاتی ہے جیسے ایک آیت دوسری آیت کے لئے اور ایک حدیث دوسری حدیث کے لئے ناسخ ہوتی ہے، اسی طرح حق تعالیٰ کی نص اور وحی جلی، وحی خفی (یعنی اجتہاد نبوی) کی ناسخ ہوتی ہے اور نسخ کی حکمتیں اللہ ہی کو معلوم ہیں، اللہ کے نبی نے فیہ منصوص امر میں جو اجتہاد کیا وہ بھی حق تعالیٰ ہی کے غیبی اشارہ سے تھا لقولہ تعالیٰ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اَلَا اَنْتَ جُرَّاءٌ اِنْ شِئْتَ ویاہ بھی اللہ کی ارادت اور اشارہ سے تھا۔ اور بعد میں جو اس کے خلاف حکم نازل

ہوا وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے اور ایک حکم دوسرے حکم کے لئے ناسخ ہے۔ وَاللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ۔
وَلِيُحْكَمْ مَا يَرِيدُ۔ نبی سے اجتہاد میں کوئی خطا واقع ہو تو اللہ تعالیٰ ہی بذریعہ وحی اس پر تنبیہ
کر سکتے ہیں معاذ اللہ کسی انسان کی یہ مجال نہیں کہ وہ نبی اور رسول کے کسی اجتہاد پر تنقید اور تنبیہ کر کے
اللہ تعالیٰ کے سکوت اور تقریر کے بعد نبی کے اجتہاد پر تنقید اور تنبیہ کرنا ایسا ہی کفر ہے جیسا کہ وحی
جلی پر تصریح و تنبیہ کرنا کفر ہے مومن کی شان تو یہ ہے۔

زبان تازہ کردن با تسرار تو نیک سخن علت اذکار تو

یہ مقام نبوت اور بارگاہ رسالت ہے، کہ جہاں ہوائے نفسانی کا کوس اور منزلوں بھی گز نہیں ایسے
مقام میں گرفتار نہ ہوسکا دم ملنا کمال الٰہی و نادانی ہے۔

نہ ہر ہلے مرکب توں تا فتن کہ جا بسپر باید انداختن

مسئلہ کی تفصیل اگر درکار ہو تو حضرت بل علم شرح تحریر الاصول اور شرح علم الثبوت بحر العلوم
کی مراجعت کریں۔

نیز جاننا چاہیے کہ حضرات انبیاء کی خطا اجتہادی کے یہی نہیں کہ معاذ اللہ حضرات انبیاء
غلطی سے حق کو چھوڑ کر باطل کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں بلکہ ان کی خطا کے معنی یہ ہیں کہ کسی وقت معمول
چوک سے اوٹی اور افضل کے خلاف اوٹی کر بیٹھے ہیں اور بجائے عزیمت کے رخصت پر عمل کر گزر
ہیں جیسے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام ہر ایک کا اجتہاد ہوائے نفسانی سے پاک اور منزہ تھا
اور ہر اجتہاد وحی غنی اور وحی باطنی تھا اگر وحی علی نے قیاس سلیمانی کو قیاس داؤدی سے اوٹی اور افضل
قرار دیا۔ وحی علی نے جو قیاس سلیمانی کی تحسین کی اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیاس داؤدی غلط تھا بلکہ اس کا
مطلب یہ تھا کہ اللہ کے نزدیک قیاس سلیمانی پر نسبت قیاس داؤدی کے زیادہ احسن اور اقرب
الی مصالح انحصار تھا معاذ اللہ ان دو قیاسوں میں وہ نسبت نہ تھی جو حق اور باطل میں
ہوتی ہے بلکہ وہ نسبت تھی جو کامل اور اکمل اور فاضل اور افضل اور عالی اور اعلیٰ میں ہوتی ہے۔
یا عزیمت اور رخصت میں ہوتی ہے اور فقہاء حنفیہ نے جو قیاس علی اور قیاس احنان کی تقسیم فرمائی

ہے اس کا ایک ماخذ یہی قیاس حاوی اور قیاس سلیمانی ہے، اس ناچیز نے حضرات انبیاء کی خطا و اجتہاد کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ خیالی اور حاشیہ خیالی سے کچھ ہیں حضرات مدین اہل کی مروت و فراموشی یہ ناچیز تو ترجمان محض ہے۔

فدیہ کی مقدار علی حسب الحیثیت ایک ہزار درہم سے چار ہزار درہم تک تھی **مقدار فدیہ** :- اور جو لوگ نادار تھے اور فدیہ نہیں ادا کر سکتے تھے وہ بلا کسی معاوضہ اور فدیہ کے آزاد کر دیئے گئے۔

اور جو لوگ ان میں سے کھنا جانتے تھے ان سے یہ شرط ٹھہری کہ دین و دن بچوں کو لکھنا سکھادیں اور آزاد ہو جائیں یہی ان کا فدیہ ہے، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کھنا کھا طبقات ابن سعد ص ۳۱۱ قسم اول سیرۃ ابن ہشام راجع زررقانی ص ۲۲۲ لے
اسیران بدر میں۔ ابو عزرہ عمرو بن عبد اللہ بن عثمان میں بھی فدیہ کی استطاعت نہ تھی اس لئے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نادار اور عیال دار ہوں کچھ پر احسان فرمائیے آپ نے احسان فرمایا اور بلا فدیہ لئے رہا کر دیا۔ مگر یہ شرط فرمائی کہ ہمارے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرنا۔ ابو عزرہ نے اس شرط کو منظور کیا اور آپ کی شان میں کچھ مدحیہ اشعار بھی کہے لیکن اسلام نہیں لائے۔ جنگ احد میں بحالت کفر قتل ہوئے اور اسی طرح مطلب بن حنطب اور صفیہ ابن ابی رفاعہ بلا فدیہ رہا کئے گئے۔

جس وقت مکہ میں قریش کی ہزیمت اور شکست کی خبر پہنچی تو تمام شہر میں تہلکہ مچا گیا سب پہلے مکہ میں خنیس بن حذافہ نے پہنچا لوگوں نے کہا بتلاؤ کیا خبر ہے کیا مالا گیا، عقبہ بن ربیعہ اللہ شیبہ بن ربیعہ اور ابو الحکم بن ہشام (یعنی ابو جہل) اور امیر بن خلف اور زمر بن اسود اور نسیہ بن عبد اللہ بن ہشام اور فلاں فلاں سر دلاؤ قریش صفوان بن امیہ اس وقت عظیم میں بیٹھا ہوا تھا سن کر یہ کہا کہ کچھ میں نہیں آتا۔ شاید یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے بطور امتحان ذرا اس سے دریافت تو کر دو کہ صفوان بن امیہ کہاں آج

عیسان نے کہا یہی تو صنوان بن امیر ہے جو عظیم میں بیٹھا ہوا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے ۱۵

ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابورافع نے بیان کیا کہ عباس کے گھروں میں اسلام داخل ہو چکا تھا لیکن ہم لوگ اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔

جب قریش جنگ بدر کے لئے معاذ ہوئے تو ہم خبروں کے منتظر رہتے تھے، عیسایان خزاہی نے اگر جب قریش کی شکست کی خبر سنائی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو سن کر اپنے دل میں بے حد خوش ہوئے میں اس وقت نزم کے سائبان کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اور میری زوجہ افضل بھی وہاں تھیں اتنے میں ابولہب بھی آگیا۔

لوگوں نے ابوسفیانؑ بن حارث کو سامنے سے آتے دیکھا ابولہب سے کہا یہ ابوسفیان ہیں بدر سے واپس آئے ہیں۔ ابولہب نے ابوسفیان کو ٹاکرا اپنے پاس بٹھلایا اور بدکا حال دریافت کیا۔ ابوسفیان نے کہا،

والله ما هو الا ان لقينا القوم فنحنناهم خدا کی قسم کوئی خبر نہیں مگر یہ کہ ایک قوم سے ہم متقابل
اكتاننا يضرن السلاح مباحث شأوا ہمارے اور اپنے مژدھے ان کے حوالہ کے جس طرح
ياسر دننا كيف شأوا وادى الله مع ذلك چاہتے تھے وہ ہم میں ہتھیار چلاتے تھے اور جس طرح
ما لمت الناس لقينا رجالا بيضا بيني چاہتے تھے قید کرتے تھے اور اسی وجہ سے میں لوگوں
على خيل بلقي بين السماء والارض واللہ کو ملازمت نہیں کرتا خدا کی قسم سفید درختی گھوڑوں
ماتليق شيئا ولا يقوم لها شيء پر سوار آسمان اور زمین کے درمیان حلقہ بہارے

۱۵۔ سیرۃ ابن ہشام، ص: ۲۶

۱۶۔ ابوسفیان بن حارث بن بلالہ مطلب بن اشم الباشی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عم اور رضاعی بھائی میں آپ کا والد ان کو طرہ سعدیہ نے دیکھ لایا ہے فتح مکہ میں شرف اسلام ہمارے انھیں کے بارہ میں نبی کریم ﷺ صلاۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا۔ ابوسفیان بن حارث سید قتیان اہل الجند یعنی ابوسفیان بن حارث جو انان جنت سرور میں بغض قہۃ انشا اللہ تعالیٰ فتح مکہ کے بیان میں آئے گا ۱۲۔ اصحابہ بیوۃ خیر ان ابوسفیان بن حارث باب الحکمی ۱۲

مقابل تھے خدا کی قسم وہ کسی چیز کو ماتی نہیں چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے لئے نہیں ٹھہرتی۔
 قال ابو رافع قلت والله تلك الملائكة ابو رافع کہتے ہیں میں نے کہا مذاک قسم یہ فرشتے تھے۔
 یہ سنتے ہی ابو لہب اس قدر مشتعل ہوا کہ زور سے میرے ایک ٹاپچر رسید کیا اور اٹھا کر زمین پر پھینک دیا اور مارنے کے لئے میرے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور میں کمزور بدن کا تھا۔
 ام فضل انھیں اور ایک سقون اٹھا کر ابو لہب کے سر پاس زور سے مارا کہ سر زخمی ہو گیا اور یہ کہا کہ اس کا آقا عباسؑ موجود نہ تھا اس لئے تو نے اس کو کمزور سمجھا۔
 ابو لہب پر ایک ہفتہ نگہ نہ کیا کہ ایک طاعونی پھوڑے میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ لاش اس قدر متعفن ہو گئی تھی کہ کوئی قریب بھی نہیں جاسکتا تھا۔

تین دن کے بعد میوں نے محض عمار کے خیال سے ایک گر مٹھا کھدوا کر لاکھٹیوں سے لاش کو دبا دیا۔ ۱۔ وقال ابیہی سواہ الطبرانی والبیہارونی اسنادہ حسین بن عبید اللہ وثقہ ابو عاتم وغیرہ وضعفہ جماعة وبقیۃ رجالہ ثقات ۲۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ام المؤمنین عالیثہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب اس مقام سے گزرتی جہاں ابو لہب اس طرح سے مرا تھا تو کپڑے سے منہ ڈھانک لیتی تھیں ۳۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دیار شہود پر سے گزرے تو چہرہ انور کو کپڑے سے چھپایا اور سواری کو تیز کر دیا۔ اشارہ اس طرف تھا کہ مواقع عذاب پر جب گزرے تو ایسا ہی کرنا چاہیے۔
 ام المؤمنین نے اسی سنت پر عمل فرمایا: ۴۔

قریش کو جب اپنے خویش اور آقارب کے قتل کا حال معلوم ہوا تو فوج و زاری شروع ہو گئی ایک ماہ تک اسی طرح گریہ و زاری کرتے رہے بعد ازاں یہ منادی کرا دی گئی کہ کوئی شخص گریہ زاری

۱۔ قال العلامة السیوطی اخرج ابن اسحق وابن سعد وابن جریر والحاکم والطبیعی والبیہقی وابن نعیم ۲۔ خصائص کبریٰ ص ۲۱۴

۳۔ مجمع الزوائد ج ۶ : ص ۸۹۱ -

۴۔ الہدایۃ والنباتۃ ج ۳ : ص ۲۰۹

۵۔ زرقانی ج ۱ : ص ۲۵۲ -

نہ کرے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے ساتھیوں کو جب خبر پہنچے گی تو بہت غمخس ہوں گے۔ اور نہ کوئی اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فدیہ کی مقدار نہ بڑھاویں۔^{۱۵} لیکن باوجود اس اعلان اور مذاوی کے مطلب بن ابی وداعہ چار ہزار درہم بے کر قریش سے پوشیدہ شب کو مدینہ روانہ ہوا۔ مدینہ پہنچ کر اپنے باپ ابو وداعہ کا فدیہ ادا کیا اور باپ کو چھڑا کر مکہ آئے۔ اس کے بعد سلسلہ پڑ گیا اور لوگوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیہ بھیج بھیج کر چھڑانا شروع کر دیا۔ ابن ہشام ص ۲۶۔

انھیں قیدیوں میں سہیل بن عمرو بھی تھے۔ نہایت زیرک اور فصیح اللسان تھے، محبوب میں آپ کی نامت کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ سہیل کے بچے کے دانت اکھاڑوں تاکہ اس قابل ہی نہ رہے کہ کسی مرتع پر آپ کے خلاف زبان ہلا سکے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ان کو چھڑو و عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان سے کوئی خوشی و کھلے رواہ السیہتی فی الدلائل) اصحابہ ترجمہ سہیل بن عمرو، چنانچہ صلح حدیبیہ انھیں کی سس سے ہوئی جس کو اللہ نے فتح مبین فرمایا اور فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے۔

ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عمر کے جواب میں یہ فرمایا۔ لَا أُقْبِلُ بِہِ فَيَسْتَلِ اللہُ بِي وَانْ كُنْتُ نَبِيًّا۔ میں کسی کا مشلہ نہیں کرتا۔ مباد اکہیں خدا تعالیٰ میرا مشلہ نہ کرے اگرچہ میں نبی ہوں۔

انھیں قیدیوں میں ابوسفیان بن حرب کا بیٹا عمر بھی تھا۔ جب ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بیٹے عمر کو یہ دے کر فدیہ دے کر چھڑاؤ تو ابوسفیان نے یہ جواب دیا کہ ایسے ممکن ہے کہ میرا آدمی بھی مالا جائے اور فدیہ بھی دوں۔ میرا ایک بیٹا خطلہ تو قتل ہو گیا اور دوسرے عمر کو فدیہ دوں جب تک چاہی قید رکھیں اسی اثناء میں سعد بن نھان انصاری مدینہ سے مکہ عمرہ کرنے کے لئے آئے ابوسفیان

نے ان کو اپنے بیٹے کے معاوضہ میں بکڑ لیا۔

انصار کی درخواست پر آپ نے عمرو بن ابی سفیان کو دے کر سعد کو چھڑا لیا۔
انہیں قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی تھے۔
آنحضرت کی صاحبزادی حضرت زینب جو حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے تھیں آپ کی زوجیت
میں تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ ابوالعاص کی خالہ تھیں ان کو بمنزلہ اولاد کے سمجھتی تھیں خود حضرت
خدیجہ نے اب سے لہکر جنت سے قبل زینب کا عقد ابوالعاص سے کیا تھا، ابوالعاص مالدار اور
امانت دار اور بڑے تاجر تھے، بعثت کے بعد حضرت خدیجہ اور آپ کی کل صاحبزادیاں امیال لائیں
مگر ابوالعاص شرک پر قائم رہے۔

قریش نے ابوالعاص پر بہت زور دیا کہ ابولہب کے بیٹوں کی طرح تم بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی بیٹی کو طلاق دے دو وہ جہاں چاہو گے وہاں تمہارا نکاح کرویں گے لیکن ابوالعاص نے صاف انکار
کر دیا اور کہہ دیا کہ زینب جیسی شریف عورت کے مقابلے میں دنیا کی کسی عورت کو پسند نہیں کرتا
جب قریش جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو ابوالعاص بھی ان کے ہمراہ تھے منجملہ اور
لوگوں کے آپ بھی گرفتار ہوئے اہل مکہ نے جب اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ روانہ کیا تو حضرت
زینب نے اپنے شوہر ابوالعاص کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ نے شادی کے وقت
ان کو دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ہار کو دیکھ کر آبِ ہیدہ ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا اگر سب
سمجھ تو اس ہار کو واپس کر دو اور اس قیدی کو چھوڑ دو۔

اسی وقت تسلیم اور انقیاد کی گردنیں خم ہو گئیں قیدی بھی رہا کر دیا گیا اور باہر بھی واپس ہو گیا
مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے یہ وعدہ لے لیا کہ مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ
بھیج دیں۔ ابوالعاص نے مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی اور اپنے بھائی کنائہ

بن ربیع کے ہمراہ روانہ کیا۔

کنانہ نے عینِ دوپہر کے وقت حضرت زینب کو اونٹ پر سوار کرایا اور ہاتھ میں تیر کھان لی۔ اور روانہ ہوئے آپ کی صاحبِ زادی کا علی الاعلان کٹے سے روانہ ہوتا قریش کو بہت شاق معلوم چنانچہ البرسینان وغیرہ نے وی طوسی میں آکر اونٹ کو روک لیا۔ اور یہ کہا کہ ہم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو روکنے کی ضرورت نہیں لیکن اس طرح علانیہ طور پر لے جانے میں ہماری ذلت ہے بہت سبب یہ ہے کہ اس وقت تو مکہ واپسی چلو اور سات کے وقت لے کر روانہ ہو جاؤ مگر انہوں نے اس کو منظور کیا۔ البرسینان سے پہلے حصار بن اسودؓ جو بعد میں ہل کر سلمان ہوئے، جا کر اونٹ روکا اور حضرت زینب کو ڈرایا۔ خوف سے محلِ ساقط ہو گیا۔ اس وقت کنانہ نے تیر کھان سنبھالی اور یہ کہا کہ جو شخص اونٹ کے قریب بھی آئے گا تیروں سے اس کے جسم کو چٹنی کر دوں گا۔

الغرض کنانہ مکہ واپس آگئے اور دو تین مائیں گزرنے پر شب کو روانہ ہوئے۔

ادھر رسول اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارث اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ تم جا کر مقامِ بطن یا ج میں ٹھہرو جب زینبؓ آجائیں تو ان کو اپنے ہمراہ لے آؤ۔

یہ لوگ بطن یا ج پہنچے اور اُدھر سے کنانہ بن ربیع آتے ہوئے ملے۔ کنانہ وہیں سے واپس ہو گئے اور زید بن حارثؓ مع اپنے رفیق کے صاحبِ زادی کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے جنگِ بدر کے ایک ماہ بعد مدینہ پہنچیں۔

صاحبِ زادی آپ کے پاس رہنے لگیں اور ابوالعاصؓ مکہ میں مقیم رہے۔ فتح مکہ سے قبل ابوالعاصؓ بغرضِ تجارت شام کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ ابی کہ کو آپ کی امانت و دیانت پر اعتماد تھا اس لئے اور لوگوں کا سرمایہ بھی شریکِ تجارت تھا۔

شام سے واپسی میں مسلمانوں کا ایک دستہ مل گیا اس نے تمام مال و متاع ضبط کر لیا۔ اور ابوالعاصؓ چھپ کر مدینہ حضرت زینب کے پاس پہنچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت زینب نے

عورتوں کے چہرہ ترہ سے آواز دی، اسے لوگوں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور
اور ارشاد فرمایا :

ایہا الناس هل سمعتم ما سمعت
قالوا نعم قال ما والذی نفسی
بیدہ ما علمت بشئ من ذلک
حتی سمعت ما سمعتم انہ یجیر
علی المسلمین اذناہم
اے لوگو کیا تم نے بھی سنا ہے جو میں نے سنا
لوگوں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اُس
فات پاک کی کہ محمد کی جان اس کے ہاتھ میں ہے
مجھ کو اس کا مطلق علم نہیں جو اور جس وقت تم نے
سنا وہی میں نے سنا، تحقیق خوب مجھ کو کہ مسلمانوں

میں کا ادنیٰ سے ادنیٰ اور کتر سے کتر بھی پناہ دے سکتا ہے
اور یہ فرما کر صاحبِ نادوی کے پاس تشریف لے گئے اور یہ فرمایا کہ اے بیٹا اس کا اکرام کرنا
مگر غفلت نہ کرنے پائے کیونکہ تو اس کے لئے حلال نہیں۔ یعنی تو مسلمان ہے اور وہ مشرک اور کافر۔
اور اہلِ سریر سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو اس شخص (یعنی ابوالعاص) کا تعلق ہم سے معلوم ہے اگر مناسب
سمجھ تو ان کا مال واپس کر دو ورنہ وہ اللہ کا عطیہ ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمایا ہے۔ لو تم ہی اس کے
مستحق ہو۔

سنئے ہی صحابہ نے کل مال واپس کر دیا، کوئی ٹھول لانا تھا اور کوئی رستی، کوئی ٹٹا اور کوئی چڑے
کا ٹکڑا۔ غرض یہ کہ کل مال ذرہ ذرہ کر کے واپس کر دیا۔

ابوالعاص کل مال لے کر مکہ روانہ ہوئے اور جس جس کا حصہ تھا اس کا پورا کیا۔ جب شرکار کے
حقے رے چکے تو یہ فرمایا :

یا معشر قریش هل بقی لاحد منکم
عندی مال یاخذہ قالوا لا
فیذاک الله خیر انصد بعدناک
اے گروہ قریش کیا کسی کا کچھ مال میرے ذمہ
باقی رہ گیا ہے جو اس نے وصول نہ کر لیا ہو۔
قریش نے کہا۔ نہیں۔ پس اللہ تمھو پر اے خیر ہے

دنیا کریمہ قال فانما اشہدان لا
 الہ الا اللہ وان محمد اعبدا
 درسلہ واللہ ما مغنی من
 الاسلام عندہ الا تحوف ان
 آکل اموالکم فلما اذاھا
 اللہ الیکم وفرغت منها اسبت
 تحقیق ہم نے جھک کر فنادا اور شریف پا با کہا پس
 میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 بے شک اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں
 میں اب تک فقط اس نے مسلمان نہیں ہوا کہ لوگوں
 یہ گمان نہ کریں کہ میں نے مال کھانے کی خاطر ایسا
 کیا ہے جب اللہ نے تمہارا مال تم تک پہنچایا
 اور میں اس ذمہ داری سے بکدش کیا تب مسلمان

ہوا۔

بعض اہل ابرہہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ چلے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 پھر حضرت زینب کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ ۱۷
 بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اول کافی بھائی کوئی جدید نکاح نہیں ہوا اور بعض
 روایات میں اس کی تصریح ہے کہ جدید نکاح ہوا اور فقہاء کے نزدیک یہی روایت صحیح ہے اس لئے
 کہ اگر پہلا نکاح کافی ہوتا تو آپ صابری سے یہ نہ فرماتے کہ تو اس کے لئے حلال نہیں۔

انہیں قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی تھے، جن کو کعب بن
 عمرو ابو العیسر نے گرفتار کیا تھا حضرت عباس قوی اور حمیم تھے ابو العیسر نہ نخیف الجسم اور ضعیف القوى
 اور قصیر القامت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو العیسر تو نے عباس کو کیسے گرفتار کیا۔
 ابو العیسر نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص نے میری امداد کی کہ جس کو میں نے کبھی نہ اس سے

پہچنے دیکھا نہ بعد میں اور اس کی ہیئت ایسی اسلامی تھی آپ نے فرمایا:

لقد اعانک علیہ ملک صریح تحقیق ایک مقرر فرشتے نے تیری امداد کی۔

یہ روایت سند احمد و طہقات ابن سعد وغیرہ میں ابن عباس سے مروی ہے اور لائل بیہقی

احد دلائل ابی نعیم میں حضرت علی سے مروی ہے، ملاوۃ انہی اور بھی مختلف فقہی سے یہ روایت مروی ہے، اور معجم طبرانی میں عبدالواسع شمس سے اور سنن احمد میں برابر ابن مازب سے مروی ہے۔ فتح البندی باب شہود الملائکۃ بدر کے ایک باب بعد حافظ بخاری فرماتے ہیں، رواہ احمد والبیہقی والاحمد والبیہقی غیر حاشیہ بن مضرب و ہوا ثقہ مع الزوائد باب غزوۃ بدر۔

حضرت عباس کی بندش و رخصت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عباس کی کلاہ سنی ترمید ارگنی انصار کو جب اس کا علم ہوا تو آپ کی گرہ کھول دی اور مزید برآں یہ درخواست کی کہ اگر حضور اجازت دیں تو ہم اپنے بھائی عباس کا فدیہ چھوڑ دیں، آپ نے یہ جواب دیا۔
واللہ کانت ذنمان منہ درہما خدا کی قسم اس سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔
حضرت عباس سے جب فدیہ کا مطالبہ کیا گیا تو اپنی ناداری کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اچھا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور بخاری بیوی اُمّ فضل نے مل کر دفن کیا تھا۔

حضرت عباس سنتے ہی حیران رہ گئے اور عرض کیا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں میرے اُمّ فضل کے سوا کسی کو بھی اس کا علم نہ تھا، حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے۔ مستدرک ترجمۃ العباس دلائل ابی نعیم میں باسناد حسن ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس پر سنو اوقیہ اور عقیل بن ابی طالب پر اثنی اوقیہ فدیہ لگایا۔ (تمام قیدیوں میں سب سے زائد فدیہ حضرت عباس کا تھا)

حضرت عباس نے عرض کیا کہ کیا آپ نے قرابت کی وجہ سے میرا فدیہ اس قدر زائد تجویز کیا ہے یعنی قرابت کا اقتضار تو یہ تھا کہ آپ میرے فدیہ میں تخفیف فرماتے، لیکن بجائے تخفیف

ملہ - انصاف الکبریٰ - ج ۱، ص ۲۰۱

ملہ - انصاف نے حضرت عباس کو بھانجا اس نے کہا کہ حضرت عباس کی دادی - عبدالمطلب کے والدہ انصاف کی تھیں فتح الباری ج ۲ اور بھانجا کہنے میں اس طرف اشارہ تھا کہ اس پر فدیہ چھوڑنے کا احسان ہماری گنت پر ہے نہ کہ آپ کی ذات، ابیرکات پر اس لئے کہ یہ فدیہ ہم اپنا بھانجا ہونے کی حیثیت سے چھڑاتے ہیں آپ کے بچا ہونے کی حیثیت سے نہیں، یہ حضرت انصاف کا سلیقہ اور حسن ادب تھا رضی اللہ عنہم ملہ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا

کے آپ نے میرے فدیہ کی مقدار سب سے زائد کر دی، اُس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قَدْ لِمَنْ فِي آيِدِيكُمْ
 مِنْ الْأَسْرَىٰ أَنْ يَعْلَمَ اللَّهُ
 فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا أَوْ يَتَوَخَّكُمْ خَيْرًا
 وَمَا آخِذٌ مِنْكُمْ وَيَغْفِرَ لَكُمْ
 اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اے نبی! آپ ان قیدیوں سے کہہ دیجئے کہ جو آپ کے
 قبضہ میں ہیں کہ تم اس فدیہ پر کچھ افسوس نہ کرو۔
 اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں کچھ بھلائی دیکھے گا
 یعنی دل سے اسلام لے آئیں گے تو جو تم سے بڑا
 گناہ ہے۔ اُس سے کہیں زائد اور بہتر تم کو عطا فرما

دے گا اور تمہاری مغفرت بھی فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

حضرت عباسؓ بعد میں فرمایا کرتے تھے کاش مجھ سے اس وقت سے اضعاف مضاعفہ
 فدیہ لے لیا جاتا ہے۔ ۱۷

حق جل و علا نے جناب مجھ سے لیا اس سے بہتر اس زائد مجھ کو دے دیا۔ سنو اذقیہ کے بدلہ میں
 نثر غلام عطا فرمائے جو سب کے سب تاجزیں یہ وعدہ حق تعالیٰ نے دنیا ہی میں پورا فرما دیا۔ دوسرے وعدہ
 مغفرت کا تھا اس کا میں امیدوار ہوں۔ ۱۸

یہ ناچیز کہتا ہے (غفر اللہ لہ) انشاء تعالیٰ یہ دوسرا وعدہ بھی ضرور پورا ہوگا۔ اِنَّ اللّٰهَ
 لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ اور یہ کلمہ انشاء اللہ تبرکاً کہتا ہوں نہ کہ تعلیقاً۔

اسیرانِ بدر میں نوفل بن حارث بھی تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فدیہ
 دیئے کہ کہا تو یہ جواب دیا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جو فدیہ میں دے سکوں۔

آپؐ نے فرمایا یہ نیزے کہاں ہیں جو تم جدہ میں چھوڑ آئے ہو نوفل نے کہا بخدا اللہ کے بعد
 میرے سوا کسی کو بھی اُن کا علم نہیں میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

۱۷۔ سورۃ انفال، آیت ۶۰۔

۱۸۔ فتح الباری - ۱، ۵، ص: ۲۴۸۔

۱۹۔ درمنثور - ۱، ۳، ۵، ص: ۲۰۴۔

زلفؑ نے وہ نیزے ندیہ میں دیتے جن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ آپؐ نے حضرت عباسؓ اور زلفؑ کے درمیان رشتہ مواخت قائم فرمایا اور زمانہ جاہلیت میں بھی دونوں آپس میں دوست تھے اور تجارت میں شریک رہتے تھے۔ مستدرک، ترجمہ زلف بن حارثؑ۔

عمیر بن وہبؓ صحابی اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا کہ کے زمانہ قیام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ایذا میں پہنچائی تھیں قبیلوں میں اس کا بیٹا وہب بن عمیرؓ بھی تھا۔

ایک دن عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہؓ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ صفوان نے مقتولین بدر کا تذکرہ کر کے کہا کہ اب زندگی کا مزہ نہیں رہا۔ عمیر نے کہا ہاں خدا کی قسم میرا ران قریش کے قتل ہو جانے کے بعد حقیقت میں زندگی کا مزہ ہی ہوتا رہا۔ اگر میرے ذمہ قرض اور بچوں کا فکر نہ ہوتا تو ابی جاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرتا۔ صفوان بہت خوش ہوا۔ اور کہا حیران قرض اور اہل و عیال کی خبر گیری سب میرے ذمہ ہے اور اسی وقت صفوان نے تلوار صقیل کو لائی اور زہر میں بکھا کر عمیر کو دی عمیر مدینہ پہنچا اور مسجد نبوی کے دروازہ پر اڑٹ ٹھہرایا۔

حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ عمیر کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ کسی ناپاک ارادہ سے آیا ہے۔ اسی وقت حضرت عمرؓ نے اس کی تلوار کا پتلا پکڑ لیا اور کہتے ہوئے آپ کے سامنے لاکھڑا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اسے چھوڑ دے اور عمیر سے پوچھا کہ کیوں آئے ہو۔ عمیر نے کہا اپنے قیدی کو چھڑانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا سچ کہو کیا اس لئے آئے ہو، سچ بتا دو کہ تم نے اور صفوان نے حطیم میں بیٹھ کر کیا مشورہ کیا تھا عمیر نے گہرا کہہ میں نے کیا مشورہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تو نے میرے قتل کا ذمہ لیا تھا، اس شرط پر کہ صفوان تیرے اہل و عیال کی خبر گیری کرے اور تیرا قرض ادا کرے۔ عمیر نے کہا:

اشھد انک رسول اللہ۔ ان هذا الحدیث کان بینہ و بین صفوان
میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول
میں اس واقعہ کا سوائے میرے اور صفوان کے

فی المجر لم یطلع علیہ احد کسی کو علم نہ تھا۔ پس اللہ ہی نے آپ کو اس کی
غیری وغیرہ فاخبرک به فانت خبر دی پس ایمان لایا میں اللہ اس کے
بالہ و رسولہ رسول پر۔

یہ روایت مجمع طرانی میں انس بن مالک سے سند صحیح کے ساتھ مروی ہے اور دلائل بہت سی
اور دلائل ابی نعیم میں مسند مذکور ہے یہ
ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ غیر نے یہ کہا:

واللہ انی لا علم ما آتاک بہ الا قسم ہے اللہ کی میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا
اللہ فالحمد لله الذی ہدانی کسی نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں کی میں شکر
لا سلام و ساقنی هذا المساق ثم تشہد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو اسلام کی ہدایت
دی اور مجھ کو یہاں کھینچ کر لایا اور اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اپنے بھائی کو دین کی باتیں سمجھاؤ اور
قرآن چڑھاؤ اور اس کے قیدی چھوڑ دو اسی وقت قیدی عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کر دیا گیا۔
عمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اللہ کے نور کے مجھلنے کی بہت کوشش کی اور جن
لوگوں نے اللہ عزوجل کے دین کو قبول کیا، ان کو طرح طرح سے ستایا۔ اب مجھ کو اجازت دیجئے کہ مکہ
بائے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوگوں کو بلاؤں اور اسلام کی دعوت دوں شاید اللہ تعالیٰ ان کو
ہدایت نصیب فرمائے اور اللہ کے دشمنوں کو ستاؤں جیسا کہ اس سے قبل اللہ کے دوستوں کو
ستایا آپ نے اجازت دی۔

عمیر مدینہ سے روانہ ہوئے اور صفوان بن امیر لوگوں سے یہ کہنا پھرتا تھا۔ اے لوگوں چند روز
میں میں تم کو ایسی بشارت سناؤں گا جو تم کو بد بکا صد مہلک دے گی اور ہر بار دو صد سے عمیر کی خبریں
ریافت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ عمیر کی اسلام لانے کی خبر پہنچی صفوان یہ خبر سننے ہی آگ بگولہ ہو گیا۔

اور قسم کھائی کہ خدا کی قسم میرے بات بھی نہ کروں گا اور نہ اسے کبھی کوئی نفع پہنچاؤں گا۔ عیسیٰؑ مکہ پہنچے اور دعوتِ اسلام میں مصروف ہو گئے بہت سے لوگ آپؐ کیوجہ سے مسلمان ہو گئے اور جو لوگ اسلام کے دشمن تھے اُن کو خوب ستایا۔

صلاة العید

بدر سے مراجعت کے بعد سوال کی یکم کو آپؐ نے عید کی نماز ادا فرمائی۔ یہ پہلی عیدِ فطر تھی۔ رزرقانی جلد اول۔ ص: ۴۵۴

فضائلِ بدر میں

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعزہ رضی اللہ عنہ کے قصہ میں رفیقِ انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں آئے گا) حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

لعل الله اطلع الى اهل بدر
فقال اعملوا ما شئتم فقد
وجبت لكم الجنة •

تحقیق اللہ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی
اور یہ کہہ دیا جو چاہے کرو جنت تمھارے
لئے واجب ہو چکی ہے۔

(بخاری شریف باب فضائلِ بدر)

معاذ اللہ۔ اعملوا ما شئتم جو چاہے کرو ہے اہل بدر کو گناہوں کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ ان کے صدق اور اخلاص کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بارگاہِ خلافت کی

۱۳۲۔ سند احمد و سنن ابی داؤد و مصنف ابن ابی شیبہ میں بجائے لعل اللہ الخ کے ان اللہ اطلع علی اہل بدر الخ لفظ ان کے ساتھ روایت آئی ہے۔ اسے ترجمہ میں لفظ تحقیق کا استعمال کیا گیا۔ (فتح الباری ج ۱)

میں اہل بدر کی مختصانہ جاننا زمی اور مجاہدانہ اور البانہ سرفروشی مسلم ہو چکی ہے۔ مرتے دم تک ان لوگوں کا قدم جادۂ محبت و وفا سے کبھی ڈلگانے والا نہیں ان کے قلوب اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اطاعت سے بھر پور ہیں۔ معصیت اور نافرمانی کی ان کے دلوں میں کبھی گنجائش نہیں اگر مقتضائے بشریت کسی وقت کوئی معصیت صادر ہو جائے گی تو فوراً توبہ اور استغفار کی طرف رجوع کریں گے۔ بہر حال اہل بدر جو کچھ بھی کریں جنت ان کے لئے واجب ہے اطاعت کریں گے تب جنت واجب ہے اور اگر بالفرض بمقتضائے بشریت معصیت کریں گے تو فوراً توبہ اور استغفار اور تضرع اور اہتال کریں گے جس سے ان کے لئے جنت اور مغفرت واجب ہو جائے گی بلکہ عجیب نہیں کہ اور درجے بلند ہو جائیں جیسا کہ آدم علیہ السلام کے توبہ سے اور درجے بلند ہوئے تفصیل کے لئے مدارج السالکین کی مراجعت کریں۔

بارگاہِ خداوندی سے اِعْمَلُوا مَا يَشَاءُكُمْ کا خطاب انھیں حضرات کو ہو سکتا ہے جن کے قلوب حق جل و علا کی محبت و عظمت، خور و خشیت، غیبت اور ہیبت سے بھر پور ہوں اور ایسے ہی جنت کی بشارت ان لوگوں کو دی جاتی ہے جن کو ہر وقت اپنے نفس سے نفاق کا اندیشہ رہتا ہو۔ رہنما توضیح ما قالہ الحافظ ابن قیم فی شرح ہذا الحدیث فی کتاب الفوائد ص ۱۷

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
لن یبدخل الناس احد شہد جو شخص بدر میں حاضر ہوا وہ ہرگز جہنم میں بد نہ رہا۔
نہ جائے گا۔

یہ حدیث سنداً محمدی ہے سند اس کی شرط مسلم پر ہے۔ فتح الباری باب فضل من شہد بدر۔

رفاعتہ رافع فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ آپ اہل بدر کو کیا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سب سے افضل اللہ بہتر۔ جبریل نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے سب فرشتوں سے افضل اور بہتر

ہیں۔ (صحیح بخاری باب شہود الملائکۃ بدرا)

تعداد بدرتین

حضرت بدرتین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کی تعداد میں روایتیں مختلف ہیں شہود توبہ کثرین سوتیرہ تھے۔

اشقباہ اور اختلاف کی وجہ سے محدثین کے اقوال مختلف ہیں حافظ ابن سید الناس نے عین الاثر میں سب کو جمع کر دیا اور تین سوتر تیسٹھ نام شمار کرائے تاکہ کسی قول کی بنا پر بھی کوئی نام رہنے نہ پائے۔ احتیاطاً سب کو ذکر کر دیا۔ یہ مطلب نہیں کہ بدرتین کی تعداد تین سوتر تیسٹھ ہے۔ مسند احمد اور مسند بزار اور معجم طبرانی میں ابن عباسؓ نے قول ہے کہ اہل بدرتین سوتیرہ تھے۔ ابویوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے لئے روانہ ہوئے تو کچھ دُور چل کر اصحاب کو شمار کرنے کا حکم دیا۔ جب شمار کئے گئے تو تین سو چودہ تھے آپؐ نے ارشاد فرمایا پھر شمار کر دو۔ دوبارہ شمار کر رہے تھے کہ دُور سے دُبلے اونٹ پر ایک شخص سوا آتا ہوا نظر آیا۔ اس کو شامل کر کے تین سو پندرہ ہوئے۔ (رواہ الطبرانی والبیہقی)۔

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو تین سو پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے (رواہ ابویوبی و اسناد حسن)

یہ تین روایتیں ہیں لیکن حقیقت میں سب متفق اور متحد ہیں اس لئے کہ اگر اس آخری شخص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شمار کیا جائے تو تین سو پندرہ نئے اور اگر اس آخری شخص اور آپ کی ذات بابرکات علیہ افضل الصلوات والحمیات کو اصحاب کے ساتھ شمار نہ کیا جائے تو پھر تعداد تین سوتیرہ ہے اس سفر میں کچھ صغیر اسلحہ یعنی کم عمر بچے بھی آپ کے ہمراہ تھے جیسے براء بن مازب عبد اللہ بن عمر۔ انس بن مالک۔ جابر بن عبد اللہ۔ مگر ان کو قتال کی اجازت نہ تھی۔

اگنان کم سن بچوں کو بھی بدرتین میں شمار کر لیا جائے تو پھر تعداد تین سوائیں الہو ہوتی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ اہل بدرتین سوائیں تھے۔

ابراہن مازبہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن میں ابراہن عمر چھوٹے بچے گئے، اس روز ہاجرین ساٹھ سے کچھ اور تھے اور انصار دوسو چالیس سے کچھ زائد تھے۔ (بخاری شریف)

ابراہن مازبہ فرماتے ہیں ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدرتین سو اس سے کچھ زیادہ تھے جتنے طاوت کے ساتھ تھے جنہوں نے نہر کو پار کیا۔ اور خدا کی قسم نہر سے وہی لوگ پار ہوئے جو بڑے بچے مومن اور غلص تھے۔ (بخاری شریف)

یہ تمام تفصیل فتح الباری باب عدۃ اصحاب بدر میں مذکور ہے۔
علامہ سہلی فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے شترجن بھی حاضر ہوئے تھے۔ آھ

آٹھ آدمی ایسے تھے کہ جو اس غزوہ میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے لیکن اہل بدر میں شمار کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ عطا فرمایا:

(۱)۔ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ علامت کی وجہ سے مدینہ چھوڑ گئے تھے۔

(۲)۔ طلحہ اور سعید بن زید۔ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے قافلہ کے تجسس کے لئے بھیجا تھا۔

(۳)۔ ابولہبہ انصار ثقی کو رو مار سے مدینہ پر اپنا قاتل مقام بنا کر واپس فرمایا۔

(۴)۔ عاصم بن عدی کو عوالی مدینہ پر مقرر فرمایا۔

(۵)۔ حارث بن حاطب بنی عمرو بن عوف کی طرف سے آپ کو کوئی پہنچی تھی اس لئے آپ نے

حارث بن حاطب کو بنی عمرو کی طرف واپس بھیجا۔

(۱۶) - حارث بن مسدّدؓ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوٹ آجانے کی وجہ سے مقامِ روم سے واپس فرمادیا تھا۔

(۱۷) - خواتین جبریز پٹلی میں چوٹ آجانے کی وجہ سے مقامِ صفراء سے واپس کر دیئے گئے تھے۔

یہ ابن سعد کا بیان ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر کا بھی حصہ لگایا جو اس وقت حبشہ میں تھے اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن مالکؓ یعنی سہلؓ کے والد نے راستہ میں انتقال فرمایا۔ اور صبیح ثمودی اجمہ بیماری کی وجہ سے واپس ہوئے۔

جریدۂ اسماء حضراتِ بدرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

ائمہ حدیث اور علماءِ سیر نے اپنی اپنی تصانیف اسماءِ بدرین کے ذکر کا خاص اہتمام فرمایا ہے مگر حرفِ تنبیہ کے لحاظ سے سب سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسماءِ بدرین کو قریب فرمایا اور اہل بدرین سے صرف چھالیس نام اپنی جامع صحیح میں ذکر فرمائے جو ان کی شرائطِ صحت و استناد کے مطابق تھے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے مشائخِ حدیث سے سنا ہے کہ صحیح بخاری میں اسماءِ بدرین کے ذکر کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور بارہا اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

جریدۂ اسماء حضراتِ بدرین مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

آمین یا رب العالمین

سید المہاجرین و امام البدریین و اشرف الخلائق اجمعین خاتم الانبیاء المرسلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ

عَلَى إِلِهِمْ وَأَصْحَابِهِمْ وَشَرَفٍ وَكُرَمٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝

(۱)۔ البرکۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲)۔ البر حنفی عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۱۷)۔ صبح مولیٰ ابی العاص امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳)۔ ابو عبد اللہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۸)۔ عبد اللہ بن محبش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴)۔ ابراہیم الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۵)۔ عکاشہ بن محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵)۔ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۰)۔ شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

(۶۷)۔ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بھائی۔

(۶)۔ انسہ حبشی مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۷)۔ عقبہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عليه وسلم رضي الله تعالى عنه - (۱۳۲) - يزيد بن رقيش رضي الله تعالى عنه

(۸)۔ ابوبکثتہ فارسى مولى رسول صلى الله عليه وسلم (۱۳۳)۔ ابوسنان بن محصن رضى الله تعالى عنه عني

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عکاشۃ بن محصرؓ کے بھائی۔

(۹)۔ ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؟ (۱۴۳)۔ سنان بن ابی سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰)۔ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی
یعنی ابوسنان بن محسن کے بیٹے اور عواث

کن زبن حصن کے بیٹے۔ کے بھتیجے۔

(۱۱۸) - عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲۵) - محرز بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۶۔ ربیعہ بن اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۱۲)۔ طفیل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۶)۔ ثقف بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور
اور ان کے دونوں بھائی۔ ۱۷

۱۱۳۔ حصین بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲۸)۔ مالک بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۸- مسطح عوف بن اثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵)۔ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔ یہ جناب۔ عتبہ بن غزوان کے نانا کردہ غلام ہیں
 جناب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سابقین اولین
 میں سے ہیں ان کے علاوہ میں نقطہ نام میں آخر تک ہے۔

- (۱۳۹)۔ مدیح بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۴۰)۔ سوید بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۴۱)۔ عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۴۲)۔ جناب مولیٰ عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۴۳)۔ زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۴۴)۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۴۵)۔ سعد کلبی مولیٰ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 (۱۴۶)۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۴۷)۔ سونیط بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۴۸)۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۴۹)۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اور ان کے بھائی
 (۱۵۰)۔ عیین بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۵۱)۔ مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۵۲)۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۵۳)۔ مسعود بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۵۴)۔ ذوالشمالین بن عبد عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۵۵)۔ جناب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۵۶)۔ بلال بن رباح مولیٰ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 (۱۵۷)۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۵۸)۔ مصعب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۵۹)۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۰)۔ البرسمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۱)۔ شمش بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۲)۔ ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۳)۔ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۴)۔ معتب بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۵)۔ زید بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی
 (۱۶۶)۔ نبیحہ مولیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 (۱۶۷)۔ عمرو بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے
 بھائی
 (۱۶۸)۔ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۹)۔ واقد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۷۰)۔ خول بن ابی خول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۷۱)۔ مالک بن ابی خول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۷۲)۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۷۳)۔ عامر بن کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۷۴)۔ عاتق بن کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- (۶۵) - خالد بن کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۶۶) - یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۶۷) - سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۶۸) - سعد بن خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۶۹) - البر عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۰) - عثمان بن مظعون حمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۱) - سائب بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۲) - عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۳) - قتادہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۴) - عبد اللہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۵) - معمر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۶) - خنیس بن خدا فہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۷) - ابوسبرۃ بن ابی رعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۸) - عبد اللہ بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷۹) - عبد اللہ بن ہبیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸۰) - عمر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸۱) - سہیل بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸۲) - صفوان بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸۳) - عمرو بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸۴) - وہب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸۵) - حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸۶) - عیاض بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸۷) - عبد اللہ بن ہبیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸۸) - عمر بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جریدہ اسماء حضرات بدریین انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

و عنہم اجمعین آمین یا رب العالمین

- (۱) - سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲) - عمرو بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی سعد

سعد - سہیل اور معاذ ان کے چاہا نام وہب ہے اور ان کا نام بیضا ہے پھر ان بیضا کے نام سے مشہور ہیں۔
۵۔ ابن ہشام فرماتے ہیں یہ تین ابن اکتھنے تھیں ذکر کرتے لیکن ادبیت سے ابی اہم نے ان تین کو بھی بدریین میں شمار کیا ہے۔ سیرۃ ابن ہشام ص ۳۹ تا ص ۴۲

بن معاذ کے بھائی۔

(۱۳)۔ حارث بن اوس بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی سعد بن معاذ کے بھتیجے۔

(۱۴)۔ حارث بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵)۔ سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۶)۔ سلمۃ بن سلامۃ بن قش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۷)۔ عباد بن بشر بن قش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸)۔ سلمۃ بن ثابت بن قش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹)۔ رافع بن میزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰)۔ حارث بن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱)۔ محمد بن سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۲)۔ سلمۃ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۳)۔ ابوالہشیم بن الیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۴)۔ عبید بن الیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۵)۔ عبداللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶)۔ قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۷)۔ عبید بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۸)۔ نصر بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۹)۔ معتب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۰)۔ عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۱)۔ مسعود بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۲)۔ ابو عبس بن حمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۳)۔ ابوبروہ ہانی بن یارضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۴)۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۵)۔ معتب بن قشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۶)۔ عمرو بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۷)۔ سہل بن ضعیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۸)۔ مبشر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۹)۔ رفاعہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۰)۔ سعد بن عبید بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۱)۔ عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۲)۔ رافع بن عجمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۳)۔ عبید بن ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۴)۔ ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۵)۔ ابولہبہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۶)۔ حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۷)۔ حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۸)۔ عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۹)۔ انیس بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۰)۔ معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

- (۱۵۹)۔ جبرین متیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۰)۔ مالک بن نکیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۱)۔ نعمان بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۲)۔ خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۳)۔ سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۴)۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۵)۔ خلاد بن سويد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۶)۔ بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۷)۔ سماک بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۸)۔ سیح بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۹)۔ عمار بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۰)۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۱)۔ یزید بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۲)۔ حبیب بن اسات رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۳)۔ عبداللہ بن زید بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۴)۔ حریث بن زید بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۵)۔ سفیان بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۶)۔ تمیم بن یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۷)۔ عبداللہ بن عیمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۸)۔ زید بن الحزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۹)۔ عبداللہ بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۰)۔ ثابت بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۱)۔ عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۲)۔ زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۳)۔ ربیع بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۴)۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۵)۔ عاصم بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۶)۔ البرصیاح بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۷)۔ البرصیاح بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۸)۔ ابنی البرصیاح کے بھائی۔
 (۱۸۹)۔ سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۰)۔ حارث بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۱)۔ یعنی خوات بن جبیر بن النعمان اور
 عبداللہ بن جبیر بن النعمان کے چچا
 (۱۹۲)۔ خوات بن جبیر بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۳)۔ منذر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۴)۔ ابو عقیل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۵)۔ سعد بن خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۶)۔ منذر بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۷)۔ مالک بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۸)۔ حارث بن عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۹)۔ تمیم مولى سعد بن خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

روانہ جاتی

روانہ جاتی

(۱۸۰) - عبداللہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸۱) - عبداللہ بن عبد اللہ بن ابی بنی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی اس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سولی کے بیٹے۔

(۱۸۲) - ادس بن غولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸۳) - زید بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸۴) - عقبہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸۵) - رفاعہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸۶) - عامر بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸۷) - مجید بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸۸) - عامر بن البکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸۹) - لوفی بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۰) - عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۱) - ادس بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۲) - نمان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۳) - ثابت بن ہزال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۴) - مالک بن دغثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۵) - ربیع بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۶) - مدثر بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۷) - عمرو بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربیع اور رقیہ

کے بھائی ہیں یا طیف علی اختلاف الاثرال

(۱۹۸) - مجذوب بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹۹) - عباد بن خشاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۰) - سخاٹ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۱) - عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۲) - عقبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰۳) - ابو جازہ ساک بن خشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۴) - منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۵) - ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰۶) - مالک بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰۷) - عبد ربیع بن حق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰۸) - کعب بن یحناز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰۹) - ضمرہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۰) - زیاد ۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۱) - لبیس ۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۲) - عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۳) - قرظ بن مہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۴) - جباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۵) - عمیر بن الہام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۶) - تیمم بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۷) - عبداللہ بن عمرو بن حلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۸) - معاذ بن عمرو بن الجہرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

درجہ بنی سہیل
درجہ بنی سہیل

۱۱۴- عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۳- عبدالعزیز بن مناف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۲) - جابر بن عبد اللہ بن رباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۳)۔ خلید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۴۱)۔ نعمان بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۴۵۔ ابوالمندثر یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۴۸۔ سلیم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۴۳۱ھ - قطبیتہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴۴۱۔ عترة مولى سليم بن عمرو بنى الله تعالى عنه

(۱۴۹). عیسٰی بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

(۱۵۰). ثعلبیه بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

١٥١- الواسع كعب من عمر ورضي الله تعالى عنه

(۱۵۲)۔ سہل بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵۳۔ عروین طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وہم ۱۵۱ معاویہ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۵۵- قیس بن محصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵۶) - عارض بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وہ جس نے اس کی تائید کی

۱۵۵۱- سعد بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۹۔ عقیدت من عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۰- ذکون من علق مني الشاة.

روزوں بھاتی ہیں

- (۱۶۱)۔ مسعود بن خلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۲)۔ عباد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۳)۔ اسعد بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۴)۔ فاکہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۶۵)۔ معاویہ بن ماعص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۶)۔ عامر بن ماعص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۷)۔ مسعود بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۸)۔ رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶۹)۔ خلا بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۷۰)۔ عبید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۱)۔ زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۲)۔ فردۃ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۷۳)۔ خالد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۴)۔ جبلة بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۵)۔ عطیہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۶)۔ خلیفہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۷۷)۔ غمارۃ خرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۷۸)۔ سراقۃ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۷۹)۔ حارثہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۰)۔ سلیم بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۱)۔ سہیل بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۲)۔ عدی بن زغبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۳)۔ مسعود بن ادس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۴)۔ ابو نزمیہ بن ادس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۵)۔ رافع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۸۶)۔ عوف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۸۷)۔ معوذہ ~ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۸۸)۔ معاویہ ~ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۸۹)۔ نعمان بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۹۰)۔ عامر بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۱)۔ عبد اللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۹۲)۔ عصبہ اشجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۳)۔ ودیعہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۴)۔ ابو الحارث مولیٰ حارث بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۹۵)۔ ثعلبہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۶)۔ سہیل بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۷)۔ حارث بن صمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۸)۔ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۹۹)۔ انس بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۲۰۰)۔ ادس بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۰۱)۔ ابو شیخ ابی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۲۰۲)۔ ابو طلحہ زید بن حراک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

در این کتاب
 در این کتاب
 در این کتاب

در این کتاب
 در این کتاب
 در این کتاب

در این کتاب
 در این کتاب
 در این کتاب

- (۲۱۸) - حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۱۹) - عمرو بن شعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۰) - سلیط بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۱) - ابوسلیط بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۲) - ثابت بن خضار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۳) - عامر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۴) - محرز بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۵) - سواد بن غزیه رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۶) - ابو زید قیس بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۷) - ابوالاعور بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۸) - سلیم بن طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۲۹) - حرام بن طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۰) - قیس بن ابی صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۱) - عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۲) - عتبہ بن مرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۳) - عصمتہ بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۴) - جابر بن ابی بحیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۵) - عکب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۶) - کعب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۷) - جابر بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۸) - سلیم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۳۹) - یحییٰ بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۰) - عمار بن ابی حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۱) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۲) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۳) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۴) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۵) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۶) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۷) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۸) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۴۹) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۲۵۰) - ابولہب بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴

اسماءِ ملائکہ بدرین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

جنگ بدر میں فرشتوں کا آسمان سے مسلمانوں کی امداد کے لئے نازل ہونا اور پھر ان کا جہاد و قتال میں شریک ہونا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے پہلے معلوم ہو چکا ہے لیکن روایات حدیث سے صرف تین فرشتوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں جو بدینہ ناظرین ہے۔

(۱)۔ افضل الملائکہ المکرین امین اللہ تعالیٰ بینہ و بین الانبیاء والمرسلین سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام (حاشیہ صفحہ ۱)

رداء البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۲) - سیدنا میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۳) - سیدنا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخرجه احمد والبخاری ابوالفضل والحاکم وصححه البیہقی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وخصائص کبری ج ۲

چونکہ روایات میں اول جبرئیل کا اور پھر میکائیل کا اور پھر اسرافیل علیہم السلام کا آسمان سے نازل ہونا مذکور ہے اس لئے ذکر میں نزول کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا۔

اسماء شہداء بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہ

قَالَ اللَّهُ بَعْدَ وَجْدٍ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا
بَلْ أَحْيَاہُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرَوِّجُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ
فَضْلٍ رَضِينَ بَشَرًا لِمُتِّبَهُمُ الْمَوْتُ لَمْ يُخَفِّرُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ
أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ۱۰

مکن گریہ برگر مقتول دوست برو خرمی کن کہ مقبول دوست

(۱) - عبیدہ بن الحارث بن مطلب مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معرکہ بدر میں پیرٹ گیا تھا مقام صفراء میں پہنچ کر وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں دفن فرمایا

علیہ السلام نے وہیں دفن فرمایا

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے

۱۰۔ ربیعہ حاشیہ کچھ صلوات کا، ظاہر قرآن اور حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل امین تمام ملائکہ سے افضل ہیں

۱۱۔ احمد ابی ہریری بسند ضعیف عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۔ ان خبرکم بانفس الملائکہ جبرئیل - ۱۳۔ روح المعانی ج ۳

۱۴۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹

ساتھ مقام صفراء میں نزل فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہاں مشک کی خوشبو پاتے ہیں، آپ نے فرمایا تعجب کیا ہے، یہاں ابو معاذ دیہ کی قبر ہے دابو معاذ یہ حضرت عبیدہ بن الحارث کی کنیت ہے، استیعاب الحافظ ابن عبد البر ۲۲۵ ترجمہ عبیدہ بن الحارث بر حاشیہ اصحابہ

(۲)۔ عمیر بن ابی وقاص مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سعد بن وقاص کے چھوٹے بھائی ہیں۔ سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جب بدر کے لئے لوگ جمع ہوئے تو میں نے بھائی عمیر کو دیکھا کہ ادھر ادھر پھپھتا پھرتا ہے میں نے کہا اے بھائی تجھ کو کیا ہوا۔ کہا مجھ کو اندیشہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو دیکھ پائیں اور پھپھٹا سمجھ کر واپس فرما دیں اور میں جانا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو شہادت نصیب فرمائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو عمیر بھی پیش کئے گئے آپ نے صغیر اسن ہونے کی وجہ سے واپسی کا حکم دیا۔ عمیر یہ سن کر رو پڑے، آپ نے ان کا یہ ذوق و شوق دیکھ کر اجازت دیدی بالآخر جنگ میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا عمیر کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی۔

(۳)۔ ذوالشمالین بن عبد عمرو مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام زہری اور ابن سعد نے اور ابن معانی فرماتے ہیں کہ ذوالبیدین اور ذوالشمالین ایک ہی شخص کے دو نام ہیں اور حبشہ و مدائن کے نزدیک دو شخص ہیں ذوالشمالین تو جنگ بدر میں شہید ہوئے اور ذوالبیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ رہے۔ ۱۲

(۴)۔ عاتق بن البکیر مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سابقہ زمین میں سے ہیں داما قسم میں مشرف باسلام ہوئے پہلا نام ان کا غافل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمے غافل کے، اقل نام رکھا، اصحابہ ترجمہ غافل بن بکیر۔ مشرف باسلام ہونے سے قبل آخرت سے غافل اور بے خبر تھے۔ اسلام لانے سے غافل اور ہوشیار بنے اس لئے ان کا یہ نام تجویز فرمایا۔ واللہ اعلم۔ غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔ عمر اس وقت چونتیس سال کی تھی یہ

(۱۵)۔ جمیع بن صالح مولیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

سید بن مسیب سے منقول ہے کہ قتال کے وقت حضرت جمیع کی زبان پر یہ الفاظ تھے انا جھججہ والی رقی ارجعہن جمیع ہوں اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والا ہوں درواہ ابن ابی شیبہ یہ

(۱۶)۔ صفوان بن بیضاء مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بدری ہوتا قرآن کا مسلم ہے لیکن غزوہ بدر میں ان کا شہید ہونا مختلف فیہ ہے، ابن اسحق اور موسیٰ بن عقبہ اور ابن سعد کہتے ہیں غزوہ بدر میں طعیمہ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ابن جان کہتے ہیں۔ ۳۳ھ میں اور ماکم کہتے ہیں ۳۳ھ میں وفات پائی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۲۔ اصحابہ ترجمہ صفوان بن بیضاء۔

(۱۷)۔ سعد بن خثیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صحابی اور صحابی کے بیٹے شہید اور شہید کے بیٹے۔ سعد غزوہ بدر میں شہید ہوئے اور باپ یعنی خثیمہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

حضرت سعد بیعت عقبہ میں بھی شریک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی علو کا ان کو لقب بنایا تھا۔ (اصحابہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عیرابی سفیان کے لئے خروج کا حکم دیا تو غیثمہ نے سعد سے کہا اے بیٹا ہم میں سے ایک کا بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لئے گھر رہنا ضروری ہے تم ایشاکر کو اور کچھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جانے کی ہدایت دو اور تم یہاں ٹھہرو۔ اس پر سعد نے صاف انکار کر دیا اور یہ عرض کیا۔

لو کان غیر الجنتۃ اشتکت بہ ا فی جنت کے سوا اگر اور کوئی معاملہ ہوتا تو ضرور ارجو الشہادۃ فی وجہی ہذا ایشاکر کو اور آپ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی قوی امید رکھتا ہوں۔

بعد ازاں باپ اور بیٹے کے مابین قرعہ اندازی ہوئی۔ قرعہ سعد کے نام پر نکلا۔ بیٹے باپ سے زیادہ خوش نصیب نکلے اور شادان و فرحان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ معرکہ بدر میں عمر بن عبد وہاب عیمہ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

(۸)۔ بشر بن عبد المذنب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹)۔ یزید بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰)۔ عیمر بن الحمام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! ٹھوکت کی طرف جب کا عرض آسان اور زمین کی برابر ہے، آپ نے فرمایا۔ ہاں عیمہ نے کہا بخی بخی (واہ واہ) آپ نے ارشاد فرمایا اے عیمہ کس چیز نے تجھ کو بخی بخی کہنے پر آمادہ کیا عیمہ نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم کچھ بھی نہیں مگر صرت یہ اُمید کہ شاید میں بھی جنت والوں میں سے ہر جاؤں۔ آپ نے فرمایا فَاَلَا نَکُ من اھلہا پس تحقیق بلاشبہ تو اہل

جنت سے ہے، بعد ازاں کھجوریں نکال کر کھانا شروع کیں مگر فوراً ہی پھینک
 دیں اور یہ کہا کہ اگر ان کے کھانے میں مشغول ہو گیا تو پھر زندگی بڑی طویل ہے
 کھجوریں پھینک کر قتال میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ عمرؓ نے تلوار ہاتھ میں لی اور یہ کہاتے ان کی زبان پر تھے
 رَضَا اِلَى اللّٰهِ بِغَيْرِ نَادٍ اِلَّا التَّقَى وَعَمَلُ الْمَعَادِ
 اللہ کی طرف بغیر توشہ ہی کے دوڑو مگر تقویٰ اور عملِ آخرت
 والصبر فی اللہ علی الجہاد

اور جہاد فی سبیل اللہ پر صبر کا توشہ ضرور ہمراہ لے لو
 وَكُلٌّ زَادَ عَزْرَ ضِدِّ النِّفَادِ غَيْرِ التَّقَى وَالْبِرِّ وَالرِّشَادِ
 اور ہر توشہ معرضِ فساد میں ہے مگر تقویٰ اور بھلائی اور رشد
 کا توشہ کہیں نہ خراب ہو سکتا ہے اور نہ فنا۔

(استیعاب للحافظ ابن عبد البر ج ۲ ص ۲۸۲ حاشیہ اصحابہ - واصحابہ ص ۲۱ ترجمہ عمیر بن
 حاتم زرقانی ص ۱۳۱ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۶۶)
 (۱۱۱) - رافع بن معلى انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (۱۱۲) - حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حارثہ بن سراقہ بن حارث رضی اللہ عنہما صحابی اور صحابی کے بیٹے۔ شہید اور شہید
 کے بیٹے۔ بیٹے یعنی حضرت حارثہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے اور حضرت سراقہ غزوہ
 حنین میں۔ فتح الباری۔ باب فضل من شہد بدرا۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ
 حارثہ بدر میں شہید ہوئے اور وہ فوجِ انصاری تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بدر سے واپس تشریف لائے تو حارثہ کی والدہ - زینب بنت نضرؓ کی خدمت میں
 حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو خبر معلوم ہے کہ مجھ کو حارثہ سے

کس قدر محبت تھی۔ آپ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں اور اگر دوسری صورت ہے تو پھر آپ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کروں گی یعنی خوب گریہ و زاری کروں گی، آپ نے فرمایا کیا دیوانی ہو گئی۔ ایک جنت نہیں اُس کے لئے بہت سی جنتیں ہیں اور تحقیق وہ بلاشبہ جنت الفردوس میں ہے صبح بخاری غزوہ بدر۔

۱۳۰۔ عوف بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ۱۳۱۔ معوذ بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 یہ دونوں بھائی ہیں والدہ کا نام عفرہ ہے عوف بن حارث کی شہادت کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اصحاب بدر میں شہید ہوئے حق جل و علانی نے ان پر تجلی فرمائی اور اپنے دیدارِ پُر انوار سے اُن کی آنکھوں کو منور فرمایا اور کہا اے میرے بندوں کیا چاہتے ہو۔

اصحاب نے عرض کیا اے پروردگار جن نعمت سے جنت سے قریب ہم کو سرفراز فرمایا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے جن تعالیٰ شانہ نے فرمایا تاو کیا چاہتے ہو۔ چوتھی مرتبہ اصحاب نے یہ عرض کیا اے پروردگار یہ چاہتے ہیں کہ ہماری رو میں پھر بارے جسموں میں ٹراوی جائیں تاکہ پھر تیری راہ میں قتل ہوں جیسے اب قتل ہوئے (رواہ الطبرانی در بحوالہ نقات) و ہذا موقوف لفظ امر فرع حکما لانه لا مدخل للراي فيه والاشاعلم ۱۲۔ ۱۵

اسما سیران بدر

روایات صحیحہ سے پہلے معلوم ہو چکا کہ جنگ بدر میں شتر کافر مقتول ہوئے اور شتر

اسیرانِ بشارم نے روایت محمد بن اسحاق - اور عاصم بن سید الناس نے عید الاثر میں مقتولین اصفیہ کے نام ذکر کیے ہیں۔ اس وقت اسیرانِ بدر میں سے مشہورین کے نام ذکر کرتے ہیں اور حرا میں سے مشرف باسلام ہوا اس کے نام کے ساتھ اس کی بھی تصریح پیش کی جاتی ہے

۱۱۔ عباس بن عبدالمطلب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم ہیں جو عمر میں آپ سے صرف دو سال بڑے تھے فتح مکہ سے کچھ قبل علانیہ طور پر اسلام کا اظہار فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲۔ عقیل بن ابی طالب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عقیل حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے اور اسی طرح حضرت جعفر حضرت علی سے دس سال بڑے تھے اور ابو طالب کے سب سے بڑے بیٹے طالب (جن کے نام پر یہ کنیت ہے) وہ حضرت عقیل سے دس سال بڑے تھے اسلام کی دولت سے محروم رہے۔ باقی تینوں بھائی - عقیل - جعفر علی مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

۱۳۔ نوفل بن حارث

ان کے اسلام لانے کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس سال غزوہ خندق ہوا اس سال مشرف باسلام ہوئے یعنی شہر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۔ سائب بن جبہ

۱۵۔ نعمان بن عمرو

۱۶۔ عمرو بن سفیان بن ابی حرب

۱۷۔ حارث بن ابی وحرہ

٤٥ روض الالف - ج : ٢٠ ، ص : ١٠٦ - ٤٤
غيرن الاثر مشرق ٤٥ - اصابه ٢١/ج - اصابه ١٣/ج باب الكنى

(۱۲۲) - امیتہ بن ابی حذلیہ

(۱۲۳) - ولید بن ولید بن مغیرہ

(۱۲۴) - صفی بن ابی رفاعہ

(۱۲۵) - البراء المنذر بن ابی رفاعہ

(۱۲۶) - البرعاء عبداللہ بن ابی السائب -

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مکہ مجاہد وغیرہ نے آپ سے علم قرأت حاصل کیا۔ ۱۷

(۱۲۷) - مطلب بن خثیب

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۸

(۱۲۸) - خالد بن اعلم -

(۱۲۹) - البرودامہ سہمی -

فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۰) - سرودہ بن قیس

(۱۳۱) - حنظلہ بن نبیصہ

(۱۳۲) - حجاج بن حارث

علامہ سیلی فرماتے ہیں حجاج بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد بن جہشہ میں سے ہیں غزوہ احد کے بعد حبشہ سے مدینہ واپس آئے لہذا اسیران بدر میں انکا ذکر کرنا

مصنف کا دہم ہے۔ (روضہ لائف ص ۱۰۶)

(۱۳۳) - عبداللہ بن ابی بن خلف -

۱۷ روضہ لائف - ج ۲ : ص ۱۰۶ - دھیرن الاثر ص ۲۰۶

۱۸ ایضاً

۱۹ ایضاً

فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

(۳۴)۔ ابو عذرہ عمرو بن عبداللہ۔

(۳۵)۔ فاکہ مولیٰ امتیہ بن خلف۔

(۳۶)۔ وہب بن عمیر۔

وہب اور اس کے باپ عمیر کے اسلام لانے کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۳۷)۔ ربیعہ بن دراج۔

(۳۸)۔ سہیل بن عمرو۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے اور شام میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور حدیبیہ میں قریش کی طرف صلح کے لئے آئے۔ ۱۲

(۳۹)۔ عبد بن زمعہ۔

آخر المؤمنین سو وہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی بعد میں مشرف

باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۰)۔ عبدالرحمن بن مشنوم۔

(۴۱)۔ طہیل بن ابی قنیع۔

(۴۲)۔ عقبہ بن عمرو۔

(۴۳)۔ قیس بن سائب مغزومی۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں آپ کے

شریک تجارت تھے جیسا کہ پہلے گزرا۔

۱۴۴۱ھ۔ نسطاس مولیٰ امتیہ بن خلعت۔

غزوہٴ احد کے بعد مشورۃً باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ددخ الافنہ منجد ۲

اسلام کے مقابلہ میں قوم اور وطن کی حمایت

غزوہٴ خیبر کا بدلت اسلام اور کفر کا معرکہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن کو یوم الفرقان فرمایا ہے کہ حق اور باطل میں فرق ہونے کا دن ہے۔

مکہ میں کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو اسلام کو قبول کر چکے تھے مگر جب حضورؐ پر ہونے والی مکہ سے ہجرت فرمائی تو یہ لوگ اپنی قوم اور قبیلہ کے لحاظ سے مکہ ہی میں رہے، جب جنگ بدر واقع آیا تو ان میں سے کچھ لوگ بدر میں قوم کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آئے اور جنگ بدر میں مارے گئے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا هُمُ الْمُشْرِكُونَ
ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فَمَنْ لَنَا
قَالُوا إِنَّهُمْ مُسْتَضْعِفِينَ فِي الْأَرْضِ
قَالُوا آ لَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً
فَتَجَاهِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ
جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ ١١٤
الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَظِغُونَ خِيَلَهُ
وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلَهُ فَأُولَٰئِكَ
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَ عَنْهُمْ وَاللَّهُ

تحقیق جن لوگوں کی فرشتوں نے امداد قبض
کیں وہ سنا لیکر وہ لوگ اپنی جانوں پر بڑے
ظلم کرنے والے تھے فرشتوں نے ان سے یہ
کہا کہ تم کس حال میں تھے ان لوگوں نے کہا
کہ ہم بچا رہے اور لاچار تھے زمین میں۔ اس لئے
ہجرت نہ کر کے فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی
زمین کشادہ نہ تھی کہ قوم اور وطن کو چھوڑ کر
وہاں ہجرت کر جاتے پس ایسے لوگوں کا ٹھکانہ
جہنم ہے اور بہت بڑا ٹھکانہ ہے مگر جو مرد
اور عورتیں اور لڑکے درحقیقت بے چارہ

عَفْوًا غَفُورًا
اور بے بس می اور ہجرت کے لئے کوئی پارہ
دسورہ فساد، آیت ۱۹۸۱
نہیں پاتے پس ایسے لوگوں کے متعلق اُمید
کہ اللہ تعالیٰ ان کے قصور کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا
اور بخشنے والا ہے۔

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
ان ناسا من المسلمین کالواضع
غزوہ بدر میں کچھ مسلمان مشرکین کی تعداد اور عت
المشرکین علی رسول اللہ صلی اللہ
برحمانے کے لئے کفار مکہ کے ساتھ نکلے تو
علیہ وسلم یا آتی السہم فیہی
میدان میں کوئی تیرا کس مسلمان کے لگتا اور اس
بہ فیصیب احدہم فیقتلہ
سے وہ مارا جاتا اور کبھی تلوار کی ضرب سے وہ مارا
او یضرب فیقتل فانزل اللہ
ہاتھیں جو مسلمان بدر میں کافروں کے ساتھ آئے
ان الذین توفاهم الملائکۃ
تھے اور اسے گئے ان کے بارہ میں یہ آیت
نازل ہوئی۔ ان الذین توفاهم
ظالمین انفسہم الایۃ
بخاری شریف ص ۱۷۱ کتاب التفسیر سورۃ النساء
الایۃ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو امام بخاری کتاب الفتن ص ۱۰۴۹ میں دوبارہ
لائے ہیں اور اس پر یہ ترجمہ رکھا کہ اباب من کرہ یکثیر سواد الفتن او الظلم یعنی اہل فتنہ اور اہل کفر اور
صیت کی تعداد برحمانے کی کراہت کا بیان حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ اپنے ترجمہ
قرآن میں۔ ان الذین توفاهم الملائکۃ ظالمین انفسہم الخ کے حاشیہ میں تحریر
فرماتے ہیں یعنی ہجرت از دار الحرب بدار الاسلام و یکثیر سواد کفار واللہ اعلم معلوم ہوا کہ مسلمانوں
کے مقابلہ کے لئے کافروں کی فوج میں جانا تاکہ فقط کافروں کی تعداد زیادہ معلوم ہو یہ بھی ناجائز

۱۵ غزوہ بدر کا لفظ متن بخاری میں نہیں لیکن دوسری روایت میں مذکور ہے جس کا مفاد مستطانی نے
فتح البدری ص ۱۱۱ کتاب التفسیر میں اور پھر فتح الباری کتاب الفتن ص ۱۰۴۹ میں ذکر کیا ہے اور علامہ مستطانی نے
ارشاد اساری ص ۱۱۱ و ۱۱۲ ذکر کیا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

ہے اگرچہ مسلمانوں سے نہ لڑنے کا ارادہ ہے اور نہ لڑے۔ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے کافروں کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے حضرات اہل علم فتح الباری و عمدۃ القاری اور قسطلانی کی مراجعت کریں اور مزین فیضیہ اگر درکار ہو تو تفسیر ابن کثیر اور تفسیر قرطبی اور تفسیر و تفسیر کی مراجعت کریں۔ اور حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فهو منہم یعنی جو شخص کسی قوم کی جماعت اور تعداد کو بڑھائے وہ اسی قوم سے ہے۔

غزوۂ بدر پر دوبارہ نظر

غزوۂ بدر کا بیان ختم ہوا اور اس بارے میں آیات اور صحیح اور صریح روایات ناظرین کے سامنے آگئیں جن سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بدر سے مقصد قریش کے اس کاروان تجارت پر طیار کرنا تھا کہ جو ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے واپس آ رہا تھا قریش مکہ کے کسی حملہ کا دفاع مقصود نہ تھا علامہ شبلی کی سیرۃ النبی میں رائے یہ ہے کہ غزوۂ بدر کا مقصد کاروان تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ آپ کو مدینہ ہی میں یہ خبر لگی تھی کہ قریش ایک غلیظ بعیت لے کر مدینہ پہنچ کر مکہ کے لئے نکلتے ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدافعت کے قصد سے نکلے اور بدر کا معرکہ پیش آیا۔ غزوۂ بدر سے آپ کا مقصود کاروان تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ قریش کے حملہ کا دفاع مقصود تھا۔ علامہ شبلی کا خیال ختم ہوا۔

علامہ شبلی کا یہ خیال تمام محدثین اور مفسرین کی تصریحات بلکہ تمام صحیح اور صریح روایات کے خلاف ہے۔

(۱)۔ روی ابن ابی حاتم عن ابی ایوب قال قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن بالمدينة اني اخبرت عن عيازي سفيان فهل لهما

ابن ابی حاتم نے ابوالایوب انصاری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے مدینہ میں یہ فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر دی گئی ہے کہ ابوسفیان کا تمہارا نانا آ رہا ہے کیا تم کو یہ مرغوب ہے کہ تم اس

تخرجوا ایہا لعل اللہ یغنیہا ہا قلنا نعم فخرجنہا فلما سئلوا یومئذین قال قد اخبروا خبرنا فاستعدوا للقتال فقالوا لا والله ما لنا حاجة بقتال القوم ولکننا اسرنا العید فاعادہ فقال لہ المقعد ادلائقول لک کما قالت بنو اسرائیل۔
 انحدیث۔ فتح الباری ج ۲/۲۲۲ و زرقانی ۲۳۳
 آ رہے ہیں تم بھی ان سے جہاد و قتال کے لئے تیار ہو جاؤ۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم رطلہر اسباب میں اہم میں یہ طاق نہیں کہ ہم مٹھی بھر جماعت قریش کے اُس مسلح لشکر جبار کا مقابلہ کر سکیں، جزا اس میت ہم تو ابوسفیان کے کاروانِ تجارت پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے یعنی ہم اس کا دم و گمان بھی نہ تھا کہ قریش سے اس طرح مقابلہ کرنا پڑے گا کہ کچھ تیار ہو کر نکلے آپ نے اسی کام کا اعادہ فرمایا مقتدا و رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نبی اسرائیل کی طرح آپ سے نہیں کہیں گے اِذْ هَبْ اَنْتَ وَفَتٰتُكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هَاهُنَا قَاعِدٌ وَنْ کَرَاپ کا پردہ و گار جاکر لڑا ہم تو ہمیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے اور پیچھے ہر طرف سے اور ہر طرح سے ڈریں گے۔
 (ترجمہ فتح ہوا) فتح الباری ج ۲/۲۲۲ غزوہ بدر

(۲)۔ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

لما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے جب یہ سنا کہ ابو

لہ بنی تمیمین کا جملہ اہل ذریعہ و انہایتہ ج ۲/۲۶۲ اور تفسیر ابن کثیر ج ۲/۲۸۵ صفحہ ۲۸۵ انفال کی روایت میں مذکور ہے اس لئے یہ جملہ دہاں سے لیا گیا ہے عطا اللہ عنہ

بای سفيان مقبلا من الشام مندب
المسلمين اليهم وقال هذركا غير
قرش فيها اموالهم فاخرجوا اليها
لعل الله ان ينفلكموها فانتدب
الناس فخنق بعضهم وخنق بعضهم
وذلك انهم لم يظنوا ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم يلقى حربا
وكان ابو سفيان قد استنصر حيين
وكان من الحجاز تبجس الاخبار
الحديث البداية والنهاية ٥٥٢ وتفسير
ابن كثير ٥٥٢ سورة الفال وزر قاني ١١٢

سفيان - تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس
آ رہا ہے تو آپ نے مسلمانوں کو اسکی طرف خروج
کی دعوت دی کہ یہ فرمایا کہ یہ قریش کی قافلہ آ رہا
ہے جس میں ان کے بے شمار اموال ہیں پس تم
اس پر حملہ کرنے کے لئے نکلو شاید اللہ تعالیٰ
وہ تمام اموال تم کو غنیمت میں عطا فرمائے پس
کچھ لوگ آپ کے ہمراہ نکلے اور کچھ نہیں نکلے جسکی
وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو اس کا دم و گمان بھی نہ تھا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں سے کوئی
جنگ پیش آ جائے گی۔ ابو سفيان کو اس کا کشکا
لگا ہوا تھا اس لئے وہ بدر جستجو میں تھایاں

تک کہ جب ابو سفيان کو یہ پتہ لگ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلہ پر حملہ
کئے فروغ فرمایا ہے تو فوراً منعم غفاری کو قاصد بنا کر مکرر روانہ کیا الی آخر اقصہ۔

اس لئے حافظ عسقلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں —

والسبب في ذلك ان النبي صلى الله عليه
وسلم مندب الناس الى تلقي ابي
سفيان لاخذ ما معه من اموال
قرش وكان من معه قليلا فلم يقن
اكثر الانصار انه يقع قتال فلم يلج
معه منهم الا اقليل ولم ياخذوا

غزوة بدر کا سبب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے لوگوں کو ابو سفيان کے تجارتی قافلہ
کی طرف خروج کی دعوت دی تاکہ اس کے ذخائر
اموال پر قبضہ کریں کیونکہ اس قافلہ میں اموال
بیت تھے اور آدمی کہتے تھے میں چاہیے تھے
اس لئے اکثر انصار کو یہ گمان بھی نہ ہوا کہ

فوجیت

لے کمانی شرح الواجب للزر قانی ١١٢

اہبۃ الکاستعداد کما ینبغی بخلًا
المشسکین فانہم خسر جوا مستعدین
ذابین عن اموالہم ۔ ۱۵
قتال کی آئے گی اس بٹے بہت تھوڑے آدمی آپ کے
ساتھ نکلے اور روانہ کی خاص تیاری نہیں کی بخلاف
مشرکین کے کہ وہ پوری تیاری کے ساتھ کرے
نکلے تاکہ اپنے اموال کی حفاظت اور رافعت کریں۔

ابوسفیان کو جب یہ خبر ملی کہ حضور پروردگار روانہ تجارت پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ
ہوئے ہیں تو اس نے فرزا ضمضم غفاری کو پیغام دے کر مکہ روانہ کیا۔

یا معشر قریش اللطیمة اللطیمة
اموالکم مع ابی سفیان قد عرض
لہا محمد فی اصحابہ کالاری ان تدرکوا
الغوث ۔ الغوث ۱۶
اے گروہ قریش! اللطیمة اللطیمة
اوتھوں کی جو کچھ مردوں اور سامان سے لے
ہوئے ہیں اور خبر لو اپنے مالوں کی محمد اپنے
اصحاب کے ساتھ ان سے تعرض کیئے روانہ ہو گئے

ہیں میں لگان نہیں کرتا تم اپنے اموال کو صحیح و سالم المدد المدد یعنی جلد از جلد قافلہ کی مدد کو بھیجیے۔

ابوسفیان نے ضمضم غفاری کے روانہ کرنے کے بعد نہایت احتیاط سے کام لیا۔ اور اسلحہ
کے ساتھی سے قافلہ کو بچا کر نکل گیا اور جب قافلہ مسلمانوں کی زد سے نکل گیا تو ابوسفیان نے ایک
دوسرے پیغام قریش کے نام روانہ کیا وہ پیغام یہ تھا۔

قال ابن اسحاق ولما رأى ابوسفیان
ان قد احزر عیدہ الارسل
الی قریش انکم انما خرجم لتنعوا
میرکم ورجالکم واموالکم فقد نجاها
اللہ فارجعوا ۔ ۱۷
محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب ابوسفیان نے
دیکھا کہ آپ اپنے قافلہ کو مسلمانوں سے بچا کر نکال رہے
گیا تو قریش کی طرف ایک پیغام بھیجا کہ تم فقط
آپ کے کاروان تجارت اور آدمیوں اور مالوں کی حفاظت
کیئے تھے اللہ نے ان سب کو بچا لیا لہذا تم آپ کو واپس

۱۵ فتح الباری - ۱/ ۱۵۶ ص ۲۲۲

۱۶ البدایہ و النہایہ - ۳/ ۳۱۵ ص ۲۵۸

۱۷ ایضاً - ص ۲۲۶

ابوسفیان کا یہ پیغام قریش کو اس وقت پہنچا کہ جب قریش مقام مجحف میں پہنچ چکے تھے لوگوں نے چاہا کہ لوٹ جائیں مگر ابو جہل نے قسم کھالی کہ ہم اسی شان سے بدر تک جائیں گے اور پھر لوٹے واپس نہیں گے مگر احنس بن شریق نے ابو جہل کی بات کو نہ مانا اور بنی زہرہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا۔

یا بنی زہرہ! قد نجي الله انكم امواتكم
 وخلص لكم صاحبكم مخرمة بن
 نوفل وانما نفرتم لتنعوا ووالد
 فاجعلوا في جنبها وارجعوا فان
 لا حاجة لكم بان تخرجوا في غير
 ضعة لا ما يقول هذا اقال فوجوا
 فلم يشهد هازهرى واحدا له.

اے بنی زہرہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مالوں کو بچالیا اور تمہارے ساتھی مخرمہ کو بھی بچالیا جزا نیست تم تو فقط مالوں کو مسلمانوں کی دست برد سے بچانے کے لئے نکلے تھے، سودہ بچ نکلے، لہذا تم سب لوٹ جاؤ بے ضرورت نکلنے سے کیا فائدہ۔ احنس کے کہتے ہی تمام بنی زہرہ راستہ ہی سے لوٹ گئے اور ایک آدمی بھی بنی زہرہ میں کا بدر کے معرکہ میں شریک نہیں ہوا۔

بزرگم تو ازل ہی سے جنگ میں جانا نہیں چاہتے تھے، مگر کہ بنت عبدالمطلب کے خواب کی وجہ سے چلنے پر آمادہ نہ تھے۔ پھر جہیم کے خواب نے اور مترود کو دیا اور پھر جب ابوسفیان کا پیغام گیا کہ کاروان تجارت صحیح سالم بچ نکلا تو اور بہت سے تزدو میں پڑ گئے چنانچہ طالب بن ابی طالب اور کچھ لوگ ان کے ساتھ مکہ واپس چلے گئے۔ پھر جب احنس بن شریق بنی زہرہ کو لے کر واپس ہو گیا تو اور تہذیب میں پڑ گئے مگر ابو جہل کی ضد اور ہٹ دھرمی اور اس کے رعب کی وجہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے۔

عتبار دشیمہ ابتدائی سے چلنے پر تیار نہ تھے اور آخر وقت تک یہ چاہتے رہے کہ مکہ واپس ہو جائیں جیسا کہ مفصل گزر چکا۔

کیا اب اس قسم کی صریح اور ناقابل تاویل روایات کے بعد بھی کسی مؤؤل کے لئے یہ گنجائش

ہے کہ یہ کہے کہ حضور پر نور اور صحابہ کرام کا روانہ تجارت پر حملہ کرنے کے لئے نہیں نکلے تھے بلکہ قریش کی جو جمعیت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلی تھی حضور پر نور اس کی مدافعت کیلئے بدر پر تشریف لے گئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ہمراہ لے کر جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ کا مقصد صرف قریش کا کاروان تجارت تھا ابو جہل اور اس کی جمعیت کا وہم و گمان بھی نہ تھا بلکہ نفس الامری میں کہیں اُس کا وجود اور نام و نشان بھی نہ تھا۔

جیسا کہ ابو جہل اور قریش کے کہیں حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ہم کوئی جمعیت کے مدینہ پر حملہ آور ہوں بلکہ جب ابوسفیان کے قاصد صمغ غفاری نے مکہ پہنچ کر خبر سنی کہ تمہارا کاروان تجارت خطرہ میں ہے مسلمان اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، اس وقت مکہ میں پہلے پڑ گئی اور قریش ابو جہل کے سرکردگی میں بڑی شان و شوکت سے زمین پر پہن کر اور پوری طرح مسلح ہو کر اپنے کاروان تجارت کو بچانے کے لئے نکلے قریش کو مقام حنفہ میں پہنچ کر ابوسفیان کی طرف سے اطلاع ملی کہ قافلہ صبح سالم پہنچ نکلا ہے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام صفراء میں پہنچ کر اطلاع ملی کہ کاروان تجارت تو بخیر گیلہ ہے اور قریش پوری تیاری کے ساتھ مسلح ہو کر آ رہے ہیں چونکہ مسلمان کسی جنگ کی نیت سے نہیں نکلے تھے اس لئے آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ جس کی پوری تفصیل پہلے گزر چکی، لہذا کسی علامہ کا یہ خیال کرنا کہ حضور پر نور نے اوّل سے آخر تک کسی وقت بھی تجارتی قافلہ پر حملہ کی نیت نہیں کی بلکہ ابتداء ہی سے حضور پر نور نے جو سفر شروع فرمایا وہ قریش کے اُس فرجی لشکر کے مقابلہ اور دفاع کے لئے تھا جو از خود مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اندام کرتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ یہ خیال ایک خیال خام ہے جو اپنی ایک مزعوم وراثت اور خود ساختہ اصول پر مبنی ہے جس پر نہام ذخیرہ احادیث نبویہ اور ارشادات قرآنیہ اور روایات سیرت اور واقعات تاریخیہ کو قربان کرنا چاہتے ہیں افسوس اور صد افسوس کہ جن اعداء اللہ نے اللہ کے نبی اور اس کے تبعین کو جانی اور مالی نقصان پہنچایا ہوا اور ان کو ان کے گھروں سے نکالا ہوا اور ان کے اموال پر مائت

تبھے کئے ہوں اور آئندہ کے لئے بھی اُن کے یہی حرام ہوں اور ایک لمحہ کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کی تدبیر سے غافل نہ ہوں سو اگر مسلمان اُن کو جانی یا مالی نقصان پہنچانے کے لئے کوئی اقدام کریں تو اس کو خلافت تہذیب اور خلافت انسانیت سمجھا جائے اور جن روایات میں کچھ تاویل چل سکے وہاں تاویل کر لی جائے اور جہاں تاویل نہ چل سکے اُن کا ذکر ہی نہ کیا جائے تاکہ اپنے خود ساختہ اصول پر زور نہ پڑے یہ شانِ علم اور امانت کے خلافت ہے قرطیس تبدلت و تخفون حکثیراً غزوہ بدر سے پہلے جس قدر مہینے روانہ کی گئیں وہ اکثر و بیشتر قریش کے تجارتی قافلہ ہی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی گئیں پھر غزوہ بدر ہی میں کیوں اشکال پیش آیا۔ رہا یہ دعویٰ کہ مسلمانوں کو کافروں پر ابتداء از خود حملہ کرنا جائز نہیں جب تک کہ کفار از خود حملہ نہ کریں مطلب یہ کہ جہاد کے لئے از خود اقدام جائز نہیں بلکہ جب کافر ابتداء حملہ آور ہوں تو ان کا دفاع کیا جائے سو اس کا جواب ابتداء میں بحث جہاد میں بالتفصیل گزر چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے کفار کو جو مسلمانوں کو تیرہ برس تک جانی اور مالی ہر قسم کا نقصان پہنچا چکے ہوں اور ہر قسم کے مظالم اُن پر کر چکے ہوں اور آئندہ کے لئے باقاعدہ دھمکیاں دے رہے ہوں اور مسلمانوں کی سازشوں میں سرگرواں ہوں اور اس بارے میں مرسلین جاری ہوں ان کے جان و مال پر مسلمانوں کے لئے از خود حملہ کرنا۔ جائز نہ ہو عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے

خلاصہ کلام

یہ کہ ان تمام روایات سے روزِ کشن کی طرح یہ امر واضح ہو گیا کہ حضور پُر نور اور صحابہ کرام مدینہ سے کاروان تجارت کے ارادہ سے نکلے تھے اور قریش مکہ اور ابو جہل۔ اسی کاروان تجارت کے بچانے کے لئے نکلے تھے مؤمن و کافر سب کا مطیع نظر ہی کا روان تجارت تھا۔ اور یہ دو فرق یہی کچھ ہوئے تھے علامہ کہیں یا نہ سمجھیں نیز غزوہ بدر سے پہلے جو غزوات اور سرایا پیش آئے وہ اکثر و بیشتر آدمی تھے و فاعی نہ تھے ابتداء حضور پُر نور کی طرف سے ہوئی۔

قتل عَصَاءِ یہودیہ

(۲۶ رمضان المبارک ۶۱۰ھ)

عَصَاءِ ایک یہودی عورت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بوجہ میں شہر لہا کرتی تھی اور طرح طرح آپ کو ایذا پہنچاتی تھی۔ لوگوں کو آپ سے اور اسلام سے گزشتہ کرتی۔ ہنوز آپ بدر سے واپس نہ ہوئے تھے کہ چھرا سی قسم کے اشعار کہے عیسیٰ بن عدی رضی اللہ عنہ کو سنئے ہی جوش آگیا اور یہ منت مانی اگر اللہ کے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے صبح سالم واپس آگئے تو اس کو ضرور قتل کر دلا گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر سے منظر و منصور صبح و سالم تشریف لائے تو عیسیٰ شرب کے وقت تموار لے کر روانہ ہوئے اور اس کے گھر میں داخل ہوئے چہرہ نہایت تھے اس لئے عصا کو ہاتھ سے ٹٹولا اور پتے جو اس کے ارد گرد تھے اُن کو ہٹایا اور تموار کو سینہ پر رکھ کر اس زور سے دبا یا کہ پشت سے پار ہو گئی۔

نذر پوری کر کے واپس ہوئے اور صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا فرمائی اور واقعہ کی اطلاع دی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ پر اس بارے میں کچھ مواخذہ تو نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہیں۔

لَا يَنْتَظِحُ فِيهَا عُنْثَانٍ اس بارے میں دو بھڑی بھی سرنہ نکلیں گی۔
یعنی یہ ایسا فعل ہی نہیں کہ جس میں کوئی کسی قسم کا اختلاف اور نزاع کر سکے۔ انسان تو درکنار بھڑ اور بکریاں بھی اس میں اپنے سینک نہ ٹکرائیں گی۔

بنیہرہ حق کی شان میں گستاخی کرنے والے کا قتل کہیں قابل مواخذہ ہو سکتا ہے بلکہ اعظم قربات اور افضل عبادات میں سے ہے جس میں کوئی نزاع ہی نہیں کر سکتا۔ جانور بھی اس کو قتل سمجھتے ہیں۔ مصنف حماد بن سلمہ میں مذکور ہے کہ یہ عورت ایام اہوار کی کے خون آلود کپڑے مسجد میں لا کر ڈالا

کرتی تھی۔

ان فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمیر کے اس فعل سے یہ مسرور ہوئے اور صحابہ سے

مخاطب ہو کر فرمایا:

اذا اجتمعتم لتظروا الى رجل
نصر الله ورسوله بالغيب فانظروا
الى عمير بن عدي -
اگر ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور
اُس کے رسول کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدی
کو دیکھ لو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا اس اُعمیٰ (ذابینا) کو دیکھو تو یہی کہ کس طرح چھپ کر اللہ کی طاعت کیلئے
رداء ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اُعمیٰ (ذابینا) نہ کہو یہ تو بصیر (بینا) ہیں۔ یعنی
ظاہراً اگر ہم اُعمیٰ (ذابینا) ہیں مگر دل کے بصیر اور بینا ہیں۔ رمضان المبارک کی پانچ راتیں باقی تھیں
جس وقت یہ عورت قتل کی گئی تفصیل کے لئے زرقانی ص ۴۵ اور انصام المسلمون علی شاتم الرسول
للمافظ بن تیمیہ از ص ۹ تا ص ۱۳ مراجعت کریں و طبقات ابن سعد ج ۱ و عمیرن الاثر ص ۲۹ دیکھیں
حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمیرؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:

انطلقوا بنا الى البصير الذي
في بطنه ولقفت لعوده -
ہم کو اس بینا کے پاس لے چلو جو بطنی واقع
میں رہتا ہے اس کی عیادت کریں گے۔

حافظ عزرائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَبَعَثَ عُمَيْرُ الْخَطِيمَا
لِقَتْلِ عَصَا هَيْمَتِ النِّيَا
عملي اللہ علیہ وسلم

غزوة قرة الكدر

غزوہ ہند کی مراجعت کے بعد شروع شوال میں تسلیم اور غطفان کے اجتماع کی خبر پا کر آپ
نے دستِ اُردو میں کے ساتھ خدع فرمایا۔ جب آپ چٹہ کد پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمنان اسلام پہلے

ہی سے آپ کا خبر پاکر منتشر ہو چکے ہیں تین روز قیام فرما کر بلا جدال و قتال واپس آ گئے
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے آپ نے ایک سریہ اُن کے تعاقب
میں روانہ فرمایا جو غنیمت میں پانٹو اوٹ لے کر واپس ہوا۔
بقیہ شوال اور ذی قعدہ آپ مدینہ میں مقیم رہے اور اسی عرصہ میں اسیران بدر فدیہ لے کر رہا
کئے گئے۔

قتل ابی عصفک یہودی

شوال ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابو عصفک یہودی
کے قتل کے لئے روانہ فرمایا؛

ابو عصفک مذہباً یہودی تھا، بڑھا تھا ایک سو بیس سال کی عمر تھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی جو میں شعر کہتا تھا اور لوگوں کو آپ کی عداوت پر برا بھلا کہتا تھا۔ جب اس کی دہیدہ
دہنی مد سے گزر گئی تو یہ ارشاد فرمایا؛

من لی بهذا الخبیث کون ہے جو میرے لئے یعنی محض میری عزت و
حرمت کے لئے اس خبیث کا کام تمام کرے۔

سالم بن عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے پہلے ہی سنت مانی ہوئی ہے کہ ابو عصفک کو
قتل کر دوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ یہ سنتے ہی سالم توڑے کر روانہ ہوئے۔ گرمی کی لات تھی کہ
ابو عصفک غفلت کی غیندہ سو رہا تھا۔ پہنچے ہی تو اس کے جگر پر کھڑی اور اس زور سے دایا کہ پا۔
ہو کر بستر تک پہنچ گئی عُدَّ اللہ ابو عصفک نے ایک چنچ ماری۔ لوگ دوڑے مگر کام تمام ہو چکا تھا

۱۔ زندانی، ۵۰، ۱۱۱، ص ۲۵۲
۲۔ سالم بن عمر رضی اللہ عنہما میں اور بیعت عقبہ میں بھی شریک ہوئے ہیں
خوف خداوندی سے بیت رمنے والے تھے۔ گرمی و رکاوٹ کی غرض سے آپ پر طاری ہوئی تھی ۱۲۔ اصحابہ جو سالم بن عمر
حضرت سہیل کے زمانہ میں انتقال فرمایا ۱۳۔ حوا خا خا کہ دایا کند شریل الا جانب لاری کند ۱۴
۱۵۔ المہجۃ الکبریٰ ابن سعد، ۲: ۱۹۔ الصام المسؤل لابن تیمیہ، ص ۱۰۳، ۱۰۴۔ عین الاثر، ص ۱۲۵
۱۶۔ زندانی، ۱۶، ص ۲۵۵

حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قَتَلْنَا ذِي النَبِيِّ وَافْلَاجَ

فَبَعَثْنَا سَالِمًا إِلَى عَفَاكَ

اے کذب وافر علیٰ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳

غزوہ بنی قینقاع

۱۵ شوال یوم شنبہ ۳؎

بنی قینقاع۔ عبد اللہ بن سلامؓ کے برادری کے لوگ تھے نہایت شجاع اور بہادر تھے زرگری کا کام کرتے تھے شوال کی پندرہ سولہ تاریخ کو بروز شنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بازار میں تشریف لے گئے اور سب کو جمع کر کے وعظ فرمایا

یا معشر یہو داخذوا من اللہ
مثل ما نزل لبقریش من النقمۃ واسلموا
فانکم قد عرفتم انی نبی مرسل
تجدون ذلک فی کتابکم وعہد
اللہ الیکم
اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو جیسے بدر میں قریش پر
خدا کا عذاب نازل ہوا کہ میں اسی طرح تم پر نازل ہوں
اسلام لے آؤ اس لئے کہ تحقیق تم خوب پہچانتے ہو کہ
میں بالیقین اللہ کا نبی اور اس کا رسول ہوں جس کو
تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہوئے اور اللہ نے
تم سے اس کا عہد لیا ہے۔

یہودیہ سنتے ہی مشتعل ہو گئے اور یہ جواب دیا کہ آپ اس غزوہ میں ہرگز نہ رہنا کہ ایک ٹاؤنٹ
اور سابقہ تجربہ کار قوم یعنی قریش سے مقابلہ میں آپ غالب آگئے۔ واللہ اگر ہم سے مقابلہ ہو تو خوب
معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد ہیں اس پر حق جل و علانیٰ یہ آیت نازل فرمائی۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْفِتَاءِ
فِيَهُ تَقَاتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَى
كَأَنَّهُ يُدْرِكُهُمْ مُتْلِيَهُمْ رَأَى الْفَتَيْنِ
تحقیق تمہارے لئے نشانی ہے ان دو جماعتوں میں
کہ باجم ایک دوسرے سے لڑی ایک جماعت تو
خدا کی راہ میں قتال کرتی تھی اور دوسری جماعت

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنُصْرِهِ مَنُ يَّشَاءُ ۚ
 اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِيْ الْاَبْصَارِ ۝
 کافروں کی تھی کہ مسلمانوں کو اپنے سے مدد نہ دیتی تھی کھلی آکھوں سے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے اپنی امداد سے قوت دیتے ہیں تحقیق اس میں عبرت ہے اہل بصیرت کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو بنی قینقاع اور بنی قریظہ اور بنی لُغیر سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہم نہ آپ سے جنگ کریں گے اور نہ آپ کے دشمن کو کسی قسم کی مدد دیں گے، مگر سب سے پہلے بنی قینقاع نے عہد شکنی کی اور نہایت دہشتی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا اور آمادہ جنگ ہو گئے۔

یہ لوگ مضافات مدینہ میں رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے بچائے ابوہبائہ بن علی المذہبی انصاری کو مقرر فرما کر بنی قینقاع کی طرف خروج فرمایا۔ ان لوگوں نے قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سوال سے لے کر غزوہ بنی قینقاع تک انکا محاصرہ فرمایا۔ بالآخر مجبور ہو کر سولہ سو روز یہ لوگ قلعہ سے اتر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکلیں باندھنے کا حکم دیا۔

ماس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول کی الحاح و زاری کی وجہ سے قتل سے تودرگزر فرمایا مگر مال و اسباب لے کر چلائے وطن کا حکم دے دیا۔ اور مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ واپس ہوئے ایک شخص خود لیا اور چار شخص غائبین پر تقسیم فرمایا، بعد کے پہلا شخص تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لیا۔

عبادۃ بن صامٹ فرماتے ہیں کہ بنی قینقاع سے میرے طیفانہ تعلقات تھے ان کی اس شرارت اور بد عہدی کو دیکھ کر ان سے تعلق قطع کر لیا اور ان سے تیری اور بیزاری کا اعلان کیا۔

یا رسول اللہ استبأ الی اللہ داے یا رسول اللہ میں آپ کے دشمنوں سے بری اور رسولہ والتولی اللہ ورسولہ بیزاری کرنا اللہ اس کے رسول کی طرف آتا ہوں اور

والمؤمنین وابدأ من حلف
انشاء اس کے رسول اللہ اہل ایمان کو اپنا دے
اور طیف بتا ہوں اللہ کافروں کی مدد سے اور عہد
بالکفر بری اور علیحدہ ہوتا ہوں۔

ف۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ایمان کے لئے جیسے اللہ اور اُس کے رسول اور
عباد مؤمنین کی محبت ضروری ہے اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے عداوت و
نفرت، انہماکی اور برائت کا اعلان بھی ضروری ہے۔ تو لایے تبرا نیست ممکن ایسی ہی جگہ صادق
ہے تفصیل اگر درکار ہے تو ماریت رہانی شیخ محمد دالغ ثانی قدس اللہ سرہ کی مکتوبات کی محبت
فرمائیں کہ ایمان کے لئے فقط تصدیق کافی نہیں جب تک کہ خدا کے دشمنوں سے تبری اور انہماکی
نہ ہو۔ اسی امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ تبری عن الکفر والکفار ایمان کی شرط لازم ہے جیسا کہ علم
کلام کی کتابوں میں مذکور ہے۔

غزوہ سویق

۵۔ ذی الحجہ ۳ھ

بعد سے جب مشرکین کا ہریت خروہ لشکر غاب و خاصر مکہ پہنچا تو ابوسفیان بن حرب
نے قیہ قم کھالی کہ جب تک مدینہ پر حملہ نہ کروں گا اور اس وقت تک غسل جنابت نہ کروں گا۔
چنانچہ اپنی قسم پوری کرنے کے لئے شروع ذی الحجہ میں دو تیس سو سواروں کو ہمراہ لے کر مدینہ
کی طرف روانہ ہوا۔ مقام غزین میں پہنچ کر جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ایک کھجور کے
باغ میں گئے وہاں دو شخص زراعت کے کام میں مصروف تھے ایک شخص انصار میں سے تھا
اور دوسرا حیر تھا ان دونوں کو قتل کیا اللہ کچھ درخت جلے اور کچھ کہ ہماری قسم پوری ہو گئی اور
بھاگ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو تاریخ ۵ ذی الحجہ یوم بحیبنہ دو تومہا برین اور انصار کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں سعادہ ہوئے مگر کوئی ہاتھ نہ آیا یہ لوگ پہلے ہی بھل بھاگے تھے۔ چلتے وقت بوجھ ہلکانے کے لئے ستور کے جوتیلے ہمراہ لائے تھے وہ چھوڑ گئے تھے وہ سب مسلمانوں کو ہاتھ آئے اس لئے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق ہے یعنی ستو مال غزوہ۔

عید الاضحیٰ

۹ ذی الحجۃ الحرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ السویق سے واپس ہوئے اور ۱۰ ذی الحجۃ الحرام کو در رکعت نماز عید ادا فرمائی۔ اور وہ منیہ سے قربانی کئے اور مسلمانوں کو قربانی کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی یہ پہلی بقر عید تھی۔

نیکاح سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے چھوٹی صاحب نادگی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمائی۔

اول حضرت ابو بکر نے اور پھر حضرت عمر نے آپ سے اس سعادت کے حصول کی خواہش ظاہر فرمائی، مگر آپ نے سکوت فرمایا۔ ایک رعایت میں ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا میں حکم الہی کا منتظر ہوں بعد ازاں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے حضرت علی کو مشورہ دیا کہ آپ اپنے لئے صاحب زلوٰی کا پیام دیں حضرت علی نے اس مخلصانہ اور خیر خواہانہ مشورہ کی بنا پر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ استدعا پیش کی آپ نے حسبِ نزول ہی حضرت علی کے پیام کو منظور فرمایا۔

۱۔ زرقانی، ج: ۱، ص: ۳۵۸ ۲۔ ایضاً، ص: ۳۶۰

۳۔ یعنی سلسلے میں اس میں اختلاف ہے کہ مینہ کون تھا ذی الحجہ یا محرم یا سفر اللہ اعلم ۱۲ زرقانی

۴۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ غلط کام سے بچ

کروں (یعنی اللہ تعالیٰ عنہا) اور اسی حدیث کے سبب تقریباً ۱۲ زرقانی ص ۳۶۳

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے پیامِ مبینہ کا امادہ کیا تو دل میں یہ خیال آیا کہ واللہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، حالانکہ شادی کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیے لیکن آپ کے احسانات اور کامِ ابراہیم کے الطاف اور مہربانیوں نے بہت دلائل اور آپ کی ہانگاہ میں یہ استدعا پیش کر دی۔

آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کوئی چیز بھی ہے، میں نے کہا نہیں۔

آپ نے فرمایا وہ زرہ جو تم کو جنگِ بدر میں ملی تھی وہ کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تو موجود ہے

آپ نے فرمایا بہتر ہے وہی زرہ فاطمہ کو مہر میں دے دینا رواہ احمد وابن سعد وابن اسیحاق (اصحاب ترجمہ فاطمۃ الزہراءؑ)۔

حضرت علیؓ نے اس زرہ کو حضرت عثمان کے ہاتھ ۸۰ درہم میں فروخت کیا اور وہ تمام درہم لاکر آنحضرتؐ کے سامنے ڈال دیئے آنحضرتؐ نے فرمایا اس میں سے خوشبو اور کپڑوں کا انتظام کر لو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ نلای کو حبز میں جو سامان دیا وہ یہ تھا۔ ایک لمحات اور ایک جبرے کا گدا جس میں بجائے روٹی کے کسی درخت کی چھال بھری ہوئی تھی اور دو چکیاں اور ایک مشکیزہ اور دو ٹی کے گھڑے درواہ احمد کذا فی الترغیب والترہیب للہذریؒ باب الترغیب فی الاذکار بعد المکتوبات وکذا فی الاصابہ ترجمہ فاطمۃ الزہراءؑ

جب عروسی کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کوئی مکان لے حضرت علیؓ نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔ اور اس میں عروسی فرمائی حضرت فاطمہؑ نے مشورہ دیا کہ حارثہ بن النعمان کا مکان مانگ لو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کچھ کو شرم آتی ہے کسی طرح یہ خبر حضرت حارثہ کو پہنچ گئی حارثہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم جو

ے میں گئے وہ اس سے کہیں زیادہ محبوب ہو گا کہ جو چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا صَدَقْتَ بَارَكَ
 اللہ فیہ۔^۱ تر نے پچا کہ اللہ تعالیٰ میں برکت دے عارضہ دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور حضرت علی
 اور حضرت فاطمہ کو اپنے مکان میں لاکر اتارا۔ (آخر جہ ابن سعد) اصحابہ ترجمہ ناظرۃ الزہراء

غزوہ غطفان (۳۳)

جس کو غزوہ انمار اور غزوہ ذی امر بھی کہتے ہیں

غزوہ سولہ سے واپسی کے بعد بقیہ ذی الحجہ آپ مدینہ منورہ ہی میں مقیم رہے اس اشار
 میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ اور بنی حارث (جو کہ قبیلہ غطفان کی شاخیں ہیں) نجد میں جمع ہو رہے
 ہیں اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ اطراف مدینہ میں لوٹ ڈالیں اور عتور غطفانی ان کا سردار تھا، ماہ
 محرم الحرام ۳۳ھ میں آپ نے غطفان پر چڑھائی کی غرض سے نجد کی طرف خروج فرمایا اور مدینہ میں
 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور چار سو پچاس صحابہ آپ کے ہمراہ تھے غطفانی
 آپ کی خبر سنتے ہی پہاڑوں میں منتشر ہو گئے صرف ایک شخص بنی ثعلبہ کا ماتم آیا صحابہ نے پکڑ کر
 اس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آیا صفحہ کاپر امین
 دین گزرا لیکن کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا بلا جہال و قتال ربیع الاول میں مدینہ واپس تشریف لائے۔^۲
 اس سفر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ راستے میں بارش ہو گئی اور صحابہ کے کپڑے بھیگ گئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھیگے ہوئے کپڑے ایک درخت پر سوکھنے کے لئے ڈال دیئے اور خود

۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیری ذات کو برکاتِ غیبیہ اور اثراتِ ساریہ کا تحزن اور سعدان بنا دے یہ معنی لی غزنیہ سے جو

میں آئے ہیں۔ فافہم ذلک واستقم۔

۲۔ البہایتہ والنہایتہ ج ۱ ص ۱۰۲۔

اس وقت کے نیچے لیٹ گئے، وہاں کے اعراب آپ کو دیکھ رہے تھے۔ اعراب نے اپنے سردار و عشور سے جہان میں بڑا بہادر تھا یہ کہا کہ محمد رسل اللہ علیہ وسلم، اس وقت کے نیچے تنہا لیٹے ہوئے ہیں اور ان کے اصحاب منتشر ہیں تو جا کر ان کو قتل کر آؤ، و عشور نے ایک نہایت تیز تلوار لی اور برہنہ تلوارے کر آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا اے محمد۔ بتلوا آج تم کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ جب یہیں امین نے اس کے سینہ میں مکہ مارا اسی وقت تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور حضور پر نور نے اس کو اٹھالی اور و عشور سے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ اب تم کو میری تلوار سے کون بچائے گا، اس نے کہا کوئی نہیں اور اسلام لے آیا اور یہ کلمہ پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ اور یہ وعدہ کیا کہ اب آپ کے مقابلہ کے لئے کوئی فوج جمع نہ کروں گا۔ آپ نے و عشور کو اس کی تلوار واپس کھردی۔ و عشور ٹھوڑی دیر چلا اور واپس آیا اور یہ عرض کیا واللہ مجھ سے آپ بہتر ہیں و عشور جب اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ جو بات تو کہہ کر گیا تھا وہ کہاں گئی اس پر و عشور نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا اس طرح غیب سے میرے سینہ میں ایک مٹکا لگا جس سے میں چت گر پڑا۔ اس طرح گرنے سے میں نے پہچان لیا اور یقین کر لیا کہ وہ مکہ مارنے والا کوئی فرشتہ ہے، اس لئے میں نے اسلام قبول کیا اور آپ کی رسالت کی شہادت دی اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُنْتُمْ
لِنِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ
أَنْ يَنْبَسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ
فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ لِيُذَكَّرَ

اے ایمان والو! اللہ کے اُس انعام کو یاد کرو کہ جب ایک قوم نے یہ قصد کیا کہ تم پر ہاتھ چلائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ روک دیے۔

ام یہی فرماتے ہیں کہ اسی قسم کا واقعہ اور قصہ غزوہ ذات الرقاع میں بھی مروی ہو ہے مادی نے اس قصہ کو غزوہ غطفان کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ اگر یہ محفوظ ہے تو یہ دو مختلف

قصے میں ایک غزوہ غطفان میں پیش آیا اور ایک غزوہ ذات الرقاع میں جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ دو قصے علیحدہ علیحدہ ہیں۔

غزوہ بجران

غزوہ غطفان سے واپسی کے بعد ماہ ربیع الاول آپ نے مدینہ میں گزارا، ربیع الثانی میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ مقام بجران جو حجاز کا معدن ہے وہاں بنی سلیم اسلام کی مخالفت پر جمع ہوئے ہیں آپ نے خبر پاتے ہی تین سو صحابہ کی سمیت میں بجران کی طرف خروج فرمایا اور مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔

وہ لوگ آپ کی تشریف آوری کی خبر سننے ہی منتشر ہو گئے اور بلا جہال و قتال مدینہ واپس آ گئے۔ علامہ سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ بجران میں کتنی مدت آپ نے قیام فرمایا، بعض کہتے ہیں صرف دس شب قیام کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۴ جمادی الاولیٰ تک قیام فرمایا۔

قتل کعب بن اشرف یہودی

(۱۳؎ ربیع الاول ۳؎)

مدینہ منورہ میں جب فتح بدر کی بشارت پہنچی تو کعب بن اشرف یہودی کو بید صدمہ ہوا۔ اور یہ کہا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے کہ مکہ کے بڑے بڑے سردار اور اشراف مارے گئے تو پھر زمین کا بطن (اندرون) اس کی نگہداشت اسے بہتر ہے، یعنی مرجانا جیسے سے بہتر ہے، تاکہ آنکھیں اس ذلت اور رسوائی کو نہ دیکھیں۔

۱؎ الخصائص الکبریٰ - ج ۱ : ص ۲۱۰ - البدایہ والنہایہ - ج ۲ ص ۲۱

۲؎ زرقانی، ج ۲، ص ۱۶

۳؎ اس دور سے اس غزوہ کو غزوہ بنی سلیم بھی کہتے ہیں - ۱۲ - زرقانی

۴؎ طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۲۲ - ۵؎ مناقب، ج ۱، ص ۸ - فتح الباری، ج ۱، ص ۲۵۶

لیکن جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو مقتولین بدر کی غزوت کے لئے نکلے روانہ ہوا۔ اور جولوگ
بدین مارے گئے ان کے مرثیے لکھے جن کو پڑھ پڑھ کر خود بھی روتا تھا اور دوسروں کو بھی رلاتا تھا۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلوں کو خوش دلا دلا کر آمادہ قتال کرتا تھا۔ ایک روز قریش کو حرم میں
لے کر آیا سب نے بیت اللہ کا پردہ تمام کر مسلمانوں سے قتال کرنے کا حلف اٹھایا۔ بعد چندے مدینہ
واپس آیا اور مسلمان عورتوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے شروع کئے۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ کعب ابن اخرف بڑا شاعر تھا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مہمیں اشعار کہا کرتا تھا اور کفار مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کیلئے
بیشمار سحر کا مارتا تھا اور مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذا میں پہنچاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو صبر اور تحمل کا حکم فرماتے رہے لیکن جب کسی فحش
سے باز نہ آیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (رداء ابو داؤد و طبرانی فتح الباری باب قتل کعب
بن الاشرف۔)

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کعب بن اخرف نے آپ کو دعوت کے یہانے سے بلایا اور
کچھ آدمی متعین کر دیئے کہ جب آپ تشریف لائیں تو قتل کر ڈالیں۔ آپ اکیٹھے ہی تھے کہ جبریل امین نے
آکر آپ کو ان کے امداد سے مطلع کر دیا آپ نے ان سے روحو الامین کے پردوں کے سایہ میں باہر تشریف
لے آئے اور عاصی کے بعد قتل کا حکم دیا۔

صبح بخاری میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے
کعب بن اخرف کے قتل کے لئے کون تیار ہے اس نے اٹھارہ اس کے رسول کو بہت ایذا پہنچائی ہے
یہ سنتے ہی محمد بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اس کا قتل چاہتے ہیں۔

۱۔ زرقانی، ۲، ۵، ص: ۹ - ابن ہشام - ج ۲ - ص ۵

۲۔ فتح الباری، ج ۱، ص: ۲۵۹ -

۳۔ مدنی حیات پر تحقیق اس شخص نے ہم کو اپنے اشعار سے ایذا دہن کی اور دشمنی مکہ کو ہمارے مقابلہ میں

قرت پہنچائی (رداء لکھنؤ ملائیں فتح الباری ج ۲ صفحہ ۲۵۹)

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ایک روز کعب سے ملنے گئے اور انہیں گفتگو میں یہ کہا کہ یہ مرد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے (فقر اور مساکین پر تقسیم کرنے کے لئے) صدقہ اور زکوٰۃ مانگا ہے، اور اس شخص نے ہم کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ (بے شک یہ چیز حرام اور طامع نفوس پر بہت شاق اور گراں ہے لیکن مخلصین اور صادقین کو جہدِ حق دل سے صدقات کا دنیا اور فقر اور مساکین کی اعانت اور امداد کا انتہائی محبوب اور نایب درجہ لذیذ ہے۔ بلکہ خدا کی راہ میں مال نہ خرچ کرنا ان پر شاق اور گراں ہے۔)

میں اس وقت آپ کے پاس قرض لینے کے لئے آیا ہوں کعب نے کہا ابھی کیا ہے۔ آگے چل کر دیکھنا خدا کی قسم تم اُن سے اُلٹا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ اب تو ہم اُن کے پیرو ہو چکے ہیں ان کا معبودِ مٹا ہم پسند نہیں کرتے انجام کے منتظر ہیں۔ (ادارول میں یہ تھا کہ انجام کار اللہ اور اس کے رسول کی نفع اور دشمنوں کی شکست یقینی اور محقق جس میں شبہ کی ذرہ برابر گناہیں نہیں) اس وقت ہم یہ چاہتے ہیں کہ کچھ غلہ ہم کو بطور قرض دے دیں کعب نے کہا بہتر ہے مگر کوئی چیز جسے پاس رہن رکھ دو ان لوگوں نے کہا آپ کیا چیز رہن رکھونا چاہتے ہیں کعب نے کہا اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو ان لوگوں نے کہا اپنی عورتوں کو کیسے رہن رکھ سکتے ہیں اول تو غیرت اور حمیت گوارا نہیں کرتی پھر یہ کہ آپ ہنایت حسین و جمیل اور نوجوان ہیں کعب نے کہا آپ اپنے حُر کوں کو رہن رکھ دو ان لوگوں نے کہا یہ تو ساری عمر کی

۹۔ ابن عبد البر کی روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کر کے بعد کی روز تک منظر کعبہ بالآخر کعبہ بنائے اور اس وقت اود جنادین بشرا و عارفان اس اور ابو یوسف بن جریر کو اس کی خدمت میں آگئے تاکہ ان کا ایک آواز سنیے یہ کہ کائنات فقہ تمام سب اس کو نقل ہو گئے پھر سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ وہاں جا کر کچھ نہ کرنا چاہتا تھا آپ نے فرمایا جو مناسب سمجھا وہ بیان کریں اور اجازت ہے ۱۲۔ ارشاد اسلامی ۔ خدا کی قسم اگر تم میری شہادت پر بیعت کرو گے میں تم کو دنیا و آخرت میں خوش رکھوں گا ۱۰۔ اس سے اس شخص کی باطنی خواہش کا پورا ہونا ہے ۱۳۔ مگر جو لوگوں کا غرض ان اشخاص کی رعایت سے آیا گیا ہے ۱۴۔

مارہے لوگ ہماری دلاکو یہ طعنوں گے کہ تم وہی ہو جو دوسیر اور تین سیر نقد کے معاوضہ میں رہن رکھے گئے تھے ہاں ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھ سکتے ہیں۔

عمر مکی ایک مرسل روایت میں ہے ان لوگوں نے یہ کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم ہتھیاروں کے کس وجہ محتاج اور ضرورت مند ہیں لیکن ہاں ہم یہ سوچتا ہے کہ ہتھیار آپ کے پاس رہن رکھ دیں آہ لیکن یہ نامکن ہے کہ عورتوں اور بیٹوں کو رہن رکھ دیں۔ کعب نے اس کو منظور کیا اور یہ وعدہ ٹھہرایا کہ شب کو اگر نقد لے جائیں اور ہتھیار رہن رکھ جائیں۔

حسب وعدہ یہ لوگ رات کو پہنچے اور جا کر کعب کو آواز دی، کعب نے اپنے قلعے سے اترنے کا ارادہ کیا۔ ہیری نے کہا اس وقت کہاں جاتے ہو کعب نے کہا۔ محمد بن مسلمہ اور میرادوہو شریک بھائی الزنا ملے ہے کوئی غیر نہیں تم فکر نہ کرو۔ ہیری نے کہا مجھ کو اس آواز سے خون پکتا ہوا نظر آتا ہے کعب نے کہا کہ شریک آدمی اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو اس کو ضرور جانا چاہیے۔ اس اشارہ میں محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں کو یہ بھاد دیا کہ جب کعب آئے گا تو میں اس کے ہال سونگھوں گا جب دیکھوں کہ میں نے اس کے بالوں کو مضبوط پکڑ لیا ہے تو فوراً اس کا سر اٹا لینا، چنانچہ جب کعب نیچے آیا تو ستر پاؤں غشو سے معطر تھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا، آج جیسی غشو تو میں نے کبھی سونگھی ہی نہیں۔ کعب نے کہا میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ حسین دمبل اور سب سے زیادہ معطر عورت ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ مجھ کو اپنے معطر سر کے سونگھنے کی اجازت دیں گے، کعب نے کہا ہاں اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہ آگے بڑھ کر خود بھی سر کو سونگھا اور اپنے رفتار کو بھی سونگھایا۔ کچھ دیر کے بعد پھر محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ دوبارہ اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیاں گے کعب نے کہا شوق سے محمد بن مسلمہ اٹھے اور سر سونگھنے میں مشغول ہو گئے جب سر کے بال مضبوط پکڑے تو ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ فوراً ہی سب نے اس کا سر قلم کیا اور آٹا ٹاٹا اس کا کام تمام کیا۔

اور اخیر شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے آپ نے دیکھتے ہی یا رشا فرمایا:

أَفْلَحَتِ الْوَجُوهُ
ان چہروں نے فلاح پائی اور کامیاب ہوئے۔

دو جھلٹ یا رسول اللہ
اور سب سے پہلے آپ کا چہرہ مبارک سوائے اللہ کے رسول
اور بعد ازاں کعب بن اشرف کا سر آپ کے سامنے ڈال دیا۔ آپ نے الحمد للہ اور اللہ کا شکر کیا۔
جب یہود کو اس واقعہ کا علم ہوا تو کھینٹ مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے اور جب صبح ہوئی
تو یہود کی ایک جماعت نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارا سردار
اس طرح مارا گیا آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو طرح طرح سے ایذا نہیں پہنچاتا تھا اور لوگوں کو ہمارے
قتال پر برا بھلا کہتا تھا۔ یہود دم بخود رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے اور بعد ازاں آپ
نے ان سے ایک عہد نامہ لکھوایا کہ یہود میں سے آئندہ کوئی اس قسم کی حرکت نہ کرے گا (طبقات ابن سعد)

کعب بن اشرف کے قتل کے اسباب

روایات حدیث سے کعب بن اشرف کے جو وجود اور اسباب معلوم ہو سکے ہیں وہ حسب

ذیل ہیں:-

۱۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ و مہنی اور سب و شتم اور گستاخانہ کلمات
کا زبان سے نکالنا۔ (۱۲) آپ کی جو میں اشعار کہنا۔ (۱۳) غزلیات اور عشقیہ اشعار میں مسلمان غوروں
کا بطور تشبیہ ذکر کرنا۔ (۱۴) خدا اور فیض عہد۔ (۱۵) لوگوں کو آپ کے مفاد کے لئے اُسبھارنا اور اُکسانا
اور ان کو جنگ پر آمادہ کرنا۔ (۱۶) عورت کے بہانہ سے آپ کے قتل کی سازش کرنا۔ (۱۷) دین اسلام
پر طعن کرنا۔

لیکن قتل کا سب سے قریبی سبب آپ کی شان اقدس میں دریدہ و مہنی اور سب و شتم اور اُکسانا
کی جو میں اشعار کہنا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الصوامع المسدول علی

شاتم الرسول میں مبتلا اس پر مفصل کلام کیا ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ یہ آیت

وَلَقَسْنَاهُ مِنْ الدِّينِ أَذْلًا الْكِتَابِ
مِنْ قَبْلِكَ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا
أَذَى كَثِيرًا ط

اور البتہ سنو گے تم اہل کتاب سے اور
مشرکین سے بہت بدگوئی اور بدزبانی۔

کعب بن اشرف کے بارے میں نازل ہوئی (عیون الاثر ص ۳۱)

عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے۔

صرخت به فلم يعرف لصوق
فعدت له فقال من المنادي
وهذي دمرنا رهنًا فخذها
فأقبل نحونا يهوى سرليها
وفي أيماننا يفيض جداد
فعاثقه ابن مسلمة المردى
وشد بسيفه ضلنا عليه
وكان الله سادسنا فأهنا
وجاء برأسه نقر كرامته

واوفى طالعا من راس جدر
فقلت اخول عباد بن بشر
لشهر إن وفي اونسف شهر
وقال لنا لقد جئتمكم كمبر
مجزبة بها الكفاس نفري
به الكفاس كاللئث الهزبر
نقطر البوعبس بن جبر
بالعم نعمة وأعز نصر
هم ناهيل من صدق ربر

ماظ عراقی الغیۃ السیر میں فرماتے ہیں:

فَبَعَثَهُ مُحَمَّدٌ بْنُ مُسْلِمَةَ
جَاؤَ بِرَأْسِهِ فَأَتَدُّ مُوَكَّ

فِي رُقَيْتِهِ يَقْتُلُ كَعْبَ الْمَلَأَمَةِ
قَالَ لَهُمَا نَلَحْتَ الْوُجُوكَا

۱۸۶ - آل عمران، آیتہ : ۱۸۶

۱۸۷ - عیون الاثر، ج ۱، ص ۳۱ - متذکرہ، ج ۲، ص ۳۲۵ ترجمہ محمد بن مسلمہ انصاری۔

اسلام حلیہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ حکم دیا کہ اس قسم کے یہود کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر ڈالو چنانچہ حلیہ بن مسعود کے چھوٹے بھائی محبیہ بن مسعود نے اپنی سیدہ یہودی کو قتل کر ڈالا۔ درج تہارت کرتا تھا اور خود حلیہ اور محبیہ اور دیگر اہل مدینہ سے داد و ستد کا معاملہ رکھتا تھا۔

حلیہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور محبیہ پہلے سے مسلمان تھے حلیہ چونکہ عمر میں بڑے تھے محبیہ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور یہ کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے اس کو قتل کر ڈالا خدا کی قسم اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے، محبیہ نے کہا:

واللہ لقد امرنی بقتله منی
لو امرنی بقتلك لضربت
عنقک
خدا کی قسم مجھ کو اس کے قتل کا اسی ذات نے
حکم دیا ہے کہ اگر وہ ذات بابرکات تیرے قتل کا
بھی حکم دیتی تو اللہ میں تیری بھی گردن اٹا دیتا۔

حلیہ نے کہا:

اللہ لو امرک محمد بقتلی
لقتلتنی
کیا خدا کی قسم اگر محمد مجھ کو میرے قتل کا حکم دے
تو واقعی تم مجھ کو قتل کر ڈالے گا۔

محبیہ نے کہا:

لعمدہ واللہ لو امرنی بضرب عنقک
لضربتہا
ہاں خدا کی قسم اگر تیری گردن مارنے کا حکم دے
تو ضرور تیری گردن مارتا۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بظہرہ و ابرہ تیرے بھائی ہونے کا خیال نہ کرتا
حلیہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور بے ساختہ بول اٹھے کہ خدا کی قسم یہی دین حق ہے جو لوں میں اس
درجہ رنج اور محکم اور رگسہ پے میں اس طرح جاری و ساری ہے۔ اس کے بعد حلیہ رسول اللہ صلی اللہ

عیدِ ولیم کی خدمت حاضر ہوئے اور سچے دل سے اسلام قبول کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(غزوہ جہادِ الآخر ۳؎)

واقعہ بدر کے بعد قریش مکہ مسلمانوں سے اس درجہ مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے، کہ ان کے پیچھے ہٹاؤ کے اندیشہ سے اپنا قدیم راستہ ہی چھوڑ دیا چنانچہ بجائے شام کے راستہ کے عراق کا راستہ اختیار کیا اور رہبری کے لئے فرات بن حیان عجمی کو اجرت پر ہمراہ لیا اور ایک قافلہ بغرض تجارت مکہ سے مال کیشرے کر براہِ عراق روانہ ہوا جس میں ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ اور حلیب بن عبد العزیزی و عبد اللہ بن ابی ربیع بھی تھے۔ (فتح مکہ میں یہ چاروں حضرات شہرت باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس قافلہ کی اطلاع ہوئی تو سنو صحابہ کی جمعیت کو زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی امارت اور سرکردگی میں روانہ فرمایا:

ان لوگوں نے پہنچ کر حملہ کیا۔ قافلہ حاصل کر لینے میں تو کامیاب ہو گئے مگر اعیانِ قوم اور اثرائت خاندان اور قافلہ دارے سب بھاگ گئے صرف فرات بن حیان عجمی کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لائے مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ مالِ غنیمت کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کا خمس جو نکالا گیا تو اس کی تعداد بیس ہزار درہم تھی۔ تو معلوم ہوا کہ غنیمت کی مجموعی تعداد ایک لاکھ درہم تھی۔

قتل ابی رافع

(نصف جہادِ الٹانیہ ۳؎)

ابو رافع ایک بڑا مالدار یہودی تاجر تھا۔ ابو رافع کینست تھی عبد اللہ بن ابی الحقیق اس کا نام

تھا۔ سلام بن ابی الحنفیہ بھی کہتے تھے۔ خیبر کے قریب ایک گردھی میں رہتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور طرح طرح سے آپ کو ایذا اور تکلیف پہنچاتا تھا کعب بن اشرف کا معین اور مددگار تھا، یہی شخص غزوہ احزاب میں قریش مکہ کو مسلمانوں پر چڑھا کر لایا اور بیت زبیرہ ان کی مالی امداد کی اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی جلالت میں یہی خراب کر رہتا تھا۔

کعب بن اشرف کے قاتل محمد بن مسلمہ اور ان کے رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم چونکہ سب قبیلہ اوس کے تھے اس لئے قبیلہ خزرج کو یہ خیال ہوا کہ قبیلہ اوس نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانی دشمن اور بارگاہ رسالت کے ایک گستاخ اور دریدہ دہن کعب بن اشرف کو قتل کر کے سعادت اور شرف حاصل کر لیا۔ لہذا ہم کو چاہیے کہ بارگاہ نبوت کے دوسے گستاخ اور دریدہ دہن البورافع کو قتل کر کے دارین کی عزت و رفعت حاصل کریں۔ چنانچہ آپ کی مذمت میں حاضر ہو کر البورافع کے قتل کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی۔

اور عبداللہ بن عتیک اور مسعود بن سنان اور عبداللہ بن اُمیس اور ابو قتادہ عارث بن ربیع اور خناتہ بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا اور عبداللہ بن عتیک کو ان پر ایسے بنایا اللہ یہ تاکید فرمائی کہ کسی سچے اور عورت کو ہرگز قتل کریں۔

نعمت بن حماد الاخریؒ کو عبداللہ بن عتیک مع اپنے رفقاء کے خیبر کی طرف روانہ ہوئے تاریخ طبریؒ صحیح بخاری میں بلال بن عازبؓ سے مروی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جب لوگ اپنے جانور چراگاہ سے واپس لاکچے تھے تب یہ لوگ خبر پہنچے، البورافع کا قتل جب قریب ایک ذوالحجہ

۱۔ البدایہ والنہایہ ج ۴ : ص ۱۳۰ ۲۔ فتح الباری ج ۱ : ص ۲۶۲

۳۔ فتح الباری ج ۱ : ص ۲۶۳

۴۔ ۱۱ م طبری کا قول ہے ابن سعد فرماتے ہیں کہ البورافع کا قتل ماہ رمضان ۳۳ھ میں ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں ذی الحجہ ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں اور بعض کہتے ہیں جب ۳۳ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ ۱۱ م بخاری صحیح بخاری میں زہری سے روایت ہے کہ البورافع کعب بن اشرف کے بعد قتل ہوا۔ فتح الباری ج ۱ : ص ۲۶۲

بن علیک نے اپنے رفقاء سے کہا تم یہیں بیٹھو میں قلعہ کے اندر جانے کی کرنی تدبیر نکالتا ہوں، جب باہل دروازہ کے قریب پہنچ گئے تو پڑاؤ حاکم کلاس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی قضاہ حاجت کرتا ہو، دربان نے یہ سمجھ کر کہ یہ ہمارا ہی کوئی آدمی ہے یہ آواز دی کہ اے اللہ کے بندے اگر اندر آنا ہے تو جلد آجائیں ورنہ بند کرتا ہوں میں فوراً داخل ہو گیا اور ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔

ابورافع بالا خانہ پر رہتا تھا، اور شب کو قلعہ گزرتی ہوتی تھی جب قلعہ گزرتی غم ہو گئی اور لوگ اپنے اپنے گھرواپس ہو گئے تو دربان نے دروازے بند کر کے کھجیوں کا حلقہ ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔

جب سب سو گئے تو میں اٹھا اور کھونٹی سے کھجیوں کا حلقہ اتار کر دروازہ کھولتا ہوا بالا خانہ پر پہنچا اور دروازہ کھولتا تھا وہ اندر سے بند کر لیتا تھا تاکہ لوگوں کو اگر میری خبر بھی ہو جائے تو میں اپنا کام کر لے سکوں۔

جب میں بالا خانہ پر پہنچا تو وہاں اندھیرا تھا اور ابورافع اپنے اہل و عیال میں سو رہا تھا۔ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ ابورافع کہاں اور کدھر ہے میں نے آواز دی۔ اے ابورافع۔ ابورافع نے کہا کون ہے میں نے اسی جانب ڈرتے ڈرتے تلوار کا دار کیا مگر نالی گیا۔ ابورافع نے ایک چٹخ ماری میں نے تھوڑی دیر بعد آواز دی کہ بھروسہ نہ لےجو میں کہا اے ابورافع یہ کیسی آواز ہے، ابورافع نے کہا، ابھی مجھ پر کسی شخص نے تلوار کا دار کیا یہ سننے ہی میں تلوار کا دوسرا دار کیا جس سے اس کے کاری زخم آیا۔ بعد ازاں میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ کر اس زخم سے دبائی کہ پشت تک پہنچ گئی جس سے سمجھا کہ میں اب اس کا کام تمام کر چکا اور واپس ہو گیا اور ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا تھا۔ جب سٹیجھی سے اترنے لگا تو خیر خال ہوا کہ زمین قریب آگئی اترنے میں گر پڑا۔ اور پٹیلی کی ہڈی ٹوٹ گئی چاندنی رات تھی۔ عامرہ کھول کر ناہنگ کرانہا اسیا اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا تم چلو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سناؤ میں یہیں بیٹھا ہوں اس کی موت اور قتل کا اعلان سن کر آؤں گا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی اور غرض نے ناہنگ دی تو خبر دینے والے نے قلعہ کی تفصیل سے اس کی موت کا اعلان کیا تب میں وہاں سے رخصت ہوا اور ساتھیوں سے ملا۔ اور کہا تیغ چلو۔ اللہ نے ابورافع کو ہلاک کیا۔ وہاں سے چل کر رسول اللہ

حافظ عسکری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

غزوة احد

شوال ۱۳۸۶ھ

۱۵۔ اے تحفظ بدو، الجماعۃ عبداللہ بن عتیق عمایونہ

۷۔ احمدیہ منہج کے ایک مشہور پیروکار کا نام ہے جودینہ سے کمزور پیش رو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ احمد کا اصل اس لئے

کہتے ہیں کہ دوسرے جبال (پہاڑوں) سے متوجہ یعنی منفر واد علیحدہ ہے۔ (البیاضۃ والنہایتہ ص ۱۱)

بلاؤ اور سخیان بن حرب۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ۔ عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام۔
 حویطب بن عبدالعزیٰ۔ صفوان بن امیہ اور دیگر سرداران قریش ایک مجلس میں جمع ہوئے، کہ کاروان
 تجارت بطور امانت محفوظ ہے، اس میں سے اہل ہمدانہ تو تمام شرکار پر بقدر حصص تقسیم کر دیا جائے اور
 زرمناضہ کلینہ محمد بن ابی سلمہ سے جنگ کی تیاری میں صرف کیا جائے تاکہ ہم مسلمانوں سے اپنے
 باپ اور بیٹوں، خویش اور اقارب، ایمان اور اشرف کا جو بدر میں مارے گئے انتقام لیں بیک آواز
 سب سے نہایت طیب خاطر سے اس درخواست کو قبول کیا اور زرمناضہ جس کی مقدار چار ہزار
 دینار تھی وہ سب اس کام کے لئے جمع کر دیا گیا۔

اس بارے میں حق تعالیٰ شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَيْدِيَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ لَفِي ضَلَالٍ
 عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَفَسَّيْنَاهُمْ كَمَا كُفُّوا
 غَلَبَهُمْ حَسْرَتُهُمْ يَقْلِبُونَ دِرَاهِمَهُمْ
 حَتَّى يَصِلُوا إِلَى صُلْبِهِمْ
 تحقیق کافر نے ہاتھوں کو خرچ کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو
 خدا کے راستہ سے روک دیں پس اور بھی خرچ کریں گے
 اور پھر یہ سب ان پر حسرت اور افسوس برسے گا پھر آخر
 مغلوب ہوں گے۔

قریش کا عورتوں کو ہمراہ لے چلنا

فرض یہ کہ قریش نے خوب تیلاری کی اور عورتوں کو بھی ہمراہ لیا تاکہ وہ رجز یہ اشخاص سے
 رونے والوں کی بہت بڑھائیں اور بھاگنے والوں کو غیرت دلائیں نیز لڑنے والے عورتوں کی
 بے حرمتی کے خیال سے دل کھول کر اور سینہ ٹھوک لڑیں پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیں اور قبائل میں
 قاصد بھیجے کہ اس جنگ میں شریک ہو کر داؤد جاعت دیں۔ اس طرح تین ہزار آدمیوں کا لشکر جمع

۱۷۔ جنگ بدر میں ابوسفیان کا بیٹا حنظلہ اور عکرمہ کا باپ ابو جہل اور حارث بن ہشام کا بیٹا ابی جہل بن ہشام اور
 صفوان بن امیہ کا باپ امیہ بن قیس تھے گرچہ یہ سب کراہت ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل
 اور حارث بن ہشام اور حویطب اور صفوان سب مسلمان ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے عہدہ زرقانی پر

ہو گیا جن میں سے سات سوزہ پوش تھے اور دوسو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں ہمراہ تھیں، یہ تین ہزار کا شکر جبار نہایت کر دے ابوسیان بن حرب کی سرکردگی میں ہ شوال ۳۳ھ کو مکہ سے روانہ ہوا طبقات ابن سعد ج ۲، قسم اول زرقانی ج ۲، تاریخ طبری ج ۲

حضرت عباسؓ کا حضورؐ پر نور کو قریش کے ارادے اطلاع دینا

حضرت عباسؓ نے یہ تمام حالات لکھ کر نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے پاس ایک تیز رو قاصد کے ہاتھ روانہ کئے اور قاصد کو یہ تاکید کی کہ تین دن کے اندر اندر کسی طرح آپ کے پاس یہ خط پہنچا دے

حضورؐ پر نور کا صحابہ سے مشورہ

یہ خبر پاتے ہی آپؐ نے انس اور موسیٰ رضی اللہ عنہما کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ انھوں نے آکر یہ اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ کے بالکل قریب آ پہنچا ہے۔ بعد ازاں جناب بن منذرؓ کو ان کا اندازہ کرنے کیلئے بھیجا کہ معلوم کریں فوج کی کتنی تعداد ہے، جنابؓ نے آکر ٹھیک اندازہ اوصیح تخمینہ سے اطلاع دی تاہم جب حد بن مزلہ اور یزید بن حنیفہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مسجد نبویؐ کا پہرہ دیا، اور شہر کے اطراف و جوانب میں بھی پتہ چلا دیئے گئے طبقات ابن سعد ج ۲، قسم اول، یہ جمعہ کی شب تھی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بلا کر مشورہ کیا، اکابر مہاجرین و انصار نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ ہی میں پناہ گزین ہو کر مقابلہ کیا جائے لیکن جو فوجوان جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب تھے ان کی یہ رائے ہوئی کہ مدینہ سے باہر نکل کر ان پر حملہ کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک مضبوط زبرہ میں ہوں اور ایک گائے ہے کہ زبرہ کی جاری ہے

جس کی تعبیر یہ ہے کہ مدینہ منزلہ مضبوط زرد کے ہے اور ذبح بقر سے اس طرف اشارہ ہے کہ میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ شہید ہوں گے لہذا میری رائے میں مدینہ ہی میں قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا جائے اور خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ پھر اسی تلوار کو دوبارہ ہلایا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ ہو گئی۔ جس کی تعبیر یہ تھی کہ صحابہ کرام منزلہ تلوار کے تھے جو آپ کے دشمنوں پر وار کرتے تھے صحابہ کو عباد میں بے باکانہ تلوار کے ہلانے کے تھایا کہ مرتبہ ہلایا یعنی غزوہ احد میں تو اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ یعنی کچھ صحابہ شہید ہو گئے، پھر اسی تلوار کو دوسرے غزوہ میں استعمال کیا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ اور تیز ہو گئی اور خوب دشمنوں پر چلی عبداللہ بن ابی راس المنافقین سے بھی ہوشیار اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے مشورہ لیا گیا اس نے یہ کہا کہ تجربہ یہ ہے کہ جب کسی دشمن نے مدینہ پر حملہ کیا اور اہل مدینہ نے اندرون شہر ہی رہ کر مقابلہ کیا تو فتح ہوئی اور جب باہر نکل کر حملہ کیا گیا، تو ناکام رہے یا رسول اللہ آپ مدینہ سے باہر نکلے خدا کی قسم جب کبھی ہم مدینہ سے باہر نکلے تو دشمنوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی اور جب کبھی ہم مدینہ میں رہے اور دشمن ہم پر چڑھ کر آیا تو دشمن نے ہمارے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی آپ تو مدینہ کی ناکہ بندی فرماؤں دشمن اگر بالفرض مدینہ میں گھس آیا تو مردان کا تلوار سے مقابلہ کریں گے اور بچے اور عورتیں چھتوں سے سنگ باری کریں گی۔ اور اگر باہر سے باہر ہی ناکام واپس ہو گئے تو فہو المراءیلے

مگر بعض اکابر اور حواریوں نے اس پر زیادہ اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر حملہ کیا جائے، اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو اس دن کے متنی اور شاق ہی تھے اور خدا سے دعائیں مانگ رہے تھے خدا وہ دن لے آیا اور مسافت بھی قریب ہے حضرت حمزہ اور سعد بن عبادہ اور نعمان بن ثعلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم نے مدینہ میں رہ کر ان کی مدافعت کی تو ہمارے دشمن ہم کو خدا کی راہ میں بزدل خیال کریں گے اور حضرت حمزہ نے یہ کہا -

وَالَّذِي أَشْرَكَ عَلَىٰ نَفْسِكَ الْكِتَابُ لَا . . . قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ پر کتاب

المعد اليوم طعاما حتى اجالدهم
بسیلی خارج المدینہ لے
مازل فرمائی میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گا جب
تک مدینہ سے باہر نکل کر دشمنوں کا اپنی تمہارے مقابلہ
نہ کر لوں۔

نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔
یا رسول اللہ! کاتحررنا الجنة
ذوالذی بعثک بالحق لادخلن
الجنة
اے اللہ کے رسول! ہم کو جنت سے محروم نہ کیجئے۔ قسم
ہے اس فات پاک کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے
میں ضرور جنت میں داخل ہو کر رہوں گا۔

آپ نے فرمایا کس بنا پر نعمان نے عرض کیا۔
لا فی اشھدان کا الہ الا اللہ
وانک رسول اللہ ولا افر
لیوم الزحف
اس لئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے حق رسول
ہیں اور میں لڑائی میں کبھی ہجرت نہیں۔

اور ابہر روایت میں یہ لفظ ہیں
لا فی احب اللہ ورسولہ
آپ نے فرمایا۔ مَدْتُ تَرْنَمَ پکا کہا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ جنت کے شیدائی اور شہادت کے سوغاتی یعنی

نوجوانوں کا امرا تو پیچھے ہی سے ہے کہ مدینہ سے باہر جا کر حملہ کیا جیسے لیکن مجاہدین و انصار میں سے بھی
بعض اکابر بھی حضرت حمزہؓ اور سعد بن عبادہؓ شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب ہیں اور اُنھی
بھی یہی رائے ہے، تو آپ نے بھی یہی عزم فرمایا۔

یہ جمعہ کا دن تھا۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر وعظ فرمایا، اور جہاد و قتال کی ترغیب دی، اور
تبارکی کا حکم دیا۔

یہ سنتے ہی خداوند ذوالجلال کے محبت و مخلصین، عاشقین و اولین اور خداوند قدوس کے تھکے شائقین کے جائز میں جان آگئی اور سمجھ گئے کہ اب اس دنیا کے جیل خانہ اور اس قفس سے ہماری رہائی کا وقت آگیا۔

قرم آن روز کریں منزل ویران ہرم راحت مان ظلم و زپئے جانان ہرم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری اور سلاح پوشی

عمر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ حجرہ شریفہ میں تشریف لے گئے اور صاحبین (یعنی آپ کے وہ دو ساتھی جو دنیا میں بھی آپ کے ساتھ رہے اور عالم برزخ میں بھی آپ کے ساتھ ہیں اور میدان حشر اور حوض کوثر اور جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گے) یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ بھی آپ کے ساتھ حجرہ میں گئے۔

ہنوز آپ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف نہ لائے تھے کہ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لوگوں سے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر سے باہر سے جا کر حملہ کرنے پر مجبور کیا حالانکہ آپ پر اللہ کی وحی اتنی رقی ہے مناسب یہ ہے کہ آپ کی رائے اور منشا پر چھوڑ دیا جائے۔ اتنے میں آپ دوزیہیں تو بر توہین کو اور سچ ہو کہ باہر تشریف لے آئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے غلطی سے خلاف مرضی مبارکہ اصرار کیا جو ہمارے لئے کسی طرح مناسب اور زیبا نہ تھا۔ آپ صرف اپنی رائے پر عمل فرمائیں آپ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ہتھیار لگا کر آوارہ سے بیابان تک وہ اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرے۔ اب اللہ کے نام پر چلو اور میں جو حکم دوں وہ کرو۔ اللہ کچھ لو کہ جب تک تم صابر اور ثابت قدم رہو گے تو اللہ کی فتح اور نصرت تمھارے ہی لئے ہے۔

۱۰۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم آپ کے ساتھ مخصوص نہیں ہر پیغمبر علیہ السلام کا یہی حکم ہے کہ ہتھیار لگا لینے کے بعد پیغمبر جہاد کے ہتھیار آنا جائز نہیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نفل اور تہب شروعا کر لینے سے اس اہتمام اور ہر کار کا راجح ہوتا جاتا ہے، تاہم ۱۲ صفحہ ۵۰۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی اور فوج کا معائنہ

۱۱ سوال یوم جمعہ بعد نماز عصر آپ ایک ہزار جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے آپ گھوڑے پر سوار تھے اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما زرہ پہنے ہوئے آپ کے آگے آگے تھے، اور سب سلمان آپ کے دائیں اور بائیں چلتے تھے۔

یہ تمام تفصیل طبقات ابن سعد اور زقانی میں مذکور ہے۔ مدینہ سے باہر نکل کر جب مقام شیخین پہنچے تو فوج کا جائزہ لیا۔ ان میں جو نو عمر اور کم سن تھے ان کو واپس فرمایا جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

- | | |
|--------------------------------------|--|
| (۱) اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۲) زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۳) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۵) اسید بن ظبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۶) عرابہ بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۷) براؤ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۸) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ |

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں سترہ صحابی پیش کئے گئے جن کی عمر چودہ چودہ سال کی تھی نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے نابالغ قرار دے کر واپس کر دیا جب ایک سال بعد پندرہ سال کے سن میں پیش کئے گئے تو آپ نے اجازت دی۔ زرقانی ص ۲۵ ان کسٹوں میں رافع بن خدیج بھی تھے۔ انھوں نے یہ ہوشیاری کی کہ انگو ٹھوس کے بل تن کے کھڑے ہو گئے تاکہ دروازہ قامت معلوم ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ نیز ان کی نسبت یہ بھی کہا گیا کہ یہ بڑے تیر انداز ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز نے ایک بہتر حوالہ سے یہ دریافت کیا کہ عبداللہ بن عمر کن غزوات میں رسول اللہ

ﷺ کے شیخین دو ٹیوں کا نام ہے جو مدینہ اور اقصیٰ تک پہنچتے ہی وہاں ایک انصاف اور بڑھاپا بیٹوں کی اور ایک اندھی اور بڑھاپا بیٹوں کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ۲۷ ابوریح ج ۳۔

علیہ السلام کے ساتھ شریک ہوئے نافع نے کہا مجھ سے خود ابن عمر نے بیان کیا کہ جب غزوہ بدر ہوا تو اس وقت میں ۳۳ سال کا تھا اور جب غزوہ احد ہوا تو اس وقت میں ۴۴ سال کا تھا۔ غزوہ بدر میں تو میں نے چلنے کا ارادہ ہی نہیں کیا لیکن غزوہ احد میں شریک ہونے کی بارگاہ نبوی میں استدعا کی لیکن آپ نے کسب کی وجہ سے قبول نہ فرمایا اور علی بن ابی طالب اور اس بن عمار کو بھی کسب ہونے کی وجہ سے واپس فرمایا مگر رافع بن خدیج کو نواز قاصت ہونے کی وجہ سے اجازت دے دی جب غزوہ خندق پیش آیا تو اس وقت میں ۵۵ سال کا تھا اس وقت آپ نے مجھ کو اجازت دی اور آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا۔ عمر بن عبد العزیز نے اس حدیث کو سن کر فوراً کاتب کو حکم دیا کہ بہت جلد اس حدیث کو لکھ لیں۔

اس لئے کہ لوگ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے لئے بیت المال سے وظیفہ کی درخواست کرتے ہیں۔ لہذا خوب تحقیق کر لی جائے جو فی الواقع پندرہ سال کا ہو مجاہدین اور قتالین کی فہرست میں اس کا نام درج کر کے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔

اور جو پندرہ سال سے کم ہو اس کا نام ذریعہ بچوں کی فہرست میں لکھا جائے عیون الاثر ۲۳۳
سمرہ بن جندب جراحین کے ہم سن تھے انہوں نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں اپنے علاقائی باپ مری بن سنانؓ سے کہا۔ اے باپ۔ رافع کو تو اجازت مل گئی اور میں رہ گیا۔ حالانکہ میں ان سے زیادہ قوی ہوں رافع کو کھپاڑا دیا گیا۔ مری بن سنانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے رافع کو اجازت دی اور میرے بیٹے کو واپس فرمایا حالانکہ میرا بیٹا رافع کو کھپاڑا دیا گیا ہے۔

آپ نے رافعؓ اور سمرہؓ کی کشتی کرائی۔ سمرہ نے رافع کو کھپاڑا دیا۔ آپ نے سمرہ کو بھی اجازت دی۔ طبری میچ ۳۔ بچے اور بوڑھے جراحان اور ادھیڑ سب کے سب ایک ہی شراب کے محمود اور ایک ہی نشہ کے حمد تھے۔ شہید ہونے سے پہلے ہی فخر تسلیم سے شہید ہو چکے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ۔

شکر اسلام سے منافقین کی علیحدگی اور اپسی

جب آپ محمد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ منافقین عبداللہ بن ابی جوہن سنو آدمیوں کی جمعیت اپنے ہمراہ لایا تھا یہ کہہ کر آپس ہو گیا کہ آپ نے میری رائے نہیں مانی ہم بے وجہ کیوں اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالیں یہ جنگ نہیں ہے اگر ہم اس کو جنگ سمجھتے تو تمہارا ساتھ دیتے انہی لوگوں کے بارہ مہینہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَيَعْلَمَنَّ الَّذِينَ نَافَقُوا بِهِ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا تَلَوْا فَنُتِلَّ بِسَبِيلِ اللَّهِ أَوْادُ فَعَوَّادًا تَالُوا لَوَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَا يَكُنْ لَكُمْ كُفْرٌ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَنفُسِهِمْ مَا لَيْسَ فِي تِلْكَ مِنْهُمْ بَشَرٌ لَّئِنْ لَمْ يَنْزِلْ بِهِ الْوَحْيُ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ۝ رآل عمران، آیت ۱۶۷

اب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صرف سات تن صحابہ رہ گئے جن میں صرف تنو آدمی زہرہ پوش تھے اور سارے شکر میں صرف دو گھوڑے تھے ایک آپ کا اور ایک ابو بکر بن نثار حارثی کا بیٹا

قبیلہ خزرج میں سے بنی سلمہ نے اور قبیلہ اوس میں سے بنی حارثہ نے بھی ابن ابی کی طرح کچھ واپسی کا راہ دکھایا اور یہ دونوں قبیلے شکر کے دونوں طرف تھے تو رفیق خداوندی نے ان کی دست گیری کی۔ خدا نے ان کو پکالیا۔ اور واپس نہیں ہوئے۔ ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ فُتِنَا بِاللَّهِ وَارْتَمَوْا عَلَىٰ عَنُقَيْهِمَا وَلَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ بِهِ الْوَحْيُ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ۝ یاد کرو اس وقت کو جب ہمت باری تم میں کے دو گروہوں نے اور اللہ ان کا

دگار تھا۔ اس لئے وہ واپسی سے محفوظ رہے اور تمام مسلمانوں کو اللہ ہی پر پھر دوسرے چاہیے۔

ہنوز آپ مقام شخین ہی میں تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

اذان دی آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور یہیں شب کو قیام فرمایا۔ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے تمام شب شکر کی پاسبانی کی و تثنائتاً شکر کا ایک چکر لگاتے اور واپس آکر آپ کے خیمہ مبارک کا پہرہ دیتے۔

شب کے آخری حصہ میں آپ نے کوچ فرمایا جب اُحد کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز کا وقت آگیا، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ بلالؓ نے اذان اور اقامت کہی اور اپنے اپنے تمام اصحاب کو نماز پڑھائی۔

ترتیب فوج

نمانے سے فارغ ہو کر لشکر کی جانب متوجہ ہوئے مدینہ کو سامنے اور اُحد کو پس پشت لکھ کر صفوں کو مرتب فرمایا۔ اور جو صفیں چند لمحہ پہلے خداوند ذوالجلال کی تعظیم والجلال کے لئے دست بستہ کھڑی ہوئی تھیں اب وہ اس کبیرہ متعالیٰ کی راہ میں جاننازی اور سرفروشی اور اس کے راستہ میں جہاد و قتال کے لئے کھڑی ہو گئیں۔

صبح بخاری میں برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ جبل اُحد کے پیچھے بٹھلادیا تاکہ قریش پشت سے حمل نہ کر سکیں اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر ہم کو مشرکین پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اگر مشرکین کو ہم پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ سرکنا اور نہ ہماوی مدو کے لئے آنا۔

زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ اگر پرندوں کو بھی ہم کو اچھتے ہوئے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ ہٹنا۔

مسند احمد و معجم لہرائی وغیرہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ ارشاد فرمایا تم اس گھمکھڑے رہو اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرو۔ اگر ہم کو قتل ہوتے ہوئے بھی دیکھو تو ہماری مدد کے لئے نہ آنا اور اگر غنیمت حاصل کرتے ہوئے دیکھو تو اس میں شریک نہ ہونا۔

قریش کے لشکر کا حال

قریش کا لشکر جبار شبنہ ہی کو مدینہ پہنچ کر اُحد کے دامن میں پڑا ڈھال چکا تھا۔ جس کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سے سات سو زہرہ پوش اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے اور اثراتِ مکہ کی ہندو عورتیں ہمراہ تھیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر مومن کو ہرجس دلاتی تھیں۔ نفسانی اور شہوانی اور شیطانی لوگوں کا دھندالیا ہی ہوتا ہے۔ لغو ذہالہ مند جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ بندہ بنت عقبہ ابو سفیان کی بیوی اور حضرت معاذ کے ماں

(۲)۔ ام کلثم بنت حارث بن بشام ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی

(۳)۔ فاطمہ بنت دلیدہ حارث بن بشام کی بیوی (۴)۔ ہرزہ بنت مسعود جعفر بن امیہ کی بیوی

(۵)۔ رلیہ بنت شبیبہ عمرو بن العاص کی بیوی (۶)۔ یسافہ بنت سعد طلحہ بن ابی طلحہ حمی کی بیوی

(۷)۔ خناس بنت مالک مصعب بن عمیر کی والدہ (۸)۔ عترہ بنت علقمہ

علامہ زرتانی فرماتے ہیں کہ سوائے خناس اور عمرو کے یہ سب عورتیں بعد میں چل کر مشرف باسلام ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

قریش نے اپنے لشکر کے مہینہ پر خالد بن ولید کو اور مسیرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو اور پیاوہ پر جعفر بن امیہ کو اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو اور تیر اندازوں پر عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو افسر مقرر کیا۔

مگر بعد میں چل کر قریش کے یہ ہاتھوں امرائے لشکر مشرف باسلام ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲

۱۔ فتح الباری، ۱: ۵، ص ۲۰۰ ۲۔ فتح الباری، ۱: ۵، ص ۲۰۰

۳۔ زرتانی، ۱: ۲، ص ۲۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدین سے ایک خطاب

جب یزید بن ابی مرثبہ ہوا تو رسول اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر یہ فرمایا
 من یاخذ هذا السيف بحقه کون ہے جو کہ اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لے۔
 یہ سن کر بیت سے اٹھ کر اس سعادت کے حامل کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر نبی اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک روک لیا اتنے میں ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کیا
 یا رسول اللہ اس تلوار کا کیا حق ہے، آپ نے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس سے خدا کے دشمنوں کو مارے
 یہاں تک کہ غم ہو جائے۔

یہ روایت مسند احمد اور صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے اور معجم طبرانی میں قتادہ بن اسحاقؓ سے
 اور مسند برادر میں حضرت زبیرؓ سے مروی ہے۔

حافظ ابو بشر دہلابی نے اس حدیث کو کتاب المغنی میں حضرت زبیرؓ سے روایت کیا ہے، اس
 میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو کبھی قتل نہ کرنا اور اس کو
 لے کر کبھی کسی کافر کے مقابلہ سے فرار نہ ہونا۔

ابو دجانہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں یعنی اس کا حق
 ادا کر دوں گا، آپ نے فوراً وہ تلوار ابو دجانہؓ کو مرحمت فرمادی۔

غالباً آپ کو بذریعہ وحی الہی کے یہ معلوم ہوا ہو گا کہ سوائے ابو دجانہؓ کے کوئی اس تلوار کا حق نہ
 ادا کرے گا۔ اس لئے سرور ابو دجانہؓ ہی کو عطا فرمائی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۲

(فائدہ) ابو دجانہؓ بڑے شجاع اور بہادر تھے، جنگ کے وقت ان پر دشمنوں
 یعنی منافقانہ اور دھڑا دھڑا کر کے خاص کیفیت ہوتی تھی، لڑائی کے وقت سر پر شترخ عمامہ باندھ
 لیتے تھے اور خراں خراں چلتے۔ غالباً اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار عطا کی جیسا کہ آئندہ

اُن کے جہاد قتال سے معلوم ہوگا۔

آغاز جنگ امبارزین قریش کا ایک ایک کر کے قتل

قریش کی طرف سے سب سے پہلے میدان جنگ میں ابو عامر نکلا جو زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا اور زہد اور پارسائی کی وجہ سے راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا جب مدینہ میں اسلام کا نور چکا تو یہ شپہ چشم اس کی تاب نہ لاسکا اور مدینہ سے مکہ چلا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے راہب کے فاسق نام تجویز فرمایا۔

اس فاسق نے مکہ آکر قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے آمادہ کیا اور معرکہ اُحد میں خود اُن کے ساتھ آیا اور یہ یاد رکھ کر آیا کہ قبیلہ اوس کے لوگ جب ٹھکرو گئیں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

پہلا مبارز ۱۔ چنانچہ معرکہ اُحد میں سب سے پہلے ہی ابو عامر میدان میں آیا اور اور لٹکا کر کہا۔

یا معشر اکاوس انا ابو عامر اے گروہ اوس میں ابو عامر ہوں۔

خدا اوس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے جنھوں نے فوراً ہی یہ جواب دیا۔

لا انعم الله بک عینا یا فاسق اے خدا کے فاسق اور نافرمان خدا کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے۔

ابو عامر یہ دندان شکن جواب سن کر غائب و نامر واپس ہوا اور جا کر یہ کہا کہ میرے

بدمیری قوم کی حالت بدل گئی۔ زرقانی جز ۲ ابن ہشام ص ۹۶ طبری ص ۱۶۹ عیون الاثر ص ۲۲۷ البدایہ والنہایہ ص ۱۶۹

دوسرا مبارز ۲۔ بعد ازاں مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ میدان میں آیا اور

لکار کر یہ کہا۔ اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری تلواروں سے جلدی جہنم میں پہنچاتا ہے اور ہماری تلواروں سے تم کو جنت میں جلد پہنچاتا ہے، پس کیا تم میرے ہے کوئی جس کو میری تلوار جلد جنت میں اس کی تلوار مجھ کو جلد جہنم میں پہنچائے۔

یہ سنتے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ مقلبہ کے لئے نکلے اور تلوار چلائی جس سے اس کا پیرکٹ گیا اور منہ کے بل گرا اور ستر کھل گیا۔ حضرت علیؓ شرمناک رہے پٹھے پٹ گئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا اسے علی کیوں پٹھے پٹے، آپ نے فرمایا مجھ کو اس کے ستر کھل جانے سے شرم آگئی۔

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پر تلوار چلائی جس سے سر کے دو حصے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرور ہوئے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا اور مسلمانوں نے بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا نعرہ لگایا۔

غالباً حضرت علی کی پہلی تلوار اس کے قدم پر پڑی جس سے پیرکٹ گیا اور دوسری تلوار سر پر پڑی جس نے کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ ابن جریر کی روایت میں پہلے وار کا ذکر ہے، اور ابن سعد کی روایت میں دوسرے وار کا، لہذا دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

قیس امبارز۔ بعد ازاں عثمان بن ابی طلحہ نے حکم سننا لا اور یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

إِنَّ عَلَىٰ أَهْلَ السَّوَاءِ حَقًّا أَنْ تَخْضَبَ الصَّعْدَاءُ وَتَنْدَقَا
 علمبردار و کایہ فرض ہے کہ لڑتے لڑتے اس کا نیزہ دشمن کے خون سے رنگین ہو جائے
 پاؤں پاؤں ہوں۔

حضرت حمزہ نے بڑھ کر حملہ کیا اور عثمان کے دونوں ہاتھ اور دونوں شانے صاف کر دیے

اور علم اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں اس کا کام تمام ہوا۔

چوتھا مبارزہ :- اس کے بعد ابو سعد بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ سعد بن ابی قحس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی ایک تیر تک اس کے حلق پر مارا جس سے اس کی زبان باہر نکل آئی آگے بڑھ کر فوراً قتل کیا۔

پانچواں مبارزہ :- اس کے بعد سنان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم اٹھایا حضرت عامر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا۔

چھٹا مبارزہ :- اس کے بعد عمار بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اس کو بھی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا اور بقول بعض حضرت زبیر نے اس کو قتل کیا۔ ساتواں مبارزہ :- پھر کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم ہاتھ میں پکڑا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر قتل کیا۔

آٹھواں مبارزہ :- بعد ازاں جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھایا۔ فوراً ہی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

نواں مبارزہ :- اس کے بعد ارطاة شریح بن جھنڈا ہاتھ میں لیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا کام تمام کیا۔

دسواں مبارزہ :- شریح بن قارظ علم لے کر آگے بڑھا آنا فانا اس کا بھی کام قتل ہوا۔ شریح کے قاتل کا نام معلوم نہیں کہ کون تھا۔

گیارہواں مبارزہ :- اس کے بعد ان کا غلام جس کا نام صواب تھا وہ علم لے کر سامنے آیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص یا حضرت حمزہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے علی اختلاف الاقوال اس کا بھی کام تمام کیا بلکہ

اس طرح سے قریش کے بائیس سردار مارے گئے جن کے نام علامہ ابن ہشام نے بالتفصیل

ذکر کئے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتلایا ہے کہ فلاں فلاں سردار فلاں فلاں صحابی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی بہادری

ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار عطا فرمائی تھی، نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ اول انھوں نے اپنا ایک سرخ عمامہ نکالا اور سر پر باندھا۔ اور اکڑتے ہوئے میدان میں نکلے اور یہ اشعار زبان پر تھے۔

أَنَا الَّذِي عَاهَدَ فِي خَلِيلِي وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَى النِّغْلِ

میں وہی ہوں جس سے میرے اس دوست نے عہد لیا ہے کہ جس کی محبت میرے
غلامِ قلب یعنی اندرونِ قلب میں سرایت کر چکی ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے،
درِ انخاب یکدم ہیار کے دامن میں نخلستان کے قریب تھے۔

إِنْ لَا أَقُومُ الدَّهْرَ فِي الْكُتُبِ أَضْرِبُ بِسَيْفِ اللَّهِ وَالرَّسُولِ

وہ عہد یہ ہے کہ کبھی پیچھے کی معف میں نہ کھڑ ہوں گا اور اللہ اور اس کے رسول کی تلوار
سے خدا کے دشمنوں کو مارتا رہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودجانہؓ کو اکڑتے ہوئے دیکھ کر فرمایا یہ حال اللہ کو
سخت ناپسند ہے مگر ایسے وقت میں۔

(یعنی جبکہ محض اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہوا اپنے نفس کیلئے نہ ہو)
ابودجانہؓ صفوں کو چیرتے چلے جاتے تھے جو سامنے آگیا اس کی لاشیں زمین پر بہتی تھیں۔

یہاں تک کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ باطل سانسے آگئی ابودجانہؓ نے اس پر تلوار اٹھائی مگر فوراً
ہی ہاتھ روک لیا۔ کہ یہ کسی طرح زبیا نہیں کہ خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک
عورت پر چلایا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ابو جہانہ ہندہ کے قریب پہنچے تو اس نے لوگوں کو آواز دی مگر کوئی شخص اس کی مدد کو نہ پہنچا۔ ابو جہانہ فرماتے ہیں مجھ کو اس وقت یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک بے پناہ اور بے سہارا عورت پر آزاؤں بیٹھ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شہادت ذکر

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیرانہ حملہ سے کفار سخت پریشان تھے جس پر تلوار اٹھاتے اسی کی لاش زمین پر نظر آتی۔

وحشی بن حرب جو جبرینِ مطعم کا وحشی غلام تھا۔ جنگ بذر میں جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی حضرت حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ جبیر کو اس کا بہت مدد ملتا تھا۔ جبیر نے وحشی سے یہ کہا کہ اگر میرے چچکے بدلہ میں حمزہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہو۔ جب قریش جنگ اُحد کے لئے روانہ ہوئے تو وحشی بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب اُحد پر فریقین کی مصیبت قتال کے لئے مرتب ہو گئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو سباع بن عبدالعزیٰ حلیٰ من مبارزہ (بے میرا کوئی مقابل) پکارتا ہوا میدان میں آیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے اے سباع۔ اے عورتوں کی خدمت کرنے والی عورت کے بچے تو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایک وار کیا ایک ہی وار میں اس کو فنا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وحشی حضرت حمزہ کی ناک میں ایک پتھر کے نیچے چھپا بیٹھا تھا۔ جب حضرت حمزہ ادھر سے گزرے تو وحشی نے پیچھے سے ناک پر نیزہ مارا جبار ہو گیا۔

حضرت حمزہ چند قدم چلے مگر روکھڑا کر گر پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ روایت صحیح بنیادی کی ہے۔ مسند ابی داؤد طحاوی میں ہے وحشی کہتے ہیں کہ جب مکہ آیا تو آزاد ہو گیا اور قریش کے ساتھ فقط حضرت حمزہ کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا قتل و قتال میرا مقصد نہ تھا۔

حضرت حمزہ کو قتل کر کے شکوہ سے علیحدہ جا کر بیٹھ گیا اسی لئے کہ میرا اور کوئی مقصد نہ تھا صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت حمزہ کو قتل کیا۔

فائدہ ۱۔ فتح مکہ کے بعد وفد طائف کے ساتھ وحشی بارگاہ رسالت میں مدینہ منورہ مشرف باسلام ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے لوگوں نے ان کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ وحشی ہے یعنی آپ کے علم محترم کا قاتل۔ آپ نے فرمایا۔

دعوا فلا سلام رجل واحد اس کو چھڑو۔ البتہ ایک شخص کا کمان ہر نامیر نزدیک احب الی من قتل الف کافر ہزار کافروں کے قتل سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ بعد ازاں آپ نے وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کیا۔ وحشی نے نہایت نجاست و مذمت کے ساتھ محض تمہیل ارشاد کی غرض سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اسلام قبول کیا اور یہ فرمایا کہ اگر جو سکے تو میرے سامنے نہ آیا کہ اس لئے کہ تم کو دیکھ کر چچا کا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے وحشی رضی اللہ عنہ کو چونکہ آپ کے اندر پہچانا مقصود نہ تھا اس لئے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہونے تو پس پشت بیٹھنے اور اس فکر میں رہے کہ اس کا کوئی کفارہ کروں چنانچہ اس کے کفارہ میں سیلہ کذاب کو اسی نیزہ سے مار کر دھل جہنم کیا جس نے خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔

اور جس طرح حضرت حمزہ کو ناف پر نیزہ مار کر شہید کیا اس طرح سیلہ کذاب کو بھی ناف پر نیزہ مار کر قتل کیا۔ اس طرح ایک خیر انسان کے قتل کی ایک شر انسان (بدترین خلائق) کے قتل سے مکافات کی یہ

صبح بخاری میں ہے کہ مسیلہ کذاب کے قتل میں وحشی کے ساتھ ایک انصاری بھی شریک تھے واقعہ کی اور اسحاق بن مامور یہ اور حاکم کہتے ہیں عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی تھے اور بعض عدی بن سہل اور بعض ابو وجانہ اور بعض زید بن الخطاب کا نام بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شت بن عبد اللہ تھے جیسا کہ ذیل کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔

الم تر انی ذو حشیہم ضر بن مسیلہ المقتن

کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میں نے اور وحشی نے دو لوگوں نے مل کر مسیلہ فتنہ پرداز کو مارا ہے

یسا مئی الناس عن قتد فقلت ضربت وھذا لئن

لوگ مجھ سے مسیلہ کے قتل کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ کس نے مارا میں نے جواب دیا کہ میں تلوار ماری اور وحشی نے نیزہ مارا۔

فلمست بصاحبہ وونہ ولمیں بصاحبہ دون شق

پس حال یہ کہ مسیلہ کا مستقل قاتل نہ تو میں ہوں اور نہ وحشی کو بغیر شت کی شرکت کے مستقل قاتل کہا جاسکتا ہے بلکہ

وحشی تلاوی ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو نے ہی حمزہ کو قتل کیا ہے میں نے عرض کیا۔

انعم والحمد للہ الذی اکرمہ ہاں۔ اور شکر اس خدا کا جس نے حضرت حمزہ کو

بیدار و سلم یعنی بیدار میرے ہاتھ شہادت کی کرامت اور عزت بخشی اور

مجھ کو اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا

کیونکہ اگر وحشی اس وقت حضرت حمزہ کے ہاتھ سے مارے جاتے تو ہمالت کفر اسے جلاتے

ہیں سے بڑھ کر کوئی امانت اور ذلت نہیں۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا اسے وحشی ہا اور خدا کی راہ میں

قتال کر جیسا کہ تو خدا کے راستہ سے روکنے کے لئے قتال کرتا تھا۔ رواہ الطبرانی ما شاؤہ من

حضرت حنظلہ غنیل الملائکہ کی شہادت کا ذکر

ابو عامر ناسق جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اس کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معرکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔
ابو سفیان اور حضرت حنظلہ کا مقابلہ ہو گیا۔ حضرت حنظلہ نے دوڑ کر ابو سفیان پر وار کرنا چاہا لیکن پیچھے سے شدا بن اسود نے ایک وار کیا جس سے حضرت حنظلہ شہید ہوئے۔
نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ کو ابر کے پانی سے ہانڈی کے برتنوں میں غسل دے رہے ہیں۔

ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا معلوم ہوا کہ حالت خہابت ہی میں جہاد کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اسی حالت میں شہید ہوئے، رواہ ابن احقاف والحاکم ومحمد ورواہ ابن سعد وغیرہ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۱۶۔
جس روز حضرت حنظلہ شہید ہونے والے تھے مکی شب ان کی بیوی نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا اور حنظلہ اس میں داخل ہوئے اور داخل ہونے کے بعد وہ دروازہ بند کر لیا گیا۔ بیوی اس خواب سے سمجھ چکی تھیں کہ حنظلہ آپ اس عالم سے رخصت ہونے والے ہیں۔
راتی تم ہونے کے بعد جب ان کی لاش تلاش کی گئی تو سر سے پانی ٹپکتا تھا۔ ۳
اسی وجہ سے حضرت حنظلہ غنیل الملائکہ کے نقب سے مشہور ہوئے۔

حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابو عامر ناسق چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے اس لئے حضرت حنظلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے قتل کی اجازت چاہی مگر آپ نے منع فرمایا۔ (رواہ ابن شاہین واسنادہ حسن) (اصابہ ترجمہ حنظلہ بن ابی عامر) مسلمانوں کے ان ولیہانہ اور جان ہانازہ حملوں سے قریش کے میدان جنگ سے پیر اکھٹے

۱۔ بیہی کا نام مہدی تھا، صحابہ میں۔ اس انس الفقیہ عبداللہ بن ابی کدیہ میں ۱۲۔ (روض الانف و اصحابہ) ۲

۳۔ الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶، ۲۱۶

۴۔ روض الانف ج ۱ ص ۲۱، ۱۳۳

اور ادھر اُدھر منہ چپا کر اور نپٹ دکھا کر بھاگ گئے گئے اور عورتیں بھی پریشان اور بدحواس ہو کر پہاڑوں کی طرف بھاگنے لگیں اور مسلمان مالِ غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

مسلمان تیر اندازوں کی اپنی جگہ سے ہٹ جانا اور لڑائی کا پانسہ پلٹ جانا

تیر اندازوں کی اس جماعت نے وجوہ کی حفاظت کے لئے بٹھائی گئی تھی۔ جب یہ دیکھا کہ فتح ہو گئی اور مسلمان مالِ غنیمت میں مشغول ہیں۔ یہ بھی اسی طرح بڑھے۔ ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت روکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ تم اس جگہ سے نہ ملنا۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور مرکز چھوڑ کر غنیمت جمع کرنے والی میں جا گئے۔

عبداللہ بن جبیر اور ان کے دشمنوں کی شہادت

مرکز پر صر عبداللہ بن جبیر اور دشمن آدمی رہ گئے حکم نبوی کے خلاف کرنا تھا کہ یکایک فتح شکست سے بدل گئی خالد بن ولید نے جو اس وقت مشرکین کے سینہ پر تھے۔ درہ کو خالی دھکی کر پشت پر سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہوئے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ کی شہادت

مشرکین کے اس ناگہانی اور یکبارگی حملہ سے مسلمانوں کی صفیں درہم و برہم ہو گئیں۔ اور دشمنانِ خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آ پہنچے۔

مسلمانوں کے علمبردار مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے قریب تھے۔ انھوں نے کافروں کو متباد کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے ان کے بعد آپ نے علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا۔ چونکہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اس لئے کسی شیطان نے یہ

انہوں نے آزادی کر نصیب دشمنان صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس لئے تمام مسلمانوں میں سرا سیکھی اور اضطراب پھیل گیا اور اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی سب کے سب بدحواس ہو گئے اور اس بدحواسی میں دوست و دشمن کا بھی امتیاز نہ رہا اور آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چنے لگی۔

حضرت خذیفہؓ کے والد کا مسلمانوں کے ہاتھ سے غلامی سے شہید ہونا

حضرت خذیفہؓ کے والد میان بھی اسی کشمکش میں آگئے حضرت خذیفہؓ نے دور سے دیکھا کہ کان میرے باپ کے مارے ڈال رہے ہیں۔ پکار کر کہا اے اللہ کے بندوں یہ میرا باپ ہے مگر اس ہنگامہ میں کون سنتا تھا بالآخر حضرت میان شہید ہو گئے مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا کہ یہ خذیفہؓ کے باپ تھے تو بیتِ نادم ہوئے اور کہا خدا کی قسم ہم نے پہچانا نہیں۔ حضرت خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: **يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ** اللہ تعالیٰ معاف کرے وہ سب زیادہ مہربان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دینے کا ارادہ فرمایا مگر حضرت خذیفہؓ نے قبول نہیں کیا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خذیفہؓ کی اور قدر بڑھ گئی بلکہ

خالد بن ولیدؓ کے ناگہانی حملہ سے لشکرِ اسلام کا اضطراب اور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بمبیاں ثبات قدمی

خالد بن ولیدؓ کے اس یکبارگی اور ناگہانی حملہ سے اگرچہ بڑے بڑے ولیوں کے پاؤں اکٹھے گئے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات اور قدمِ استعجال میں تاہر ہوا بے زلزل نہیں آیا۔ اور کیسے آسکتا تھا اللہ کا نبی اور اس کا رسول معاذ اللہ بزدل نہیں ہو سکتا، پہاڑوں جیسا مگر انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ۔ اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے، ایک پہنیر کی تنہا شجاعت کل عالم کی شجاعت سے کہیں زیادہ وزنی اور بھاری ہوتی ہے۔

چنانچہ دلائل پہنچتی ہیں مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

نوالذی بعثہ بالحق ما زالت
تدہ شبرا واحد اوانہ لقی
وجہ العد ورفی الیہ طائفۃ
من اصحابہ مرثی ولفترق مرثی
فربما رایتہ قائما یرمی عن
نوسہ وبری بالحق جرحتی
امخاضا عنہ۔ (رزرقانی ص ۳۳)

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر
بھیجا آپ کا قدم مبارک ایک باشت بھی اپنی جگہ سے
نہیں ہٹا اور بلاشبہ آپ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم
ہے صحابہ کی ایک جماعت کبھی آپ کے پاس آتی تھی
اور کبھی جاتی تھی اور با اوقات میں نے آپ کو دیکھا کہ
آپ نفیس نفیس خود کھڑے ہوئے تیر اندازی اور
سنگ باری فرما رہے ہیں بیان تک دشمن آپ سے ہٹ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظین

ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس بچل اور اضطراب میں چودہ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ رہے۔ سات مہاجرین ہیں سے اور سات انصار میں سے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

اسماء انصار

اسماء مہاجرین

- | | |
|--------------------------------------|---|
| (۱) ابو جہانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۱) ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۲) جناب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۲) عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۳) عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۳) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۴) حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۴) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۵) سہیل بن ضیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۵) طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۶) سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۶) زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۷) اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۷) ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ |

مہاجرین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام اس لئے نہیں ذکر کیا گیا کہ مصعب بن عمیر کے شہید

ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حضرت علیؓ کو عطا فرمادیا تھا وہ معروف جہاد و قتال تھے۔

یہ چودہ اصحاب آپ کے ساتھ تھے لیکن کبھی کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے بعض حضرات کہیں چلے بھی جاتے تھے مگر جلد ہی واپس ہو جاتے تھے۔

اس نے کبھی آپ کے ساتھ بارہ آدمی رہے۔

(جیسا کہ صحیح بخاری میں برابر بن غازیب سے مروی ہے)

اور کبھی گیارہ (جیسا کہ نسائی اور دلائل بیہقی میں حضرت جابر سے بسند جیدہ مروی ہے)

اور کبھی سات (جیسا کہ صحیح مسلم میں انس بن مالکؓ سے مروی ہے)

اختلاف اوقات اور اختلاف حالات کی وجہ سے حاضرین بارگاہ رسالت کے عدد میں دقتیں

مختلف ہیں ہر ایک راوی کا بیان اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے بجا اور درست ہے کسی وقت بارہ

اور کسی وقت گیارہ اور کسی وقت سات آدمی آپ کے ساتھ رہے۔ بحمد اللہ سب روایتیں متفق ہیں۔ کوئی

تعارض نہیں۔

تفصیل کے لئے فتح الباری ص ۲۵۷ اور زرقانی ص ۲۵ کی مراجعت فرمائیں۔

قریش کا حضور پر نور پر ناگہانی ہجوم اور صحابہ کرام کی جانثاری

صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ جب قریش کا آپ پر ہجوم ہوا تو یہ ارشاد فرمایا

کون ہے کہ جوان کو مجھ سے بٹائے اور ہجرت میں میرا رفیق بنے۔ انصار میں کے سات آدمی اس وقت

آپ کے پاس تھے۔ ساتوں انصاری باری باری اٹھ کر شہید ہو گئے۔ صحیح مسلم ص ۲۶ غزوہ اُحد و رواہ احمد

کافی البدایہ والنہایہ ص ۲۶۔

ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

من رجل لیثری لنا لنفسه کون مرہے کہ جو ہمارے لئے اپنی جان فروخت کرے۔

یہ سنتے ہی زیاد بن سکن اور پانچ انصاریوں کے ہر گئے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک نے جان نثاری اور جان بازی کے جوہر دکھلانے یہاں تک شہید ہوئے اور اپنی جان کو فروخت کر کے جنت مولیٰ لے لی۔

زیاد بن سکن کی شہادت

زیاد کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کھا کر گرے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان کو میرے قریب لاؤ۔

لوگوں نے ان کو آپ کے قریب کر دیا۔ انھوں نے اپنا رخسار آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان اللہ کے حوالے کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ابن ہشام ص ۹۴

عتبہ بن ابی وقاص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

سعد بن ابی وقاص کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے موقع پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پتھر پھینکا جس سے نیچے کا دندان مبارک شہید اور نیچے کا لب زخمی ہوا سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میں جب قرآن پڑھتا تھا تو عتبہ کے قتل کا حریف اور خدا شنیدار مانا کسی کے قتل کا کبھی حریف اور خدا شنیدار نہیں ہوا۔
ردہ ابن احسان ص ۶

عبد اللہ بن قیس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

عبد اللہ بن قیس نے جو قریش کا مشہور سپہ سالار تھا آپ پر اس زور سے حملہ کیا کہ رخسار مبارک زخمی ہوا اور خود کی دو حلقے رخسار مبارک میں گس گئے اور عبد اللہ بن شہاب زہری نے

۱۔ فتح الباری، ج ۱، ص ۲۸۱

۲۔ عبد اللہ بن شہاب زہری جنگ احد میں کفار کے ساتھ آئے مگر بعد میں مشرت باسلام ہوئے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ زرقانی ص ۳۳

چہرہ مار کر دیا فی مبارک کو زخمی کیا۔ چہرہ انور پر جب خون بہنے لگا تو ابو سعید خدریؓ کے والد ماجد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے تمام خون چوس کر چہرہ انور کو صاف کر دیا یا آپؐ نے فرمایا میں تمہیں مسکناہ النار تجھ کو جہنم کی آگ ہرگز نہ لگے گی۔

مجمع طبرانی میں ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ ابن قیسؓ نے آپؐ کو زخمی کرنے کے بعد یہ کہا،
خذھا وانا ابن قیسۃ خذھا وانا ابن قیسۃ

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اقم آلک اللہ اللہ تعالیٰ تجھ کو ذلیل اور خوار ہلاک اور برباد کرے

چند روز نہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پیاری بکرا مسلط کیا جس نے اپنے سنگوں سے ابن قیسؓ کو ٹھیکے ٹھیکے کر ڈالا۔

حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ حضورؐ پر نور کو سہارا دینا

جسم مبارک پر چونکہ دو آہنی زنجیروں کا بھی بوجھ تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر گئے جس کو ابو امامہؓ فاسق نے مسلمانوں کے لئے بنایا تھا حضرت علیؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت طلحہؓ نے مکر تمام کر سہارا دیا تب آپؐ کھڑے ہوئے۔

اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص زمین پر چلتے پھرتے زندہ شہید کو دیکھنا چاہے وہ طلحہؓ کو دیکھے۔
ہاشمہ صدیقہ بنت صدیق اپنے باپ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ چیز انور میں زندہ کی جو دو کڑیاں چبھ گئی تھیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا جس میں ابو عبیدہؓ کے دو دانت ٹھہر ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
ستہ یوم القیامۃ آمین اسناد اس روایت کی صحیح ہے ۱۵

۱۵۔ نسخہ ابیاری، ج ۱، ص ۲۸۱ - زندقانی ج ۲، ص ۳۸ -

۱۶۔ زندقانی ج ۱، ص ۲۸۱، ابن ہشام ج ۲، ص ۴۴ -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا تو ضعف اور نقابت اور دوزیہوں کے تشل کی وجہ سے مجبور ہوئے اس وقت حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے آپ ان پر اپنے ہر رکھ کر اوپر چڑھے اور حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہتے سنا۔

اوجب طلحة
طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔

درود ابن اسحاق

قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ کا وہ ہاتھ دیکھا جس سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن بچایا تھا۔ وہ بائیں شل تھا درود ابن ہبیرا حاکم نے انھیں میں روایت کیا ہے کہ اس روز حضرت طلحہ کے سینہ میں یا انٹالین زخم کے ابو داؤد ویلسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب غزوہ احد ذکر کرتے تو یہ فرماتے،

کان ذلک الیوم کلمہ لطلحة
یہ دین تو سارا طلحہ کے لئے رہا۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ دشمنوں کے دار روکتے روکتے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں کٹ گئیں تو بے اختیار زبان سے یہ نکلا حسنؓ آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

لوقلت لبسم الله لرفعتك الملائكة
اگر تو بولے جس کے ہم اللہ کہتے تو فرشتے تجھ اٹھا کرے
والناس ينظرون اليك حتى تلج
جائے اور لوگ تجھ کو دیکھتے ہوئے ہوتے یہاں تک
هلك في جوار السماء
تجھ کو جو سما میں لے کر گھس جاتے۔ اس حدیث کو

درود النساء فی البیعتی بسند جید
نسائی اور بیہقی نے نہایت عمدہ اور کبریٰ منکباً ذکر کیا

۱۵۔ فتح الباری میں حسنؓ زن کے ساتھ ہے یعنی خوب برا اللہ علامہ زرکانی نے بدوں زن کے نقل کیا ہے یعنی

حسنؓ مجھے ہماری زبان سے آہ مکل جاتا ہے ۱۶

۱۷۔ فتح الباری ۱ ج: ۱، ص: ۲۴۸ - زرکانی ج: ۱۲، ص: ۳۹۰

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رادی ہی کہ ہم نے اُحد کے دن طلحہ کے جسم پر پشترے زیادہ زخم دیکھے۔ رسواہ ابو داؤد الطیالسی فتح الباری ج ۲۲ مناقب طلحہ
حضرت انس کے علقی باپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کو سپرے ڈھانکے ہوئے تھے بڑے
تیر انداز تھے اس روز دو باتیں کانیں توڑ ڈالیں جو شخص ترکش لئے ہوئے اُدھر سے گزرتا ہی کریم
علیہ الصلاۃ والسلام اس سے یہ فرماتے کہ یہ ترکش ابو طلحہ کے لئے ڈال جاؤ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب نظر اٹھا کر لوگوں کو دیکھنا چاہتے تو ابو طلحہ یہ عرض کرتے۔

یا بی انت داجی کا کثرت یصلک میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نظر نہ اٹھائیں
سهم من سهام القوم لخری نصیب دشمنان کوئی تیر نہ آگے میرا سینہ آپ کے
دون لخری (بخاری شریف ص ۵۸) سینکے لئے سپر ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تیر انداز تھے، اُحد کے دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تمام تیز کال کر ان کے سامنے ڈال دیئے اور فرمایا،
استرم فداک ابی داجی تیر چلا تجھ پر میکر ماں باپ فدا ہوں۔
حضرت علی فرماتے ہی کہ میں سوائے سعد بن ابی وقاص کے کسی اور کے لئے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو فداک ابی داجی کہتے نہیں سنا۔ (بخاری شریف ص ۵۸)
حاکم رادی ہی کہ اُحد کے دن حضرت سعد نے ایک ہزار تیر چلائے۔ (زر قانی ج ۲ ص ۲۱۲)

ابو وجانہ رضی اللہ عنہ کی شہادی

ابو وجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سپر بن کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور پشت
سے اپنی اُحد کے دن سوائے حضرت سعد کے کسی اور کے لئے نہیں سنا، روز غزوة قریظہ میں حضرت زبیر کے لئے فداک
ابی داجی کہتے ہی بخاری مناقب زبیر میں مذکور ہے فتح الباری ج ۲۲ مناقب سعد بن ابی وقاص
ص ۵۸ مانظا بن عبد البر فرماتے ہیں کہ ابو وجانہ رضی اللہ عنہ کتاب کے قتل میں شریک تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے۔
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳ استیعاب۔

و دشمنوں کی جانب کر لی۔ تیر پر تیر پیچے آ رہے ہیں۔ اور ابو جہانہ رضی اللہ عنہ کی پشت ان کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ مگر اس اندیشہ سے کہ آپ کو کوئی تیز نہ لگ جائے حس و حرکت نہیں کرتے تھے۔

(نواہ ابن اسحاق) ۱۷

(تنبیہ) جب طرح حضور خاتم النبیین تھے، کمالات نبوت آپ پر ختم تھے، اسی طرح آپ پر محبوبیت ختم تھی اور صحابہ کرام پر عشق ختم تھا خدا کی قسم، اس نداشت کے سامنے یسویٰ و محسنوں کی داستانیں سب گر دیں۔

حضور پر نور کا مشترکین پر اظہارِ افسوس

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ اور سے خون پر پختے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے وہ نرم کیے فلاح پا سکتی ہے۔ جس نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کیا اور وہ ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلا رہا ہے۔ (رواہ احمد و الترمذی و النسائی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض سزاوارانِ قریش کے

حق میں بددعا کرنا اور آیت کا نزول

صحیح بخاری میں حضرت سالم سے مسئلہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عمارش بن ہشام کے حق میں بددعا فرمائی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَئِنْ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ
أَوْ يَغْزَىٰ بَعْضَهُمْ فَإِنَّمَا ظَالِمُونَ ۝۱۷
اس امر میں آپ کو کوئی اختیار نہیں بیان تک کہ خدا مہربان
فرمائے یا ان کو توبہ کی توفیق دے یا ان کو غلبہ کی توفیق دے

ظالم ہیں

۱۷۔ آل عمران، آیت: ۱۷۸

۱۷۔ زمر، آیت: ۲۰، ص: ۴۳

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ قیوں فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے غالباً اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کے حق میں بددعا کرنے سے منع کیا اور یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔ فتح الہامی چلے۔
عبد اللہ بن سعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نظروں کے سامنے ہیں، بیشیانی مبارک سے خون پر نہ پھٹتے جاتے ہیں اور یہ فرماتے جاتے ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ لے پروردگار میری قوم کی مغفرت فرما دے جانتے ہیں۔
ر صبح سلم غزوة احد ص ۳۲۱

بمقتضائے شفقت و رافت فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ فرمایا یعنی مانتے نہیں بے خبر
میں اور یہ نہیں فرمایا فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی یہ جاہل ہیں۔

آیات مبینات کا مشاہدہ کر لینے کے بعد اگرچہ جہل اور لاعلمی عذر نہیں ہو سکتی۔ لیکن رحمت عالم اور رافت مجسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت اور رافت رحمت سے بارگاہ ارحم الراحمین اور اخو دالاجودین اور اکرم الاکرمین میں بصورت لاعلمی ان کی طرف سے معذرت کی شاید رحمت خداوندی ان کو ورطہ کفر و شرک سے نکال کر ایمان و اسلام کے دارالامان اور دارالسلام میں لا داخل کرے اور اخلاص و احسان کی حقیق مخموم پلا کر اپنے محبت کے نشہ میں ایسا چور کر دے کہ دنیائے دلوں کی ذمارت و حقارت اور عالم آخرت کی عزت و دعت محسوس اور شاہد ہو جائے اور کفر اور معصیت کے جیل خانہ سے نکل کر ہمیشہ کے لئے ایمان و اسلام اخلاص و احسان کے حرم آمین میں اگر مقیم ہو جائیں کہ پھر ابداً لا باؤ تک کبھی اس سے خارج نہ ہوں۔

ف :- جب تک کافر کا خاتمہ کفر پر نہ ہو جائے اس وقت تک کافر کے لئے دعائے مغفرت بایں معنی درست ہے کہ حق تعالیٰ اس کو کفر اور شرک سے توبہ اور ایمان کی ہدایت دے تاکہ وہ خداوند زوالجلال کے عفو اور مغفرت کا مورد داخل بن سکے۔ اں جب کسی کا خاتمہ کفر اور شرک ہو جائے تب اس کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں کہ قال توالے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا آت

يَسْتَغْفِرُ وَاللَّهُ مُسْتَجِيبٌ لِّدَعَائِهِ
كَانُوا أَقْرَبَ مِنِّي بَعْدَ مَا
تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجُبَّةِ

کہ مشرکین کے لئے دعا مغفرت کریں اگرچہ وہ
ان کے اہل قرابت ہی کیوں نہ ہوں بعد اس کے
کہ یہ ظاہر ہو چکا کہ یہ دوزخی ہیں یعنی کافر ہیں۔

لڑائی میں قتادہ بن النعمان کی آنکھ کی تیلی کا باہر نکل جانا اور حضور

پرنور کا اس کو اپنی جگہ رکھ دینا اور اس کا پہلے بہتر ہو جانا

قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُمّہ کے دن آپ کے چہرہ کے
سامنے کھڑا ہو گیا اور اپنا چہرہ دشمنوں کے مقابل کر دیا تاکہ دشمنوں کے تیر میں سے جیسے پر پڑیں
اور آپ کا چہرہ انور محفوظ رہے۔ دشمنوں کا آخری تیر میری آنکھ پر ایسا لگا کہ آنکھ کا ٹھیلہ باہر نکل پڑا
جس کو میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور رے کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی علیہ وسلم یہ دیکھ کر
آب دیدہ ہو گئے اور میرے دعا فرمائی کہ اے اللہ جس طرح قتادہ نے تیر سے نبی کے چہرہ کی حفاظت
فرمائی اسی طرح تو اس کے چہرہ کو محفوظ رکھ اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور تیز
نظر بنا اور آنکھ کو اسی جگہ رکھ دیا۔ اسی وقت آنکھ باطل صحیح اور سالم بلکہ پہلے سے بہتر اور تیز ہو گئی۔

رواد الطبرانی والبیہیم والدارقطنی ج ۸

ایک دعایت میں ہے کہ قتادہ اپنی آنکھ کی تیلی کو ہاتھ میں لئے ہوئے حضور پر نور کی خدمت میں
حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر چاہے تو اسی جگہ رکھ کر تیرے
لئے دعا کروں قتادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک بیوی ہے جس سے مجھ کو بہت محبت ہے
بھکویہ اندیشہ ہے کہ اگر بے آنکھ رہ گیا تو کہیں وہ میری بیوی مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔ آپ نے دست مبارک
سے آنکھ اس کی جگہ پر رکھ دی اور یہ دعا فرمائی، اللھم اعطہ جماعۃ الی اللہ اس کو حسن جمال عطا فرما

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی غلط خبر کا مشہور ہونا

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نصیب دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے، تو بعض مسلمان ہمت ہار کر بیٹھ گئے اور یہ بولے کہ رسول اللہ علیہ وسلم تو شہید ہو گئے اب لو کہ کیا کریں۔ تو انس بن مالک کے چاچا حضرت انس بن فہر نے یہ کہا اے لوگوں اگر محمد قتل ہو گئے تو محمد کا رب تو قتل نہیں ہو گیا۔ جس چیز پر آپ نے جہاد و قتال کیا اسی پر تم بھی جہاد و قتال کرو اور اسی پر مر جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ یہ کہہ کر دشمنوں کی فوج میں گھس گئے اور مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (درواہ ابن اسحاق والطبرانی، تہذیب ۳/۳۶)

حضرت انس بن النضر کی شہادت کا واقعہ

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ راوی ہیں کہ مسیحؑ چچا انس بن نضر کو غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے کا بہت رنج تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! انہوں میں مشرکین کے ساتھ اسلام کے پہلے ہی جہاد و قتال میں شریک نہ ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ مجھ کو آئندہ کسی جہاد میں شریک ہونے کی توفیق دی تو اللہ دیکھے گا کہ میں اس کی راہ میں کیسی جہاد و جہاد کیسی جہاد بازی اور سرفروشی دکھاتا ہوں۔ جب محرک اُحد میں کچھ لوگ شکست کھا کر بھاگے تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ میں نیزی بارگاہ میں اس فعل سے معافی چاہتا ہوں جو ان مسلمانوں نے کیا کہ جو میدان سے ذرا پیچھے ہٹے اور اس سے بری اور بیزار ہوں کہ جو مشرکین نے کیا اور تلواریں کرا گئے تھے سامنے سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آگئے ان کو دیکھ کر انس بن نضر نے کہا:

این یا سعد! انی اجد ریحاً اے سعد کہاں جا رہے ہو تحقیق میں تواحد

ملے۔ کلمہ یا۔ کلام عرب میں نذر سے بعید کے لئے آتا ہے عجیب نہیں کہ حضرت انسؓ کی یا سعد سے یہ مراد ہو کہ اے سعد تو اس سعادت سے کہا بعد پڑا ہمارے اور علی ہذا انہیں سے مکان محسوس مراد ہندو بلکہ مکان بمعنی اترتہ مراد ہو۔

الجنة دون احد کے فیجہ جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

یہ الفاظ کتاب المغازی کی روایت میں ہے اور کتاب الجہاد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔
 یاسعد بن معاذ الجنة و سالت اسے سعید ہے جنت۔ تم ہے نفر کے پروردگار کی
 النضرانی اجد ریحاً دون احد تحقیق میں جنت کی خوشبو احد کے نیچے پا رہا ہوں

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ بعض مرتبہ اپنے خاص بندوں کو روحانی
 طور پر نہیں بلکہ حسی طور پر دنیا ہی میں جنت کی خوشبو سنکھا دیتے ہیں جس طرح وہ حضرات حاسہ شامہ
 سے گلاب اور جلی کی خوشبو سونگھتے ہیں اسی طرح وہ دنیا میں کبھی کبھی اللہ کے فضل سے جنت
 کی خوشبو سونگھتے ہیں جس کی جہک پانسو میل تک پہنچتی ہے عجب نہیں کہ حضرت انس بن نفر
 نے حسی طور پر جنت کی خوشبو محسوس فرمائی ہو۔ کذا فی حادی الارواح الی بلاد الافراح ۲۵/۱
 جو لوگ نشہ دنیا میں غمور اور آخرت کے مزو کوم ہیں ان کا انکار قابل اعتبار نہیں ایسے لوگ
 از حواس الدیاری بیکانہ اند کے مصداق ہیں۔ موزکام دالے کا گلاب اور نیلی کی خوشبو کو نہ محسوس
 کرنا صحیح المدماغ اور صحیح الحواس پر جس کی قوت شامہ سیلوں ہی سے پہلوں کی خوشبو سونگھتی ہو
 کیسے جنت ہو سکتا ہے۔

الغرض حضرت انس بن نفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں ریح الجنة اجد دون
 احد رواہ واہ۔ جنت کی خوشبو احد کے پاس پارہا ہوں ایہ کہتے ہوئے آگے بڑھے اور دشمنوں کا
 مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے جسم پر تیر اور تلوار کے انسی سے زیادہ زخم پیائے گئے اور یہ آیت ان
 کے بارہ میں نازل ہوئی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا
 مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ

مسلمانوں میں سے بعض ایسے مرد ہیں کہ انھوں نے
 اللہ سے جو عہد باندھا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔

۱۱۔ نفر حضرت انس کے بارگ نام ہے نفر کے اصل معنی برونق اور ترقی یافتہ کے ہیں شاید حضرت انس نے نفرة الغنیم
 جنت کی رونق اور ترقی یافتگی کو دیکھ کر بت نفر کہہ کر ان کو کھانی پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ تم۔ ۱۲

۱۳۔ مزوکوم کہ جس کو نہ کام ہو گیا ہو۔ ۱۴۔ الاغزاب ۱۰ آیت ۲۳

صدر کلام و ادب بود میں ساقی بقوا انہی برخان رجال صدقوا
 امام بخاری نے اس حدیث کو جامع صحیح میں تین جگہ ذکر فرمایا ہے، کتاب الجہاد ص ۳۹۲ و
 کتاب المغازی ص ۹۹ میں مفصلاً اور کتاب التفسیر ص ۱۱ میں مختصراً بقول عاتق بن ابی اس بن
 نضر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا۔

وقت آن آد کہ من عریاں شوم جسم بگنارم سرا سر جہاں شوم
 بوئے جانان سوئے جاغم می رسد بوئے یار بہر جاغم می رسد
 مسلمانوں کی پریشانی اور بے چینی کا زیادہ سبب فائزات بابرکات علیہ الف الف صلوات
 والہ الف تیحات کا نظروں سے اوجھل ہو جانا تھا۔ سب سے پہلے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ آپ خود پہنے ہوئے تھے، حیرۃ الزمہ ستور تھا، کعب کہتے ہیں
 میں نے خود میں سے آپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اسی وقت میں نے باؤ از بلند
 پکار کر کہا اے مسلمانوں بشارت ہو کہیں۔ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دست مبارک
 سے اشارہ فرمایا خاموش رہو اگرچہ آپ نے دھارہ کہنے سے منع فرمایا، لیکن دل اور سر کے کان سب
 کے اسی طرف گئے ہوئے تھے اس لئے کعب کی ایک ہی آواز سننے ہی پر داند دار آپ کے گردا گرد
 جمع ہو گئے، کعب فرماتے ہیں کہ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امی زہرہ کو پہچانی اور
 میری زہرہ آپ نے پہن لی۔ دشمنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے مجھ پر تیر بربانے شروع
 کئے ہمیں سے زیادہ زخم آئے (رماد السطربانی دریانہ ثقات)

جب کچھ مسلمان آپ کے پاس جمع ہو گئے تو پہاڑ کی گھائی کی طرف چلے۔ ابو بکر اور عمر
 اور علی اور طلحہ اور حارث بن صممہ وغیرہ آپ کے ہمراہ تھے، جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا
 تو ضعف اور تنہا ہست اور دونوں کے بوجھ کی وجہ سے چڑھ نہ سکے اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ
 عنہ نیچے بیٹھ گئے ان پر سیر رکھ کر آپ اور چڑھے۔

آبی بن خلف کا قتل

اتنے میں آبی بن خلف گھوڑا دوڑاتا ہوا پہنچا جس کو مانہ کھلا کر اس امید پر موٹایا تھا کہ اس پر سوار ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا۔

آپ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسی وقت فرما دیا تھا کہ انشاء اللہ میں ہی اس کو قتل کروں گا۔

جب وہ آپ کی طرف بڑھا تو صحابہ نے اجازت چاہی کہ ہم اس کا کام تمام کریں آپ نے فرمایا قریب آنے دو جب قریب آگیا تو حارث بن عمر رضی اللہ عنہ سے نیزہ لے کر اس کی گردن میں ایک کچھ دیا جس سے وہ بلبلا اٹھا اور چلاتا ہوا ایس ہوا کہ خدا کی قسم مجھ کو محمد نے مار ڈالا۔

لوگوں نے کہا یہ تو ایک معمولی گھروٹ ہے کوئی کاری زخم نہیں جس سے تو اس قدر ملتا رہے آبی نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ ہی میں کہا تھا کہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اس گھروٹ کی تکفیف میرا ہی دل جانتا ہے خدا کی قسم اگر یہ گھروٹ مجھ سے تمام باشندوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی ہلاکت کے لئے کافی ہے اسی طرح بلبلا تا رہا مقام سرف میں پہنچ کر مر گیا۔

حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھونا

جب آپ گھائی پر پہنچے تو راولی ختم ہو چکی تھی وہاں جا کر بیٹھ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پانی لائے اور چہرہ الزر سے خون کو دھوا اور کچھ پانی سر پر ڈالا۔ بعد ازاں آپ نے وضو کی اور میٹھ کر لہر کی نماز پڑھائی۔ صحابہ نے بھی میٹھ کر ہی اقتدار کی۔

۱۔ البیہ دالبیہ ۲: ۲۰۶، ص: ۲۵۰ - ۲۵۱ اتہار یہودی حکم تھا کہ اگر کسی مذہب کا جہ سے بھیجے کہ نہ پڑھائے تو قتل کی جاتی ہے۔
۲۔ البیہ دالبیہ ۲: ۲۰۶، ص: ۲۵۰ - ۲۵۱ اتہار یہودی حکم تھا کہ اگر کسی مذہب کا جہ سے بھیجے کہ نہ پڑھائے تو قتل کی جاتی ہے۔
۳۔ البیہ دالبیہ ۲: ۲۰۶، ص: ۲۵۰ - ۲۵۱ اتہار یہودی حکم تھا کہ اگر کسی مذہب کا جہ سے بھیجے کہ نہ پڑھائے تو قتل کی جاتی ہے۔

قریش کا مسلمانوں کی لاشوں کو مُثلہ کرنا

اور مشرکین نے مسلمانوں کی لاشوں کا مُثلہ کرنا شروع کیا یعنی ناک اور کان کاٹے، پیٹ چاک اور اعضا متماثل قطع کئے۔ عورتیں بھی مردوں کے ساتھ اس کام میں شریک رہیں۔
ہندہ نے جس کا باپ عقبہ جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا، اُس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مُثلہ کیا پیٹ اور سینہ چاک کر کے جگر نکالا۔ اور چایا لیکن طلق سے نہ ترسکا اس نے اس کو اگل دیا اور اس خوشی میں وحشی کو اپنا زیور تارا کر دیا
اور جن مسلمانوں کے ناک اور کان کاٹے گئے تھے اُن کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا۔^۱

ابوسفیان کا آوازہ اور حضرت عمر کا جواب

قریش نے جب واپسی کا ارادہ کیا تھا ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر یہ پکارا۔ اے انی القوم محمدؐ کیا تم لوگوں میں محمود زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے اسی طرح ابوسفیان نے تین بار آواز دی مگر جواب نہ ملا۔ بعد ازاں یہ آواز دی اے انی القوم ابن ابی قحافہ کیا تم لوگوں میں ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر صدیقؓ زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے اس سوال کو بھی تین بار کہہ کر خاموش ہو گیا اور پھر یہ آواز دی اے انی القوم ابن الخطاب کیا تم میں عمر بن خطابؓ زندہ ہیں اس فقرہ کو بھی تین مرتبہ دہرایا مگر جب کوئی جواب نہ آیا تو اپنے رفقاء سے خوش ہو کر یہ کہا اے اہل مکہ! فقد قتلوا فلوکالوا احياء ولا جبالوا بہر حال یہ سب قتل ہو گئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱۔ زرقانی، ج: ۲، ص: ۴۴، ۴۵۔ صحیح بخاری کی کتاب لیما فی نقطۃ الغلظین ما حوالا فقد قتلوا اور فلوکالوا الخ کا ذکر نہیں کتاب المغازی کی روایت میں یا فلوکالوا ان حوالا قتلوا فلوکالوا احياء ولا جبالوا بہر حال دونوں روایتوں کے الفاظ کو جمع کر دیا اور علیؓ ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمرؓ کو تین تین مرتبہ پکارنا یہ کتاب ابیہرہ کی روایت میں ہے۔ کتاب المغازی کی روایت میں حضرت ایک ایک مرتبہ پکارنے کا ذکر ہے و عدم ذکر لایزال علیؓ ذکرنا بعدہم خاتمہ ۱۲۔

تاب زلا کے اور چلا کر کہا:

لذبت والله يا عدو الله البقي لے اللہ کے دشمن خدا کی قسم تو نے باطل غلط کہا تیرے
اللہ علیک ما یحزنک رخ وغم کا سامان اللہ نے ابھی بات رکھ چھوڑا ہے۔

بعد ازیں البرسیان نے رومن اور قوم کے ایک بت کا نعرو لگایا اور یہ کہا:

أَعْلُ هَبْلُ أَعْلُ هَبْلُ لے اعلیٰ تو بلند ہو لے اعلیٰ تیرا دین بلند ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس کے جواب میں یہ کہو۔

اللَّهُ أَعْلَىٰ وَأَجَلُّ اللہ ہی سب سے اعلیٰ اور بزرگ اور برتر ہے

پھر البرسیان نے یہ کہا

ان لنا العزى ولا عزى لكم ہمارے پاس عزتی تھکے پاس عزی نہیں یعنی ہم کو عزت حاصل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہ جواب دو۔

اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَىٰ لَكُمْ اللہ ہمارا آنا اور والی معین اور مددگار ہے

تمہارا والی نہیں فَبِنِعْمَةِ الْوَلِيِّ وَنِعْمَةِ النَّصِيِّ یعنی عزت صرف اللہ
سما نہ سے تعلق میں ہے عزی کے تعلق میں عزت نہیں بلکہ ذلت ہے۔

البرسیان نے کہا۔

يوم بدر والحرب سيجال یہ دن بدر کے دن کا جواب ہے لہذا ہم اور تم
برابر ہو گئے اور لڑائی دونوں کے مانند ہے کبھی اوپر اور کبھی نیچے۔

یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا۔
لا سوا قتلانا في الجنة وقتلاکم ہم اور تم برابر نہیں ہمارے مقتولین جنت میں ہیں

۱۔ کتاب الجہاد کی روایت میں اعلیٰ ہبل اعلیٰ ہبل اور ترمذیؒ یہ ہے اور کتاب المغازی کی روایت
میں صرف ایک مرتبہ مذکور ہے۔ ۱۲۰

فی النار

اور تمھارے مقتولین جہنم میں۔

ابوسفیان کا یہ قول الحرب سجال چونکہ حق تھا اس لئے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ اور حق تعالیٰ نے شانہ کا یہ ارشاد
 طعنت الایام مند اولہا بین الناس
 اس کا مؤید ہے۔

بعد ازاں ابوسفیان نے حضرت عمر کو آواز دی۔

هَلُمَّ اِلٰی یَا عمر اے عمر میرے قریب آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو کیا کہتا ہے حضرت عمر اس کے پاس گئے ابوسفیان نے کہا۔

انشدك الله يا عمر اقلنا محمدا
 اے عمر تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں سچ بتاؤ کہ
 ہم نے محمد کو قتل کیا۔

حضرت عمر نے فرمایا۔

اللهم لا وانہ لیسمع كلامك
 خدا کی قسم ہرگز نہیں اور البتہ تحقیق وہ تیرے
 کلام کو اس وقت سن رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا۔

انت عندی اصدق من
 ابن قمیۃ وابر
 تم میرے نزدیک ابن قمیۃ سے زیادہ سچے
 اور نیک ہو۔

بعد ازاں ابوسفیان نے کہا۔

انه قد کان فی قتلکم مثل
 والله ما رضیت ولا خفیت
 ہمارے آدمیوں کے ہاتھ سے تمھارے مقتولین کا
 مثلہ ہوا۔ خدا کی قسم میں اس فعل سے نہ راضی ہوں
 اور نہ ناراض، نہ میں نے منع کیا اور میں نے حکم دیا۔

اور چلتے وقت لاکڑ کر یہ کہا۔

موعدکم بدل للعام القابل سال آئندہ بدرہم سے لڑائی کا وعدہ ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو یہ حکم دیا کہ کہ دیں
لعم جو بنیا و بنیہ وعد النشاء اللہ ہاں ہمارا اور تمھارا یہ وعدہ ہے انشاء اللہ
لہ تدعی طبری ہیبتہ ابن ہشام ہیبتہ

مشرکین کی واپسی کے بعد مسلمانوں کی عورتیں خبر لینے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے
مدینہ سے نکلیں سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اگر دیکھا کہ حبشہ
انور سے خون جاری ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سپر میں پانی بھر کر لائے حضرت فاطمہ دھوٹی
جاتی تھیں لیکن خون کسی طرح نہیں تھکتا تھا جب دیکھا کہ خون بڑھتا ہی جاتا ہے تو ایک چٹائی
کا ٹکڑا لے کر بلایا اس کی راکھ زخم میں بھری تب خون بند ہوا۔ دنداء البخاری والطبرانی عن
سہیل بن سعدؒ لہ

فوائد

(۱)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری میں دوا کرنا جائز ہے۔
(۲)۔ نیز علاج کرنا تو حق کے منافی نہیں۔

(۳)۔ نیز حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی امراض جسمانیہ اور کالیف بدنیہ
لاحق ہوتی ہیں تاکہ ان کے درجات بلند ہوں اور ان کے متبعین ان حضرات کو دیکھ کر
عبر اور تمحل رضائے تسلیم کا سبق حاصل کریں نیز ان عوامی بشریہ اور لوازم انسانیت کو
دیکھ کر سمجھ لیں کہ یہ حضرات اللہ جل جلالہ کے پاک اور مخلص بندے ہیں معاذ اللہ خدا
نبیں ان حضرات کے معجزات اور آیات بتیا کو نبوت و رسالت کے براہین اور دلائل

۵۔ ان شاء اللہ کافظہ طامز ندقانی نے نقل کیا ہے طبری اور ابن ہشام کی روایت میں نہیں ۱۲۔ نزقانی ہیبتہ

سبھیں۔ انصار علی حیا کی طرح فتنہ میں مبتلا ہو کر ان کو خدا سے بھیڑیں اَشْهَدُ اَنْ لَا
اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ
رَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاٰلِہِ وَاَصْحَابِہِ وَاَنْ وَاجِبٌ وَذَرَّیَاتِہِمْ وَبَارَكَ
وَسَلَّمَ کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۝

۱۴۰۔ نیز اس واقعہ سے یہ امر بھی خوب واضح ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر اور پھر
عمر کا دور تھا اور یہ ترتیب اس وجہ سے واضح اور روشن تھی کہ کفار بھی یہی سمجھتے تھے کہ آپ کے
بعد ابو بکر صدیق اور پھر عمر فاروق کا مقام ہے، غرض یہ کہ شیخین (ابو بکر و عمر) کی ترتیب
افصلیت کا مسئلہ کفار کو بھی معلوم تھا مشاہدہ سے کفار نے یہ سمجھا کہ بارگاہِ نبوت میں اول
مقام ابو بکر کا ہے اور پھر عمر کا اور یہ دونوں حضور پر نور کے وزیر یا تدبیر میں۔

سعد بن ربیع کی شہادت کا ذکر

قریش کی روانگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ثابتؓ کو حکم دیا کہ سعد
ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈھونڈو کہ کہاں ہیں اور یہ ارشاد فرمایا۔

ان وایتہ فاقرا کا صنی السلام
وقل لہ یقول لك رسول الله
اگر دیکھ پاؤ تو میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ
رسول اللہ یہ دریافت فرماتے ہیں کہ تم اس
وقت اپنے کو کیا پاتے ہیں۔

زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں ڈھونڈتا ہوں سعد بن ربیعؓ کے پاس پہنچا، ابھی حیات کی کچھ

۵۔ زندگانی۔ ۲۱، ۵، ص ۲۹۔

۵۔ یہ حکم کی روایت ہے کہ زید بن ثابتؓ کو بھیجا۔ ابو حنیفہ بن عبد البر کی روایت میں ہے کہ ابی بن کعبؓ
کو بھیجا اور اس کی روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہؓ کو بھیجا۔ عجیب نہیں کہ کئی بعد دیکھتے تینوں
کو بھیجا ہوا وقت واحد ہی میں تینوں کو حکم دیا ہو واللہ اعلم ۱۲ زندگانی ص ۲۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام
پہنچا یا سعد بن ربیع نے یہ جواب دیا۔

علی رسول اللہ السلام وعلیک
السلام قل لہ یا رسول اللہ اجدانی
اجد ریح الجنة وقل لصوی الانصاف
ما عذرکم عند اللہ ان یخلص
الحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم شقریطین قال فاضت
نفسہ رحمہ اللہ

رسول اللہ پر بھی سلام اور تم پر بھی سلام رسول اللہ
سے یہ پیام پہنچا دینا یا رسول اس وقت میں جس
کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصاف سے
یہ کہہ نیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی
تخفیف پہنچی، درآنحالیکہ تم میرے ایک آنکھ بھی
دیکھنے والی موجود ہو یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی
زندہ ہو تو سمجھ لینا کہ اللہ کے بیان تمہارا کوئی عذر

مقبول نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر روح ہمدردا کر گئی رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ۔

حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ بن ابی نے بھی تخصیص میں اس کو صحیح
فرمایا ہے

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سعد نے زید بن ثابت سے یہ کہا:

اخبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم انی فی الاموات
واقراء السلام وقل لہ یقول
جزاک اللہ عنا وعن جمیع
الامم خیرا۔

وہول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینا کہ اس
وقت میں مر رہا ہوں اور سلام کے بعد یہ کہہ دینا
کہ سعد یہ کہتا تھا جزاک اللہ وعن
جمیع الامم خیرا۔ اے اللہ کے
رسول اللہ آپ کو ہماری اقسام امت کی طرف
جزائے خیر دے کہ ہم کو حق کا راستہ بتایا۔

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ

ابن عبد البر کی روایت میں ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں دیکھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی

لہ ایک سعادت میں ہے، دیکھ میں نظر نہ رہا کہ

علیہ وسلم کو سعد کی خبر دی آپ نے سن کر یہ ارشاد فرمایا:

رحمہ اللہ انصح للہ ولرسولہ
 اللہ اس پر رحم فرمائے۔ اللہ اور اس کے
 حیا وصیتا۔ استیعاب للحافظ ابن
 رسول کا خیر خواہ اور وفادار رہا زندگی میں بھی
 عبد البرمہ حاشیہ اصحابہ
 اور مرتے وقت بھی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلے۔ بطن
 مادری میں مشلہ کئے ہوئے پائے گئے تاک اور کان کٹے ہوئے ہیں شکم اور سینہ چاک تھا اس جگر خراش
 اور دل آنا منظر کو دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور یہ فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو جہاں تک مجھ کو معلوم
 ہے، البتہ تم بڑے عزیز اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اگر مصیبت کے حزن اور ملال رنج اور غم کا
 نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درند اور پزند تم کو کھاتے اور پھر تیا مست کے دن تم انھیں
 کے شکم سے اٹھتے اور اسی جگہ کھڑے کھڑے یہ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ
 عطا فرمایا تو تیرے بدلہ شتر کافروں کا مشلہ کروں گا آپ اس جگہ سے ابھی بٹے نہ تھے کہ یہایت
 شریفہ نازل ہو گئی۔

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا
 عُوِّقْتُمْ بِهِمْ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُمْ
 خَبَرٌ لِّصَاصِيرٍ مِنْ وَاصِبٍ وَمَا صَبْرُ لِي
 إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ
 فِي ضَلٰىلٍ مِّمَّا يَكْفُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ
 اتَّقَوْا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ هُمْ وَيَحْسِنُونَ لَهُمْ
 اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف
 پہنچائی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر ہے
 صبر کرنے والوں کے لئے اور آپ صبر کیجئے احاطہ
 صبر کا نصف اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے اور
 نہ آپ نہ پر غمگین ہوں اور نہ ان کے کوسے تنگ دل ہوں
 تحقیق اللہ تعالیٰ صبر کاروں اور نیکوؤں کے ساتھ ہے

آپ نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ دیا اسنا ہوا ارادہ فسخ کیا۔
 حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہ کو دیکھا
 تو رو پڑے اور ہلکی ہندھ گئی اور یہ فرمایا:
 سید الشہداء عند اللہ یوم القیامۃ حمزۃ
 قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام
 شہیدوں کے سردار حمزہ ہوں گے

حاکم فرماتے ہیں ہذا حدیث صحیح الاسناد۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ ذہبی نے
 بھی اس کو صحیح بتایا ہے۔

مجم طبرانی میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 سید الشہداء حمزۃ بن عبد المطلب
 حمزہ بن عبد المطلب تمام شہیدوں کے سردار ہیں۔
 اسی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء کے لقب سے شہرہ ہوئے۔

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر

اسی غزوہ میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے معجم طبرانی اور دلائل
 ابی نعیم میں سند جید کے ساتھ سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ احد کے دن جنگ شروع
 ہونے سے پہلے عبداللہ بن جحش نے مجھ کو ایک طرف بلا کر تنہائی میں یہ کہا: آؤ ہم دونوں کہیں علیؑ
 بیٹھ کر دعا مانگیں اور ایک دوسرے کی دعا پرائیں کہے۔

سعد فرماتے ہیں ہم دونوں کسی گوشہ میں سب سے علیؑ کو ایک طرف باکر بیٹھ گئے اور

۱۔ متذکرہ ج: ۱۹، ۱۰۱۳۔ ۲۔ ایضاً ص: ۱۹۹، ۱۰۱۳۔ ۳۔ رجال اعلام الزرقانی۔ ۴۔ الحدیث رواہ ابی یوسف و ابی داؤد الطبرانی و ترمذی و ابی حاتم و ابی نعیم

۵۔ صحیح بخاری کے متداول سنوں میں باب من حمزۃ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہے۔ لیکن نسخہ کے نسخہ میں نقل

مروۃ سید الشہداء ہے۔ غالباً امام بخاری نے ترجمہ ابی ہب میں اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ۱۳۔

۱۴۔ فتح الباری ج: ۱، ص: ۲۸۲۔

میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو نہایت شجاع اور دلیر اور نہایت غضبناک ہو کچھ دیر تک میں اس کا مقابلہ کروں اور وہ میرا مقابلہ کرے پھر اس کے بعد اے اللہ مجھ کو اس پر فتح نصیب فرما، یہاں تک میں اس کو قتل کروں اور اس کا سامان چھینوں۔

عبداللہ بن محض رضی اللہ عنہ نے آمین کہی اور اس کے بعد یہ دعا مانگی۔ اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو بڑا ہی سخت اور زوردار اور غضبناک ہو محض تیرے لئے اس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے بالآخر وہ مجھ کو قتل کرے اور میری ناک اور کان کاٹے اور اے پروردگار جب تجھ سے طوں اور تودور یافت فرمائے، اے عبداللہ! تیرے ناک اور کان کہاں کٹے تو میں عرض کروں اے اللہ تیری اور میری پیغمبری راہ میں اور تو اس وقت یہ فرمائے، ”جی ہاں“ سعد بن ابی ذناں فرماتے ہیں کہ ان کی دعا میری دعا سے کہیں بہتر تھی۔ شام کو دیکھا کہ ان کے ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں۔

سعد فرماتے ہیں اللہ نے میری بھی دعا قبول فرمائی میں نے بھی ایک بڑے سخت کافر کو قتل کیا اور اس کا سامان چھینا۔

سید بن مسیب راوی ہیں کہ عبداللہ بن محض نے یہ دعا مانگی۔

اللھم اِنِّی اَقْسَمُ عَلَیْکَ اِنِّی اَلْقِی
الْعَدُوَّ وَفَیْقَتَلُونِی ثُمَّ یَقْبُرُوْنِی
بَطْنِی وَیَجْعِدُوْنِی اَوْ اَنْفِیْ وَذَنْفِیْ ثُمَّ
تَسْأَلْنِیْ بِمَذَلَّتِیْ فَاَقُوْلُ فِیْکَ ۔

اے اللہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ میں تیرے
دشمنوں کا مقابلہ کروں اور پھر وہ مجھ کو قتل کریں
اور میرا شکم چاک کریں اور میری ناک اور کان کاٹیں
اور پھر تو مجھ سے دریافت فرمائے یہ کیوں ہوا تو

میں عرض کروں محض تیری وجہ سے۔

سید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ جس طرح حق تعالیٰ اس خاص شان
نے شہادت کے بارے میں ان کی دعا قبول فرمائی۔ اسی طرح اللہ نے ان کی دوسری دعا بھی ضرور

قبول فرمائی ہوگی۔ یعنی شہید ہونے کے بعد ان سے یہ سوال فرمایا ہوگا اور انھوں نے یہ جواب عرض کیا ہوگا۔ حاکم فرماتے ہیں اگرچہ حدیث میں ہوتی تو شرطِ شیعین پر صحیح ہوتی۔ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ”مرسل صحیح مستدرک“
اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن حبش رضی اللہ عنہ مجذغ فی اللہ (یعنی وہ شخص جس کے ناک اور کان اللہ کی راہ میں کاٹے گئے) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

خداوندِ اجمال کے محبین و مخلصین عشاق اور والہین کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں جان و دنیا اپنی انتہائی سعادت سمجھتے ہیں بمقابلہ حیاتِ موت ان کو زیادہ لذت اور خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ موت کو محبوب حقیقی (یعنی حق تعالیٰ شانہ) کی لقا کا ذریعہ اور بہنِ دنیا سے رہا ہو کر گستانِ جنت اور بوستانِ بہشت میں پہنچ جانے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

تلخ بنود پیش ایشان مرگ تن چوں روند از چاہ زندان در چمن
تلخ کے باشد کسے راکش برند از میاں زہر ماران سوئے قنسلم
ف: حتی جل و علانے جب انسان کو خلیفہ بنانے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا
أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
کیا آپ اس شخص کو زمین میں خلیفہ بنا چاہتے ہیں کہ جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے حالانکہ ہم سب
نُقَدِّسُ لَكَ
ہر لمحہ اور ہر لحظہ تیری تائیں کے ساتھ تسبیح و تقدیس
کرتے رہتے ہیں۔

انسان میں دو قوتیں ہوتی ہیں ایک قوتِ شہو یہ جس سے زنا وغیرہ صادر ہوتا ہے جس کو ملائکہ نے مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا سے تعبیر کیا۔ اور دوسری قوتِ غضبیہ جس سے قتل اور ضرب اور خونریزی ہوتی ہے جس کو ملائکہ نے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ سے تعبیر کیا۔

ملائکہ نے انسان کے یہ نقائص ذکر کئے لیکن یہ خیال نہ کیا یہی قوتِ شہو یہ جب اس کا رخ اللہ کی طرف پھیر دیا جائے گا تو اس سے وہ ثمرات اور نتائج ظاہر ہوں گے کہ فرشتے بھی عجب عجب کرنے

لگیں گے، یعنی غلبہ عشق خداوندی اور اس کی محبت کا جوش اور ولولہ اور علیٰ ہذا جب قرة غضبہ کو کا رخانہ خداوندی میں صرت کیا جاتا ہے تو اس سے بھی عجیب و غریب تلخ و ثمرات ظہور میں آتے ہیں جسے فرشتے دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں یعنی خداوند ذوالجلال کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی اور اس کے دشمنوں سے جہاد و قتال۔ ۵

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغ
سر و ستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی
فرشتے بے شک یل و ہزار خداوند کروکار کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں مگر اس کی راہ میں لہا
اور عاشقانہ جان بازی اور سرفروشی کا ولولہ ان میں نہیں وہ اس دولت و نعمت سے محروم ہیں اور
پھر یہ کہ اُس محبوب حقیقی کے لئے جان دے دیا اور اُس کی راہ میں شہید ہونا یہ وہ نعمت ہے کہ جس کا
فرشتوں میں امکان بھی نہیں۔ انسان میں اگرچہ فرشتوں کی طرح عصمت نہیں لیکن گناہ کے بعد
انسان کی مضطر بانہ ندامت و شرمساری اور بے تابانہ گریہ و زاری اس کو اس درجہ بلند اور رفیع بنا دیتی
ہے کہ فرشتے پہنچے رہ جاتے ہیں ۵

مرکب توبہ عجب مرکب است
یہ فلک تاز و بیک لحظہ ز بہت
چوں بارندازِ پشیمانی انیں
عرش لرزد از امن المذنبین
اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ تمام انبیاء و رسولین، ملائکہ مقربین سے
افضل اور بزرگتر ہیں اور صحابہ اور تابعین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین بقیہ ملائکہ سموات
وارضین سے اشرف ہیں (کنزانی البحر الرائق ص ۲۳۳) وان شئت زیادہ تفصیل فارج الیہ، اور
مؤمنات صالحات، جو عین سے افضل ہیں کنزانی البواقیت والجمہا ص ۳۳

عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کی شہادت کا ذکر

حضرت جابر کے والد ماجد عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ بھی اسی عمر کے
میں شہید ہوئے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میرے باپ جنگِ احد میں شہید ہوئے اور کافروں نے ان کا متھو کیا۔ جب ان کی لاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھی گئی تو میں نے باپ کے منہ سے کپڑا اٹھا کر دیکھا چاہا تو صحابہ نے منع کیا۔ میں نے دوبارہ منہ دیکھا چاہا تو صحابہ نے پھر منع کیا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔

میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو جب بہت رونے لگیں تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا روتی کیوں ہے۔ اس پر تو فرشتے برابر سایہ کئے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا جنازہ اٹھا گیا۔ (بخاری شریفؒ)

یعنی یہ مقام رنج و حسرت کا نہیں بلکہ فرحت و مسرت کا ہے کہ فرشتے تیرے بھائی پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر یہ فرمایا اے جابر تجھ کو کیا ہوا میں تجھ کو شکستہ خاطر پاتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کرباب اس غزوہ میں شہید ہوئے اور آل و عیال اور قرض کا بار چھوڑ گئے۔ آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایک خوش خبری نہ سناؤں میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیوں نہیں ضرور سنائیے۔ آپ نے فرمایا کسی شخص سے بھی اللہ نے کلام نہیں فرمایا مگر پس پر وہ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیسے کرباب کو زندہ کیا اور بالمشافہ اور بالموافا جس اس سے کلام کیا اور یہ کہا اے میرے بندے اپنی کوئی تمنا میرے سامنے پیش کر تو تیسے کرباب نے یہ عرض کیا اے پروردگار تمنا یہ ہے کہ چھ روز زندہ ہوں اور تیری راہ میں پھر دوبارہ مارا جاؤں حق تعالیٰ نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا اس نے یہ مقدمہ چوکا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ واپسی نہیں (ترمذی شریف کتاب التفسیر سورۃ آل عمران) عبد اللہ بن عمرو بن حرم کہتے ہیں کہ اُحد سے پیشتر میں نے مشر بن عبد المنذر کو خواب میں دیکھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اے عبد اللہ

۱۔ یہ حدیث صحیح بخاری کے متعدد ابواب میں مذکور ہے مثلاً کتاب الجنائز ۱۱۱۱ و کتاب الجہاد ۳۹۵ و کتاب المغازی ۱۱۱۱

۲۔ حافظ عطار فی فتح الباری میں فرماتے ہیں راہ الترمذی و حسنہ الحاکم و صحیح فتح الباری ۲۵۴ باب تمنا المجاہدان رجوع الی الدنیا۔

تم بھی غمگین نہ رہو۔ میں نے کہا تم کہاں ہو۔ کہا جنت میں جہاں چاہتے
ہیں سیر و تفریح کرتے ہیں۔ کہا کیا تو بدر میں قتل نہیں ہوا تھا۔ بعشر نے کہا ہاں لیکن پھر زندہ کر دیا گیا
عبداللہ کہتے ہیں یہ خواب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا کہ آپ نے فرمایا
اے ابوجابر اس کی تعبیر شہادت ہے۔

عمر بن الجموح کی شہادت کا ذکر

اسی غزوہ میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کے بہنوئی عمرو بن الجموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بھی شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں
لنگ تھی اور لنگ بھی معمولی نہ تھی بلکہ شدید تھی۔ چاہے بیٹھے تھے جو ہر غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہمراہ رہتے تھے، اُعدا میں جاتے وقت ان سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ جہاد میں
چلتا ہوں۔ بیٹوں نے کہا آپ منذر ہیں، اللہ نے آپ کو رخصت دی ہے۔ آپ یہیں رہیں۔ مگر یہ
یہ عزیمت کے شیدائی کب رخصت پر عمل کرنے والے تھے۔ شوقِ شہادت میں اس درجہ بے تاب
اور بے چین ہونے کا اسی حالت میں لنگڑا تے ہار گاؤں نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
میرے بیٹے مجھ کو آپ کے ساتھ جانے سے روکتے ہیں۔

واللہ انی کالمجوان اطأ بعد جتی خدا کی قسم تحقیق میں اُمید وائق رکھتا ہوں کہ اسی
ہذا فی الجنة۔ لنگ کے ساتھ جنت کی زمین کو جا کر روندوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا اللہ نے تم کو معذور کہا ہے۔ تم پر جہاد فرض نہیں اور بیٹوں کی طرف
مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ کیا حرج ہے اگر تم ان کو نہ رو کر۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو شہادت
نصیب فرمائے چنانچہ وہ جہاد کے لئے نکلے اور شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
اور مدینہ سے چلتے وقت مستقبل قند ہو کر یہ دعا مانگی۔

اللہم ادرقنی الشہادۃ ولا
تدرنی الی اہلی۔
اے اللہ مجھ کو شہادت نصیب فرما اور گھر
داروں کی طرف واپس نہ کر۔

اسی غزوہ میں ان کے بیٹے خلا بن عمرو بن الجموح بھی شہید ہوئے، عمرو بن الجموح کی بیوی
ہندہ بنت عمرو بن حرام نے، جو کہ عبداللہ بن عمرو بن حرام کی بہن اور حضرت جابر کی بھوپتی بہن، یہ
ارادہ کیا کہ تینوں یعنی اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام اور اپنے بیٹے خلا بن عمرو بن
الجموح اور اپنے شوہر عمرو بن الجموح کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینے جائیں اور وہیں جا کر تینوں
کو دفن کریں مگر جب مدینہ کا قصد کرتی ہیں تو اونٹ بیٹھ جاتا ہے اور جب اُحد کا رخ کرتی ہیں تو
تیز چلنے لگتا ہے۔

ہندہ نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا عمرو بن الجموح
نے مدینہ سے چلتے وقت کچھ کہا تھا، ہندہ نے ان کی وہ وعادہ کر کے جو انھوں نے چلتے وقت کی تھی
آپ نے فرمایا، اسی وجہ سے اونٹ نہیں چلتا اور یہ فرمایا،

والذی نفسی بید کا ان منکم من
لوائسم علی الذلک لا بد لا منہم عمر
بن الحموح ولقد رأیتہ یطاء
بعرجۃ فی الجنة۔
قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری
جان ہے البتہ تم میں بعض ایسے بھی ہیں اگر اللہ پر
قسم کہا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے
ان میں سے عمرو بن الجموح بھی ہیں البتہ تحقیق میں

نے ان کو اسی لنگ کے ساتھ جنت میں چلتا ہوا دیکھا ہے ۱۵

استیعاب ترجمہ عمرو بن الجموح پچھہ حاشیہ اصابع

عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُحد کے قریب دونوں ایک ہی
قبر میں دفن کئے گئے۔

حضرت خثیمہ کی شہادت کا ذکر

خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دھن کے بیٹے سعد غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہید ہو چکے تھے، بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ افسوس مجھ سے غزوہ بدر رہ گیا۔ جس کی شرکت کا میں بڑا ہی حریص اور مشتاق تھا۔ یہاں تک اس سعادت کے حاصل کرنے میں بیٹے سے قرعہ اندازی کی مگر یہ سعادت میرے بیٹے سعد کی قسمت میں تھی قرعہ اس کے نام کا نکلا اور شہادت اس کو نصیب ہوئی اور مدہ گیا۔

آج شب میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے نہایت حسین و جمیل شکل میں ہے جنت کے باغات اور بہروں میں سیر و تفریح کرتا پھرتا ہے اور مجھ سے یہ کہتا ہے اے باپ تم بھی یہیں آ جاؤ دونوں مل کر جنت میں ساتھ رہیں گے۔ میرے پروردگار نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے بالکل حق پایا۔

یا رسول اللہ اس وقت سے اپنے بیٹے کی مرافقت کا مشتاق ہوں۔ بوڑھا ہو گیا اور بیٹیں کم زد ہو گئیں اب تمنا یہ ہے کہ کسی طرح اپنے رب سے جا ملوں۔ یا رسول اللہ، اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو شہادت اور جنت میں سعد کی مرافقت نصیب فرمائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خثیمہ کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور خثیمہ معرکہ احد میں شہید ہوئے۔

انشار اللہ ثم انشار اللہ اُمید واثق ہے کہ حضرت خثیمہ اپنے بیٹے سعد سے جا ملے رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت اُصَیْرِم کی شہادت کا ذکر

عمر بن ثابت، جبر اُصَیْرِم کے لقب سے مشہور تھے۔ ہمیشہ اسلام سے محبت رہے جب احد کا دن ہوا تو اسلام دل میں اترا آیا بعد تواتر سے کہ میدان میں پہنچے اور کافروں سے خوب قتال کیا یہاں

ہمک زخمی ہو کر گر پڑے لوگوں نے جب دیکھا کہ اصیمؓ ہی تو بہت تعجب ہوا اور پوچھا کہ اسے عمرو
تیرے لئے اس لڑائی کا کیا داعی ہوا۔ اسلام کی رغبت یا قومی غیرت و حیثیت اُصمیرؓ نے جواب دیا۔
بل رغبتہ فی الاسلام فأمنت باللہ بلکہ اسلام کی رغبت داعی ہوئی میں ایمان لایا
و رسولہ فاسلمت واخذت سيفی اللہ اور اس کے رسولؐ پہلے سلطان ہوا اور تلوار لیکر
وقالت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے
وسلمت حتی اصابني ما اصابني دشمنوں کا حال کیا یہاں تک مجھ کو یہ زخم پہنچے۔

یہ کلام ختم کیا اور خود بھی ختم ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ لمن اهل الجنة البتہ تحقیق وہ اہل جنت سے ہے۔

رواہ ابن احقاق واسنادہ حسن

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے تباۃ کون شخص ہے کہ جو جنت میں پہنچ گیا۔ اور
ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔ وہ یہ صحابی ہیں۔ اصحابہؓ ترجمہ عربی ثابت؛

مدینہ منورہ کے مہرول اور عورتوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی خیریت اور سلامتی معلوم کرنے کے لئے ہجوم

جنگ کے متعلق مدینہ میں چونکہ دشمنانک خبریں پہنچ چکی تھیں اس لئے مدینہ کے مہرول اور
عورت بچے اور بوڑھے اپنے عزیزوں سے زیادہ آپؐ کو سلامت و عافیت کے ساتھ دیکھنے
کے متمنی اور مشتاق تھے۔

چنانچہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
گزر ایک انصاری عورت پر ہوا جس کا شوہر اور بھائی اور باپ اس معرکہ میں شہید ہوئے جب اس عورت
کے شوہر اور برادر اور چم کے شہادت کی خبر سنا لی تو یہ کہا کہ پہلے یہ بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا بھلا اللہ خیریت سے ہیں۔ اس خاتون نے کہا بھلا چہرہ انور دکھلاؤ

آنکھوں سے دیکھ کر پورا اطمینان ہو گا۔ لوگوں نے اشارہ سے بتلایا کہ حضور یہ ہیں۔ جب اس فرشتہ نے جہاں نبوی کو دیکھ لیا تو یہ کہا۔ کل مصیبت بعد از جمل ہر مصیبت آپ کے بعد بالکل بیچ اور پر حقیقت ہے (ابن ہشام ص ۱۱۱)

معرکہ کارزار میں عین پریشانی کی حالت میں مجتہدین باخلاص پر حق تعالیٰ کا ایک خاص انعام یعنی ان پر غنودگی طاری کر دی گئی

جب کسی شیطان نے یہ خبر سنا دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو بعض مسلمان بنفسفعلہ بشریت یہ خبر سن کر پریشان ہو گئے اور اسی پریشانی اور حیرانی کے حالت میں کچھ دیر کے لئے ان کے قدم میدان جنگ سے ہٹ گئے اور اس معرکہ میں جن کے لئے شہادت کی سزا متعقد تھی وہ شہید ہو گئے اور جن کے لئے ہٹا متعقد تھا وہ ہٹ گئے اور جو میدان قتال میں باقی رہ گئے تھے ان میں سے جو مومنین غلغلیہ اور باطل یقین اور اصحاب ترکش تھے ان پر حق تعالیٰ کی طرف سے ایک غنودگی طاری کر دی گئی۔ یہ لوگ کھڑے کھڑے اُدھکنے لگے جن میں حضرت طلحہ بھی تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی مرتبہ تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی تو اُمیر سے ہاتھ سے گر کر جاتی تھی اور میں اس کو اٹھا لیتا تھا یہ ایک حسی اثر تھا، اس باطنی سکون کا جو حق تعالیٰ نے اس موقع پر اہل ایمان کو عطا فرمایا جس سے کافروں کا خوف و ہراس دل سے میلکت و دور ہو گیا اور منافقین کا گردہ جو اس وقت شریک جنگ تھا اس وقت سخت اضطراب میں تھا اس کو صدمہ اپنی جان بچانے کی فکر تھی، ان کبجوں کو نیند نہ آئی اس بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

نَحْنُ أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْكُمْ تَبَأُ الْغَدْرِ
أَمْ نَدَا لِنُفَاسًا تَفْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ
وَمَا أَفَئِدَتْ أَهْمَتُهُمْ أَنْسَكُهُمْ يُظَنُّونَ
بِاللَّهِ فَيُزِيلُ الْعَقَنْظَرُ الْأَجَاهِلِيَّةَ ذَا الْآيَاتِ

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر ایک امن اور سکون کی کیفیت نازل فرمائی یعنی تم میں سے ایک جماعت پر اونگھ طاری کر دی جو ان کو گھیر رہی تھی اور ایک دوسری جماعت ایسی تھی کہ جس کو اپنی جان

کی فکر پڑی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جاہلیت کی طرح بدگمانی میں مبتلا تھی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ جس جماعت پر فتنہ طاری کی گئی وہ جماعت ان اہل ایمان کی تھی کہ جو یقین اور ثبات اور استقامت اور توکل صادق کے ساتھ موصوف تھے اور ان کو یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ضرورت مدد کرے گا اور اپنے رسول سے جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا کرے گا اور مدد سرگرم رہے جسے اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی اور اسی فکر میں ان کی فتنہ غالب تھی، وہ منافقین کا گروہ تھا ان کو صرف اپنی جان کا غم تھا اطمینان اور امن کی فیند سے محروم تھے۔

جنگ میں کچھ عورتوں کی شرکت اس کا حکم

اس غزوہ میں مسلمانوں کی چند عورتوں نے بھی شرکت کی صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ احد کے دن میں نے حضرت عائشہؓ اور اپنی والدہ ام سلمہؓ کو دیکھا کہ پانی بچے چڑھائے ہوئے پانی کی مشک بھر بھر کر پشت پر رکھ کر لاتی ہیں اور لوگوں کو پانی پلاتی ہیں جب مشک خالی ہو جاتی ہے تو پھر بھر کر لاتی ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ابو سعید خدریؓ کی والدہ ام سلمہؓ بھی احد کے دن ہمارے لئے مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں۔

صحیح بخاری میں ربیع بنت معوذہؓ سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتی تھیں کہ لوگوں کو پانی پلائیں اور زمینوں کی مرہم چھڑکیں اور متولین کو اٹھا کر لائیں۔ خالد بن ولیدؓ کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے۔ (وَلَا تَقَاتِلُ)

(ربیع کہتے ہیں مگر ہم قتال اور لڑائی میں شریک نہیں ہوتے تھے) یہ تینوں روایتیں صحیح بخاری کی کتاب الجہاد میں مذکور ہیں تفصیل کے لئے فتح الباری از میثاقہ تا بیچہ مراجعت فرمائیں ابن ابی جب

۱۔ اصل عبارت کے الفاظ یہ ہیں لَمْ أَكُنْ مِنَ الْمُحَارِبِينَ لَمْ أَكُنْ مِنَ الْمُحَارِبِينَ لَمْ أَكُنْ مِنَ الْمُحَارِبِينَ لَمْ أَكُنْ مِنَ الْمُحَارِبِينَ

یعنی اہل ایمان و یقین و الثبات و التوکل و الصادق و ہم الجہاد من بان اللہ غزوہ سلمیٰ سنہ ۵ھ ہجری و ۶ھ

تغیر یہ کہ یہ

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا علیہ السلام جہاد کیا عورتوں پر بھی جیاد ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا نعم جہاد کا قتال فیہ الحج والعمرة ہاں ان پر ایسا جیاد ہے۔

جس میں لڑنا نہیں۔ یعنی حج اور عمرہ (فتح الباری کتاب الحج باب حج النساء)

صحیح بخاری کی کتاب الامیدین میں ام عطیہؓ سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں مریضوں کی خبر گیری اور زخمیوں کے علاج کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔

ان عورتوں نے فقط لوگوں کو پانی پلایا اور مریضوں اور زخمیوں کی خبر گیری کی لیکن قتال نہیں کیا مگر ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دیکھا کہ ابن قتیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر رہا ہے تو انھوں نے اس حالت میں آگے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ موٹہ ہے پر ایک گہرا زخم آیا۔ ام عمارہؓ فرماتی ہیں، میں نے بھی بڑھ کر ابن قتیہؓ پر دیا کہ اگر عدو اللہ (اللہ کا دشمن) دوزخ پہنچے ہوئے تھا۔

اس غزوہ میں صرف ایک ام عمارہ شریک جہاد و قتال ہوئیں۔ اس کے علاوہ تمام غزوات میں سوا ایک دو عورت کے اور عورتوں کا شریک جہاد و قتال ہونا کبیں ذخیرہ حدیث سے ثابت نہیں اور نہ کسی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو جہاد کی ترغیب دینا ثابت ہے۔

اس لئے تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں الایہ کہ کفار عجم کو آئیں اور ضرورت عورتوں کی شرکت پہنچی مجبور کرے۔

عورتوں کا نظری ضعف اور ان کی طبعی ناتوانی خدا کی دلیل ہے کہ ان پر جہاد و قتال کو

لازم کرنا ان کی فطرت اور جبلت کے خلاف ہے۔ قال تعالیٰ لَیْسَ عَلَی الضَّعْفَاءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضَیِّ وَلَا عَلَی الْوَعْدَانِ کَیْفُ جِدَادٍ یعنی ضعیف اور ناتواں مریض اور غیر متطیع لوگوں پر جہاد فرض نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جیاد میں یہ تاکید فرماتے ہیں کہ کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک عورت کو مقتول دیکھا (جو غلطی سے قتل ہوئی تھی) فرمایا ما کانت ہذا لتقاتل یہ تو قتال کے قابل نہیں۔

صبح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جہاد کو سب سے افضل اور سترعلیٰ سمجھتے ہیں، کیا ہم عورتیں اس میں شریک نہ ہوا کریں آپ نے فرمایا۔ نہیں تھا راجا جہاد تو جہاد ہے۔
اصل حکم عورتوں کے لئے یہ ہے۔ وَقَدْ زَنَ فِي بُيُوتِكُنَّ۔ اپنے گھروں میں ٹھہرو۔ باہر نہ نکلو۔
دیکھو شرح سیر کبیر ص ۹۲ ج ۱

اسی لئے نبی کریم ﷺ نے عورتوں کا نماز کی جماعت میں حاضر ہونا بھی پسند نہیں فرمایا اور عطا اور خوشبو لگا کر یا عمدہ کپڑے پہن کر مسجد میں آنے کی صریح ممانعت فرمائی۔ اور بجائے صحن خاں کے دلال میں اور اس سے بڑھ کر کوٹھڑی میں عورت کا نماز پڑھنا افضل قرار دیا۔ لہذا جب شریعت مطہرہ صفت نمازیں عورتوں کی حاضری پسند نہیں کرتی تو صفت جہاد و قتال میں بلا ضرورت ان کی حاضری کیسے پسند کر سکتی ہے۔

اس لئے حضرات فقہاء نور اللہ مرقدہم نے یہ فتویٰ دیا کہ نماز کی جماعت اور جہاد میں عورتوں کا حاضر ہونا پسند ہے، مگر مجاہدین کی اعانت اور امداد اور مریضوں اور زخمیوں کی خبر گیری کی غرض سے صرف ان عورتوں کا حاضر ہونا جائز ہے کہ جن کی حاضری باعث فتنہ نہ ہو یعنی بوڑھی ہوں۔ بشرطیکہ شوہر یا ذی رحم محرم ان کے ہمراہ ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ بغیر شوہر یا بغیر ذی رحم محرم کے ہمراہ حج وغیرہ کسی قسم کا کوئی سفر کر سکے، اسی وجہ سے بعض فقہاء کا یہ قول ہے کہ جس عورت پر ذی شروت اور صاحب استطاعت ہونے کی وجہ سے حج فرض ہو اور شوہر اور نہ ذی رحم محرم رکھتی ہو تو اس پر کاح واجب ہے کہ کاح کر کے شوہر کے ہمراہ حج کو جائے تاکہ بغیر محرم کے سفر نہ ہو۔

مسجد میں نماز کے لئے عورتوں کی حاضری اس شدہ طے کے ساتھ جائز ہے کہ ان کی حاضری موجب فتنہ نہ ہو ورنہ ناجائز اور حرام ہے۔

اسی طرح اچانوں میں عورتوں کا غیر مردوں کی تہلیل داری کرنا بھی بلاشبہ حرام ہے، اے

میرے دوستو موجودہ تہذیب پر نظر مت کرو۔ موجودہ تہذیب کی بنیاد اور عمارت اور تمام فرش انسانی شہوتوں اور شیطان کی لذتوں پر مبنی ہے اور حضرات انبیاء کرام کی شریعتیں عفت اور عصمت پاک پر مبنی ہیں جس کو خداوند تعالیٰ نے عقل دی ہے وہ عفت اور شہوت کے فرق کو سمجھے گا اور جو نفس و شیطان کا غلام بنا ہوا ہے اس سے خطاب ہی فضول ہے ایسے بے عقل کے نزدیک کلاج اور زنا میں بھی فرق نہیں۔ اللہ اکبر کیا وقت آگیا کہ جب شریعت مقدسہ عفت اور عصمت کی طرف دعوت دیتی ہے تو یہ بندگان شہوت اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔

شہدِ واحد کی تجہیر و تکفین

اس غزوہ میں بیشتر صحابہ شہید ہوئے جن میں اکثر انصار تھے۔ بے سوسامانی کا یہ عالم تھا کہ کفن کی چادر بھی پوری نہ تھی۔ چنانچہ مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ ہی واقعہ پیش آیا کہ کفن کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ سر گر ڈھانکا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھکے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا بالآخر یہ ارشاد فرمایا کہ سر ڈھانک دو اور پیروں پر ازخرو ایک گھانس دو (ماہی صبح بخاری غزوہ احد)۔

۲۔ اور یہی واقعہ شہدِ واحد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا جبکہ مجمع طہرانی میں ابواسید سے اسے اس قدر رک حاکم میں انسؓ سے مروی ہے۔ طہرانی کی سند کے سب ملاوی ثقہ ہیں۔

اور بعض کے لئے یہ بھی مستر بنایا۔ دو دواؤں کو ایک ہی چادر میں کفن دیا گیا۔ اور دو دواؤں میں تین کو ملکر ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ دفن کے وقت یہ دریافت فرماتے کہ ان میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد ہے۔ جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اسی کو قبہ رخ محمدی آگے رکھتے اور یہ ارشاد فرماتے۔

انا شہید علیٰ ہوا کا دیوم القیامت قیامت کے دن میں ان لوگوں کے حق میں شہادت دوں گا۔

۳۔ تین تین کا حفظ صحیح بخاری کی روایت میں نہیں بلکہ سنن کی روایت ہے جس کا امام ترمذی نے تصحیح کیا ہے۔

(فتح مجددی ص ۳۷۱ کتاب الجنائز)

اور یہ حکم دیا کہ اس طرح بلا غسل وئے خزن آلودہ زن کر دیں (صحیح بخاری کتاب الجنائز)
 صحیح بخاری میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 شہداء احد کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی لیکن کل علما سیر اس پر متفق ہیں کہ آپ نے شہداء احد کے جنازہ
 کی نماز پڑھی۔ اور متعدد روایات حدیث بھی اسی کی مؤید اور مساعد ہیں۔ حافظ علامہ الدین مغلطائی نے
 اپنی سیرت میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ باقی تفصیل کے لئے کتب حدیث کی مراجعت کی جائے۔
 بعض لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے عزیز شہیدوں کو مدینہ لے جا کر دفن کریں لیکن رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں شہید ہوئے وہیں دفن کئے جائیں (ابن ہشام ص ۹۶)

شہیدہ قوم

أحد کے دن قزمان نامی ایک شخص نے بڑی جاننازی اور سرفروشی دکھلائی اور تنہا اس نے
 سات یا آٹھ مشرکوں کو قتل کیا اور آخر میں خود زخمی ہو گیا جب اس کو اٹھا کر گھر لے آئے تو بعض صحابہ
 اس سے یہ کہا:۔

واللہ لقد ابلیت اليوم یا قزمان خدا کی قسم آج کے دن اے قزمان تو نے بڑا کام کیا
 فالبشر کیا تجھ کو مبارک ہو۔

قزمان نے جواب دیا:

اذا ابشروا الله ان قاتلت الاعن تم مجھے کسی چیز کی بشارت اور مبارکباد دیتے ہو:
 احساب قومی و لو لا ذلك ما قاتلت خدا کی قسم میں نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے قتال

نہیں کیا بلکہ صرف اپنی قوم کے خیال اور ان کے بچانے کی غرض سے قتال کیا۔

۵۔ چنانچہ حافظ مرسون عنون زہل کے تحت (الصلاۃ علی الشہداء) من غیر غسل، یہ تقریر رواتے
 ہیں وصال علی حمزہ و الشہداء من غیر غسل و ہذا اجماع الامام شاذلی بعض تابعین قال اسبیل لم یرد علی اللہ
 علیہ وسلم وصال علی شہیدی ششی من معانیرہ الا انی ہذہ۔ و فیہ نظرنا ذکرہ الانسان من ادعی علی المرالی فی
 غزوہ اخی۔ (سیرت مغلطائی ص ۹۶)

اس کے بعد جب زعموں کی تکلیف زیادہ ہوئی تو خود کھلی کر لے یہ قلعہ تفصیل کے ساتھ
بھلائے بخاری و فتح الباری بحث جہاد میں گن چکا ہے۔

فائدہ ۱۔ یہ شخص دراصل مناق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جو اس نے کار نمایاں
کئے تو محض قوم اور وطن کی ہمدردی میں کئے تھے کہ اسی میں وہ مارا گیا اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اہل نار میں سے ہے خدا کے نزدیک شہید وہ ہے کہ جو اعصار
کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرے اور جو شخص قوم اور وطن کے لئے لڑ کر جان دیدے اس زمانہ کے
معاورہ کے مطابق وہ شہید قوم کہلا سکتا ہے مگر اسلام میں وہ شہید نہیں اسی زمان کا افضل اتو
شروع ہی میں اسی عنوان، جہاد کی حقیقت کے ذیل میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔
تنبیہ۔ قال ابن کثیر وقد رد مثل قلعہ بذانی غزوۃ خیبر کا سیاقی انشاء اللہ تعالیٰ
الہدایۃ والنبایۃ ص ۳۶ ج ۴۔

اسرار و حکم

حق جل و علانے غزوہ احد کے بیان **وَاذْعَدُّوْا مِنْ اَهْلِكُمْ قِبُوْتِی الْمَوْتِیْنَ**
مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ سے ساتھ آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے بعض آیات میں مسلمانوں کی ہزیمت
و شکست کے اسباب اور علل اسرار اور حکم کی طرف اشارہ فرمایا جو مختصر توضیح کے ساتھ ہدیہ
ناظرین میں۔

وا تا کہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے پیغمبر کا حکم نہ ماننے اور ہمت ہار دینے اور آپس میں بھگڑنے
کا کیا انجام ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ مَدَدْنَا لَكَ الْوَسْطَىٰ اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ پچ
وَاذْبَنِهِ حَقًّا اِذَا اُنْشِلْتُمْ کر دکھایا جبکہ تم اللہ کے حکم سے کافروں کو قتل

تَنَازَعْتُمْ فِي الْأَرْضِ وَعَصَيْتُمْ مَنِ ابْعَدَ
مَا أَسْرَأَكُمْ تَأْتِي جِبُونَ مِنْكُمْ مَن
يَرِيدُ الدَّيْنَ وَصُنْعَكُمْ مَن يَرِيدُ
الْآخِرَةَ تَشْهَدُ عَنْكُمْ غَيْرُكُمْ يُبْلِغُكُمْ
وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ ط لہ

کر رہے تھے یہاں تک جب تم کچھ بزدلی کرنے
لگے اور آپس میں جھگڑنے لگے اور حکمِ مدد کی
بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبوب چیز
یعنی فوج و نصرت تم کو دکھا دی بیٹھے تم میں سے دنیا
چاہتے تھے اور بعض خاص آخرت کے طلب گار
تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے بھیر دیا یعنی

شکست دی تاکہ تمہارا امتحان کرے اور تمہاری اس لغزش کو اللہ تعالیٰ نے معاف
کر دیا اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

(۲)۔ اور تاکہ کچے اور کچے کا اور مجموعے اور پچے کا امتیاز ہو جائے اور مخلص اور منافق، عاقل
اور کاذب کا اخلاص اور نفاق، صدق اور کذب ایسا واضح اور روشن ہو جائے کہ کسی قسم کا اشتباہ
باقی نہ رہے

اللہ تعالیٰ کے علم میں اگرچہ پہلے ہی سے مخلص اور منافق متماز تھے لیکن سنت اللہ اس
طرح جاری ہے کہ محض علم الہی کی بنا پر جزاء اور سزا نہیں دی جاتی جو شئی علم الہی میں مستور ہے جب تک
وہ محسوس اور شاہد نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر ثواب اور عقاب مرتب نہیں ہوتا ہے
در محبت ہر کہ او دعویٰ کند مد ہزاراں امتحاں بروے تند
گر بر دصاوق کشد با رجفا در بود کاذب گریز و از بلا
عاشقاں را در دول بیاری بایکشد جو ریا و غصہ اغیار می بایکشد

(۳) اور تاکہ اپنے خاص مجتہدین و مخلصین اور شائقین لقاء خداوندی کو شہادت فی سبیل اللہ
کی نعمت کبریٰ اور منت عظمیٰ سے سرفراز فرمائیں جس کے وہ پہلے سے مشتاق تھے اور بدر میں فدیہ اسی
امید پر لیا تھا کہ آئندہ سال ہم میں کے ستر آدمی خدا کی راہ میں شہادت حاصل کریں گے جیسا کہ اگر بلا

اس نعمت اور دولت سے حق تعالیٰ اپنے دوستوں ہی کو نوازتا ہے ظالموں اور فاسقوں کو یہ نعمت نہیں دی جاتی قال تعالیٰ

وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۚ وَاللَّهُ لَا يَحِبُّ الظَّالِمِينَ۔ ۱۵
اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین کو متاثر کرے
اور تم میں سے بعض کو شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ
ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے۔

(۴)۔ اور تاکہ مسلمان اس شہادت اور ہر میت کی بدولت گناہوں سے پاک اور صاف
ہو جائیں اور جو خطائیں ان سے صادر ہوتی ہیں وہ اس شہادت کی برکت سے معاف ہو جائیں۔
(۵) اور تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو مٹا دے اس لئے کہ جب خدا کے دوستوں اور
مجتہدین و مخلصین کی اس طرح خوریزی ہو جاتی ہے تو غیرت حق جو شش میں آجاتی ہے اور خدا کے
دوستوں کا خون عجب رنگ لے کر آتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جن دشمنانِ خدا نے دشمنان
خدا کی خوریزی کی تھی وہ عجیب طرح سے تباہ اور برباد ہوتے ہیں ج

ویدی کہ خون ناحق پر دانہ شمع را چند ان اماں نذا کہ شب را سحر کند

کما قال تعالیٰ

وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُخَيِّطَ
اَلْكَافِرِينَ۔ ۱۶
اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کا میل کچی صاف
کروے اور کافروں کو مٹا دے۔

(۶) اور تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ دلوں کو پھیرتے رہتے ہیں کبھی دوستوں
کو فتح و نصرت سے سرفراز کرتے ہیں اور کبھی دشمنوں کو غلبہ دیتے ہیں۔

وَتِلْكَ الْآيَاتُ مُنْذِرًا لِّقَوْمٍ بَاسِينَ
النَّاسِ۔ ۱۷
اور ان دلوں کو کم لوگوں میں باری باری پھیرتے
رہتے ہیں۔

گرا انجام کار غلبہ دوستوں کا رہتا ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ اس لئے کہ اگر ہمیشہ اہل ایمان کو فتح ہوتی رہے تو بہت سے لوگ محض نفاق سے اسلام کے حلقہ میں آ شامل ہوں تو زمین اور منافق کا امتیاز نہ رہے۔ اور یہ نہ معلوم ہو کہ ان میں سے خاص اللہ کا بندہ ہے اور کون ان میں سے عہد الدنیا والدرہم ہے۔

اور اگر ہمیشہ اہل ایمان کو شکست ہوتی رہے تو بعثت کا مقصد (یعنی اعلانِ کلمۃ اللہ) حاصل نہ ہو اس لئے حکمت الہیہ اس کو مقصوف ہوتی کہ کبھی فتح و نصرت ہو اور کبھی شکست اور ہزیمت تاکہ کھرسے اور کھوٹے کا امتحان ہوتا رہے۔ قال تعالیٰ:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۚ
اللہ تعالیٰ مؤمنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتے
یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو پاک سے۔
اور انجام کار غلبہ اور فتح حق کو ہو۔

(۷)۔ نیز اگر ہمیشہ دوستوں کو فتح ہوتی رہے اور ہر معرکہ میں ظفر اور کامیابی ان کی ہر کاب ہے تو اندیشہ یہ ہے کہ کہیں دوستوں کے پاک و صاف نفوس طغیان اور سرکشی غرور و عجباب میں مبتلا نہ ہو جائیں اس لئے مناسب ہوا کہ کبھی راحت اور آرام ہو اور کبھی تکلیف اور ایلام کبھی سختی اور کبھی نرمی۔ کبھی قبض اور کبھی بسط۔

چونکہ قبض آیت اسے راہرو آن صلاح تست آیس ول مشو
پونکہ قبض آمد تو دروے بسط بین تازہ باش و چین می فگن جز حسین
(۸)۔ اور تاکہ شکست کھا کر شکستہ خاطر ہوں اور ہار گاہ خداوندی میں تخیخ اور تفرع

الح - آل عمران، آیتہ: ۱۶۹ -

۱۔ افضل البشیر اللہ الباری بالتحقیق سیدنا و مولانا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه سے جب یہ عرض کیا گیا کہ آپ کا بھائی ابوذر غفاری بدرین کو عہدے کیمن نہیں مٹا فرماتے تو یہ ارشاد فرمایا۔ اری ان لا یکن شہدہ الدنیا میں یہاں تاہوں کو دنیا ان حضرات کو کہ لا یرید یرکبہ لغالبایہ وایہ علیہ السلام لیلین آتیا
یمنی اور کتاب میں ہے مجھے اس وقت حوالہ دینا کہ آ رہا ہے واللہ اعلم۔

عجز اور تسکین و تذلل اور انکساری کے ساتھ رجوع ہوں۔ اس وقت حتیٰ جل و علا کی طرف سے عزت اور سر بلندی نصیب ہو اس لئے کہ عزت و نصرت کا خلعت و زنت اور انکساری ہی کے بعد عطا ہوتا ہے کما قال تعالیٰ۔

وَلَقَدْ نَفَرَكُمْ اللَّهُ بِبَدْرٍ لَّئِنْ لَمْ يَأْتِ الْفَتْحُ لَكُنْتُمْ لِبَاسٍ لِّغُلَامٍ مِّنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْمِنُوا بِهِمْ ثُمَّ إِذِ الْفَتْحُ أُتِيَ وَنُفِرَ بِيَوْمِ بَدْرٍ أَلَيْسَ لِي بِعِزٍّ عِندَ اللَّهِ
اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی در آسما لیکہ تم بے سر و سامان تھے۔

وقال تعالیٰ

وَلْيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كُنُوزُكُمْ فَلَمْ تَغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا ۖ
اور جنگ حنین میں جب تمہاری کثرت نے تم کو خود پسندی میں ڈالا تو وہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی
حق جل شانہ جب اپنے کسی خاص بندے کو عزت یا فتح اور نصرت دینا چاہتے ہیں تو اول اس کو ذلت اور انکساری عجز اور انکساری میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ نفس کا تنقیہ ہو جائے اور اعجاب اور خود پسندی کا ناسد مادہ بکلفت خارج ہو جائے اس طرح ذلت کے بعد عزت اور ہزیمت اور شکست کے بعد فتح و نصرت اور فنا کے بعد بقا عطا فرماتے ہیں۔

عارف رومی فرماتے ہیں :

بس زیاد تھا و در دنِ نقص ہاست مرشیدانِ راحیات اندو ناست
مردہ شوتا مخدج الحمی الصمد زندہ زینِ مردہ بیرون آورد
آن کے را کہ جنسِ شاہے کشد سوے تخت و پهنین جاہے کشد
نیم جان بستاند و صد جان دہد آنچه در دہشت نیاید آن دہد

(۱۹)۔ اور تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ بدون مجاہدہ عظیم اور بغیر ریاضتِ تامہ کے مراتب اور درجاتِ عالیہ کا دل میں خیال مانع و لینا مناسب نہیں۔ کما قال تعالیٰ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَذَخَلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَخْلَوِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَكُمْ الصَّابِرِينَ۔ ۱۰۔
 کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ
 حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کا اور صابرین
 کا امتحان نہیں لیا۔

(۱۰)۔ اور تاکہ تمہارے پاک نفوس دنیا کی طرف میلان سے بالکلیہ پاک اور منترہ ہو جائیں
 اور آئندہ سے کبھی بھی دنیائے ملال (یعنی مال غنیمت) کے حصول کا خیال بھی دل میں آئے
 کہ ہمارے رسول کے حکم کے خلاف مال غنیمت کو دیکھ کر ہمارے نیچے کیوں اترے ہم نے اس وقت
 تمہاری اس فتح کو شکست سے اس لئے بدلا ہے کہ تمہارے قلوب آئندہ کے لئے دنیائے ملال
 (یعنی مال غنیمت) کی طرف میلان سے بھی پاک اور منترہ ہو جائیں اور دنیائے دوں کا وجود اور عدم
 تمہاری نظر میں برابر ہو جائے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاَنَابَكُمْ عَمَّا لَكُمْ يَلَا تَحْذَرُوْا
 عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا اَصَابَكُمْ
 وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ ۱۱۔
 پس اللہ تعالیٰ تم کو اس مال غنیمت کی طرف
 مائل ہونے کی پاداش میں غم پر غم دیا تاکہ آئندہ کو
 تمہاری یہ حالت ہو جائے کہ جو چیز تمہارے
 ہاتھ سے نکل جائے اس پر غمگین نہ ہو اور نہ کسی مصیبت کے پہنچنے سے تم پریشان ہو اور اللہ
 تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

یعنی اس وقتی ہزیمت اللہ شکست میں ہماری ایک حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ تم نہ بددو صبر کے
 اس اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ جاؤ کہ جہاں دنیا کا وجود اور عدم نظروں میں برابر ہو جاتا ہے جیسا کہ حق
 جل شانہ کا دوسری جگہ ارشاد ہے۔

مَا اَصَابَ مِنْ مَّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا
 فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ
 اَنْ تَبْزُاَهَا۔ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ لَيْسِرٌ۔
 نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں یا تمہارے نفسوں
 میں مگر وہ پہلے ہی سے لوح محفوظ میں مقدّر ہوتی ہے
 اور تحقیق یہ امر اللہ کے نزدیک باطل آسان ہے۔

لَکِن لَّا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَکُمْ وَلَا
تَفْرَحُوا بِمَا آتَاکُمْ وَاللَّهُ لَا
یُحِبُّ مَن مَّخْتَالٌ فَخُورٌ۔ ۱۷

اور مصائب کے نازل کرنے میں اللہ کی حکمت
یہ ہے کہ تم صبر میں اس درجہ کامل ہو جاؤ کہ اگر دنیا
کی کوئی چیز تم سے فوت ہو جائے تو اس پر غلین نہ ہوا

کرد اور دنیا کی جو چیز اللہ تم کو عطا کرے تو تم اس دنیا کی چیز کو دیکھ کر خوش نہ ہو کر د اور
اللہ تعالیٰ کسی انسانے مالے اور فقر کرنے مالے کو پسند نہیں کرتے

دنیا کے آنے سے دل کا خوش نہ ہونا اور دنیا کے جانے سے دل کا رنجیدہ نہ ہونا یہ زہد
اور صبر کا اعلیٰ ترین مقام ہے حق جل شانہ نے ان آیات میں اشارہ فرمادیا کہ مگر کہ احد میں صحابہ کو
جو یہ غم یہ دیا گیا کہ فتح کو شکست سے بدل دیا۔ اس میں اللہ کی ایک حکمت یہ ہے کہ آئندہ سے صحابہ
کے دل میں دنیا کے فوت ہونے کا کوئی غم نہ ہو کرے اور دنیا کا وجود اور عدم ان کی نظر میں برابر
ہو جائے اور یہ حال میں تضار الہی پر راضی اور خوش بنانا فقین اور جبار کی طرح خداوند ذوالجلال
سے بدگماں نہ ہو کہ اس وقت خدا تعالیٰ ہماری مدد کیوں نہ فرمائی محبت مخلص کی شان تو یہ ہونی چاہیے

زندہ کنی عطائے تو در بخشی فدائے تو

جان شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی رضائے تو

ما پر ویم دشمن و یا می کشیم دوست جرات کسی کہ جرح کند و رقصائے ما

(۱۱)۔ نیز یہ واقعہ آپ کی وفات کا پیش خیمہ تھا جس سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ اگرچہ اس

وقت تم میں سے بعض لوگوں کے بمقتضائے بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر
سُن کر پاؤں اکھڑ گئے چونکہ اس کا منشا معاذ اللہ بزدلی اور نفاق نہ تھا بلکہ غایت ایمان و اخلاص اور
انتہائی محبت و تعلق تھا کہ اس وحشت اثر خبر کی دل تلب نہ لاسکے اور اس درجہ پریشان ہو گئے کہ
میدان سے پاؤں اکھڑ گئے اس لئے

وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ
حق تعالیٰ شانہ نے تمہارا یہ قصور معاف فرمایا

مَلِئَ الْمُؤْمِنِينَ ۔ ۱۵

اور اللہ تعالیٰ ان کو ایمان دے گا اور ان پر اپنی فضل فرمائے
والا ہے۔

لیکن آئندہ کے لئے ہر شیہ راہِ خبر دار ہو جاؤ کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین
اور آپ کی سنت اور آپ کے جاوہِ استقامت سے نہ پھر جانا آپ کی وفات کے بعد کچھ لوگ
دین سے پھر جائیں گے جس سے فتنہ اُتراو کی طرف اشارہ تھا اور مقصود تشبیہ ہے کہ آپ ہی کے
طریق پر زندہ رہنا اور آپ ہی کے طریق پر مرنا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر وفات پا جائیں یا قتل
ہو جائیں تو ان کا خدا تو زندہ ہے اور یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ نَمُوتُ
أَوْ قَتَلُومُنْ أَفَنُفِثَ عَلَىٰ
أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يُفِثْ
عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَكَ يُفْثِي اللَّهُ
سَيُجْزَىٰ اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝۱۲

اور نہیں میں محمد مگر ایک رسول ہی تو ہیں جن سے
پہلے بیت سے رسول گزرے ہیں اگر آپ کا حال
ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم دین اسلام
سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل
واپس ہو جائے تو وہ ہرگز ہرگز اللہ کوئی نقصان
نہیں کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو انعام دے گا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مین کا قبیلہ ہمدان جب مرتد ہونے
لگا، تو عبد اللہ بن مالک ارجو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ ہمدان کو جمع کر کے یہ خطبہ دیا۔

يا معشر همدان انكم لم تعبدوا
محمدا عليه السلام انما عبدتم
رب محمد وعليه السلام وهو الحق
الذي لا يموت عنيد انكم اطعتم
رسول بطاعة الله - واعلموا ان

اے گروہ ہمدان تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ رب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے اور
رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی لایموت ہے
ہاں تم اللہ کے رسول کی اطاعت کرتے تھے

استنقذکم من النار ولعلکم یثقلون
لیجمع اصحابہ علی ضلالتہ لئلا
اخیر الخیبة - تاکہ رسول کی اطاعت۔ اللہ کی اطاعت کا
ذریعہ بن جائے اور خرب جان لو کہ اللہ تعالیٰ
نے تم کو اپنے رسول کے ذریعہ آگ سے چھڑایا ہے

اور اللہ تعالیٰ آپ کے اصحاب کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور یہ شعر کہے۔
لعمری لئن مات ابنی مُحَمَّدٌ لَمَّا مَاتَ يَا ابْنَ الْعِیْلِ رَبِّ مُحَمَّدٌ
قسم ہے میری زندگی کی کہ اگر بنی اکرم محمد رسول اللہ علیہ السلام وفات پا گئے تو آپ کا
پروردگار زندہ ہے مے سوا کے بیٹے۔

دعا کا الیہ سربتہ، نَسَاجَبَدُ، فَاخِیر غُورِی وَاخِیر مَنُجِد
ان کے پروردگار نے ان کو اپنے پاس لانے کی دعوت دی آپ نے اپنے رب کی
دعوت کو قبول کیا۔ سبحان اللہ حضور پر نور غرور مجید بندوبستی کے رہنے والوں میں سے
سب سے افضل اور بہتر تھے۔ اصحابہ ترجمہ عبداللہ بن مالک صفحہ ۳۱۵ ج ۲ میں اصحابہ بنی
شرح اشعار اصحابہ صفحہ ۳۱۲ ج ۱

تنبیہ: حیات انبیاء کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ وفات نبوی کے بیان میں کچھ
ذکر کریں گے۔

غزوہ اُحد میں فتح کے بعد نہریت پیش آ جانکی حکمت اور مصلحت پر اجمالی کلام

حسب وعدہ خداوندی شروع دن میں مسلمان کا فوٹ پر غالب رہے مگر جب اس مرکز
سے ہٹ گئے جس پر اللہ کے رسول نے کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا اور مالی غنیمت جمع کرنے کے لئے
پہاڑ سے نیچے اتر آئے تو جنگ کا پانسہ پٹ گیا۔ اور فتح شکست سے بدل گئی، بارگاہِ خداوندی میں
محبتیں مخلصین اور عاشقین صادقین کی اونی بات پر گرفت ہوتی ہے حتیٰ جل شانہ کو مینا پسند ہوا

کہ اس کے مجتہد مخلصین (صحابہ کرام) اللہ کے رسول کے حکم سے ذرہ برابر بدل کریں اگرچہ وہ عدول کسی غلط فہمی اور بھول چوک سے ہی کیوں نہ ہوں نیز عاشق صادق کے شان عشق کے یہ خلاف ہے کہ وہ دنیا کے متاع اور مال غنیمت کے جمع کرنے کے لئے کوہ انتقامت سے اتر کر زمین پر آئے جس مال غنیمت کے جمع کرنے کے لئے صحابہ پہاڑ سے اترے تھے اگرچہ وہ دنیاۓ حلال اور طیب تھی لقولہ تعالیٰ فَكَلُوا صَمًا عَنَّمُمْ حَلًّا لَا طَيِّبًا۔ مگر صحابہ جیسے عاشقین صادقین کیلئے یہ مناسب نہ تھا کہ خداوند ذوالجلال کے بغیر اجازت اور اذن کے اس حلال و طیب کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔

موسیا آداب و اناد یگرند سوختہ جانان روانان دگرند
خداوند مطلق اور محبوب برحق نے اپنے مجتہد مخلصین کے تنبیہ کے لئے وقتی طور پر فتح کر شکست سے بدل دیا کہ متنبہ ہو جائیں کہ غیر اللہ پر نظر جائز نہیں اور علم انبی میں یہ مقدمہ فراہم کیا کہ وقتی طور پر اگرچہ شکستہ خاطر ہوں گے مگر عنقریب فتح تکڑے سے اس کی تلافی کر دی جائے گی اور آئندہ ہمیں کرم و کسریٰ کے خزانے لان کے ہاتھوں میں دیکھتے جائیں گے مقصود یہ تھا کہ مجتہد مخلصین کے قلوب دنیاۓ حلال کے میلان سے بھی پاک اور خالص بن جائیں۔ اسی بارہ میں حق جل شانہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

وَلَقَدْ مَدَدْنَا قُلُوبَنَا لَكُمْ وَاللَّهُ وَعْدَهُ إِذَا
تَحْسَبُوهُمْ بِأَذْنِهِمْ ج. حَتَّىٰ إِذَا
فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأُمُورِ
وَعَصَيْتُمْ مِّنْ أَمْرِنَا
ثُمَّ نُنَازِعُكُم مِّنْ بَيْنِ يَدَيْ الدُّنْيَا
وَمِنْكُمْ مِّنْ يَّرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ
صَرَفْنَا قُلُوبَهُمْ لَئِيْ يَاسِيَّكُمْ وَلَقَدْ

اور تحقیق اللہ نے تم سے جو رستہ، کا وعدہ کیا تھا
وہ سچ کر دکھایا جس وقت کہ تم کفار کو تائب نہ کرنا
قفل کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ سات یا نو آدمی جن کے
ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا تھا وہ سب تمہارے ہاتھ
سے مارے گئے یہاں تک کہ جب تم خود سست
پڑ گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم
نے حکم کی نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے تمہاری

عَمَّا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ
مُحِبِّ اِلٰهٍ سَنَدِيْهِ حَبِيْرٌ زَيْنِيْ كَا فِرُوں پَر غَلْبِہٖ دَفْعِ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اے
توہ تمہے کو دنیا و غنیمت کی طرف مائل ہوئے اور بعض تم سے وہ تمہے کو جو مرثِ آخرت
کے طلب گار اور جراتمہ، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے پھیر دیا۔ اور عمل شدہ
فتح کو نہریت سے بدل دیا تاکہ تم کو آزمائے اور صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ کون بچا
ہے اور کون کچا اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہاری یہ غلطی بالکل معاف کر دی (لہذا
اب کسی کو اس غلطی پر طعن و تشنیع بلکہ لب کشائی بھی جائز نہیں خدا تعالیٰ تو معاف کرے
اور یہ طعن کرنے والے معاف نہ کریں) اور اللہ تعالیٰ مؤمنین مخلصین پر بڑے ہی
فضل والے ہیں۔

ان آیات میں حق جل شانہ نے یہ بتلادیا کہ یکبارگی معاملہ اور قصہ منعکس ہو گیا کہ لشکر کفار
جو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو رہا تھا۔ اب وہ اہل اسلام کے قتل میں مشغول ہو گیا۔ اس کی وجہ
ایک تو یہ ہوئی کہ تم نے رسول اللہ کے حکم کے بعد عدول حکمی کی اور تم میں سے بعض لوگ، دنیائے
فانی کے متاعِ آبی و مالی غنیمت کے میلان اور طمع میں کوہ استقامت سے پہلے پڑے جس کا خمیازہ
سب کو بھگت نا پڑا اور بعض کی بغزش سے تمام لشکر اسلام نہریت کا شکار بنا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
اِلَيْہِ رَاٰجِعُوْنَ۔

مگر بائیں ہمد خداوند ذوالجلال والا کرام کے عنایات بے غایات اور الطاف بے نہایات
مسلمانوں سے منقطع نہ ہوئے کہ باوجود اس محبت آمیز عتاب کے بار بار مسلمانوں کو تسلی دی کہ تم ناامید
اور شکستہ خاطر نہ ہونا۔ ہم نے تمہاری بغزش کو بالکل معاف کر دیا ہے چنانچہ ایک مرتبہ عفو کا اعلان
اس آیت میں فرمایا وَلَقَدْ عَمَّا عَنْكُمْ وَاٰتٰہُمْ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اور پھر اسی رکوع کے آخر
میں مسلمانوں کی مزید تسلی کے لئے دوبارہ عفو کا اعلان فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى
الْجَبْعَيْنِ لَا إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ
بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ
عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
تحقیق جن بعض لوگوں نے تم میں سے پشت پھیری
جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں
سو جو انیت اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بعض
اعمال کی وجہ سے شیطان نے ان کو لغزش میں
بتلا کر دیا اور خیر جو ہر اسوہرا۔ اب الہیتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی لغزش

کو بالکل معاف کر دیا تحقیق اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور عظیم دالے ہیں۔

حق جل شانہ نے صحابہ کرام کے اس فعل کو لغزش قرار دیا! اسْتَزَلَّ لَهُمُ الشَّيْطَانُ کا لفظ
اس پر دلالت کرتا ہے اور لغزش کے معنی یہ ہیں کہ ارادہ تو کچھ اور تھا کہ مگر غلطی اور قبول ہو کر سے
بلا ارادہ اور اختیار قدم پھسل کر راستہ سے گر گیا۔ اشارہ اس طرف ہے کہ یہ جو کچھ ہو گیا وہ لغزش
تھی۔ جان بوجھ کر تم نے نہیں کیا اور خیر جو کچھ بھی ہو گیا اس کو ہم نے اپنی رحمت اور حلم سے معاف
کر دیا تم کو تو معافی کی اطلاع دے دی کہ تم ملول اور رنجیدہ اور نا اُمید ہو کر نہ بیٹھ جانا۔ اور تمہاری
معافی کا اعلان ساری دنیا کو اس لئے سنا دیا کہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق جل شانہ کی عنایات
بے غایات کس طرح اصحاب رسول پر مبذول ہیں اور کس کس طرح ان کو چند در چند تسلیاں دی
جاری ہیں تاکہ قیامت تک کسی کو یہ مجال نہ ہو کہ صحابہ کرام کے شان میں لب کشائی کر سکے جب
حق تعالیٰ نے ان سے معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا تو اب بلا سے کوئی ان کو
معاف کسے یا نہ کرے ان سے راضی ہو یا نہ ہو خدا کے عفو اور رضا کے بعد کسی کے عفو اور رضا کی
ضرورت نہیں مگر اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

غزوہ بدر میں تقدیر یعنی ہر جو عتاب نازل ہوا تھا اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ خداوند خدا بھلا
کے دشمنوں کے قتل و قتال کے بارے میں پامال کرنے کے بجائے مال و منال کو کیوں ترجیح دی۔
اسی طرح غزوہ احد میں دنیوی مال و متاع (مال غنیمت) کی طرف میلان کی وجہ سے عتاب

غزوہ احد کی نہر میت کے اسرار و حکم کے بیان کے بعد

مگر ہاں یہ اپنی شجاعت اور محنت، صبر اور استقامت پر نظر نہیں کی بلکہ نظر خداوند و الجلال ہی پر رکھی اور بلا بر خدا سے گناہوں کی استغفار اور ثوابت قدم رہنے کی دعا مانگے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا اور آخرت میں اس کا صلہ مرحمت فرمایا۔ تعالیٰ تعالیٰ

بہاؤت کا بہترین انعام عطا فرمایا اے اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

غزوہ حمر الاسد

۱۶ شوال یوم یکشنبہ ۳ھ

قریش جب جنگ اُحد سے ہالہا ہوئے اور مدینہ سے چل کر مقام روماء میں ٹھہرے تو یہ خیال آیا کہ کام ناقام رہا جب ہم محمد کے بہت سے اصحاب کو قتل کر چکے اور بہت سوں کو زخمی تو بہتر یہ ہے کہ ہٹ کر دفعۃً مدینہ پر حملہ کر دینا چاہیے مسلمان اس وقت بالکل خستہ اور زخمی میں مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں گے صفوان بن امیہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ وہ اس چلو۔ محمد کے اصحاب جوش میں بھرتے ہوئے ہیں۔ لیکن ہے کہ وہ دو سیکڑ حملہ میں تم کو کامیابی نہ ہو۔

۵ شوال یوم یکشنبہ کی شام کو قریش روماء میں پہنچے اور شب یکشنبہ میں یہ گفتگو ہوئی یکشنبہ کی یہ شب گزرنے نہ پائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غمزدہ عین صبح صادق کے وقت اس کی اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت بلالؓ کو بھیج کر تمام مدینہ میں منادی کرادی کہ خروج کے لئے تیار ہو جائیں اور فقط وہی لوگ ہمراہ ہیں کہ جو معرکہ اُحد میں شریک تھے جاہل بن عبد اللہؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے بہنوں کی خبر گیری کیوجہ سے میں اُحد میں شریک نہ ہو سکا۔ اب میں ساتھ چلنے کی اجازت چاہتا ہوں آپ نے ساتھ چلنے کی اجازت دی اس خروج سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ دشمن پر نہ بھگے کہ مسلمان کمزور ہو چکے ہیں۔ باوجودیکہ صحابہ خستہ اور نیم جان ہو چکے تھے لہذا ایک شب بھی آرام نہ کیا تھا کہ آپ کی ایک آواز پر پھر بھل کھڑے ہوئے

رشتہ در گردنم انگندہ دوست می بردہر جا کہ خاطر خرواہ دوست

۱۶ شوال یوم یکشنبہ کو مدینہ سے چل کر آپ نے مقام حمر الاسد پر قیام فرمایا جو مدینہ سے تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ہے آپ مقام حمر الاسد میں مقیم تھے کہ تنبیہ خزاہ کا سردار معبد خزاہی۔ احد کی شکست کی خبر سن کر بغرض تعزیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ان اصحاب

کی تعزیت کی جراحہ میں شہید ہوئے تھے بعد آپ سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا ابوسفیان نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ دوبارہ مدینہ پر حملہ کیا جائے۔ بعد نے کہا کہ محمد تو بڑی عظیم الشان جمعیت کے کرتھارے مقابلہ اور تعاقب کے لئے نکلے ہیں ابوسفیان یہ سنتے ہی مکہ واپس ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن قیام فرما کر جمعہ کے روز مدینہ تشریف لائے۔

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالرَّسُولِ
مِنْ بَعْدِ مَا آصَابَهُمُ الْفِتْنَةُ وَالَّذِينَ
احْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ
جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی بات کو مانا بعد
اس کے کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا تو ایسے نیکو کاروں
اور پرہیزگاروں کے لئے اجر عظیم ہے۔

فتح الباری ۷/۱۰۰، باب قول اللہ عز وجل الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالرَّسُولِ الْهَدَايَةِ
والنہایتہ ص ۷۰۰ ج ۴ رد قانی ۵/۲۰۵ ج ۲۔

واقعات متفرقہ ۳

- (۱)۔ اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عن ابیہا سے ماہ شعبان میں نکاح فرمایا۔ ۱۱ھ
- (۲)۔ اسی سال ۱۵ ماہ رمضان المبارک کو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اور پچاس دن بعد حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام حسین سے حاملہ ہوئیں ۱۱ھ
- (۳)۔ اسی سال ماہ شوال میں خراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا ۱۱ھ

۱۱۔ آل عمران، آیت: ۱۴۲۔

۱۲۔ طبری۔ ج: ۳، ص: ۲۹۔

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ رد قانی۔ ج: ۲، ص: ۶۱۔

۴۴

سیرۃ ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 یکم محرم الحرام ۳۳ھ میں آپ کو یہ خبر ملی کہ خولید کے بیٹے طلحہ اور سلمہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے اپنے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ تو آپ نے ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ
 عنہ کو ڈیرہ سوہا جہین اور انصار کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔ وہ لوگ ان کی
 خبر پاتے ہی منتشر ہو گئے بہت سے اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں جن کو نے کہ مدینہ واپس آگئے مدینہ
 پہنچ کر مال غنیمت تقسیم ہوا مال غنیمت کا خس نکالنے کے بعد ہر شخص کے حصہ میں سات سات اونٹ
 اور بکریاں آئیں۔

سیرۃ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یوم دوشنبہ ۵ محرم الحرام کو آپ کو یہ اطلاع ملی کہ خالد بن سفیان ہذلی وحمانی آپ
 سے جنگ کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہا ہے آپ نے عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ
 کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔

عبداللہ بن انیس اُسے جا کر ملے اور طائف الحیل سے موقع پا کر اس کو قتل کیا اور سرے کر
 ایک غار میں جا چھپے کھڑی نے آکر جالتان دیا بعد میں جڑ لوگ تلاش میں گئے وہ مکڑی کا جالادیکھ کر
 واپس ہو گئے بعد ازاں حضرت عبداللہ اس غار سے نکلے شب کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے

۱۔ طلحہ بن خولید بعد میں مشرف باسلام ہوئے لیکن آپ کی وفات کے بعد منذ ہونے اور نبوت کا دعویٰ کیا
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلہ کے لئے خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ طلحہ بھاگ کر شام چلے گئے، اور
 تائب ہو کر پھر اسلام میں داخل ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ برابر لڑائیوں میں شریک رہے حضرت عمرؓ کے
 عہد خلافت میں جنگ تادسیہ اور مکرہ بنو نذیر میں بھی شریک رہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۳۳ھ میں مکرہ بنو نذیر میں شہید
 ہوئے۔ طلحہ کے دوسرے بھائی، سلمہ مسلمان نہیں ہوئے۔ نزہاتی ص ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲

اس طرح ۲۳ محرم کو مدینہ پہنچے اور خالد کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ بہت مسرور ہوئے اور ایک عصا انعام میں دیا اور یہ ارشاد فرمایا۔

تَخَصَّرَ بِهَذِهِ فِي الْجَنَّةِ فَإِنَّ الْمَتَّحَةَ اس عصا کو بچہ کر جنت میں چلنا جنت میں عصا فی الجنة قلیلۃ۔
 بے کر چلنے والی شاذ و نادر ہی ہوگا۔

اور فرمایا کہ یہ میرے اور تیرے درمیان میں ایک نشانی ہے قیامت کے دن ساری عمر حضرت عبداللہ اس عصا کی حفاظت فرماتے رہے۔ مرتے وقت یہ وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

مجمع طبرانی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص گستاخ اور دریدہ دہن بھی تھا۔
 مجمع الزوائد ص ۶ ج ۶ باب قتل خالد بن سفیان البہذلی۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن امیہ کے آنے سے پہلے ہی خالد بن سفیان کے قتل کی خبر دے دی تھی۔

واقعہ جمع

ماہ صفر میں کچھ لوگ قبیلہ عقیل اور قارہ کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا ہے لہذا ایسے چند لوگ ہمارے ساتھ کر دیجئے کہ جو ہم کو قرآن پڑھائیں اور احکام اسلام کی ہم کو تعلیم دیں۔ آپ نے دس آدمی ان کے ہمراہ کر دیئے جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔ ج ۲: ص ۳۵۔ زر قانی ج ۲: ص ۶۳۔ زاد المعاد ۵: ۲۔

ص ۱۰۹ ج ۱ س ۶ یہ ابن سعد کی روایت ہے ہماری روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ان دس آدمیوں کو قریش مکہ کی خبر لینے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے روانہ فرمایا تھا۔ آجھ جب آپ کی یہی غرض ہو اور قبیلہ عقیل اور قارہ کے اس دس آدمی کے تعلیم دین اور تعلیم قرآن کا مقصد بھی اس کے ساتھ شامل کر لیا گیا ہے۔ زر قانی ص ۶ ج ۲ س ۶ زر قانی ج ۲: ص ۶۴۔

- ۱۱۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ۱۲۔ عبد اللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ۱۳۔ نقیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ۱۴۔ خالد بن ابی البکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ۱۵۔ معتب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ۱۶۔ یعنی عبد اللہ بن طارق کے علاقائی بھائی۔

اور عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔

یہ لوگ جب مقام ریحہ پر پہنچے جو مکہ اور عسفان کے مابین واقع ہے تو ان غداروں نے مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی کی اور بنو نجیمان کو اشارہ کر دیا۔ بنو نجیمان دوسو آدمی لے کر حرن میں سے تلوادی تیر انداز تھے ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے جب قریب پہنچے تو حضرت عاصمؓ نے اپنے رفقاء کے ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے۔

بنو نجیمان مسلمان سے کہا تم نیچے اتر آؤ ہم تم کو امان اور پناہ دیتے ہیں حضرت عاصمؓ نے فرمایا میں کافر کی پناہ میں کبھی نہ اتروں گا۔ اور یہ دعا مانگی۔

اللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا رَسُوْلَكَ
 اے اللہ اپنے پیغمبر کو ہمارے حال کی خبر دے

یہ روایت بخاری کی ہے۔ ابو داؤد طحاوی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عاصمؓ کی دعا قبول فرمائی اور اسی وقت بذریعہ وحی کے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی خبر دی اور آپ نے اس وقت صحابہ کو خبر دی۔

اور ایک دعا حضرت عاصمؓ نے اس وقت یہ مانگی۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَحْمِیْ لَكَ الْیَوْمَ دِیْنَكَ
 اے اللہ آج میں تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں

فاحمِلْ لِحْمِیْ
 تو میرے گوشت یعنی جسم کی کافروں سے حفاظت فرما۔

بعد ازاں حضرت عاصمؓ نے سات رفقاء کے کافروں سے لڑ کر شہید ہو گئے عبد اللہ بن طارق اور

۱۔ الطہقات الکبریٰ - ۳۱، ۳۲، ۳۳ - دوسرے وقت حضرت عاصمؓ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

اَلْمَوْتُ حَقٌّ وَالْحَيَاةُ باہِلٌ
 اِنْ لَمْ اَقَاتِلْکُمْ فَاَیُّ مَا بَلَ

زید بن دثنہ اور غیب بن عدیؓ یہ تین آدمی مشرکین کے امن اسامان عہد اور پیمان کی بنا پر حبشہ سے نیچے اترے مشرکین نے ان کی مشکلیں باندھنا شروع کیں عبداللہ بن طارقؓ نے یہ کہا یہ پہلا غم ہے، ابتدا ہی بد عہدی سے ہو رہی ہے نہ معلوم آئندہ کیا کر دگے اور ساتھ چلنے سے انکار کر دیا مشرکین نے کھینچ کر ان کو شہید کر ڈالا۔ اور حضرت غیب اور حضرت زید کو لے کر حبشہ تک پہنچ کر دونوں کو فروخت کیا۔

صفوان بن امیہ نے جس کا باپ امیہ بن خلف بدر میں مارا گیا تھا، حضرت زید کو اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خرید حضرت غیب کے ہاتھ سے جنگ بدر میں حارث بن عامر مارا گیا تھا اس لئے حضرت غیب کو حارث کے بیٹوں نے خریدا۔ بخاری شریف فتح ابلی ص ۲۹۲ صفوان نے تراسے قیدی کے قتل میں تاخیر مناسب نہ سمجھی اور حضرت زید کو اپنے غلام نسطاس کے ساتھ حرم سے باہر تنہا میں قتل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اور قتل کا تماشا دیکھنے کے لئے قریش کی ایک جماعت تنہا میں جمع ہو گئی جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔

جب حضرت زید کو قتل کے لئے سامنے لایا گیا تو ابوسفیان نے کہا اے زید میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم اس کو پسند کر دگے کہ تم کو چھوڑ دیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمھارے بدلہ میں قتل کر دیں اور تم اپنے گھر آرام سے رہو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھینجا کر کہا۔ خدا کی قسم مجھ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیر میں کوئی کاٹایا پھانس چبھے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔

ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم میں نے کسی کو کسی کا اس درجہ محب اور مخلص اور دوست اور جان نثار نہیں دیکھا جیسا کہ محمدؐ کے محب اور جان نثار میں بعد ازاں نسطاس نے حضرت زید کو شہید کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بعد میں چل کر نسطاس مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما انقضائے ماہ حرام ان کی قید میں رہے جب لوگوں نے قتل کا ارادہ کیا تو مارٹ کی ٹیپیز زینب سے (جو بعد میں چل کر مسلمان ہوئی) نظافت اور صفائی کی غرض سے اُسترہ مانگا زینب اُسترہ دے کر اپنے کام میں مشغول ہو گئی زینب کبھی میں کتھوڑی دیر میں دیکھتی ہوں کہ میرا بچہ ان کے زانوں پر بیٹھا ہوا ہے اور ہاتھ میں ان کے اُسترہ ہے، میں نظر دیکھ کر میں گھبرا گئی۔ حضرت خبیب نے مجھ کو دیکھ کر یہ فرمایا۔ کیا تم کو یہ اندیشہ ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کروں گا ہرگز نہیں۔ انشاء اللہ مجھ سے ایسا کام کبھی نہ ہو گا۔ ہم لوگ نہ رہیں کرتے اور بار بار زینب یہ کہا کرتی تھیں۔

ما رأیت اسیراً قط خیاراً
من خبیب لقد رأیتہ یا کل
من قطعۃ عنیب وما بمکۃ یومئذ
لشمرۃ واند لموثق فی المحدث وما
کان الارزق رزقہ اللہ
میں نے کوئی قیدی خبیب سے بہتر نہیں دیکھا۔
البتہ تحقیق میں نے ان کو انگور کے خوشے کھاتے
دیکھا حالانکہ اس وقت کہ میں کہیں پہل کا ہم و نشان
نہ تھا اور وہ خود لوہے کی جڑیوں میں جکڑے ہوئے
تھے کہیں جا کر لائیں گئے تھے۔ یہ رزق ان کے
پاس محض اللہ کی طرف سے آتا تھا۔

جب قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر ان کو نعیم میں لے گئے تو یہ فرمایا کہ مجھ کو اتنی جہلت
دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ لوگوں نے اجازت دے دی آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور
شرکیں کی طرف مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ میں نے اس خیال سے نماز کو زیادہ طویل نہیں کیا کہ تم کو
یہ گمان ہو گا کہ میں موت سے ڈر کر ایسا کر رہا ہوں اور بعد ازاں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

اللہم احصہم عددًا و اقلہم
بدًا و کاتبق منهم اَحَدًا
اے اللہ ان کو ایک ایک کر کے مار۔ کسی کو
باقی نہ چھوڑ۔
اور یہ شعر پڑھے۔

نا ان ابائی حین اقل مسلما
علی اشی شق کان للہ مصرعہ

مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے جبکہ میں سلمان مارا جاؤں خواہ کسی کرٹ پر مردن جبکہ غاص اللہ کے لئے میرا بچھڑنا ہو۔

وَذَلَّكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ لَيْشَأْ يَبَارِكْ عَلَىٰ إِصْصَالِ شَلْوَمَ مَزْعِ
اور یہ محض اللہ کے لئے ہے مگر وہ چاہے تو میرے جسم کے پارہ پارہ کئے ہوئے جڑوں پر بکرت
نازل فرما سکتا ہے۔

بعد ازاں حضرت غیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولی پر لٹکائے گئے اور شہید ہوئے
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آئندہ کے لئے یہ سنت قائم فرما گئے کہ جو شخص قتل ہو وہ دو رکعت نماز ادا کرے
زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی قسم کا ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
حیات میں پیش آیا زید نے طائف سے واپسی میں ایک غمگین پر لیا۔ مالک بھی ساتھ چلا۔ راستہ
میں ایک ویرانہ پر فخرے جا کر کھڑا کیا۔ جہاں بہت سے مقتولین کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور
ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت زید نے فرمایا مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے اس
شخص نے بطور متغیر یہ کہا۔ ہاں تم بھی دو رکعت نماز پڑھ لو تم سے پہلے ان لوگوں نے بھی نمازیں
پڑھی ہیں مگر نازنے ان کو کوئی نفع نہیں پہنچایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب
دو گانہ سے فارغ ہوئے تو یہ شخص قتل کے ارادہ سے ان کی طرف بڑھا اس کو بڑھتے دیکھ کر
حضرت زید نے یہ کہا یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والا میرا
ادھر حضرت زید کی زبان سے یہ اسم اعظم نکلا۔ اور ادھر اس نے ایک غیب سے آواز سنی
لَا تَقْتُلْ اِنَّكَ قَتَلْتَ ذَكَرَوهُ شَخْصِ اس غیبی آواز نے اس کی آواز سے موعوب اور خوف زدہ ہو کر ادھر ادھر
دیکھنے لگا جب کوئی شخص نظر نہ آیا تو پھر اسی ناپاک ارادہ سے آگے بڑھا۔ حضرت زید نے پھر کیا
اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ کہا اس شخص کو پھر کوئی غیبی آواز سنائی دی اور پھر پٹا اوٹھل سا بن
پھر آپ کی طرف بڑھا آپ نے پھر یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ کہا۔ تیسری بار کیا اَرْحَمَ

الزاحین کہنا تھا کہ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سوار نیزہ اٹھائے ہوئے ہے اور اس نیزہ کے سرو میں اک کا ایک شعلہ ہے، وہ نیزہ اس شخص کے اراجاٹاٹا ناٹا پٹ سے پار ہو گیا اور اسی وقت وہ شخص مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔

بعد ازاں اس شخص نے حضرت زید سے مخاطب ہو کر یہ کہا: جب تم نے پہلی بار یا ائن حَہ السَّاحِجِینَ کہا اس وقت میں ساتویں آسمان میں تھا اور جب دوسری مرتبہ کہا تو آسمان دنیا پر تھا اور جب تیسری مرتبہ کہا تو میں تمہارے پاس آپہنچا۔

اس روایت کو علامہ سیبلی نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ کو یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور زندگی میں پیش آیا۔ مستدرک حاکم میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے کہ جو شخص تین بار یا ائن حَہ السَّاحِجِینَ کہتا ہے تو فرشتہ اس کے جواب میں یہ کہتا ہے۔ اَکْھُمُ الذَّاجِئِی تیری طرف متوجہ ہو گیا پس مانگ اور درخواست کرو۔

اسی قسم کا واقعہ ابو معلق انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آیا جیسا کہ ابی بن کعب اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے عابد و نایاب اور بڑے صاحب درع و تقویٰ تھے۔ تا جرتے تجارت کے لئے سفر کیا کرتے تھے ایک مرتبہ سفر میں ایک چور ملا جو سیف و دمان تیر اور تلوار سے پورا مسلح تھا۔ اس نے کہا کہ مال یہاں رکھ دو میں تم کو قتل کروں گا۔

ابو معلق انصاری نے فرمایا کہ تم کو تو مال مطلوب ہے جو حاضر ہے میری جان سے کیا مطلب چور نے کہا نہیں مجھکو تمہاری جان ہی مطلوب ہے۔ فرمایا کہ اچھا مجھکو اتنی ہمت دو کہ نماز پڑھ لوں۔ چور نے کہا ہاں نماز جتنی چاہے پڑھ لو ابو معلق نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور بعد نماز

کے یہ دُعا مانگی۔

يَا دَّوُدُ يَا دَّوَالَعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا تَعَالَ لِمَا تَرِيدُ اَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ
الَّتِي لَا تَرَامُ وَمُلْكِكَ الَّذِي لَا يَضَاهُ وَبَنُورِكَ الَّذِي مَلَأَ عَارَكَانِ
عَرْشِكَ اَنْ تَكْفِيَنِي شَرَّ هَذَا اللَّصِ يَا مَغِيثَ اغْثِنِي

تین مرتبہ یہ دعا یہ کلمات کہے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سوار نیزہ لئے ہوئے چور کی طرف
بڑھا اور نیزہ سے اس کا کام تمام کیا۔ بعد ازاں ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا تم کون ہو کہا اللہ تعالیٰ
نے مجھ کو تمہاری فریاد کی اطلاع دے دی ہے میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں جب پہلی
مرتبہ تم نے یہ دعا مانگی تو میں نے آسمان کے دروازوں سے کھٹکھٹانے کی آواز سنی جب دوسری
مرتبہ دعا مانگی تو میں نے آسمان والوں کی چیخ اور پکار سنی جب تم نے تیسری بار دعا مانگی تو یہ کہا گیا
کہ یہ کسی مضطرب اور مبتلائے کرب کی دعا ہے اس وقت میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ کو
اس کے قتل پر مامور کیا جائے۔ بعد ازاں یہ کہا۔ تم کو بشارت ہو۔ یہ یاد رکھنا کہ جو شخص وضو کر کے چار
رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی خواہ وہ کرب اور بے چینی میں مبتلا ہو
یا نہ ہو۔ (اصابہ ص ۱۲۷) ترجمہ ابو معلق انصاری باب الکفنی۔

فَزِدْهُ اُحَدٍ فِي حَفْرَتِ مَعْمٍ نِي سَلَاةٍ بِنْتِ سَعِيدٍ كَيْ دَوَّكُوْنَ كَو قَتْلُ كِيَا تَحَا اس لِي
سَلَاةٍ نِي يَنْذِرُ كِي تَحِي كِي مَعْم كِي كَا سِي سَرِي فِي ضَرْوِ شَرَابِ پِيُوْن كِي۔ اس لِي قَبِيلَةِ ذِيْلِ كِي
كِي كِي حَفْرَتِ مَعْم كَا سَرِي لِي كِي لِي رَوَانِه كِي تَا كِي سَلَاةٍ كِي مَاتِحِه فِرْدُخْت كِي كِي خَا طِر
خَوَاه قِيْمَتِ وَصُولِ كِي كِي۔

امام طبري فرماتے ہیں کہ سلا نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو مامم کا سر لائے گا اس کو سنا
اونٹ انعام دیے جائیں گے۔

حضرت مامم اپنی لاش کی عصمت و حفاظت کی خد سے پہلی ہی دعا مانگ چکے تھے۔ حق
تعالیٰ شانہ نے دشمنوں سے ان کی عصمت و حفاظت کا یہ انتظام فرمایا کہ زنبوروں (بھڑکائی)

شکر بھیج دیا جس نے ہر طرف سے ان کی لاش کو گھیر لیا۔ کوئی کافران کے قریب بھی نہ آ سکا۔ اس وقت یہ کہہ کر علیحدہ ہو گئے کہ جب شام کے وقت یہ زنبوریں دفن ہو جائیں گے اس وقت اس وقت سر کاٹ لیں گے۔ مگر جب رات ہوئی تو ایک سیلاب آیا جو ان کی لاش کو بہا لے گیا۔ اور یہ سب بے نیل ملام غائب و خامرہ رہ گئے، قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت عامر نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ نہ میں کبھی مشرک کو ہاتھ لگاؤں اور نہ کوئی مشرک مجھ کو ہاتھ لگائے حضرت عمر کے سامنے جب کبھی حضرت عامر کا تذکرہ آتا تو یہ فرماتے کہ حق تعالیٰ بعض مرتبہ اپنے خاص بندہ کی مرنے کے بعد بھی حفاظت فرماتے ہیں جیسے زندگی میں اس کی حفاظت فرماتے تھے۔

کفار مکہ نے حضرت نبیؐ کی نعش کو سولی پر لٹکا ہوا چھوڑ دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور مقدادؓ کو ان کی نعش آواز لانے کے لئے مدینہ سے مکہ روانہ فرمایا جب یہ دونوں رات میں نیم پہنے تو دیکھا کہ چالیس آدمی نعش کا پہرہ دینے کے لئے سولی کے ارد گرد بیٹھے ہوئے ہیں حضرت زبیر اور مقداد نے ان لوگوں کو غافل پا کر نعش کو سولی سے اتار کر گھوڑے پر رکھا۔ لاش اسی طرح تر و تازہ تھی کسی قسم کا اس میں کوئی تغیر نہ آیا تھا حالانکہ سولی دس چالیس دن ہر جگہ تھے مشرکین کی جب آنکھ کھلی اور دیکھا کہ لاش گم ہے تو ہر طرف تلاش میں دوڑے بالآخر حضرت زبیر اور مقدادؓ کو جا پکڑا۔ حضرت زبیر نے لاش کو اتار کر زمین پر رکھا فوراً زمین نش ہوئی اور لاش کو نعش گئی اسی وجہ سے حضرت حبیبؓ بیلینعۃ الکاسرۃ کے نام سے مشہور ہیں ایک روایت میں ہے کہ کفار جب حضرت نبیؐ کو قتل کر چکے تو ان کا چہرہ قبلہ رخ تھا اس کو قبلہ سے پھیر دیا۔ چہرہ قبلہ رخ ہو گیا بار بار ایسا ہی کیا بالآخر عاجز ہو کر کھڑکیا۔

فوائد (۱۵) قتل کے وقت نماز پڑھنا سنت ہے مگر خاتمہ سب سے افضل اور

سب سے بہتر عمل یہ ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

اذا قمت فی صلاتک فصل صلاة جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو نیلے رخصت
صودع الحدیث۔ (ردہ ۱۵۱) میں ابی یوسف علیہ السلام نے دے کی کسی نماز پڑھ۔

(۱۲)۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی اس نزلی شان سے حفاظت اور لوگوں کا حضرت غیبی رضی اللہ عنہ کو بغیر کسی ظاہری وسیلہ کے انگوڑ کھاتے ہوئے دیکھنا۔ اور زبید بن عارضہ اور ابو معلق انصاری کا واقعہ یہ سب اس کی دلیل ہیں کہ حضرات اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں اسی پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے تفصیل کے لئے کتب کلامیہ اور خاص کر طبقات الشافعیہ انجری کی از صفحہ (۲۶۵) تا صفحہ مراجعت کریں۔

(۱۳)۔ حضرت غیب رضی اللہ عنہ کی برکات، حضرت مریم کی کرامت کے مشابہ ہے جس کو حق تعالیٰ شانہ نے سورہ آل عمران میں ذکر فرمایا ہے۔

كَلَّمَا كَهَلًا عَلَيْهَا زَكْرًا جب کبھی حضرت زکریا۔ سبحہ کی مجرب میں مریم پر
الْبَحْرَابِ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا داخل ہونے تو ان کے پاس عجیب و غریب کھا ہوا
قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكَ هَذَا رزق پاتے تو یہ کہا کہ اسے مریم پر رزق تیرے
قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حساب
اللہ کے پاس سے آیا تو مریم پر جواب تیری کہ یہ رزق
ہوایم و گمان اس کو رزق عطا کرتا ہے

(۱۴)۔ جو شخص مرنے کے قریب ہو اس کے لئے بال اور ناخن کی اصلاح مستحب اور مستحسن ہے
جیسا کہ حضرت غیب نے شہادت سے پیشتر استرہ مانگا بارگاہ خداوندی میں حاضری سے
ہے نفاذت و بھارت فردی اور لازمی ہے۔

(۱۵)۔ اگر مسلمان کا فرد کی حراست میں ہو اور وہ اس کے قتل کا تہیہ کر چکے ہوں تو مسلمان کیسے
جائز نہیں کہ موقع پا کر ان کے تجوں کو قتل کر ڈالے بلکہ ان کے ساتھ شفقت اور محبت سے

پیش آئے۔ جیسے حضرت غیبیؑ نے حادث کے نواسہ کو ازراہ قلمطے اپنے نازوں پر بٹھلایا۔

سیرتہ القرآن یعنی قصہ میر معونہ

ایک ماہ صفر میں رسول خدا ﷺ پیش آیا کہ عامر بن مالک ابو براءؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ پیش کیا۔ لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور ابو براءؓ کو اسلام کی دعوت دی لیکن ابو براءؓ نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ رد کیا بلکہ کہا کہ اگر آپ اپنے چند اصحاب علیؓ بخدا طرحت دھرت اسلام کی غرض سے روانہ فرمائیں تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس دعوت کو قبول کریں گے آپ نے فرمایا بھلا علیؓ بخدا طرحت سے اندیشہ خطرہ ہے۔ ابو براءؓ نے کہا میں خاص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر صحابہ کو جو تقرر کھلاتے تھے اس کے ہمراہ روانہ کر دیئے منذ بن عمروؓ و ساعدیؓ ان کا امیر مقرر فرمایا۔

یہ نہایت مقدس لوہا کبار جماعت تھے، دن کو ککڑیاں چنتے اور شام کو فرخت کر کے اصحاب صفہ کے لئے کھانا لاتے اور شب کا کچھ حصہ دس قرآن میں اور کچھ حصہ قیام میں اور تہجد میں گزارتے۔ یہ لوگ یہاں سے چلا کر میر معونہ پر جا کر ٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط عامر بن طفیل کے نام (جو قوم بنی عامر کا رئیس اور ابو براءؓ کا بھتیجا تھا) لکھا کہ حضرت انس کے ماموں حوام بن لمحان کے سپرد فرمایا۔

جب یہ لوگ بزمِ سعادت پہنچے تو حوام بن لمحانؓ کو آپ کا دھانا مامور دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ عامر بن طفیل نے خط دیکھنے سے پہلے ہی ایک شخص کو ان کے قتل کا ارشاد دیا۔ اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔ حضرت حوام بن لمحان رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ الفاظ نکلے۔

۱۔ نیزہ مرد ایک مرفوع ہے کہ لاہر عثمان کے مامی واقع ہے قبائل ذیل اور بنی سہیم اور بنی عامر کے قریب و جرامی آباد ہیں ۱۲۔ زند قالی مکتوب ۲

اللہ اکبر فوت و زلت الکعبۃ۔ اثناء قبر قسم کہہ کر پہنچا کہ اس کی گلاب ہر گیا۔
اور بنی عامر کو بقیۃ صحابہ کے قتل پر اچھا لایا لیکن عامر کے چچا ابو براء کے پناہ و دینے کا وجہ
سے بنی عامر نے امداد دینے سے انکار کر دیا۔

عامر بن طفیل جب ان سے ناامید ہوا تو بنی سلیم سے امداد چاہی عصیۃ اور رعل اور فوکان
یہ قبائل اس کی امداد کے لئے تیار ہو گئے اور سب نے مل کر تمام صحابہ کو بلا تصور شہید کر ڈالا صرف
کعب بن زید انصاری بچے ان میں حیات کی کچھ رتق باقی تھی، اس سے پہلے کہ مر رہا تھا کہ چھڑ دیا۔ بعد میں
ہر ش میں آگئے اور مدت تک زندہ رہے اور غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ ان کے علاوہ دو شخص اور
بھی بچ گئے، ایک کا نام منذ بن محمد اور دوسرے کا نام عمرو بن امیہ ثمری تھا۔ یہ دونوں موشی چرانے جنگل
گئے برے تھے۔ یکایک آسمان کی طرف پرندے اڑتے نظر آئے یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کوئی بلی ضرور ہے۔
جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ تمام رفقہ خون میں نہلے ہوئے بستر شہادت پر سو رہے ہیں۔ دونوں نے
آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کریں عمرو بن امیہ نے کہا مدینہ طہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر اس کی
خبریں منذ بن محمد نے کہا خبر تو بروقی ہو رہے گی، شہادت کیوں چھوڑوں لغرض دونوں آگے بڑھے حضرت
منذ بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو رگڑ کر شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ کو انھوں نے گرفتار کر لیا۔ اور عامر بن طفیل
کے پاس لے گئے، عامر نے ان کے سر کے بال کاٹے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد
کرنے کی نسیانی تھی لہذا میں اس منذ بن محمد کو آزاد کرتا ہوں۔ زرقانی ص ۷۷ ج ۲

اسی موقع میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن نفیرہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے
اور ان کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ چنانچہ عامر بن طفیل نے عمر گورں سے دریافت کیا

عن الرجل منهم لما قتل رايته
رفع بين السماء والارض حتى
رايت السماء من دونہ
گورں نے کہا وہ عامر بن نفیرہ تھے۔

گیا یہاں تک کہ آسمان نیچے رہ گیا۔

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ عامر بن نفیل نے کہا لقد رأيت بعد ما قتل و فم الى السماء حتى اتي لا نظرا الى السماء بينه وبين الارض ثم وضعه - میں نے اس شخص کو قتل کرنے کے بعد خود اور خوب دیکھا کہ اس کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی کہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہی اور پھر زمین پر رکھ دی گئی۔

جبار بن سلمیٰ جو عامر بن نفیرہ کے قاتل ہیں وہ خود راوی ہیں کہ جب میں نے عامر بن نفیرہ کے نیزہ مارا تو اس وقت ان کی زبان سے یہ لفظ نکلا۔

فُزْتُ وَاللّٰه خدا کی قسم مراد کی پہنچ گیا۔

میں یہ سن کر حیران ہو گیا اور دل میں کہا کہ کیا مراد کی پہنچ، ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ سے اگر یہ واقعہ بیان کیا ضحاکؓ نے فرمایا مراد یہ ہے کہ جنت کو پایا میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔

و دعا اخی ذلک ما رأيت من عامر بن نفیرة من دفعه الى السماء علوا (رواه عبد الله بن المبارك) اور میرے اسلام لے کر بائیس یہ ہوا کہ میں نے عامر بن نفیرہ کو دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔

ضحاک رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھ کر بھیجا آپ نے بشارت فرمایا!

ان الملائكة وارت جنتہ فی علیین فرشتوں نے ان کے جنت کو چھایا اور علیین میں اتارے گئے

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی لاش کو فرشتوں نے چھایا اور پھر مشرکین نے نہیں دیکھا کہ وہ لاش کہاں گئی۔ اس روایت میں ثم وضع کا لفظ مذکور نہیں جیسا بخاری کی روایت میں تھا امام فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں تعارض نہیں ممکن ہے کہ ان کی لاش اولاً آسمان پر اٹھائی گئی ہو اور بعد میں لا کر زمین پر رکھ دی گئی ہو اور علامہ سیوطی یہ فرماتے ہیں کہ ثم وضع کا لفظ بعض طرق میں

آیا ہے اور اکثر فرقہ اور سائند میں یہی آیا ہے کہ ان کی لاش آسمان میں جا چھپی موسیٰ بن عقبہ راوی ہیں کہ عروہ بن زبیر یہ کہتے تھے کہ عامر بن نبیرہ کی لاش کہیں نہیں ملی لوگوں کا گمان یہ ہے کہ فرشتوں نے ان کی لاش کو آسمان میں چھپا لیا۔ ۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ تمام عمر کبھی اتنا صدمہ نہ نہیں ہوا اور ایک ہفتہ تک صبح کی تنویر میں ان لوگوں کے حق میں بڑا فرماتے رہے اور صحابہ کو اس واقعہ کی خبر دی کہ تمہارے اصحاب اور احباب شہید ہو گئے، اور انھوں نے حق تعالیٰ سے یہ دعا خواست کی تھی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم اپنے رب سے جا ملے اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔

غزوہ بنی نضیر ربیع الاول ۱۱ھ

عمر بن امیہ غمری جب یہ معمولی سے مدینہ واپس تو راستہ میں بنی عامر کے دو مشرک ساتھ ہوئے مقام قتاتہ میں پہنچ کر ایک باغ میں ٹھہرے جب یہ دونوں شخص سو گئے تو عمر بن امیہ نے یہ سمجھ کر کہ اس قبیلہ کے سردار عامر بن طفیل نے شتر مسلمان شہید کئے ہیں سب کا انتقام تو فی الحال دشوار ہے بعض ہی کا انتقام اور بدلہ لے لوں اس لئے ان دونوں کو قتل کر ڈالا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں سے عہد اور پیمان تھا مگر عمر بن امیہ کو اس کی خبر نہ تھی مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ان سے تو ہمارا عہد اور پیمان تھا ان کی دیت اور غرضنا دینا ضروری ہے چنانچہ آپ نے ان دونوں شخص کی دیت رد نہ فرمائی۔ ۱۸

بنی نضیر بھی جو عمر بن عامر کے غلیف تھے اس لئے از روئے معاہدہ دیت کا کچھ حقہ بنی نضیر کے ذمہ بھی واجب الادا تھا اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دیت میں اعانت اور

امداد لینے کی غرض سے بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ اور سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ اور سعد بن عبادؓ وغیرہم آپ کے ہمراہ تھے آپ جا کر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔

بنو نضیر نے بظاہر نبایت خندہ پشانی سے جواب دیا اور خوبیاں شکر ت اور اعانت کا وعدہ کیا لیکن اندرونی طور پر یہ مشورہ کیا کہ ایک شخص چھت پر چڑھ کر اوپر سے ایک بھاری پتھر گرا دیتے تاکہ نصیب دشمنان آپ رب کریم جائیں سلام بن مشکم نے کہا :

لا تفعّلوا - والّا لیخبنّی وادّیہ
لنقضّ العہد الذی بیننا و بینہ
ایسا ہرگز نہ کرو خدا کی قسم اس کا رب اس کو خبر کر دے گایزیرہ بد عہدی ہے۔

چنانچہ کچھ دیر نہ گزری کہ جبریل امین وحی لے کر نازل ہوئے اور آپ کو ان کے مشورہ سے مطلع کر دیا آپ فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر مدینہ تشریف لے آئے اور آپ وہاں سے اس طرح اٹھے جیسا کہ کوئی ضرورت کے لئے اٹھتا ہوا درصحا بدیں بیٹھے رہے یہود کو جب آپ کے چلے جانے کا علم ہوا زہیت نام ہوئے مگنا نہ بن حویسر از یہودی نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اٹھ کر چلے گئے خدا کی قسم ان کو تمہاری غداری کا علم ہو گیا بخندارہ اللہ کے رسول ہیں۔

جب آپ کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں مدینہ آئے آپ نے یہود کی غداری سے مطلع فرمایا اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ کا عامل مقرر کیا مگر بنو نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور جا کر ان کا محاصرہ کیا۔ بنو نضیر نے اپنے قلعوں میں گھس کر دروازے بند کر لئے کچھ تو ان کو اپنے مضبوط اور محکم قلعوں پر گھمنہ تھا اور پھر عبد اللہ بن ابی اور منافقین کے اس پیام نے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس نے ان کو خود ناروا کیا لیکن ان کی طرف سے مسلمانوں کے مقابلے میں آنے کی کسی کی ہمت نہ ہوئی اس کے علاوہ بنو نضیر نے ایک لود غداری اور غیاری کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیام بھیجا کہ آپ تین

۱۔ ابن عقبہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا كُنْتُمْ فِي بَيْتٍ مِّنْ بَنِي آدَمَ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ الَّذِي كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ
اِذْهَبْ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوا اَيْدِيَهُمْ اِلَيْكُمْ الْاَيْمَانِ عَنِ الْاَثَرِ ۝ ۲

آدمی اپنے ہمراہ لائیں، ہمارے زمین عالم آپ سے گفتگو کریں گے اگر وہ ایمان سے آئے تو ہم بھی ایمان سے آئیں گے اور اندر سنی طور پر ان تین عاملوں کو یہ ہدایت کر دی کہ ملاقات کے وقت اپنے کپڑوں میں سرچھپا کرے جائیں تاکہ موقع پا کر آپ کو قتل کریں، مگر آپ کو ایک ذریعہ سے ان کی اس چالاک اور عیاری کا ملاقات سے پہلے ہی علم ہو گیا۔ (رداء ابن مردودہ باسناد صحیح) غرض یہ کہ بنو نضیر کی متعدد غداریاں اور غباریوں کی وجہ سے آپ نے ان پر حملہ کا حکم دیا۔ اور پندرہ روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا اور ان کے باغوں اور درختوں کے کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا بالآخر خائب خامس ہرکلامن کے خواستگار ہوئے۔

آپ نے فرمایا دین دن کی مہلت ہے مدینہ خالی کر دو اہل و عیال بچوں اور عورتوں کو جہاں چاہو سے جاؤ ہاتھ نہ لائے سامان حرب جس قدر سامان اونٹوں اور سواروں پر لے جاسکتے ہو اسکی اجازت ہے یہودیوں نے مال کی حرص اور طمع میں مکانات کے دروازے اور چوکھٹ تک اُگھاٹے اور جہاں تک بن چلا اونٹوں پر لاد کر لے گئے اور مدینہ سے جلا وطن ہوئے اکثر تو ان میں سے خیبر میں جا کر ٹھہرے اور بعض شام چلے گئے اور ان کے سردار حبی بن اخطب اور کنانہ بن الربیع اور سلام بن ابی الحقیق بھی انہی لوگوں میں تھے جو خیبر میں جا کر ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال و اسباب کو مجاہدین پر تقسیم فرمایا تاکہ انصار سے ان کا بوجھ ہلکا ہو۔ اگرچہ انصار اپنے اخلاص و ایثار کی بنا پر اس بار کو بائیں بلکہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی بیباکتھے ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع نہرا کر خطبہ دیا حمد و ثناء کے بعد انصار نے مجاہدین کے ساتھ جو کچھ سلوک اور احسان کیا تھا اس کو سراہا اور بعد ازاں یہ ارشاد فرمایا۔ اسے گروہ انصار اگرچہ ہر قوم اموال بنی نضیر کو تم میں اور مجاہدین میں برا تقسیم کر دوں اور حسب سابق مجاہدین کھٹکے شریک مال میں اور اگرچہ ہر قوم فقط مجاہدین پر تقسیم کر دوں اور وہ تمہارے گھر مال کریں۔

سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ سرور ان انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نہایت طیب خاطر سے اس پر راضی ہیں کہ مال آپ فقط مجاہدین میں تقسیم فرمادیں۔ اور حسب سابق مجاہدین ہمارے ہی گھروں میں رہیں اور کھانے اور پینے میں ہمارے شریک رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مال تو آپ فقط مہاجرین پر تقسیم فرمائی جاتی ہے اموال اور املاک میں سے بھی جس قدر چاہیں مہاجرین پر تقسیم فرمائیں ہم نہایت خوشی سے اس پر راضی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر مسرور ہوئے اور یہ دعا دی۔

اللھم اسرحمہم الا نصار فابناء اے اللہ انصار پر اور انصار کی اولاد پر اپنی خاص اہمیت سے مہربانی فرما۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا:

جزا عنہم اللہ خیر ایاہم عشر اے گروہ انصار اللہ تم کو جزائے خیر دے خدا
الا نصار فواللہ ما مثلنا ومثلکم کی قسم ہماری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ
الا کما قال الغنوی غنوی شاعر نے کہا ہے۔

جزی اللہ عنا جعفر احسین ازلفت بنا نعلنا فی السواطین فنزلت
اللہ تعالیٰ جعفر کو جزا دے کہ جب ہمارا قدم پہلا اور اس کو نازل شد ہوئی۔

ابو ان یملونا ولسوان ابننا تلاقی الذی یلقون ضلالت
تو ہماری اعانت اور خبر گیری سے اکتائے نہیں۔ بالفرض اگر ہماری ماں کو یہ صورت پیش
آتی تو شاید وہ بھی اکتا جاتی۔

آپ نے تمام مال مہاجرین پر تقسیم فرمادیا، انصار میں سے صرف ابو دھانہ اور سہل بن خنیف کو
برجہ تنگہ کی اس میں سے حصہ عطا فرمایا۔

اس غزوہ میں بنو نضیر میں سے صرف دو شخص مسلمان ہوئے یامین بن عمیر اور ابو سعید بن وہب
رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے ال داسباب سے کچھ تعارض نہیں کیا گیا اپنی املاک پر قبضہ رہے اور سورہ
حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی جس کو عبد اللہ بن عباس سورہ بنی نضیر کہا کرتے تھے۔ اس صورت میں
حق تعالیٰ نے مال فسی کے احکام اور مصارف بیان فرمائے واللہ اعلم بہ تمام تفصیل نقاتی منہ تامہ
رفع ہمارے ۱۴۵۵ھ، ۱۴۵۶ھ، ۱۴۵۷ھ، ۱۴۵۸ھ، ۱۴۵۹ھ، ۱۴۶۰ھ، ۱۴۶۱ھ، ۱۴۶۲ھ، ۱۴۶۳ھ، ۱۴۶۴ھ، ۱۴۶۵ھ، ۱۴۶۶ھ، ۱۴۶۷ھ، ۱۴۶۸ھ، ۱۴۶۹ھ، ۱۴۷۰ھ، ۱۴۷۱ھ، ۱۴۷۲ھ، ۱۴۷۳ھ، ۱۴۷۴ھ، ۱۴۷۵ھ، ۱۴۷۶ھ، ۱۴۷۷ھ، ۱۴۷۸ھ، ۱۴۷۹ھ، ۱۴۸۰ھ، ۱۴۸۱ھ، ۱۴۸۲ھ، ۱۴۸۳ھ، ۱۴۸۴ھ، ۱۴۸۵ھ، ۱۴۸۶ھ، ۱۴۸۷ھ، ۱۴۸۸ھ، ۱۴۸۹ھ، ۱۴۹۰ھ، ۱۴۹۱ھ، ۱۴۹۲ھ، ۱۴۹۳ھ، ۱۴۹۴ھ، ۱۴۹۵ھ، ۱۴۹۶ھ، ۱۴۹۷ھ، ۱۴۹۸ھ، ۱۴۹۹ھ، ۱۵۰۰ھ میں مذکور ہے۔

تحریم خمر
ابو اسحق لکھتے ہیں کہ تحریم خمر کا حکم اسی غزوہ میں نازل ہوا۔

غزوہ ذات الرقاع

جمادی الاول ۸ھ

غزوہ بنو نضیر کے بعد ربیع الاول سے لے کر شروع جمادی الاول تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ شروع جمادی الاول میں آپ کو یہ خبر ملی کہ بنی حارث اور بنی ثعلبہ آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ آپ چار سو صحابہ کی جمیعت ہمراہ لے کر نجد کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ نجد پہنچے تو کچھ لوگ قبیلہ غطفان کے لئے مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صلاۃ الخوف پڑھائی۔

ابو اسحق شمری فرماتے ہیں کہ اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لئے کہتے ہیں کہ رقاع کئے معنی چند یوں اور چھپرؤں کے ہیں اس غزوہ میں چلتے چلتے پیر بھٹ گئے تھے اس لئے ہم نے پیروں کو کپڑے لپیٹ لئے تھے اس لئے اس غزوہ کو ذات الرقاع کہنے لگے یعنی چیتھڑوں والا غزوہ (بخاری شریف) ابن سعد کہتے ہیں کہ ذات الرقاع ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں آپ نے اس غزوہ میں نزول فرمایا تھا اس میں سیاہ اور سفید اور سرخ نشانات تھے

دوسری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور بلا درخت سے لگا دی ایک مشرک آیا اور تموار سونت کر کھڑا ہو گیا اور آپ سے دریافت کیا کہ تبارک و تاب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا آپ نے نہایت اطمینان سے یہ فرمایا، اَللّٰہ۔

۱۰۔ بنی حارث اور بنی ثعلبہ قبیلہ غطفان کی درخت میں ہیں۔ ۱۲۔ زرقانی

۱۱۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سات سو ایک میں آٹھ سو ہے۔ ۱۳۔ زرقانی

۱۲۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ پہلی صلاۃ الخوف تھی۔ صیرن الاثر ص ۲۵

۱۳۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۴۳

یہ بخاری کی روایت ہے ابن احنق کی روایت میں ہے کہ جبریل امین نے اس کے سینہ پر ایک گھونسلہ رسید کیا۔ فوراً تو اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور آپ نے اٹھالی اور فرمایا تجلایہ ہاتھ مجھ کو کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں آپ نے فرمایا اچھا جاؤ میں نے تم کو معاف کیا۔
واندی کہتے ہیں کہ یہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنے قبیلہ میں پہنچ کر اسلام کی دعوت دی بہت سے لوگ اس کی دعوت سے مسلمان ہوئے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ اس شخص کا نام غوث بن حارث تھا۔
تشبیہ :- اسی قسم کا واقعہ غزوہ غطفان ۳؎ کے بیان میں گذر چکا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دو واقعہ الگ الگ ہیں واللہ اعلم ۱؎
یہاں سے چل کر آپ ایک گھالی پر ٹھہرے عمارہ بن یاسر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کو درہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا آپس میں ان دونوں نے یہ طے کیا کہ اول نصف شب میں عباد اور آخر نصف شب میں عمار جاگیں اس قرار داد کے مطابق عمار بن یاسر تو سو گئے اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز کی نیت باندھ لی۔

ایک کافر نے آپ کو دیکھ کر یہ پہچان لیا کہ یہ مسلمانوں کے پاسان ہیں ایک تیرا مار جو ٹھیک نشا پر پہنچا مگر عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے رگ و ریشہ میں مجسوم حقیقی کی عبودیت اور بندگی سرایت کر چکی تھی اور سرتاپا مولاۃ حقیقی کی محبت میں سرشار تھے اور ایمان و احسان کی حلاوت ان کے دل میں اتر چکی تھی۔ تیر و سان کب ان کی عبادت میں مغل ہو سکتا تھا۔ برابر سی طرح نمازیں مشغول رہے اور تیر نکال کر پھینک دیا۔ اس کافر نے ایک دوسرا تیر مارا انھوں نے اس کو بھی نکال کر پھینک دیا اور نماز جاری رکھی اُس نے تیسرا تیر مارا۔ اب یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں دشمن کین کا ہ سے حملہ نہ کرے اور جس غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہاں متعین کیا ہے وہ غرض نہ فوت ہو جائے اس لئے نماز کو پورا کیا اور نماز پوری کرنے کے بعد ساختی کو جگایا کہ اٹھو زخمی ہو گئی ہوں دشمن

ان کو جگاتے دیکھ کر فرار ہو گیا عمار بن ابی اسفہان نے اس کو دیکھ کر جسم سے خون جاری ہے کہا بھان اللہ تم نے مجھ کو پہلے بتایا میں کیوں نہ جگایا، کہا میں ایک سورت پڑھ رہا تھا، اس کو قطع کرنا اچھا نہ معلوم ہوا جب پے درپے تیر گے نب میں نے نماز پوری کی اللہ کو جگایا۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خیال نہ ہوتا تو نماز ختم ہونے سے پہلے میری جان ختم ہو جاتی۔

اس غزوہ کی تاریخ وقوع میں بہت اختلاف ہے محمد بن اسحق کہتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع جمادی الاولیٰ ۳۳ھ میں ہوا ابن سعد کہتے ہیں کہ محرم الحرام ۳۳ھ میں ہوا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ، غزوہ خیبر کے بعد ۳۳ھ میں ہوا۔ اس لئے کہ صحیح بخاری کی روایت میں ابو موسیٰ اشعری کا اس غزوہ میں شریک ہونا مذکور ہے اور ابو موسیٰ اشعری بالاتفاق غزوہ خیبر کے بعد ۳۳ھ میں حبشہ سے مدینہ واپس آئے علاوہ ازیں البودادی وغیرہ میں روایت ہے کہ مردان بن حکم نے ابوہریرہؓ سے سوال کیا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ النخوت پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے غزوہ نجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ النخوت پڑھی ہے۔ یہ روایت بخاری میں تعلیقاً مذکور ہے اور ابوہریرہؓ بھی ۳۳ھ میں غزوہ خیبر کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔

غزوہ بدر موعود

شعبان ۳۳ھ

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی کے بعد آخر رجب تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے احد سے واپسی کے وقت چونکہ ابوسفیان سے وعدہ ہو چکا تھا کہ سال آئندہ بدر میں لڑائی ہوگی اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو صحابہ کو اپنے ہمراہ لے کر ماہ شعبان میں بدر کی طرف روانہ ہوئے بعد چھ کر آئندہ روز تک ابوسفیان کا انتظار فرمایا۔ ابوسفیان بھی اہل مکہ کو لے کر ستر اظہران تک پہنچا مکین مقابلہ کی بہت نہ ہوئی اور یہ کہہ کر واپس ہوا کہ یہ سال تمھارا گرانی کا ہے، جنگ وجدال کا نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ روز کے انتقال کے بعد جب مقابلہ سے نہ امید ہوئے کہ وہ ہلال
د قتال مدینہ واپس ہوئے یہ

ابوسفیان اگرچہ آٹھ روز سے واپس کے وقت یکہ گیا تھا کہ سال آئندہ پھر مدینہ پر لڑائی ہوگی۔
مگر اندر سے ابوسفیان کا دل مرعوب تھا، دل سے یہ چاہتا تھا کہ حضور پر نور بھی بدر پر نہ آئیں تاکہ
مجھے غلامت اور شرمندگی نہ ہو۔ اور الزام مسلمانوں پر ہے۔ نعیم بن سعد نامی ایک شخص مدینہ ہار
تھا اس کو مال دینا منظور کیا کہ مدینہ پہنچ کر مسلمانوں میں یہ مشہور کرے کہ اہل مکہ نے مسلمانوں کے
استیصال کے لئے بڑی بھاری جمعیت اکٹھی کی ہے لہذا تمھارے لئے بہتر یہی ہے کہ قریش کے
مقابلہ کے لئے نہ نکلو۔ ابوسفیان کا مقصد یہ تھا کہ جب اس قسم کی خبریں مشہور ہونگی تو مسلمان خوف
زدہ ہو جائیں گے اور جنگ کسے نہیں نکلیں گے جس کو آج کل کی اصطلاح میں پروپگنڈا کہتے
ہیں، سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش ایسا ہی میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور حَسْبُنَا اللہ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ
پڑھتے ہوئے بدر کی طرف روانہ ہو گئے اور حسب وعدہ بدر پہنچے، وہاں ایک بڑا بازار ملتا تھا
تین روزہ کر تجارت کی اور خوب نفع اٹھایا اور فیروہ برکت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے اسی
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِدَعَاِ رَبِّهِمْ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا اٰصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ
اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاَتَقُوا اَجْرًا عَظِيْمًا الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ
جَمَعُوْا اِلَيْكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ
فَاَلْقَيْنَا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ وَاَفْضَلُ لَمْ يُمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَّمَاتَتْ بَنُوْا اَرْضُوْنَ اللّٰهُ
وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ اِنَّمَا ذَا لِكُمْ الشَّيْطٰنُ يَحْوِيْثُ اٰيٰتِيْ وَلَا تَخَافُوْهُمْ
وَاَخَانُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ه ۝

(فائدہ) اس آیت میں جھوٹی خبریں مشہور کرنے والے کو حق تعالیٰ نے شیطان فرمایا ہے۔

قال تعالیٰ اِنَّمَّا ذَلِكُمْ الشَّيْطَانُ يُخَوِّتُ اَوْلِيَاءَ اور حق تعالیٰ نے پروپیگنڈہ کا علاج اور جواب یہ بتلادیا ہے کہ تم اپنی قدرت کے مطابق جہاد و قتال کی تبارکی کرو اور بحسبنا اللہ و نِعْمَ الْوَعْدُ پڑھو مین بھروسہ اللہ پر رکھو۔ معاذ اللہ یہ نہ کرنا کہ شیطان کی طرح تم بھی اپنے دشمنوں کے متعلق جھوٹی خبریں اٹانے لگو۔ جھوٹ کا جواب سچائی سے دو۔ معاذ اللہ اگر تم نے بھی جھوٹ کے جواب میں جھوٹ بولا تو پھر نائدہ ہی گویا ہوا اسلام اپنے دشمنوں کے متعلق بھی جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

واقعات متفرقہ ۴

- (۱)۔ اسی سال ماہ شعبان میں امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔
- (۲)۔ اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ کا چھ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔
- (۳)۔ اسی سال ماہ شوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔
- (۴)۔ اسی سال ماہ رمضان المبارک میں حضرت زینب بنت خزیمہ ام المہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ طبری ص ۳۱ ج ۳
- (۵)۔ اور اسی سال زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ یہود کی زبان میں لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیں مجھ کو ان کے پڑھنے پر اطمینان نہیں ہے۔
- (۶)۔ مشہور قول کی بنا پر جواب یعنی پردہ کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا بعض کہتے ہیں کہ ۳ھ اور بعض کہتے ہیں ۴ھ میں ہے۔
- مسئلہ جواب کی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ اندراج مطہرات کے بیان میں آئے گی ۴ھ کے واقعات

ختم ہوئے اب ۴ھ شروع ہوتا ہے

شہدہ بھری غزوہ دومتہ الجندل ربیع الاول ۱۰ھ

۱۰ھ ربیع الاول میں آپ کو یہ خبر ملی کہ دومتہ الجندل کے لوگ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے ایک ہزار صحابہ کی جمعیت کو ہمراہ لے کر ۲۵ھ ربیع الاول ۱۰ھ کو دومتہ الجندل کی طرف خروج فرمایا وہ لوگ خبر سنتے ہی منتشر ہو گئے، لہذا آپ بلا جلال و قتال واپس ہوئے اور سینس ربیع الثانی کو مدینہ میں داخل ہوئے۔ طبقات ابن سعد ۴ ج ۲ زرقانی ۱۰ ص ۹۵

غزوہ مروئع یا بنی المصطلق ۲ شعبان ۱۱ھ و شنبہ ۱۰ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حارث بن ابی مرہرہ سردار بنی المصطلق نے بہت سی فوج جمع کی ہے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری میں ہے، آپ نے بریدہ بن حنفیہؓ کو خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ بریدہؓ نے آکر بیان کیا کہ خبر صحیح ہے آپ نے صحابہ کو خروج کا حکم دیا۔

۱۰ھ۔ دومتہ الجندل ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے پندرہ دن کے راستہ پر ہے۔ دومتہ الجندل سے دشمن تک پانچ دن کا راستہ ہے زرقانی ۱۰ ص ۹۵۔

۱۱ھ۔ مروئع ایک چٹریا تالاب کا نام ہے جہاں بنی المصطلق سے مقابلہ ہوا۔ اور بنی المصطلق قبیلہ بنی خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔ اس غزوہ کی سند وقوع میں اختلاف ہے ابن کثیر کہتے ہیں کہ شہدہ میں ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ شہدہ میں ہوا۔ قتادہ غزوہ بنی زبیر ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ شعبان ۱۱ھ میں ہوا۔ مولیٰ بن عقبہ بن سعدؓ بھی ماہنامے اسی قول کو اختیار کیا ہے حافظ مصطفیٰ فرماتے ہیں: یہی قول صحیح ہے اس لئے کہ سعد بن مسعودؓ کا اس غزوہ میں شریک ہونا صحیح بخاری میں مذکور ہے اور روایات صحیحہ امارت معتبرہ سے یہ ثابت ہے کہ سعد بن مسعودؓ نے غزوہ خندق سے فارغ ہو کر غزوہ بنی قریظہ کے زمانہ میں وفات پائی، جو صحیح میں ہوا۔ پس اگر غزوہ مروئع ۱۱ھ میں غزوہ بنی قریظہ کے ایک سال بعد ہوا جاتا تو سعد بن مسعودؓ کی شرکت اس میں کیسے صحیح ہو سکتی ہے تفصیل کے لئے فتح الباری ۱۳ ج ۲، زرقانی ۱۰ ص ۹۶

صحابہ فرزیتار ہو گئے تین گھوڑے ہمراہ لئے جس میں سے دس مہاجرین کے اور بیس انفار کے تھے اس مرتبہ مال غنیمت کی طرح میں منافقین کا بھی ایک کثیر گروہ ہمراہ ہوا جو اس سے پہلے کبھی کسی غزوہ میں شریک نہ ہوا تھا۔ مدینہ میں زید بن حارثہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور ازواج و مہملات میں سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا اور شعبان یوم و دشنبہ کو مسجد کی طرف خروج فرمایا۔

تیز رفتاری کے ساتھ چل کر ناگہاں اور اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت وہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی چارہ سے تھے حملہ کی تاب نہ لاسکے دس آدمی اُن کے قتل ہوئے باقی مرد و عورت بچے اور بوڑھے سب گرفتار کر لئے گئے مال اسباب لوٹ لیا گیا دو ہزار ادھ اور پانچ ہزار بکریں ہاتھ آئیں اور دو گھوڑے قید ہوئے انھیں قیدلوں میں سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جو میرہ بھی تھیں مال غنیمت جب غنیمین تقسیم ہوا تو جو میرہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں ثابت بن قیس نے ان کو مکہ کا تہ بنادیا یعنی اگر اتنی مقدار تقسیم ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں۔ حضرت جو میرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں جو میرہ سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں میری اسیری کا حال آپ پر مخفی نہیں تقسیم میں ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں، انھوں نے مجھ کو مکہ کا تہ بنادیا ہے۔

۵۰۔ یہ روایت صحیح بخاری کی کتاب اعتاق ۳۲۵ ج ۱ میں ناف سے مروی ہے اور ناف کہتے ہیں حدیثی بہ عبد اللہ بن عمرو کان فی ذلک الجیش کہ یہ حدیث مجھ سے عبد اللہ بن عمر نے بیان کی جو اس لشکر میں موجود تھے پھر لہذا یہ روایت برابر مشہور و مرفوع منقول ہے بالفرض اگر اس تفاسیخ کا سلسلہ ناف ہی پر ختم ہوتا تو اصطلاح حدیث میں اس کو مرسل کہا جاتا۔ جو جوہر صحت کے نزدیک حجت ہے۔ یہ کہ منقطع بمعنی کہ علامہ شمس نے نیز ابی ۳۸۲ ج ۱ تفسیق فہم کہ جس بنا پر اس حدیث کو منقطع کہہ کر غیر معتبر بنانے کی ناکام سعی کی ہے سیر کی روایت اور صحیح بخاری کی روایت میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ سیر کی روایت سے فقط اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بنی المصطلق کو آپ کی تیاری کا علم ہو گیا تھا لیکن یہ علم نہ تھا کہ آپ اس طرح اچانک پہنچ کر حملہ کریں گے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وقت آپ نے ملایا اس وقت بے خبر اور غافل تھے ۱۲۰ منافع

ہل کتابت میں آپ سے اعانت اور لدا کے لئے حاضر ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا میں تم کو اس سے بہتر چیز بتاتا ہوں اگر تم پسند کرو وہ یہ کہ تمھاری طرف سے کتابت کی واجب الادا رسم میں آؤ کروں اور آزاد کر کے تم کو اپنی زوجیت میں لوں حضرت جویریہؓ نے فرمایا میں اس پر راضی ہوں۔ درواہ ابوالواؤدنی کتاب العتاق،

حضرت جویریہؓ کی خواہش تو پہلے ہی سے تھی کہ وہ آزاد ہو جائیں، اتفاق سے ان کے باپ حارث بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں قبیلہ بنی المصطلق کا سردار ہوں میری بیٹی کینز بن کر نہیں رہ سکتی۔ آپ اس کو آزاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں اس معاملہ کو خود جویریہؓ ہی کی مرضی اور اختیار پر چھوڑ دوں، حارث نے جاکر جویریہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری مرضی پر چھوڑ دیا ہے جویریہؓ نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ (درواہ ابن مندہ و مسندہ صحیح) ۱۷

عبداللہ بن زیاد سے مروی ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد۔ حارث بن ابی ضرارؓ پہلے سے اونٹ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے تاکہ فدیہ دے کر اپنی بیٹی کو چھڑ لائیں ان میں سے دو اونٹ جو نہایت عمدہ پسندیدہ تھے اور ان کو ایک گھاٹی میں چھپا دیا کہ ماپسی میں ان کو لے لوں گا مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اونٹ آپ کے سامنے پیش کئے اور کہا اے محمد تم نے میری بیٹی کو گرفتار کیا ہے، اس کا فدیہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اونٹ کہاں جو تم فلاں گھاٹی میں چھپا آئے ہو۔ حارث نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْكَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ غَارِي دِثَا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ کے سوا کسی کو اس کا علم نہ تھا اللہ ہی نے آپ کو اس سے مطلع کیا ہے (اصحاب ترجمہ حارث بن ابی ضرارؓ)

انفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہؓ کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ صحابہ کرام جب یہ معلوم ہو تو بنی المصطلق کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دامادی رشتہ دار ہیں، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جو میرے سے زیادہ کسی عورت کو اپنی قوم کے حق بابرکت نہیں دیکھا کہ جس کی وجہ سے ایک دن میں سو گھولنے آنا دہوئے ہوں۔ ابوداؤد کتاب العقاق ۱۹۲ ج ۲

اس سفر میں چونکہ منافقین کا ایک گروہ شریک تھا، ہر موقع پر اپنی فتنہ پر دازی اور شرانگیزی کو ظاہر کرتے تھے۔ چنانچہ ایک پانی کے چشمہ پر ایک مہاجر اور ایک انصاری میں جھگڑا ہو گیا، مہاجر نے انصاری کے ایک لات ماری مہاجر نے یا اللہ! برین کہہ کر مہاجرین کو انصاری نے یا لانا انصار کہہ کر انصار کو اپنی اپنی دیکھتے آواز دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آوازیں سنیں تو ارشاد فرمایا کہ یہ جاہلیت کی سی آوازیں کسی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کے لات ماری آپ نے ارشاد فرمایا:

دَعَوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ
ان ہلقوں کو چھوڑو البتہ تحقیق یہ باتیں گندی اور بدواری ہیں
اس منافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کو روٹنے کا موقع مل گیا اور کہا کیا یہ لوگ (یعنی مہاجرین) ہم پر حاکم ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم مدینہ پہنچ کر عزت والا ذات کے واسے کو نکال باہر کرے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر پہنچی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان منافق کی گردن مانسنے کی بجھو کا جازت دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: مئے دد (لوگ حقیقت حال کو تو سمجھیں گے نہیں) یہ گمان کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی حقیقہ آپ کے اصحاب میں سے نہ تھا بلکہ سخت ترین دشمنوں میں سے تھا۔ لیکن ظاہر ضرورت میں آپ کے اصحاب کے مشابہ تھا۔ نہ ان سے آپ کے اصحاب میں سے ہونے کے مدعی تھا اس لئے آپ نے اس کے قتل کی اجازت نہیں دی۔ اصحاب مخلصین کے تشبیہ نے

۱۱۔ اپنی سون کے فضل و کمال کا صدق دل سے اور صدق لسان سے اعتراف کرنا یہ شایعہ حقیقت کا اقتضاء ہے اس لئے اس مقام پر ام المؤمنین کے نام کے ساتھ صدیقہ بنت صدیق کا خلو مناسب معلوم ہوا۔ ۱۲۔ غنائم۔ ۱۳۔ سہۃ منافقین اسی بارے میں نازل ہوئی۔ ۱۴۔

اس کی جان بچائی۔ مصلحین کا تشبہ اگر نفاق سے ہر وہ بھی مصلح اور بیکار نہیں۔

فائدہ جلیلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:

دَعَوْهَا خَاتَمُهَا مُنْتَهَى
ان باتوں کو چھوڑ دو البتہ تحقیق یہ باتیں گندی اور بدبو دار ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھی باتیں پاکیزہ اور خوشبودار ہیں۔ اور بُری باتیں گندی اور بدبو دار ہیں، جن کی خوشبو اور بدبو کا احساس ظاہری اور حسی طور پر حضرات انبیاء اللہ علیہم السلام الف مصلحت اللہ یا ان کے وارثین کو ہوتا ہے۔

رعن جابر قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم فارتفعت ريح منتنة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما هذا؟
حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ سخت بدبو اٹھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ یہ کس چیز کی بدبو ہے یہ بدبو ان لوگوں کے منہ سے آ رہی ہے جو اس وقت مسلمانوں کی غیبت (بدگوئی) کر رہے ہیں اس حدیث کو امام احمد ابن ابی الدنیل نے روایت کیا ہے۔ امام احمد کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آپ نے اور جو حضرات آپ کے ساتھ تھے سب نے غیبت کی بدبو کو محسوس کیا لیکن یہ امر یہ کہ کس چیز کی بدبو ہے یہ آپ کے بتلانے سے معلوم ہوا۔

حافظ سیوطی نے خصائص کبریٰ کے باب اثنی فی غزوة بنی المصطلق من الآیات کے تحت جلد ہی

۱۔ اس مسئلہ کی تحقیق دیکر ہے تو زیادہ مکرّم فاضل محرم مولانا قاری محمد طیب صاحب ہتم وارا العلوم دیوبند کی تالیف طیف: اشتہی الاسلام کی مراجعت کریں جو مسئلہ تشبہ کی تحقیق میں بے سغہ اور بے مثال ہے

۲۔ مینی باب اس بات کا غزوہ بنی المصطلق میں کیا کیا سبب ظاہر ہوئے

رضنا نفس کبریٰ ۱۱۴۲ھ

حدیث کہ حوالہ ابی نعیم نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔

عن جابر قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فهاجت ريح منتنة فقال النبي صلى الله عليه وسلم اننا آمن المان فاقين اغتالوا فاما من المؤمنين فلذلك هاجت هذا الريح

حضرت جابر سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ یکایک ایک سخت بدبو اٹھی کہ جرنالبا اس سے پہلے کہیں دیکھنے اور سننے میں نہیں آتی تھی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تم اس عجیب و غریب بدبو سے تعجب مت کرو۔

اس وقت چند منافقین نے اہل ایمان کی غیبت اور بدگوئی کی ہے پس اس لئے یہ بدبو نمودار ہوئی ہے یعنی یہ اہل ایمان کی غیبت کی عذرت ہے اس لئے اس میں یہ شدت اور غرابت ہے۔

حافظ سیوطی کے اس کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کی بدبو کا واقعہ غزوہ بنی المصطلق ہی میں پیش آیا۔

اور اس قسم کا ایک اور واقعہ مدینہ کے قریب پہنچ کر پیش آیا جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ جب ہم اس سفر یعنی غزوہ بنی المصطلق سے واپس ہو کر مدینہ کے قریب پہنچے تو دشت ایک نہایت متعفن اور بدبو دار ہوا اہل آپ نے ارشاد فرمایا یہ بدبو دار ہوا کسی منافق کے مرنے کی وجہ سے چلی ہے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق مرا ہے۔ خصائص کبریٰ ج ۱

غالباً اس منافق کی غیبت اور گندی روح کی وجہ سے اس صحرا کا تمام غلام متعفن ہو گیا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس فرمایا۔

لوگوں کا یہ فرض ہے کہ خداوند قدوس نے جن برگزیدہ حضرات پر کفر کی نجات منکشف فرمائی ان کے سامنے تسلیمِ نعم کرویں اور خوب سمجھیں کہ کسی بے حس اور مرکوم کا گلاب اور منیاب کی خوشبو اور بدبو کو نہ محسوس کرنا صحیح انحسار پر حجت نہیں کلمات طیبہ کی خوشبو اور خوشبو کو اور کلمات خبیثہ کی خبیث اور راسخہ کہ یہ کہہ کر کیا محسوس کریں۔ بیع

مہرازاں باید محاسن اہل دل

جامع ترمذی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

اِذَا كَانَ الْعَبْدُ تَبَاعَدًا عَنِ الْمَلِكِ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ جھوٹ کی بدولت
مَلَا مِنْ نَفْتٍ مَا جَاءَهُ (ترمذی شریف ۱۹۰۱) رجم سے ایک میں نڈھال جاتا ہے

مسند احمد احمد جابغ ترمذی اور ابن ابی داؤد اور نسائی اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ کا ذکر کئے اٹھ کھڑے ہوئے تو گویا وہ لوگ حیضہ نماز (مردا گدھے) کے پاس سے اٹھے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے بخاری اور مسلم کی ایک حدیث تفسیر میں ہے کہ بندہ جب کسی عمل نیک کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے اس کے عمل کرنے سے پیشتر ہی محض اس کے ارادہ ہی پر ایک نیکی لکھ لیتے ہیں اور کرنے کے بعد دوش گوند سے سات سو گوند تک لکھتے ہیں اور بندہ جب بدی کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک کہ نہ لے اس وقت تک بدی نہیں لکھنے الی آخر احمد شافعی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنا یا نہ کرنا آدمی کے قلبی ارادوں اور دل خطرات کی بھی کچھ اطلاع ہوتی ہے۔ ورنہ اگر ان کو اطلاع نہیں ہوتی تو محض نیکی کے ارادہ سے وہ نیکی کیسے لکھ لیتے ہیں ابو عمران جوئی فرماتے ہیں کہ اس وقت فرشتے کو نذر دی جاتی ہے کہ نکلاں کے نامہ اعمال میں یہ نیکی لکھ لو۔ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اسے پورہ دگا اس نے یہ نیکی کی نہیں۔ جواب دیا جاتا ہے کہ اگرچہ اس نے یہ نیکی کی نہیں، لیکن اس کی نیت کی ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اندر سے ایک راتھ طیبہ پاکیزہ خوشبو مچنے لگتی ہے فرشتے سمجھ لیتے ہیں کہ اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے اور جب بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس میں سے راتھ خبیثہ بدبو آتی ہے فرشتے سمجھ لیتے ہیں کہ اس نے بدی کا ارادہ کیا ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اسی معنوں کو طبری نے ابو معشر بنی سے نقل کیا ہے اور میں نے خود حافظ مغلطانی کی شرح میں اس معنوں کی ایک مرفوع حدیث بھی دیکھی ہے فتح الباری ۱/۲۰۲

کتاب الرقاق باب من ہم بحسنۃ ادبیتہ

جس طرح ہر نظر کی جلا گانہ خوشبو ہرتی ہے، عجب نہیں کہ اسی طرح ہر حسد زہلی کی جدا گانہ

خوشبو ہوتی ہو جس طرح عطر ساز اور عطر فروش خوشبو سونگھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ فلاں عطر کی خوشبو ہے ممکن ہے کہ فرشتے بھی خوشبو سونگھتے ہی پہچان لیتے ہوں کہ یہ فلاں عطر مباح کی خوشبو ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلما تم و احکم عارف ربانی شیخ عبداللہ اب شعرائی فرماتے ہیں:

کان وحب بن مَنِيَّةٍ من حمه الله تعالى
يقول لا يموت عبد حتى يرى الملكين يكتبان
فان كان محبهما بغيب قال له جزاك الله
من صاحب خيرا فنعم صاحب كنت فكم
احضرتا معا في مجالس الخيرو كم
شأننا منك الروائح الطيبة حال
طاعتك الخالصه وان كان قد محبها
بسوقا لاله لا جزاك الله عنا من
صاحب خيرا فكم احضرتا معا
حال معا صيلك وكم شئنا منك
راحة النتن - تنبيه المغترين ۱۶

وہب بن مَنِيَّةٍ رحمہ اللہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ نہیں
مرا کر انی بندہ یہاں تک کہ مرنے سے پہلے کراؤ
کاتبین کو دیکھ لیتا ہے پس اگر اس شخص نے کراؤ
کاتبین کے ساتھ نبی سے زندگی بسر کی تھی تو
اس وقت فرشتے یہ کہتے ہیں جزاک اللہ خیر اللہ
تجہ کو جزائے خیر دے تو بڑا اچھا ساتھی تھا کتنی
ہی مرتبہ تو نے ہم کو خیر کی مجلسوں میں اپنے ساتھ
شریک رکھا اور کتنی بار تیری مخلصانہ عبادت کے
وقت ہم نے تجھ میں سے پاکیزہ خوشبوئیں سونگھی
ہیں اور اگر اس شخص نے کراؤ کاتبین کے ساتھ باؤی
کے ساتھ زندگی بسر کی تھی تو فرشتے اس وقت یہ کہتے

ہیں خدا تجہ کو جزائے خیر دے کتنی بار تیری وجہ سے گناہوں کی مجلسوں میں ہم کو تیرے

ساتھ شریک ہوا پڑا اور کتنی بار تجھ میں بدبوئیں سونگھنی پڑیں ۱۷

وکان محمد بن واسع رحمه الله
تعالى يقول لا صحابه قد غرقنا
في الذنوب ولوان احد امنكم
يجد مني ريح الذنوب لما

محمد بن واسع اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے
تھے ہم سب ترپا گناہوں میں غرق ہیں تم میں سے
اگر کوئی شخص میرے گناہوں کی بدبو کو محسوس کرنا
تو تعفن اور بدبو کی وجہ سے میرے پاس ہرگز

استطاع ان یجلس الیّ - رحمہ اللہ - نہ بیٹھ سکتا۔

ایں سخن رائیت ہرگز اختتام پس سخن کوتاہ باید والسلام
عجیب بات ہے کہ عبداللہ بن ابی توہمین اسلام اور منافقوں کا سردار اور اس کے بیٹے
جن کا نام بھی عبداللہ تھا وہ اسلام کے شہدائی اور مخلص و جان نثار حقیقت میں وہ اللہ کے بندے
تھے اور باپ ترخص نام کا عبداللہ تھا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب باپ کو یہ کہتے سنا
کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذاتِ واسے کو نکال دے گا تو باپ کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور کہا خدا
کی قسم میں تجھ کو اس وقت تک ہرگز مدینہ جانے نہ دوں گا۔ جب تک تو یہ اقرار نہ کر لے کہ تو ہی ذلیل
ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی عزیز ہیں۔ چنانچہ باپ نے جب یہ اقرار کر لیا تب بیٹے
نے چھوڑا۔

ما نفا عسقلانیٰ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو ابن اسحق اور طبری نے بھی ذکر کیا ہے
(فتح الباری سورۃ المنافقین)

مدینہ پہنچ کر حضرت عبداللہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کے قتل کا حکم دینے واسے ہیں اگر جازت ہو تو میں خود اپنے
باپ کا سر تلک کر کے آپ کی خدمت میں لا حاضر کروں مباد آپ کسی دوسرے کو حکم دے دیں اور میں
جوش میں آکر اپنے باپ کے قاتل کو مار ڈالوں اور اس طرح سے ایک مسلمان کے قتل کا مرتکب
بنوں آپ نے باپ کے قتل سے منع فرمایا اور اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے کا حکم دیا۔

واقعہ افک

واقعہ افک یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ثبت کا واقعہ اسی سفر سے
واپسی کے وقت پیش آیا جو تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ وہی ہدہ
اس سفر میں عائشہ صدیقہ آپ کے ہمراہ تھیں، چونکہ پرہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اس لئے

ہودج میں سوار کی جاتی تھیں اور جب اتاری جاتی تو ہودج سمیت ہی اتاری جاتیں اور ہودج پر پر دے لٹکے رہتے تھے۔ دھپسی میں مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک مقام پر قیام کیا۔ لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضہ ماجت کے لئے لشکر سے الوداعی گئیں، جب لوٹنے لگیں تو ارٹوٹ کی جنگلیوں کا تھا ان جنگلیوں کے جمع کرنے میں دیر ہو گئی۔ قافلہ تیار تھا۔ ہودج کے پر دے چھپے ہوئے تھے لوگوں نے یہ سمجھ کر اُم المؤمنین محل میں ہیں محل کو آؤٹ پر کھڑک کر کوچ کر دیا اس وقت عورتیں عموماً ڈبلی تیلی ہوتی تھیں اور خاص کر عائشہ صدیقہ صغیرہ اس پر ہونے کی وجہ سے ابھی ڈبلی تیلی تھیں اس لئے سوار کرتے وقت لوگوں کو محل کے ہلکے ہونے کا کچھ خیال نہ آیا۔ لشکر روانہ ہونے کے بعد ہار ملا جب ہارے کر لشکر گاہ میں واپس آئیں تو یہاں کوئی بھی نہ تھا سب روانہ ہو چکے تھے یہ خیال کر کے کہ جب آپ آئندہ مقام پر پہنچ کر کچھ کو نہ پائیں گے تو اسی جگہ میری تلاش کے لئے آدمی روانہ فرمائیں گے۔ اسی جگہ چار لپٹ کر لیٹ گئیں اسی میں نیندا گئی۔

صفوان بن مہشل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قافلہ کی گری پڑی چیز کے اٹھانے کے لئے پیچھے رہا کرتے تھے وہ آگئے دیکھتے ہی عائشہ صدیقہ کو پہچان لیا۔ پر وہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انھوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا تھا۔ اس وقت دیکھتے ہی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا عائشہ صدیقہ کی ان کا مارے سے سمجھ کھل گئی نوراً چاند سے منہ ڈھانپ لیا۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

وَاللّٰہُ مَا کَلَمْنِی کَلِمَۃً وَّکَلَامَہُ سَمِعْتُہُ
اللہ نے انکی زبان سے سوائے اِنَّا لِلّٰہِ کے کچھ لکھ کر نہ۔

وَعَلَانَا حضرت صفوان نے باماز بلند اس لئے اِنَّا لِلّٰہِ کہا تا کہ اُم المؤمنین بیدار ہو جائیں اور خطاب و کلام کی نوبت نہ آئے چنانچہ نہیں آئی

حضرت صفوان نے اپنا آؤٹ لاکر اُم المؤمنین کے قریب بٹھلا دیا ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ صفوان نے آؤٹ سامنے کر کے خود پیچھے بیٹھ گئے آہ۔ اُم المؤمنین سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان ہمارے پیکر روانہ ہوئے یہاں تک لشکر میں جا پہنچے۔ عین وہ پہر کا وقت تھا عبداللہ بن ابی اور گروہ منافقین

نے دیکھتے ہی دایہی تباہی بکنا شروع کر دیا جس کو ہلاک اور برباد ہونا تھا وہ ہلاک اور برباد ہوا۔

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ بیمار ہو گئیں ایک مہینہ بیماری میں گزرا، افراد ہر ماہ اور طوفان اٹھانے والے اسی چرچہ میں تھے مگر حضرت عائشہ کو اس کا مطلق علم نہ تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تعلف اور مہربانی میں کمی آنے کی وجہ سے جو سابقہ بیماریوں میں مہندل رہی دل کو غلبان اور تردد تھا کہ کیا بات کہ آپ گھر میں تشریف لاتے ہیں اور دوسروں سے میرا حال دریافت کر کے واپس ہو جاتے ہیں مجھ سے دریافت نہیں فرماتے، آپ کی اس بے اتفاقی سے میری تکلیفیں ہیں اور اضافہ ہوتا تھا۔ ایک بار شب کو میں اور امّ مسطح قضائے حاجت کے لئے جھل کی طرف چلے، عرب کا قدیم دستور یہی تھا کہ بدلو کی وجہ سے گھوڑوں میں بیت اخلا نہیں بناتے تھے۔ راستہ میں امّ مسطح نے اپنے پیچھے مسطح کو برا کہا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ایسے شخص کو کیوں برا کہتی ہو جو بدر میں حاضر ہوا۔ امّ مسطح نے کہا اے بھولی بھالی تم کو فتنہ کی خبر نہیں۔ عائشہ صدیقہ نے فرمایا کیا قصہ ہے، امّ مسطح نے سارا قصہ بیان کیا، یہ سنتے ہی مرض میں اور شدت ہو گئی، مسجد بن منصور کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ سنتے ہی لرزہ سے بخار چڑھ آیا، معجم طبرانی میں باسناد صحیح حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو اس قدر صدمہ ہوا کہ بلا اختیار یہ دل میں آیا کہ اپنے کو کسی کنویں جا کر گرا دوں آہ راخبرہ ابو بعلی الیقین)

بغیر تضرع حاجت کے راستہ ہی سے واپس ہو گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے نساپ سے اپنے ماں باپ کے یہاں جانے کی اجازت چاہی تاکہ ماں باپ کے ذریعے سے اس واقعہ کی تحقیق کروں آپ نے مجھ کو اجازت دے دی۔ میں اپنے ماں باپ کے یہاں آگئی اور انہی ماں سے کہا اے ماں تم کو معلوم ہے کہ لوگ میری بابت کیا کہتے ہیں۔ ماں نے کہا اے بیٹی تو رنج

۱۔ امّ مسطح رضی اللہ عنہا کے خالہ تھیں اور یہ خالہ انہی تھیں اور امّ مسطح حضرت صدیق اکبر کے بھانجے تھے ۲۔ یہ شام بن مروہ کی روایت ہے اور یہ صحیح ہے جیسا کہ دوسری روایات مجھ اور میرے سے معوم ہوتے ہیں اور میں روایت کرتی ہوں کہ آپ کو خدا نے حاجت سے واپس ہی اس واقعہ کا علم ہوا مگر یہ صحیح نہیں۔ اولیٰ ہی صحیح ہے۔ تفصیل کے لئے فتح الباری ص ۳۵۵ ۵۸۷ کا مراجعت کریں۔

نیک دنیا کا تامل ہی یہ ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبت ہوتی ہے تو حمد کرنے والی عورتیں اس کے فخر کے ورپے بوجھاتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگوں میں اس کا چرچہ ہے بیشک میں ہے، میں نے کہا کیا میرے باپ کو بھی اس کا علم ہے، ماں نے کہا ہاں۔ ابی اسحاق کی رعایت میں ہے۔ میں نے کہا۔ اے ماں اللہ تمہاری مغفرت کرے لوگوں میں تو اس کا چرچہ ہے اور تم نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھرا آئے اور چٹخیں بھل گئیں۔ ابوبکر بالا خانہ پر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے تھے، میری چیخ سن کر نیچے آئے اور میری ماں سے دریافت کیا، ماں نے کہا کہ اس کو قصہ کی خبر ہو گئی، یہ سن کر ابو بکرؓ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ اور مجھ کو اس شدت لرزہ آیا کہ میری والدہ ام نومان نے گھر کے تمام کپڑے مجھ پر ڈال دیئے تمام شب روتے گزری ایک لمحہ کے لئے آنسو نہیں تھتے تھے اسی طرح صبح ہو گئی جب نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت اسامہ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت اسامہ عرض کیا یا رسول اللہ ہم انہما اے اللہ کے رسول وہ آپ کے اہل ہیں جو آپ کی شاہین شان اور منصب نبوت و رسالت کے مناسب ہیں۔ ان کی عصمت و عفت کا پوچھنا ہی کیا۔ آپ کے مرم محترم کی ہمارت و نماہت تو اظہر من الشمس ہے اس میں رائے اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے اور اگر حضور کو ہمارا ہی خیال معلوم فرما ہے تو یہ عرض ہے وَمَا لَكُمْ بِالْأَخْيَرِ جہاں تک ہم کو معلوم

۱۵۔ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ قَالَتْ يَا بَنِيَّةُ حَوْنِي عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ لَأَقَامَا كَانَتْ إِسْرَافًا فَظَنَّهُ وَضِئَةً عِنْدَ رَسُولِهِ فَجَاهَدَهَا ضَرْبًا لَّا أَكْثَرُونَ عَلَيْهِمَا ضَرْبًا مَوْجِعَ ضَرْبِ قَلْبِي كَيْ يَهَبَ جَسَدُكَ مَشْهُورَ مَنْ سَكَتُ عَنْ يَمِينِ اس نفی میں قرآن میں عورت کو کہتے ہیں کہ جو کسی کے فراموشی سے دیکھے جو چونکہ اس عاتق میں حضرت عائشہؓ کی سرکون یعنی اندازِ مطہرات میں سے کسی نے اشارۃً اور کنایہً بھی کوئی حرف عائشہؓ مدققت بنت صدیق کے متعلق نہیں کہا جیسا کہ مغرب میں آئے گا اس نے ہم نے فرائض کے یہ معنی لئے کہ جو عورتیں انسادِ حمد کے فخر کے ورپے ہوں گویا کہ وہ عورتیں حمد کی وجہ سے بجز سرکونوں سے ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

۱۶۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب مجھ کو اس جہت کا علم ہوا تو یہ جی جا ہا کہ کنویں میں گر کر مر جاؤں۔ رواہ الطبرانی

ہے آپ کے اہل اور ازواج مطہرات میں ہم نے کبھی سوائے طیارہ خوب نیکی اور بھلائی کے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج و غم اور حزن و ملال کے خیال سے یہ عرض کیا:

یا رسول اللہ لم یضیق اللہ علیک والنساء سواها کثیر و ان قتال الجارية تصدقک
یا رسول اللہ اللہ نے آپ پر تنگی نہیں کی عورتیں ان کے سوا بہت ہیں آپ اگر گھر کی لوٹڈی سے دریافت فرمائیں تو وہ سچ سچ بتا دے گی۔

یعنی آپ مجبور نہیں مفاقت آپ کے اختیار میں ہے لیکن پہلے گھر کی لوٹڈی سے تحقیق فرمائیں وہ آپ سے باطنی سچ بچھٹلا دے گی اس لئے کہ باندی اور خادمہ بہ نسبت مردوں کے غائیگی حالات سے زیادہ باخبر ہوتی ہے۔

بعض روایات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ عائشہ صدیقہ کو اس مشورہ کی بنا پر حضرت علی سے کچھ ملال تھا۔ سوا اگر بالفرض والتقدیر یہ ثابت بھی ہو جائے تو یہ ملال شکوہ بھی کمال محبت اور کمال تعلق کی دلیل ہے۔ شکوہ اور ملال انہوں ہی سے ہوتا ہے نہ کہ غیروں سے نیز عائشہ صدیقہ اس وقت خرد سال تھیں، صدمہ کا پہاڑ سر پر تھا، ایسے حال میں آدمی بے حال ہو جاتا ہے اور ایسے وقت میں ادنیٰ سی بات بھی باعث ملال ہوتی ہے۔ حضرت علی نے حضور پر نور کے اضطراب کو دیکھ کر حضور کی تسکین کی خاطر کے لئے یہ کلمات فرمائے ظاہر حضور کی جانب کو ترجیح دی اور باطنی اور ضمنی طور پر عائشہ صدیقہ کی برائت اور نزاہت کو اس طرح بتلایا کہ رسول اللہ آپ پر نشانہ نہیں منسوب

۱۔ معاذ اللہ حضرت علی کو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی برائت و نزاہت میں ذرہ برابر شک و تہقہ۔ یہ کلمات محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے فرمائے مطلب یہ تھا کہ تھکن و ملال کی شدت کی وجہ مفاقت میں مصلحت نہ فرمائیں فی احوال تحقیق حال فرمائیں اللہ تحقیق حال سے پہلے کوئی خیال قائم نہ فرمائیں اور میرہ باندی سے حال دریافت کرنے کا آپ کو اس لئے مشورہ دیا کہ ان کے تعلق حضرت علی کو جزہ کامل اور یقین ماثق تھا کہ وہ مجھ سے زیادہ ام المؤمنین کی محبت و نزاہت کو جانتی ہے۔ نفع ابارک اللہ ۸۵

من جانب اللہ اس معاملہ کی حقیقت آپ پر منکشف ہو جائے گی اور فی الحال بریرہ سے پوچھیں۔

آپ نے بریرہ کو براہِ بقیع کی روایت میں ہے کہ بریرہ کو ملا کر آپ نے یہ فرمایا:

التشہدین انی رسول اللہ قالت نعم کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ہرگز

قال فانی سائلک عن شیء فلا تکتمینہ نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے کچھ نہ

قال نعم قال هل رأیت من عایشہ کرنا چاہتا ہوں چھپانا نہیں دودنہ اللہ تعالیٰ مجھ کو

ما تضرعینہ قالت۔ کما بذریعہ دوسرے بتلا دے گا۔ بریرہ نے کہا ہاں چھپاؤنگی

نہیں۔ آپ دریافت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے عایشہ سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی

ہے۔ بریرہ نے کہا نہیں۔

بخاری میں ہے کہ آپ نے بریرہ سے یہ فرمایا:

ای بریرہ! هل رأیت من شیء یسریدک اے بریرہ! اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شئی

اسی دیکھی ہو جس سے تجھ کو شبہ اور تردد ہوا تو بتلا۔ بریرہ نے کہا:

لا والذی بعثک بالحق ان رأیت قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس نے آپ کو حق کے

علیہا امرا غمصہ علیہا سوی انہا بھیجا میں نے عایشہ کی کوئی بات میری تابِ گرفت

جاءت حدیثہ السمن تمام عن مجین کبھی نہیں دیکھی الا یہ کہ وہ ایک کسن روک ہے آٹا گڑھا

اھلہا فانی الداجن فتاکلہ ہوا چھڑ کر سر ہاتھی ہے بجری کا بچہ اگر اسے کھا جاتا ہے

یعنی وہ تو اس قدر غافل اللہ ہے خبر ہے کہ اسے آٹے اور دال کی بھی خبر نہیں، وہ دنیا کی

ان چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے۔ دہذا ما قالہ ابن المنیر نور اللہ وجہ یوم القیامۃ فی شرح

بذا الکلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ سے یہ جواب سن کر مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر

پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اول خدا کی حمد و ثنا کی اور بعد ازاں عبداللہ بن ابی کا ذکر کر کے یہ

ارشاد فرمایا:

یا معشر المسلمین من یبذر منی من
رجل قد بلغنی اذا کا فی اهل بیتی
فواللہ ما علمت علی اہلی الاخیار
ولقد ذکرتہ ارجلا ما علمت علیہ
الاخیار۔

اے گروہ مسلمین۔ کون ہے کہ جو میری اہل بیت کے
مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہل بیت
کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے خدا کی قسم میں نے
اپنے اہل سے سوائے نیک اور پاک دامن کے کچھ نہیں
دیکھا اور علیؑ بذاتِ جس شخص کا ان لوگوں نے نام لیا ہے
اس سے بھی سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔

یہ سن سرور اوس سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
میں آپ کی اعانت اور امداد کے لئے حاضر ہوں اگر یہ شخص ہمارے قبیلہ اوس کا ہوا تو ہم خود ہی
اس کی گردن اڑا دیں گے لہذا اگر ہوا تو ابنِ خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا تو ہم تعمیل حکم کریں گے۔
سعد بن عبادہ سرورِ خزرج کو یہ خیال ہوا کہ سعد بن معاذ ہم پر تعرض کر رہے ہیں کہ اہلِ انصاریہ
قبیلہ خزرج سے ہیں اس لئے ان کو جوش آگیا جیسا کہ ابنِ اسحق کی روایت میں اس کی تصریح ہے!
اور سعد بن معاذ کو مخاطب بنا کر کہا خدا کی قسم تم اس کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے (یعنی اگر ہمارے
قبیلہ کا ہوا تو ہم خود اس کو قتل کرنے کی سعادت حاصل کریں گے)۔

سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کو
مخاطب بنا کر کہا تم غلط کہتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو قتل کا حکم دیں گے تو ہم ضرور قتل
کر دیں گے اگرچہ وہ شخص قبیلہ خزرج کا ہو یا کسی قبیلہ کا ہو کوئی ہم کو روک نہیں سکتا۔ اور کیا تو منافق ہے
جو منافقین کی طرف سے مجاہد اور جہاد ہی کرتا ہے اسی طرح گفتگو تیز ہو گئی تریب تھا کہ دونوں قبیلے
لڑ پڑیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور لوگوں کو خاموش کیا حضرت عائشہ فرماتی
ہیں کہ یہ دن بھی تمام کا تمام روتے ہوئے گزرا ایک منٹ کے لئے اسنو نہیں تھمتا تھا۔ رات بھی اسی
طرح گزری میری اس حالت سے میرے ماں باپ کہ یہ محمان تھا کہ اب اس کا کلیہ بھٹ جلنے کا جب
صبح ہوئی تو باطل میرے قریب آکر بیٹھ گئے۔ اور میں رو رہی تھی اتنے میں انصاریہ کی ایک عورت

آگئی اور وہ بھی میرے ساتھ ہونے لگی اسی حالت میں تھے کہ دفعۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور سلام کر کے میسرے قریب بیٹھ گئے اس واقعہ کے بعد سے کبھی آپ میرے پاس آکر نہیں بیٹھے تھے وحی کے انتظار میں ایک مہینہ گزر چکا تھا بیٹھ کر آپ نے اول خدا کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد یہ فرمایا:

اما بعد یا عائشة فانه بلغني عنك كذا وكذا فان كنت بريئة فسيبني الله وان كنت الممت بذنب فاستغفري الله وتوبتي اليه فان العبد اذا اعترف بذنبه لست تاب الي الله تاب الله عليه

اے عائشہ مجھ کو تیری جانب سے ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو بری ہے تو عنقریب اللہ تجھ کو ضرور بھیجے اور اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ اور استغفار کر اس لئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر لے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کی کو قبول فرماتا ہے

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے اپنے اس کلام کو ختم فرمایا اسی وقت میرے آنسو منقطع ہو گئے آنسو کا ایک قطرہ بھی آنکھ میں باقی نہ رہا اور اپنے باپ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دو باپ نے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں پھر میں نے یہی اپنی ماں سے کہا، ماں نے بھی یہی جواب دیا اس کے بعد میں نے خود جواب دیا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ میں بالکل بری ہوں لیکن یہ بات تمہارے دلوں میں اس درجہ راسخ ہو گئی ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں تو اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین نہ کرو گے اور اگر بالفرض میں اقرار کروں حالانکہ خدا خود جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین نہ کرو گے اور رد کر میں نے یہ کہا واللہ لا اتوب ما ذکروا ابدا۔ خدا کی قسم میں اس چیز سے کبھی توبہ نہ کروں گی جو یہ لوگ میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ بس میں وہی کہتی ہوں کہ جو کبرئیت علیہ السلام کے باپ نے کہا تھا

۱۵۔ یہ لفظ نرد۔ یہ سیرتک کے سین کا ترجمہ ہے سیرت یہ سے منقول ہے کہ میں مفاد غلبت میں ایسا ہی

منہذ اکید ہے جیسا کہ کئی تائید نفی کے لئے ہے ۱۲

۱۶۔ کہ اس وقت حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا ۱۳

فَصَبْرٌ جَبِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ۔ اور یہ کہ اگر بہتر یہ ہا کر لیٹ گئی اور اس وقت قلب کو یقین کامل اور جزم تمام تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور مجھ کو ضرور بڑی فرمائیں گے لیکن یہ وہم و گمان نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی۔

ار ایک روایت میں ہے کہ یہ گمان نہ تھا کہ قرآن کی آیتیں میرے بارے میں نازل ہوں گی کہ جو مسجدوں اور خانہوں میں پڑھی جائیں گی۔

ہاں یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ خواب کے میری براءت بتلا دی جائے گی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ مجھ کو اس تہمت سے بری کرے گا۔

نزول آیات برارت ببارہ طہارت نزاہت مزیم اُمت محمدیہ
زوجہ طاہرہ خیر البریہ حبیبہ نبی الطہرام المؤمنین عالیئہ صدیقہ بنت صدیق
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن ابیہا وعن آمن سبر ارتھا و
نزاہتھا وعن اللہ من شک فی عصمتھا وطہارتھا۔ آمین ثم آمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی جگہ سے اٹھے نہ تھے کہ دفعۃً وحی الہی کے آثار نمودار ہوئے باوجود شدید سردی کے پیشانی مبارک سے موتی کی طرح پسینہ کے قطرات ٹپکنے لگے۔

ابن اسحق کی روایت میں ہے۔
فاما اتافو اللہ ما فزعت قد عرفت
ان فی بریئۃ وان اللہ غیر ظالمی واما
ابوای فہا سری عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حتی ظننت
حضرت عائشہ فرماتی ہیں جس وقت آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا، خدا کی قسم میں باطل نہیں گھبرائی کہ یہ لوگ میں جاتی تھی کہ میں باطل بڑی ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں فرمائیں گے لیکن میرے دل باپ کا خوف سے یہ حال تھا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ ان کی

لہ حاشیہ دوسرے صوط پر ہے۔

لنخضعن انفسهما خوفاً من ان يأتي اى کے مطلق نازل ہر ہائے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں
ابو بکر کا یہ حال تھا کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے اور کبھی میری طرف
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کرتے تو یہ اندیشہ ہوتا کہ معلوم آسمان سے کیا حکم
نازل ہوتا ہے جو پھر قیامت تک نہیں مل سکے گا اور جب میری طرف دیکھتے تو میرے سکون اور
اطمینان کو دیکھ کر ان کو ایک گونہ امید ہوتی، سوائے عائشہ صدیقہ کے سدا گھر اسی خوف درجا اور
امید و بیم میں تھا کہ وحی آسمانی کا نزول ختم ہوا اور چہرہ الوری پر مسرت و بشارت کے آثار نمودار
ہوئے مسکراتے ہوئے اور دست مبارک سے جبین منورہ کو پونچھتے ہوئے حضرت عائشہ کی طرف متوجہ
ہوئے پہلا کلمہ چڑھایا مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔

ابشری یا عائشہ فقد انزل اللہ براءۃ تک لہ
بشارت ہو چھٹھو اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ
نے تیری براءت نازل کی۔

میری والدہ نے کہا اسے عائشہ اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو
نے کہا خدا کی قسم میں سوائے خدا تعالیٰ کے کہ جس نے میری براءت نازل کی کسی کا شکر نہ
کروں گی۔

منکبتہ : عائشہ صدیقہ کی اس صدمہ جاننا کہ وہ جس سے وہ کیفیت تھی جو مریم صدیقہ
کی تھی یٰلَیْسَتْ بِیْ حَسْبَ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِیْتُ نَسِیْتُ اس ناامیدی کے عالم میں جب
قرآن کریم کی دس آیتیں رَتِلْتَ عَشْرًا کَامِلَةً حضرت عائشہ کی کمال براءت اور طہارت
کے بیان میں نازل ہوئیں تو عائشہ صدیقہ پر ایسے مشکو اور بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی کہ جمیع

ماضی ہر اللہ تعالیٰ عائشہ صدیقہ سے ایمان کی اس سے ایمان کے باپ اللہ ہر شخص سے جہان کی براءت نہ فرمات
پہلایاں یا اور عین ہر اللہ کہ اس شخص پر کہ جہان کی عصمت و طہارت پر کسی قسم کا شک نہ ہو تو ذکر سے آمین ۱۲ صفحہ
۱۵۔ یہ الفاظ صحیح بخاری کی حدیث پر مذکور ہیں اور بخاری کی حدیث کی روایت میں یہ الفاظ ہیں یا عائشہ
اما اللہ عز وجل فقد براءک

اسوی اللہ سے نظر اٹھ گئی ورنہ یہ انعام بزدانی اور وحی آسمانی سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زور جیت کے وسیلہ اور طفیل سے تھی اور واسطہ اور وسیلہ کا شکریہ بھی واجب ہے۔ حضرت عائشہ کا اس حالت عکرمین شکر نبوی سے انکار ناز مجبلی کے مقام سے تھا۔ اور ناز کی حقیقت یہ ہے کول جس چیز سے بھرنا ہزاران سے اس کے غلات اٹھا رہا ہو۔ ظاہر میں ترش مدنی اور لہ پڑائی ہو اور دل عشق اور محبت سے بھرنا ہو ظاہر میں ایک نار تھا لیکن صہنر نیا ز اس میں مستور تھے بعد ازاں نبی کویم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں آیتیں

نازل فرمائیں!

بِئِذَا الَّذِي جَاءُوا بِالْإِلَافَةِ عَصَبَتْ
مِنْكُمْ كَأْتَحْسَبُونَ شَرًّا لَّكُمْ
بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ
مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِلَافَةِ
وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ
مَذَاقٌ عَظِيمٌ ۚ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ
ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ
بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا
إِفْكٌ مُّبِينٌ ۚ لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْنَا
بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا
بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ
هُمُ الْكَاذِبُونَ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ
اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا

تحقیق جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے
وہ تم میں کی ایک جماعت ہے تم اس کو اپنے
لئے شر نہ سمجھو بلکہ وہ فی الحقیقت تمہارے
لئے خیر ہے ہر شخص کے لئے گناہ کا اتنا ہی حصہ
ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور جو اس طوفان
کے بڑے حصہ کا متول بنا ہے اس کے لئے
بڑا غلاب ہے۔ اس بات کو سنتے ہی مسلمان
مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے متعلق
نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہہ کر
یہ مریخ ہستان ہے اور کیوں نہ لائے اس پر
چار گواہ، پس جبکہ یہ لوگ گواہ نہ لائے تو میں
یہ لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر
تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور مہربانی

لے لیں آلہ الہی بکواس کو تم اپنے لئے بڑا نہ سمجھو بلکہ یہ دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے قیامت کیجئے تمہاری غفلت و غمت
بماشاء اللہ کہ ہر روز گن ۱۲۰

وَالْآخِرَةُ لَمِثْلُكُمْ نَبِمَا أَفْسَلْتُمْ
فِيهِمْ مَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ
بِالْإِسْنِيتِ كَقُلُوبِ الْهَاجِمِ
مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ
هَيِّئًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۚ وَلَوْلَا
إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا
أَنْ نَّسْأَلَكَ بِهَذَا اسْجُنْكَ هَذَا
بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۚ يَعْلَمُ اللَّهُ أَنْ تَعْمُدُوا
لِغُلْبِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ
وَيَسِّرَ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يُجِبُونَ آتِ
تَشْيِعِ أُنْفَاحِيَّةً فِي الَّذِينَ آمَنُوا
لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ
مَلِكُكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَأَنَّ اللَّهَ زُورٌ
تَرَجِيْمُهُ ۚ (النور - ۱۱-۲۰)

نہ ہوتی تو تم کو اس چیز میں کہ جس میں تم گفتگو
کر رہے ہو سخت عذاب پہنچتا جبکہ تم اس کو
اپنی زبانوں سے نقل کرتے ہو اور اپنے منہ
سے ایسی بات کہتے ہو جس کی تم کو تحقیق نہیں
اور تم اس کو آسان سمجھتے ہو اور اللہ کے نزدیک
بہت بڑی ہے اور تم نے اس خبر کو سنتے ہی یہ
کہوں نہ کہا کہ ہمارے لئے ایسی بات کا زبان پر
لانا ہی زیبا نہیں تم کو یہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ
سبحان اللہ۔ یہ تو بیان عظیم ہے اللہ تعالیٰ
تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرو گے
اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے
اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اللہ
علیم اور حکیم ہے تحقیق جو لوگ اس بات کو پسند کرتے
ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو
ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور
اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لو اگر
اللہ کا فضل اور رحمت ہوتی تو وہ حاکم کیا مصیبت آتی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آیات برادرت کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور صدیق اکبر نے

۱۔ کسی شخص کی بری کے متعلق زبان سے کسی بات کا ان کا جس کی تحقیق نہ ہو بڑا سخت گناہ ہے، خاص کر نبی امی
خاتم الانبیاء و المرسلین کی بری اور تمام مسلمانوں کی روحانی والدہ کے متعلق ایسی بات زبان سے کاٹنا بڑی سنگت
گناہ ہے، بھلا حق سناؤ تو اس کی بچر و چکون بیزیت کہ اس کو گوارا کر سکتے ہے کہ اس کے رسول اعظم سید عالم
اکرم ﷺ کو زبان سے یہ بات کہیں نہ ہو۔ ۱۰ تفسیر ابن کثیر ۱۰۷

صدق اکبر نے جس کے رگ پہے میں صدق اور سلامتی سرایت کر چکی تھی۔ صدق اور سچائی کے جبلِ عظیم اور کوہِ گراں تھے۔ بڑے سے بڑا عارضہ اور سخت سے سخت صدمہ بال برابر بھی ان کو جادہ صدق سے ہٹا نہیں سکتا تھا، اس وقت بیٹھی کہ یہ جواب جیسا کہ حوروں کی الواحِ تختہ پر مآئیدہ کندہ کرنے کے قابل ہے۔

وہ بات کہوں جس کا مجھ کو علم نہ ہو۔ حافظ عسقلانی نے فتح الباری ص ۳۶۶ میں اس اثر کو

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: طبع جديده.

[illegible]

مسلم، صدیق اکبر کے خاندان و بھائی تھے۔ عسرت اور تنگدستی کی وجہ سے صدیق اکبر ان کو خرچہ دیتے تھے۔ مسلم نے اس فقہ میں شرکت کی اس سے ابو عروہ نے قسم کھائی کہ میں اب مسلم کو کبھی خرچ نہ دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَا يَأْتِلْ أَوْلُوا الْفَضْلَ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ
 أَن يَكُونُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ
 وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْمُوا
 وَلْيَصْطَحُوا لَا تَجِدُونَ أَنَّ يَعْزِمَ اللَّهُ
 لَكُمْ وَاللَّهُ عَفْوٌ رَّحِيمٌ
 جو لوگ تم میں سے نفیست و امیر اور مسکین
 ہیں ان کو چاہیے کہ یہ قسم نہ کھائیں کہ اہل قربت اور
 مسکین اور مہاجرین کی اعانت نہ کریں گمان کو
 چاہیے کہ معاف کریں اور گزر کر یہ کیا تم یہ پسند
 نہیں کرتے کہ اللہ تمہارے قصور و معاف کرے اور
 اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان کرنے والا ہے۔
 (النور - ۲۲)

جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو سنائی تو یہ کہنے لگے۔
 بلی واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی
 کیوں نہیں۔ خدا کی قسم البتہ تحقیق میں اس کو
 بہت ہی زیادہ محبوب کھتا ہوں کہ اللہ میری غفرت فرمائے۔
 اللہ مسطح کو بہت خرچ دینا شروع کر دیا۔ اللہ مسطح کا خرچ کبھی بند نہ کروں گا۔
 معجم طبرانی میں ہے، کہ جتنا پسند دیتے تھے اس سے دو گنا دینے لگے۔

یہ تمام تفصیل صحیح بخاری اور فتح الباری میں مذکور ہے، یہ حدیث صحیح بخاری کے
 متعدد ابواب میں مذکور ہے لیکن حافظ عسقلانی نے اس حدیث کی مفصل شرح کتاب التفسیر میں
 فرمائی ہے واقعہ انک کے ابتداء سے بے کربیاں تک جس قدر واقعات لکھے گئے وہ سب صحیح
 سب صحیح بخاری اور فتح الباری سے لئے گئے ہیں۔

(نکتمہ) اس آیت کریمہ یعنی وَلَا يَأْتِلْ أَوْلُوا الْفَضْلَ الخ کے نازل کرنے سے صدیق اکبر
 کو تنبیہ مقصود تھی کہ مقام صدیقیت اور دائرہ کمال سے قدم باہر نہ نکھے، غلطی اور خطا کی وجہ سے
 اگرچہ مسطح کا وظیفہ بند کر لینا جائز ہر مگر مقام صدیقیت کا مقتضی یہ ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے

دیا جائے ابو بکر صدیق اس اشارہ کو سمجھ گئے اور گزشتہ کے اعتبار سے مسطح کا وظیفہ وگن کر دیا مسطح سے اگرچہ غلطی اور لغزش ہوئی کہ سنی سنائی باتوں پر اعتقاد کر بیٹھے مگر جو کچھ بدرہین میں سے تھے جن کے متعلق حکم خداوندی یہ نازل ہو چکا ہے اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ نَعْدَ عَقْرَتِ لَحْدِكُمْ۔ اس لئے حق تعالیٰ نے بحق بدریت مسطح کی شفاعت فرمائی کہ اسے ابو بکر تم اہل فضل میں سے ہو اور مسطح ابو بدر میں سے ہے، لہذا تم اس کے وظیفہ میں کمی نہ کرو اور مسطح سے جو غلطی ہو گئی ہے اس کو مٹا کر دینا اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیوں کو معاف کرے گا۔

ف۔ یہ آیت صدیق اکبر کی فضیلت کی صریح دلیل ہے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو گی کہ حق تعالیٰ ان کو اول الفضل یعنی صاحب فضل فرمائے۔ یہ آیت تو صدیق اکبر کے متعلق تھی اس کے بعد پھر چند آیتیں عاشرہ صدیقہ کی برادری کے متعلق ہیں۔

تختیں جو لوگ ایسی باگلاں میں بھول بھالی ہو جائیں	إِنَّ الَّذِينَ يَرْسُونَ الْمُخَضَّاتِ
پر تہمت لگاتے ہیں کہ جن کو اس قسم کی باتوں کی خبر	الْعَاثِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَوْ نَزَلْنَا فِي الدُّنْيَا
بھی نہیں اور ایمان والیاں ہیں ایسے تہمت لگنے	وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
والوں پر دینا اور آخرت کی لعنت ہے لو ان کے	لَوْ نَشَهِدَ عَلَيْهِمَا لَسِتُمْ وَأَمَّا نَسْتُمْ
بڑے بڑے عذاب ہے جس دن ان کے خلاف کُن کی	وَأَمَّا جَلَّتْهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
زبانیں ادا تھیں اور یہ گواہی دیں گے کہ لوگ،	يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ
کام کرتے تھے اس دن اللہ تعالیٰ ان کو پوری	وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ
منزل دے گا جو ان کو دشمنی چاہیے اور جان لیں گے	الْحَقِيقَاتِ الْخَبِيرَاتِ وَالْخَبِيرَاتِ
کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور عدل اور حق کو ظاہر کرنے	بِالْحَقِيقَاتِ وَالْحَقِيقَاتِ بِالْحَقِيقَاتِ
طاہر ہے نبیؐ عمرؓ نبیؐ عمرؓ نبیؐ عمرؓ کے لئے	وَالْحَقِيقَاتِ بِالْحَقِيقَاتِ أُولَئِكَ مَبْرُكُونَ
منزلوں میں نبیؐ عمرؓ نبیؐ عمرؓ نبیؐ عمرؓ کے لئے	بِمَا كَانُوا لَوْ لَمْ تُعْفَ عَنْهُمْ

فتاویٰ

(۲)۔ وَلَا يَأْتِلْ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ آتِيًا أَخْرَاجُكُمْ مِنْهَا بِكَبَرِكِهِمْ وَلَهُمْ فِيهَا مَخْرَجٌ وَشَرِيفٌ
 ہے، خدا جس کو صاحبِ فضل فرمائے اس کے فضل و کمال میں کہاں شبہ کی مجال ہے۔
 امام بازا قدس اللہ سرہ نے تفسیر کبیر میں چودہ طریقہ سے صدیق اکبر کی فضیلت اس آیت
 سے ثابت کی ہے۔ حضرت اہل علم تفسیر کبیر کی مراجعت فرمائیں۔

(۳۴)۔ واقعاً انک سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال و رعب اور غایت تقویٰ کا پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ فقہ ایک ماہ سے زائد مدت رہا۔ مگر ٹیٹی کی حمایت میں ایک عرف نہان سے نہیں نکلا، شدت رنج و غم میں صرف ایک مرتبہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہان سے یہ نکلا۔

واللہ ما قیل لنا هذا فی الجاهلیۃ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے حق میں زائد جاہلیت
نکلیت بعد ما اعزنا اللہ بالاسلام میں بھی نہیں کہی گئی، پھر جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو
(رواہ الطبرانی عن ابن عمرؓ، فتح الباری ج ۱ ص ۲۶۹) اسلام سے عزت بخشی تو اس کے بعد یہ کیسے ممکن ہے

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ فقہ من جانب الشائبہ اور امتحان تھا مقصد یہ تھا کہ مؤمنین و غلصین کا ایمان و اخلاص اور منافقین کا نفاق واضح اور مشکف ہو جائے تو مؤمنین صادقین کے ایمان و استقامت میں اور منافقین کے نفاق اور شقاوت میں اضافہ اور زیادتی ہو۔ نیز یہ امر واضح اور مشکف ہو جائے کہ کون شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہے اور کون سوزن و بدگمانی، آپ کی انداج مطہرات کے حق میں بدگمانی حقیقت میں اللہ کے ساتھ بدگمانی ہے، کہ اُس نے اپنے حبیب اعظم اور فیصل اکرم، اثر الخلائق اور برگزیدہ عالم کی زوجیت کے لئے معاذ اللہ ایک خبیثہ اور زانیہ کو مقدر فرمایا سبحانہ و تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً۔

اور تاکہ اللہ تعالیٰ، اپنے رسول محترم اور اپنے رسول کے پاک اور مطہر حرم کا مرتبہ لوگوں کے سامنے ظاہر فرمائے اس لئے آپ کی زوجہ مطہرہ کی نزاہت و برائت آپ کی بانی نہیں کرائی بلکہ خداوند قدوس خود ان کی برائت کا کفیل اور مددگار ہوا۔ اور اپنی کلام مجر نظام میں ان کی برائت نازل فرمائی کہ جس کی قیامت تک محفلوں اور مجلسوں میں محرابوں اور مسجدوں میں خطبوں اور نمازوں میں تلاوت ہوتی رہے گی۔

خداوند قدوس کی بیچون و بیچوں غیرت نے گواہ کیا کہ اس کے حبیب ہوسے بنی طیبہ اور رسول الجبر کا انداج طیبیت و طاہرات کی شان میں کوئی منافق اور بدماطن کسی قسم کا ناپاک لفظ اپنی

زبان سے نکلے اس لئے اس بارے میں تقریباً بیس اُتیس نازل فرما کر عایشہ صدیقہ اور ازواجِ مطہرات کی عصمت و عفت، طہارت و نزاہت پر قیامت تک کے لئے مہر لگا دی اور ازواجِ مطہرات کی عصمت و نزاہت میں شک کرنے والوں پر اس اور جبراً اور قویغِ فرائی کہ جرئت پرستوں پر بھی نہیں فرائی اس لئے عمارِ رہا نہیں نے تصریح کی ہے کہ جو شخص ازواجِ مطہرات کے بارے میں کوئی حرفِ زبان سے نکلے وہ شخص منافق ہے۔

اور نزولِ وحی میں جو ایک ماہ کی تاخیر ہوئی اس میں حکمت یہ تھی کہ عایشہ صدیقہ کی مقامِ مہریت کی تکمیل ہو جائے کہ جب مظلومانہ گریہ و زاری اور عاجزانہ ہے تابی واضطراری اور بارگاہِ ذوالجلال میں فقیار نہ تزلُّ اللہ شکون اور مضطربانہ تصریح اور ابہتال حدِ کمال کو پہنچ جائے اور سوائے خدا کے کسی سے کوئی امید باقی نہ رہے اور خدا اور اس کے رسول کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے والوں کے قلوبِ وحی الہی کے انتظار میں رہی ہے اب کی طرح تڑپنے لگیں اس وقت حق تعالیٰ شامہِ بارانِ وحی سے مجتہدین و مخلصین کے مرورِ دلوں کو حیاتِ بخشے، اور صدیقہ بنتِ صدیق کو براتِ و نزاہت کے پیش ہوا خلعت سے سرفراز فرمائے۔

حافظِ عقلمانی نے حدیثِ افک کے فوائد و لطائف اور ان مسائل و احکام کو فتح الباری میں بسط و شرح سے لکھا ہے جو اس حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں اس مقام پر اب گنجائش نہیں اس لئے حضراتِ اہل علم فتح الباری ص ۱۱۲ تا ۱۱۹ کی مراجعت کریں۔

۱۴۱۔ ان آیات اور روایات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ علمِ غیب سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں اس لئے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ کاملِ ترویج میں رہے لیکن بدون حق تعالیٰ کے بتلائے حقیقتِ حال نہ کھلی۔

۱۵۱۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شش اور عقد کے وقت حق کے مقابلہ میں ترم اور قبیلہ کی حمایت اور طرف داری جائز نہیں جیسا کہ سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا کہ تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے۔

اُم المؤمنین عایشہ صدیقہ اور دیگر ازواجِ مطہرات پر تہمت لگانے والوں کا حکم

قرآن مجید کی ان آیات کے نازل ہو جانے کے بعد جو شخص اُم المؤمنین عایشہ صدیقہ بنت صدیق زوجہِ مطہرہ سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) امیرۃِ مومن اسما پر تہمت لگائے وہ باجماع امت کافر و مرتد ہے اس لئے کہ وہ قرآن کریم کا صریح منکذب اور منکر ہے جس طرح مریم صدیقہ بنت عمران کی عصمت و عفت میں شک کرنا کفر ہے، اسی طرح عایشہ صدیقہ بنت اُم رومان کی طہارت و نزاہت میں بھی شک کرنا بلاشبہ کفر ہے اور جس طرح یہودیہ مریم صدیقہ پرستان باندہ کی وجہ سے ملعون اور مغضوب بنے اسی طرح روافض عایشہ صدیقہ بنت صدیق پر تہمت لگانے کی وجہ سے ملعون و مغضوب بنے۔ مریم صدیقہ پر تہمت لگانے والے امتِ عیسویہ کے یہود تھے اور عایشہ صدیقہ پر تہمت لگانے والے امتِ محمدیہ کے یہودی ہیں۔

بعض امیر اہل بیت کے سامنے کسی رافضی نے اُم المؤمنین عایشہ صدیقہ پر طعن کیا تو فوراً اپنے غلام کو اس کی گردن مارنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا:

هَذَا رَجُلٌ طَعَنَ عَلَيَّ النَّبِيَّ عَلَى اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الْخَبِيثَاتُ
لِخَبِيثَاتٍ وَ الْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ
وَالْطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ
أُولَئِكَ مُبَرَّجُونَ وَمَأْوَاهُمْ يَوْمَهُمْ
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِجْقٌ كَرِيمٌ

جس شخص نے جب عایشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تو
اس شخص نے حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر طعن کیا اس لئے کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ خبیثات خبیثین کے
ہیں، اہل آخرت میں معاذ اللہ اگر عایشہ صدیقہ
خبیثہ تھیں تو معاذ اللہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معاذ اللہ
معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی خبیث

۱۷۔ حضرت مسروق کی یہ عادت تھی کہ جب حضرت عایشہ سے کوئی روایت بیان کرتے تو یہ کہتے کہ صدیقہ بنت

صدیق حبیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مَبْرَأٌ أَمْ مِنَ السَّخَامِ نے مجھ سے اس طرح بیان کیا ۱۲۔

چنانچہ آپ کے یہ فرماتے ہی کہ کوئن ہے جرمیری اس شخص کے مقابلہ میں مدو کرے جس نے مجھ کو اور میرے اہل بیت اہل خاندان کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے۔ بعدین معاذ فی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے

یا رسول اللہ ہم اس کے قتل کے لئے دل و جان سے حاضر ہیں۔

اسی وجہ سے حضرت اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ جبرئیل پر شہادت لگائے وہ فاسق و فاجر ہے اور جبرئیل اپنی جانشین سے رسول اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر شہادت لگائے وہ بلاشبہ مرتد اور کافر ہے۔

نیز حق بل شانہ نے پیغمبر علیہ السلام کی بیویوں کو قرآن کریم میں اُمّہات المؤمنین (مومنوں کی ماں) کے ساتھ قرار دیا ہے۔ قال تعالیٰ

الْبَيْتِ الْأَوَّلَىٰ بِأُمِّ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ
وَأَسَنَ وَاجِبُهُ أُمَمَهَا لَهُمْ
نہی۔ اہل ایمان کے ساتھ ان کی جان سے زیادہ
قریب اور نبی کی بیبیاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔
معاذ اللہ کیا خداوند قدوس کسی زانیہ اور فاجرہ کو اس عظیم الشان لقب سے اپنے کلام
قدیم میں سرفراز فرما سکتا ہے؟ حاشا! ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

ما بغت اصراۃ نبی قط
میز جبرئیل اللہ کی جانب سے اس لئے مبعوث ہوا کہ ظاہری اور باطنی فواحش (بیجا میوں) کا
استیصال کرے چنانچہ اُس پیغمبر نے دنیا میں آکر چند ہی روز میں ایک پوری اقلیم اور ملک کی بے
غیرتی اور بے حیالی کو حیا اور غیرت سے اور اُن کی بدکاری کو عفت و عصمت سے بدل دیا۔ کیا ایسے
پاک اور برگزیدہ ظاہر و مظهر رسول کے متعلق یہ فاحشہ ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ اس کا گھرانہ ابھی اس
سے پاک نہیں ہوا۔ سبحانک ہذا بیتان عظیم واللہ ہذا انک مبین۔

نیز حق جل شانہ نے جس کو نبوت و رسالت، محبت و خلعت کے عظیم الشان منصب پر
فائز فرمایا اور اس کو اپنا مصطفیٰ اور محبتی، مقدس اور مرتفع پسندیدہ اور برگزیدہ بندہ بنایا عصمت و
نزاہت تقدس اور ملکیت جبرئیل و میکائیل کو اس کا ثانی اور زنیہ بنایا۔ اس کی شان تقدس و تنزیہ
کے خلاف ہے کہ وہ اکرم المخلوق اور اشرف کائنات کی زوجیت اور صاحبیت کے لئے کسی
نبی و زانیہ کو مقرر فرمائے! وہی وجہ سے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ كَا اِدْسِمَعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ
 لَنَا اَنْ نَّسْمَعَكَ بِهَذَا اَسْمَعْنَاكَ هٰذَا
 تَعَالٰكَ سَجَلَانِ اللّٰهُ يَتَبَيَّنْ عَظِيْمٌ ۝ ۱۷

تم نے سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے جائز
 ہی نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں تم کو یہ کہنا چاہیے
 تھا کہ سَجَلَانِ اللّٰهُ یَتَبَيَّنْ عَظِيْمٌ ہے۔

اس مقام پر کلمہ سُبْحٰنَكَ لائے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اس سے پاک اور منزہ ہے
 کہ اس کے پاک اور برگزیدہ رسول کی بیوی ناجرہ ہو۔ اس نے تم پر محض سنتے ہی سُبْحٰنَكَ هٰذَا اِبْهَتْنَا
 عَظِيْمٌ کہہ دینا فرض اور لازم تھا۔ جیسا کہ سعد بن معاذ اور ابوالیوب انصاری اور زید بن حارثہ رضی اللہ
 عنہم نے جب یہ خبر سنی تو فوراً ان کی زبان سے یہی کلمہ نکلا سُبْحٰنَكَ هٰذَا اِبْهَتْنَا عَظِيْمٌ ۝ ۱۷

ارفع الباری میں ابوالیوب انصاری اور سعد بن معاذ کے علاوہ۔ زید بن حارثہ کے بجائے اسماعہ
 رضی اللہ عنہ کا نام مذکور ہے خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ پیغمبر کی بیوی کی شان میں جو ایسی نازیبا بات کہے
 اس کی طرف التفات ہی جائز نہیں کسی کی بیوی کو ناجرہ اور بدکار کہنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کا غور و ہر نوٹ
 ہے جو لوگ عائشہ صدیقہ کو متہم سمجھتے ہیں تو وہ سمجھ لیں کہ وہ پردہ رسول مہر کر لیا کہ رہے ہیں جس کے
 تصور سے بھی دل کا پتہ ہے۔

نزول تیمم

بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی غزوہ میں واپسی کے وقت پھر حضرت عائشہ کا اہم
 ہو گیا اور اس کی تلاش میں تافلہ کا صبح کا وقت آگیا اور بانی نہ تھا اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی اور صحابہ
 نے تیمم کر کے صبح کی نماز ادا کی اور تمام صحابہ بید خوش ہوئے اسید بن حنیفہ نے جوشِ مسرت میں یہ کہہ
 مای بادل بر کھم یا آل ابی بکر یعنی اے آل ابی بکر یہ تیمم کا حکم نازل ہونا تمہاری پہلی برکت نہیں بلکہ تمہاری
 برکت سے اور یہی بہت سی سہولت اور آسانیوں کے حکم نازل ہو چکے ہیں۔

اور دیگر علما محققین کا قول یہ ہے کہ آیت تیمم کا نزول غزوہ بنی المصطلق میں نہیں بلکہ اس غزوہ

کے بعد کوئی دوسرا سفر پیش آیا اس میں آیت تیمم کا نزول ہے جیسا کہ مجمع طبرانی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میرا راگم ہو گیا جس پر ابولہب نے کہا جو کچھ کہا اس کے بعد پھر دوسرے سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ کے ساتھ گئی اور میرا راگم ہوا اور اس کی تلاش میں مکنا پہلا تو ابو بکر صدیق نے عائشہ صدیقہ سے کہا اسے ٹیٹی تو ہر سفر میں لوگوں کے لئے مشقت اور بلا بن جاتی ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز ادا کر تیمم کی خصلت اور سہولت نازل ہونے سے ابو بکر صدیق کو خاص مسرت ہوئی اور عائشہ صدیقہ سے مخاطب ہو کر ترین باریہ کہا انک لمبارکۃ انک لمبارکۃ اسے عجیب تحقیق تو بلا شبہ بڑی مبارک ہے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ آیت تیمم کا نزول غزوہ بنی المصطلق میں نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد کسی دوسرے غزوہ اور سفر میں دوبارہ ایسی جگہ ہارگم ہوا کہ جہاں پانی نہ تھا اور نماز صبح کا وقت آگیا تھا اس وقت یہ آیت تیمم نازل ہوئی۔

غزوہ خندق احزاب

شوال ۵ھ

اس غزوہ کے وقوع میں اختلاف ہے موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال ۵ھ میں ہوئی۔ امام بخاری نے اسی کو اختیار فرمایا ہے محمد بن اسحق فرماتے ہیں کہ شوال ۵ھ میں ہوا۔ امام یحییٰ بن معین اور علامہ سیوطی اسی پر اتفاق ہے حافظ ذہبی اور حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ ابن سعد اور دلدی کہتے ہیں کہ ذیقعدہ ۵ھ میں ہوا۔ ۱۰ھ

امام بخاری رحمہ اللہ نے موسیٰ بن عقبہ کی تائید عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول سے فرمائی

کہ میں احد کے دن رسول اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا۔ اس وقت میں چودہ سال کا

تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا غزوہ احد میں شریک کبریا منظور نہیں فرمایا۔

خندق کے دن پیش ہوا اس وقت میں پندرہ سال کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اہانت دی (بخاری شریف)

جس سے صان ظاہر ہے کہ غزوہ اُحُد غزوہ خندق میں صرف ایک سال کا وقفہ ہے۔
اسیہ ستم ہے کہ غزوہ اُحُد ستم میں ہوا لہذا غزوہ خندق کا ستم میں ثابت ہوا۔
جمہور ائمہ مخازی کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ غزوہ ششم میں ہوا۔ اس لئے امام بیہقی فرماتے
ہیں کہ عجیب نہیں۔ عبداللہ بن عمر غزوہ اُحُد کے وقت پورے چودہ سال کے نہیں بلکہ چودھویں
سال کا آغاز ہوا اور غزوہ خندق کے وقت پورے پندرہ سال کے ہوں اس اعتبار سے غزوہ اُحُد
اور غزوہ خندق میں دو سال کا وقفہ ہو سکتا ہے۔

نیز غزوہ اُحُد سے واپسی کے وقت البرصیان نے یہ کہا تھا کہ سال آئندہ بدر پر ہمارا اور تمہارا
مقابلہ ہوگا۔ یہ وعدہ کر کے مکہ واپس ہوا، جب سال آئندہ ایفائے وعدہ کا وقت آیا تو البرصیان
یہ کہہ کر راستہ سے واپس ہوا کہ یہ زمانہ قحط سالی کا ہے جنگ کے لئے مناسب نہیں۔ اس کے ایک سال
بعد سب نبرآ آدمیوں کی جمعیت لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوا جس کو غزوہ احزاب اور غزوہ خندق کہتے ہیں۔
جس سے معلوم ہوا کہ غزوہ اُحُد اور غزوہ احزاب میں دو سال کا وقفہ ہے جو مجاہدین امیر کے قول کا
مؤید ہے، فتح الباری باب غزوہ الخندق۔

اس غزوہ کا باعث اور سبب یہ ہوا کہ بنو نضیر کی بلا طنی کے بعد حنی بن اخطب مکہ گیا اور قریش
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ اور جنگ پر آمادہ کیا اور کنانہ بن ربیع نے باکر بنی غطفان
کو آپ کے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور ان کو یہ طع دی کہ خیبر کے غلستانوں میں جس قدر کھجوریں آئیں گی
ہر سال اس کا نصف حصہ تم کو دیا کریں گے یہ سن کر عبید بن جحش فزری تیار ہو گیا قریش پہلے
ہی سے تیار تھے۔

۱۷۔ ایک روایت میں ہے کہ بنی اخطب ابولہب ابی المہدی اور کنانہ بن ربیع اور ہذہ بن تیس اور ابو طلحہ وائل
ایک صف میں کھڑے ہو کر قریش کو اس پر آمادہ کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کرو۔ تم تمہاری پوری امداد
کریں گے یا ان تک کہ آپ کا خاتمہ ہو جائے۔ لہذا بنی غطفان میں پہنچے اور ان کو بھی اسی بات پر آمادہ کیا۔ اس طرح قریش اور
غطفان کے دشمن نبرآ آدمیوں کی جمعیت البرصیان کی سرکردگی میں مدینہ کا طرف سعادت نہلی۔ عین الاخر ۵۵۵ھ ج ۲

اس طرح ہوسنیان دس ہزار آدمیوں کی جمعیت نے کہ مسلمانوں کے استیصال اور فنا کر ڈالنے کے ارادہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ فتح الہامی ص ۳۱۷ ج ۱، باب غزوۃ الخندق۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اُن کی مددائی کی خبر پہنچی تو صحابہ سے مشورہ فرمایا۔ مسلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا کہ خندقوں میں محفوظ رہ کر ان کا مقابلہ کیا جائے کھلے میدان میں مقابلہ مناسب نہیں سب نے اس رائے کو پسند کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے حدود قائم فرمائے اور خط کھینچ کر دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرمائی۔

خندقیں اس قدر گہری کھودی گئیں کہ تری نکل آئی۔

ابن سعد فرماتے ہیں کہ چھ دن میں خندقیں کھودنے سے فارغ ہوئے۔ طبقات ابن سعد ص ۲۴۲ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ بیس دن میں فارغ ہوئے۔ علاء سمہودی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ خندقیں کھودنے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔ بینا دن اصل میں مدہ حصار کی ہے تفصیل کیلئے زرقانی ص ۲۷ ج ۱ کی مراجعت کی جائے۔

صحابہ کرام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہوئے اور اول خود دست مبارک سے کدال زمین پراری اور یہ کلمات زبان مبارک پر تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِعَدَدِ نَبَا وَلَوْ عَبَدْنَا غَيْرَ شَقِيْنَا

بسم اللہ۔ اور اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں مبادا اگر اُس کے سوا کسی اور عبادت

کریں تو بڑے ہی بد نصیب ہیں۔

حَبَّذْ اَسْرَبًا وَحَبَّذْ اِدْنًا

وہ کیا ہی اچھا رہ ہے اور اس کا دین کیسا ہی اچھا دین ہے۔ روضہ الغیب ص ۱۱۲ فتح الباری ص ۲۰۵

جائزوں کا موسم تھا سرورِ ہوائیں چل رہی تھیں کئی کئی دن کا فاقہ تھا مگر حضراتِ مہاجرین اور انصار نہایت ذوق کے ساتھ خندق کھودنے میں مشغول تھے مٹی اٹھا اٹھا کر لاتے اور یہ پڑھتے جاتے

لنحْنُ الذِّیْنَ بِاَیْعُوْا مَحْمُودًا عَلٰی الْجِهَادِ مَا لِقٰیْنَا اَبَدًا

ہم ہی ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیعت کی ہے اور آپ کے

واسطے سے اپنی جائز کو خدا کے ہاتھ فروخت کر کے ہیں جب تک جان میں جان ہے کافروں

سے جہاد کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں یہ ارشاد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَا عِیْشَ الْاٰخِرَةَ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

اے اللہ! جسے تنگ زندگی تو حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما

اللہ بھی یہ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْاٰخِرَ الْاٰخِرَ الْاٰخِرَةَ فَبَارِكْ فِی الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

اے اللہ! جسے تنگ حقیقی خیر اور بھلائی آخرت ہی کی خیر اور بھلائی ہے پس برکت دے انصار اور

مہاجرین میں۔

برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس

نفس مٹی دھو دھو کر لارہے تھے، یہاں تک شکم مبارک گرو آؤد ہو گیا۔ اور یہ کہتے جاتے تھے

وَاللّٰہُ لَوْ لَا اللّٰہُ مَا اٰھْتَدٰیْنَا وَلَا لَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

خدا کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے

فَاَنْزَلْنَا سَحَابًا مِّنْ سَمٰوٰتِنَا وَبَلَّغْنَاکُمْ اِلَآئَہُکُمْ اَنْ تَقُوْا اَنْ لَا تَقُوْا

اے اللہ! ہم پر سکون اور طمان نازل فرما اور طاقی کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ

اِنْ اِلَآئَہُکُمْ اَنْ تَقُوْا اَنْ لَا تَقُوْا اِنْ اِلَآئَہُکُمْ اَنْ تَقُوْا اَنْ لَا تَقُوْا

ان لوگوں نے ہم پر بڑا ظلم کیا یہ جب کبھی ہم کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم کبھی اس کو

قبول نہیں کرتے اور اُٹھنا اُٹھنا کہا اور بلند ہمار فرماتے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان آگئی ہم نے آپ سے عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا ٹھہرو میں خود اترتا ہوں اور مجھ کو کی وجہ سے شک مبارک ہتھ پرندھا ہوا تھا اور ہم نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہیں کھیں تھی۔ آپ نے کدال دست مبارک میں پھرمی اور اس چٹان پر ماری تو چٹان دفعۃً ایک ذرہ ریگ تھی۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے مسند احمد اور نسائی میں اس سند اور اضافہ ہے کہ آپ نے جب پہلی بار بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو وہ چٹان ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر مجھ کو عطا کی بھیاں عطا کی گئیں۔ خدا کی قسم شام کے سورج غلوں کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے دوسری بار کدال ماری تو دوسرا تہائی ٹوٹ کر گرا آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر فارس کی بھیاں مجھ کو عطا ہوئیں خدا کی قسم ملائکہ کے قتل ہونے کا اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں تیسری بار آپ نے بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر میں نے کھیں مجھ کو عطا ہوئیں خدا کی قسم معبود کے دروازوں کو میں اپنی آنکھوں سے اس جگہ کھڑا دیکھ رہا ہوں۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ سند اس روایت کی حسن ہے اور ایک روایت میں ہے پہلی بار کدال مارنے سے ایک بجلی بجی جس سے شام کے محل روشن ہو گئے، آپ نے اللہ اکبر کہا اور صحابہ کرام نے بھی تکبیر کہی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جبریل امین نے مجھ کو خبر دی ہے کہ امت ان شہروں کو فتح کرے گی۔

فائدہ جلیلہ:

خندق کھودنا یہ طریقہ عرب کا نہ تھا بلکہ فارس کا طریقہ تھا شاہان فارس میں سے سب سے پہلے منوشہر بن ابیہج بن انزیدہ بن نے خندقیں کھود کر جنگ کرنے کا طریقہ ایجاد کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اس طریقہ کو اختیار

فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں کفار کے طریقہ جنگ کو اختیار کرنا درست ہے اور علی ہذا کفار کے ایجاد کردہ آلات حرب کا استعمال بھی درست ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف میں منہیق کا استعمال فرمایا اور حضرت عمرؓ نے محاصرہ قشتنیز میں اہل رومی اشعرج کو منہیق قائم کا حکم دیا۔ اور عمرو بن العاصؓ نے جب اسکندریہ کا محاصرہ کیا تو منہیق کا استعمال کیا۔ اور علی ہذا اہل اودیئر اور تنوادل کا استعمال بھی درست ہے لیکن تدنین کا استعمال صرف اس وقت جائز ہے کہ جب دشمنوں کے زیر کرنے کی کوئی اور صورت باقی نہ رہے بلاشبہ ضرورت اور مجبوری کے تدنین کا استعمال جائز نہیں۔

اس مسئلہ کی تفصیل اگر دیکھا جائے تو شرح السیر النجیر جلد ثالث کی ریاب قطع الماعن اہل الحرب و تخریق حصونہم و نصب المجانق علیہا سے مراجعت کریں۔

وَقَالَ تَقَالَى وَاعِدُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ ۖ
مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ انْجِلْ تَرْهَوْنِ
بِمَعَدَّةٍ وَاللَّهُ وَاعِدٌ وَكَفُورٌ

اور مہلک و کافروں کے مقابلہ کیلئے جرات بھی جیسا کہ سکتے ہو اور گھوڑے بھی پاؤں کا تم اس قوت و شوکت سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو مرعوب کر سکو

معلوم ہوا کہ ان تمام چیزوں کا سیکھنا ضروری ہے کہ جس سے اللہ کے دشمن مرعوب اور اللہ کے

دین کی عزت اور شوکت قائم ہو۔

ضروری تنبیہ :- کتاب رشتت اور شریعت کسی صنعتی اور حرفتی کی ترقی کو منع نہیں کرتی بلکہ ہر اس صنعت اور حرفت کو جس سے ملک کو ترقی ہو فرض علی الکفایتہ قرار دیتی ہے جیسا کہ تمام فقہاء کرام کا اجماع ہے البتہ شریعت اسلامیہ یوہب کی بے حیائی اور بے شرمی اور شہوانی اور نفسانی تہذیب کی خدیہ مخالف ہے اس لئے کہ شہوانی اور نفسانی امور میں آناہک اخلاق اور معاشرہ کو تباہ اور برباد کرتی ہے جو ملکی تندرستی کا باعث ہے۔

مسلمان غذائیں کھانے کے فارغ ہوئے کہ قریش و بنی ہزار آدمیوں کا لشکر جبرائے کریمین پہنچے۔

۵۔ میں دھواں پھیلا دیا جس سے لوگ مر جائیں جیسے آج کل زیر پوٹیں نکلتی ہیں۔

اور اُمہ کے قریب پڑاؤ والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کی جمعیت اپنے ہمراہ کے کر
مقابلہ کے لئے کوہ سلع کے قریب جا کر ٹھہرے خندقین مابین فریقین کے حامل ہتھیار عورتوں اور بچوں
کو ایک قلعہ میں محفوظ ہوجانے کا حکم دیا۔

یہودی قریظہ اس وقت تک الگ تھے۔ لیکن حمی بن اخطب سردار بنو نضیر نے ان کو اپنے ساتھ
لایئے کی پوری کوشش کی یہاں تک کہ خود کعب بن اسد سردار بنی قریظہ کے پاس گیا جو پہلے ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب نے حمی کو اتے دیکھ کر قلعہ کا دروازہ بند
کر لیا۔ حمی نے آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ کعب نے کہا:

ويعلك يا حيي انك امرء مسموم افسوس سے حمی۔ بلاشبہ تو مسموم آدمی ہے میں محمد
دانی قد عاهدت محمد افلست بنا صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر چکا ہوں میں اب
تقضى ما بديى وبينه فافى لهما اس عہد کو نہ توڑوں گا۔ کیونکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
منه الا صدقا و فاداه سے سوائے سچائی اور افضائے عہد کے کچھ نہیں دیکھتا۔

حمی نے کہا کہ میں تمھارے لئے دائمی عزت کا سامان لایا ہوں قریظہ اور غطفان کی فوجوں کو
لا کر میں نے یہاں آباد ہے، ہم سب نے یہ عہد کیا ہے کہ جب تک محمد اور ان کے ساتھیوں کا امتیصال
اور قلعہ قمع نہ کر دیں گے اس وقت تک یہاں سے ہرگز نہ ملیں گے۔

کعب نے کہا۔ خدا کی قسم تو ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی لئے کرایا ہے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
کبھی عہد نہ توڑوں گا، میں نے ان سے سوائے سچائی اور افضائے عہد کے کچھ نہیں دیکھا، حمی برابر
امرار کرتا رہا یہاں تک اس کو عہد شکنی پر آمادہ کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور عبداللہ بن
رواحہ رضی اللہ عنہم کو تحقیق حال کے لئے روانہ فرمایا اور علم دیا کہ اگر یہ خبر صبح نکلے تو وہاں سے
واپس آکر اس خبر کو ایسے مبہم الفاظ میں بیان کرنا کہ لوگ سمجھ نہ سکیں اور اگر غلط ہو تو پھر علی الاعلان
بیان کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

یہ لوگ کعب بن اسد کے پاس گئے اور اس کو معاہدہ یا دولا یا کعب نے کہا کیسا معاہدہ اور
 کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم امیر ان سے کوئی معاہدہ نہیں جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یہ عرض کیا۔ عضل وقارہ یعنی جس طرح قبیلہ عضل اور قارہ نے اصحاب رجب یعنی غیب رضی اللہ عنہ کے
 ساتھ غد کیا، اسی طرح انھوں نے بھی غداری کی۔ سیرۃ ابن ہشام ص ۲۷۷ ج ۲، زرقانی ص ۱۱۱ ج ۱۲
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی غداری اور بد بھدی سے صدمہ ہوا۔ کافروں نے ہر طرف سے
 مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ باہر کے دشمنوں کا ہڈی دل سانسنے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اندرونی دشمن
 یعنی قرظہ بھی ان کے ساتھ مل گئے، ہر شخص مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا۔ انفرض مسلمانوں کے لئے
 عجب پریشانی کا وقت تھا، جاڑوں کی راتیں تھیں اور کئی کئی دن کا فاقہ تھا۔

حق قبل شانہ نے سورۃ احزاب میں اس معرکہ کا حال اس طرح بیان فرمایا ہے۔
 اِذْ جَاؤُكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ
 مِنْكُمْ وَاِذْ رَاَعْتُمُ الْاَعْيُنَ وَابْتَلَيْتُمُ
 الْقُلُوبَ الْجُنْحَانَ جَرَوْهُ لَقَطَطُوْنَ بِاَلْقَدْرِ
 الْقَطَطُوْا هُنَا لِهٰذَا اَجَلٌ مِّنْهُمُوْنَ
 وَتَرٰ لِرِجَالِنَا كَاثِبًا شَدِيْدًا ۝۱۰
 یاد کرو اس وقت کو کہ جب دشمن تمہارے سر پر
 آ پہنچے اور پرک جانے سے بھی اور نیچے کی جانب سے
 بھی اور نگاہیں خیرہ ہو گئیں اور کھجے منہ کو آنے لگے
 اور خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔
 اس جنگ اہل ایمان آزمائے گئے اور خوب ہلاک گئے۔

یہ وقت ابتلا اور آزمائش کا تھا۔ ابتلا کی کسوٹی پر نفاق اور اخلاص کو کسا جا رہا تھا۔ اس
 کسوٹی نے کھرا اور کھٹا الگ کر دکھایا۔ چنانچہ منافقین نے جیلے اور پہلے شر دے کئے اور عرض کیا
 یا رسول اللہ ہمارے گھر بہت دیر بار ہونے کی وجہ سے غیر محفوظ ہیں۔ بچوں اور عورتوں کی حفاظت
 ضروری ہے ہم اس لئے اجازت چاہتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ اِنْ بَعِثْتَ اَعْوَرَ كَا وَاَمَّا
 هٰٓيَ اَعْوَرَ سَا يَ اِنْ يَرِئِدْ ذٰلِكَ الْاٰفَاكُ ۝۱۱
 منافقین یہ کہتے تھے کہ تحقیق ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ
 خالی نہیں بلکہ جہاں گناہ جاتے ہیں سب سے زیادہ برا گناہ یہاں

اور مسلمان ہن کے قلوب اغلام اور الیقان سے بھر رہے تھے ان کی یہ حالت ہر نبی جو حق پر جانے والا ہے

وَلَمَّا سَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْفَكْهَرَابَ
تَالَوْا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝

اور ایمان نے جب کافروں کی فوجیں توجہ
ساخترے کہا یہ وہی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول
نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے
اور اس سے ان کے یقین اور اطاعت میں اور زیادتی ہو گئی

غرض یہ کہ پیو اور منافقین سب ہی نے اس لڑائی میں بدعت کی کہ اللہ کی اور سیرت کی
دشمنوں کے محاصرہ اور زخمی آئے محاصرہ کی شدت اور سختی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال
ہوا کہ مسلمان بمقتضائے بشریت کہیں گھبرانے جائیں اس لئے یہ قصد فرمایا کہ عیسیٰ بن حصن اور عدیث
بن عوف سے (جو قبائل غطفان کے قائد اور سردار تھے) مدینہ کے نخلستان کے تہائی پھل لے کر
ان سے صلح کر لی جائے تاکہ یہ لوگ البسفیان کی مدد سے کندہ کش ہو جائیں اور کافروں کو اس حصار
سے نجات ملے چنانچہ آپ نے سعد بن سہاد اور سعد بن عبادہ سے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا ان دونوں
نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ نے آپ کو ایسا حکم دیا ہے اگر ایسا ہے تو ہم اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔
یا آپ محض انہاء شفقت و درافت ہمارے خیال سے ایسا قصد فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کا
کوئی حکم نہیں محض تمہاری خاطر میں نے ایسا ارادہ کیا ہے اس لئے کہ عرب نے متفق ہو کر ایک کمان
سے تم پر تیر بار تیروں کی ہے اس طرف سے میں ان کی شوکت اور اجتماعی قوت کو توڑنا چاہتا ہوں۔
سعد بن سہاد نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم اور یہ سب کافرانہ مشرک تھے نبیوں کو پوجتے
تھے اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہ تھے۔ اس وقت بھی ان کی یہ مجال نہ تھی کہ ہم سے ایک خرابی لے
سکیں الا یہ کہ مہمانی کے طہ پر یا خرید کر اور اب جبکہ ہم کو اللہ عزوجل نے ہدایت کی لانفال اور
بے مثال منت سے سزا فرمایا اور اسلام سے ہم کو عزت بخشی تو انہاں ہم ان کو دیدین یہ نکلے

ہے، عائشہ انہیں اپنا مال دینے کی ہر گز حاجت نہیں خدا کی قسم ہم ان کو سوائے عتو کے کچھ نہیں دے ان سے جو ہو سکتا ہے وہ کر گزریں۔

اور اس بارے میں جو صلح کی تحریر بھی گئی تھی سعد بن معاذ نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاتھ سے لے کر اس کی تمام عبادت مثلاًوی بلے

دوہفتے ای طرح گزر گئے مگر دست بدست لڑائی اور مقابلہ کی نوبت نہیں آئی صرف طرین سے تیر اندازی ہوتی رہی۔ بالآخر قریش کے چند سوار عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، بہرہ بن ابی دہب، ضرار بن خطاب، نوفل بن عبد اللہ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نکلے جب خندق پہنچے تو یہ کہا خدا کی قسم یہ محو فریب پہلے عرب میں نہ تھا۔ ایک مقام سے خندقوں کا عرض کم تھا وہاں سے چنانکہ اس طرف پہنچے اور مسلمانوں کو مقابلے کے لئے آواز دی، عمرو بن عبدود جو جنگ بدر میں زخم کھاکر گر گیا تھا سر سے پاؤں تک فرق آہن تھا۔ مال بن مجاز کہہ کر مقابلے کے لئے آواز دی شیر خدا حضرت علیؑ اس کے مقابلے کے لئے بیٹھے، اسے عمرو بن جحکم اور اس کے رسولؐ کی طرف بلانا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ عثر نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اچھا میں تم کو لڑائی اور مقابلہ کی دعوت دیتا ہوں عمرو نے کہا تم کسٹن بھرا اپنے سے بڑے کو میرے مقابلے کے لئے بھیجیں تمہارے قتل کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں تمہارے قتل کو پسند کرتا ہوں یہ سن کر عمرو کو طیش آگیا اور گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اور آگے بڑھ کر حضرت علیؑ پر ہار کیا جس کو حضرت علیؑ نے سپر سے مد کا لیکن پیشانی پر زخم آیا۔ بعد ازاں حضرت علیؑ نے اس کو دار کیا جس نے اس کا کام تمام کیا۔

حضرت علیؑ نے اللہ اکبر کہہ کر نہرو لگایا جس سے مسلمانوں نے کچھ لیا کہ اللہ عزوجل نے فتح دی۔

نوفل بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھا۔ گھوڑے پر سوار تھا، خندق کو پہنچا نہ جاتا تھا کہ خندق میں گر پڑا اور گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ مشرکین نے دس ہزار دینم آپ کی خدمت میں پیش کیے کہ اس کی لاش ہمارے حوالہ کر دی جائے آپ نے ارشاد فرمایا وہ بھی فضیلت

۱۔ ابن ہشام، ج ۲، ص ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

اسنا پاک تھا اور اس کی دیت بھی خبیث لگنا پاک ہے۔ اللہ کی لعنت ہر اس پر بھی ادا اس کی دیت پر بھی ہیں جس نے ہزار کی خصوصیت ہے اور لاشہ کی لاشہ کی معاوضہ کے لاشہ مان کے حوالے کر دی۔
سند بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہدگ پر ایک تیز کرگاہ حضرت سعدؓ نے اس وقت یہ دعا مانگی۔

اے اللہ اگر تو نے قریش کی لڑائی ہائی رکھی ہے تو مجھ کو اس کے لئے باقی رکھ کیوں کہ مجھ کو اس سے نیا وہ کوئی محبوب اور پیار کی چیز نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں کہ جس نے تیرے رسول کو ایذا میں پہنچائی اور اس کو جھٹلایا اور اس کو حرم امن سے نکالا اور اے اللہ اگر تو نے ہمارے اعدان کے امین لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس زخم کو میرے لئے شہادت کا ذریعہ بنا اور اس وقت تک مجھ کو موت نہ دے جب تک کہ بنی قریظہ کی ذلت اور رسوائی سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔

مکہ کا یہ وطن نہایت ہی سخت تھا، تمام دن تیر اندازی اور سنگ باری میں گزارا کسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کر دیا تھا، یہودی آبادی وہاں سے قریب تھی حضرت صفیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپتی بھی اسی قلعہ میں تھیں حضرت خشان اس قلعہ کی حفاظت پر مامور تھے حضرت صفیہؓ نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے اندیشہ ہوا کہ کہیں جاسوس نہ ہو اس لئے حضرت صفیہؓ نے حضرت خشان سے کہا کہ اس کو قتل کر دو ایسا ہنو کہ دشمنوں سے ہماری خبری کرے، حضرت خشان نے کہا کہ میں معلوم نہیں کہ میں اس کام کا ہی نہیں حضرت صفیہؓ انھیں اور خیمہ کی ایک بکڑی لے کر اس یہودی کے سر پر اس زندہ سے اری کہ اس کا سر بھٹ گئی اور فرمایا کہ یہ مرد ہے اور میں عورت ہوں اس نے میں تو بات نہ لگاؤں گی تم اس کے ہتھیار اُتار لاؤ حضرت خشان نے کہا مجھے اس کے ہتھیار لا کر سامان کی ضرورت نہیں، ابن ہشام،

اشناد صحاح میں نیم بن مسعودؓ اشجعی غطفان کے ایک رئیسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ رسول اللہ میں آپ پر ایمان لایا۔ میری قوم کو میرے اسلام لانے کا علم نہیں اگر اجازت ہو تو میں کوئی تدبیر کروں جس سے یہ حصار ختم ہو آپ نے فرمایا اے تم ایک تجربہ کار آدمی ہوا کر کوئی ایسی تدبیر ممکن ہو تو کر گنند۔

فان الحروب خلد عتہ اس نے حکمرانی نہم پر مکمل میں جیلہ اور تدبیر کا ہے چنانچہ نعیم نے ایسی تدبیر کی کہ قریش اور بنو قریظہ میں پھوٹ پڑ گئی اور بنو قریظہ قریش کی امداد سے دست کش ہو گئے۔ (مفسر تفسیر الباری ج ۳۰۹ اور تافان ج ۲ و ج ۱۱ اور تاریخ طبری ج ۳ میں مذکور ہے)۔

عمرو بن عبدود اور نوفل کے قتل ہونے کے بعد قریش کے بقیہ سوار شکست کھا کر واپس ہوئے۔ مسند احمد میں ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حصار کی شدت اور سختی کا ذکر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا دعا مانگو۔

اللھم استر عوسا استر آمن اے اللہ ہمارے پیوں کو چھپا۔ اور ہمارے خوف کو دفع کر۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ یہ دعا فرمائی۔

اللھم منزل الکتاب و مجری السحاب وھانم الاحزاب

اھزمھم و انصرنا علیھم (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب لا تمزقوا عند اللہ)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور قریش اور غطفان پر ایک سخت ہراسنمائی کی کہ جس سے ان کے تمام غمے اُٹھ گئے، رسیا اور طمان میں ٹوٹ گئیں، ہانٹیاں اُٹ گئیں، گردوغبار اُڑا کر آنکھوں میں بھرنے لگا جس سے کفار کا تمام لشکر سراپہ ہو گیا۔ اسی بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۵۔ مسند احمد ابن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ نے سجد احزاب میں اتنا شاکر کہ کھڑے ہو کر دعا مانگی اور اللہ نعیم کی عداوت میں ہے کہ زوال کے بعد ۱۲۰ زرقانی ج ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا
نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودُ
فَارِسُنَا عَلَيْهِمْ رِجَالًا وَجُنُودًا
لَمْ تَشْعُرْوهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
بَصِيرًا۔

اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے اس انعام کو جو تم پر
اس وقت ہوا کہ جب کافروں کے بیٹے لشکر تھا کہ
مردوں پر اپنے پس اس وقت ہم نے تمہارے دشمنوں
پر ایک اندھی بھیجی کہ تمہاری مدد کیے آسمان کیسے
لشکر آمارے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے یعنی فرشتے

اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(الاحزاب، آیت ۹۰)

جُنُودُ الْمُشْرِكِينَ فرشتے مراد ہیں جنہوں نے کافروں کے دلوں کو مرعوب اور خوفزدہ
بنایا اور مسلمانوں کے دلوں کو قوی مضبوط کیا۔ اس طرح کفار کا دش ہزار لشکر وہاں سے سرسبز ہو کر
بھاگا۔ کما قال تعالیٰ۔

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْبِهِمْ
لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ
الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا
(زمر، آیت ۲۷)

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مع ان کے غیظ و
غضب کے واپس کر دیا اور ذرہ بڑا کسی بھلائی کو
مائل نہ کر سکے اور اللہ نے اہل ایمان کی طرف سے
دشمنی میں کفایت کی اور اللہ تعالیٰ بڑا قوی اور عظیم الشان ہے

مذہب بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہما دی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ ہمارے
قریش کی خبر لاؤں، میں نے عرض کیا میں کہیں پہنچاؤں جاؤں، آپ نے فرمایا :
انك فكن قوساً

اور بعد ازاں میسر کرنے پر دعا فرمائی :

اللهم احفظنا من بين يديه
ومن خلفه ومن يمينه ومن شماله
ومن فوقه ومن تحته۔

اے اللہ اس کے آگے سے اور پیچھے سے دائیں
سے بائیں سے اُدھر سے اور نیچے سے
حفاظت فرما۔

آپ کی دعا سے میرا تمام غم و غم ہو گیا اور نہایت شادان اور فرحان رہا نہ ہوا۔ جب جانے کو یہ فرمایا کہ اے حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرنا میں ان کے لشکر میں پہنچا تو ہوا اس قدر تیز تھی کہ کوئی چیز نہیں ٹھہرتی تھی اور تاریخی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اتنے میں حذیفہ نے ابرو سیان کو یہ کہتے سنا کہ گرہ قریش یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں ہمارے جانور ہلاک ہو گئے، منبر قریش نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ اہل اس ہوائے ہم کو سرا سیمہ اور پریشان بنا دیا، چلتا پھرتا اور بیٹھا اشکل ہر گاہ بہتر یہ ہے کہ فوراً لوٹ چلو، اور یہ کہہ کر ابرو سیان اونٹ پر سوار ہو گیا۔

حذیفہ فرماتے ہیں: اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اس کو تیرے مار ڈالوں لیکن آپ کا ارشاد یاد آ گیا کہ اے حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرنا۔ اس لئے میرا پس آ گیا۔ نہ قافی ۵۵۱ ج: ۲۔ جب قریش واپس ہوئے تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

الآن تغزوهم ولا يغزونا
نحن نسير اليهم
اب جہان پر حملہ آور ہوں گے اور یہ کافر ہم پر حملہ آور
نہ ہوں گے ہم ہی ان پر حملہ کرنے کے لئے چلیں گے
(بخاری شریف)

نہیں رہی کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں کوئی اقدام کر سکے اور اسلام فقط اپنا دفاع کرے بلکہ اس کے برعکس اب اسلام اپنا قوی ہو گیا ہے کہ وہ کفر کے مقابلہ میں ابتداءً اقدام کرے گا اور باجائز حملہ آور ہوگا۔

(تفسیر) جو لوگ اسلام میں اقدامی جہاد کے لشکر ہیں وہ بخاری کے روایت کے ان الفاظ کو خوب بخیر پڑھ لیں۔

اور جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور زبان مبارک پر یہ کلمات تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ قَائِمُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّهِمْ أَحَادٌ وَنُفَرٌ مُدَقِّقُونَ

۱۵۔ یہ لفظ صحیح بخاری کی روایت میں نہیں بلکہ ابن النخعی کی روایت میں آیا ہے۔ باقی روایت صحیح بخاری کی ہے۔ ۱۶۔

الَّذِينَ وَعَدُوا لَا يَنْصُرُوا عَبْدًا وَلَا وَهَرَمَ الْأَحْزَابَ وَحَدَّ لَا۔ (نہاری شریف ص ۵۹)

ابن سعد اور بلاذری کہتے ہیں کہ محاصرہ پندرہ دن رہا۔ واقعہ کہتے ہیں یہی قول سب سے زیادہ راجح ہے۔ سعد بن مسیب فرماتے ہیں۔ چوتھیں دن رہا۔ اس غزوہ میں مشرکین میں کین آدمی قتل ہوئے نوزل بن عبداللہ۔ عمر بن عبدالود۔ یزید بن عبید اور چھ آدمی مسلمانوں میں کے شہید ہوئے۔

(۱۱)۔ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲)۔ انس بن اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳)۔ عبداللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۴)۔ طفیل بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵)۔ ثعلبہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۶)۔ کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور دھام حافظ و میا علی نے اضافہ کیے

(۱۷)۔ قیس بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۸)۔ عبداللہ بن ابی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوہ بنی قریظہ

ذی قعدہ ۵۷ھ یوم چہارشنبہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے آپ نے اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیئے جب ظہر کا وقت قریب آیا تو جبریل امین ایک فخر پر سوار ہمارہ باندھے ہوئے تشریف لائے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ جبریل امین نے کہا دشمنوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں کھوئے اور وہ ہمنوز واپس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی قرینہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے اور میں خود بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں اور ان کو جا کر متزلزل کرتا ہوں۔

۱۔ زرقانی ص ۱۲ ج ۲۔ ۲۔ ابن مسعود کا یہ ہے کہ جبریل امین موضع خازر یعنی وہ جگہ جہاں بے ہودہ خانہ کے سجدے میں رہتا تھا (۱) کے قریب آکر کھڑے ہو گئے۔ طبقات ص ۵۴ ج ۲۔ معلوم ہمارے افسانہ کی مانند مسجد میں نہ پڑھتی چاہیے ورنہ خارہ کے سجدے میں وہ جگہ ہلانے کی کیا حاجت تھی۔

۳۔ البدایہ و النہایہ، ج ۲، ص ۱۱۶ - (۱۸ شام ج ۱۲، ص ۵۵)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بنی قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین پہلے سے معاہدہ تھا جب قریش دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آئے تو بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑ کر قریش کے ساتھ مل گئے۔ اللہ عزوجل نے جب احزاب کو شکست دی تو بنی قریظہ قلعوں میں گھس گئے جبریل امین فرشتوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ فوراً بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں آپ نے فرمایا میرے بھائی ابھی تھکے ہوئے ہیں جبریل امین نے کہا آپ اس کا خیال نہ کریں روانہ ہو جائیں میں ابھی جا کر ان کو منزل لڑ لے دیتا ہوں یہ کہہ کر جبریل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو کر چہ بنی غنم تام گردوغبار سے بھر گیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ عباد کہ جو حضرت جبریل کی سواری سے کوچہ بنی غنم میں اٹھا تھا وہ اب تک میری نظروں میں ہے گویا کہ اس وقت میں اس عباد کو اٹھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ بخاریؒ جبریل امین تو روانہ ہوئے اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے حکم دیا کہ کوئی شخص سوائے بنی قریظہ کے کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔ راستہ میں جب نماز عصر کا وقت آیا تو اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ تم تو بنی قریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے بعض نے کہا ہم نماز پڑھے لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہ تھا۔ کہ نماز قضا کر دی جائے بلکہ مقصود تعمیل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر اظہارِ ناراضگی نہیں فرمایا (بخاری شریف) اس لئے کہ نیت ہر ایک کی بجز تھی۔

فائدہ :

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ جس نے حدیث کے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اس کو بھی اجر ملا اور جس نے اجتہاد اور استنباط کیا۔ اس کو بھی اجر ملا لیکن جن لوگوں نے ظاہر الفاظ پر نظر کر کے بنی قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز عصر ادا نہ کی حتیٰ کہ وقت عصر عمل کیا تو ان لوگوں کو فقط ایک فیصلت حاصل ہوئی یعنی حکم نبوی کی تعمیل کا اجر ملا اور جن لوگوں نے اجتہاد اور استنباط سے کام لیا۔

اور کجا کہنشا ربہوی یشہیکہ نماز معترقا کر دی جائے بلکہ مقصود حلد پہنچنا ہے اس سے نماز عصر راستہ ہی میں پڑھ لی۔ ان لوگوں کو اس اجتہاد اور استنباط کی بدولت دو فضیلتیں حاصل ہوئیں ایک فضیلت حکم نبوی کی تعمیل کی۔ اور دوسری فضیلت صلوٰۃ وسطیٰ و نماز عصر کی محافظت کی (جو در حقیقت بے شمار فضائل کو متضمن اور شامل ہے جس کی محافظت کا حکم قرآن کریم میں آیا ہے حافظوناً علی الصلوٰۃ والصلاۃ الوسطیٰ اور حدیث میں ہے کہ جس کی عمر کی نماز فوت ہو گئی اس کے اعمال جسطا ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر الفاظ پر عمل کرنے والوں پر اگرچہ اظہارِ ناراضی نہیں فرمایا اس لئے کہ نیت بخیر تھی۔ لیکن جن لوگوں نے اجتہاد اور استنباط سے کام لیا ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔

(فتح الباری ص ۳۱۶ ج ۴)

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو رایت اسلام دے کر روانہ فرمایا جب حضرت علیؑ وہاں پہنچے تو یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلم کھلا گالیاں دیں (جو ایک مستقل اور ناقابلِ معذرت جرم ہے)

اور اس کے بعد آنحضرتؐ خود بہ نفس نفیس روانہ ہوئے اور پہنچ کر بنی قریظہ کا محاصرہ کیا پچیس روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا اس اثنا میں ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کو جمع کر کے یہ کہا کہ میں تین باتیں تم پر پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کر لو تا کہ تم کو اس مصیبت سے نجات ملے۔

اول یہ کہ ہم اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں اور اس کے متبع اور پیروں بن جائیں۔

فرا لہ لقد تبین لکم انہ لنبی
مرسل وانہ للذی تجدونہ
فی کتابکم فلتأمنون علی دماکم
واموالکم وابناءکم وناساءکم
کیونکہ خدا کی قسم تم پر یہ بات بالکل واضح اور روشن ہو چکی
ہے کہ وہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے نبی اور رسول ہیں اور
تحقیق یہ سچی باتیں ہیں جنکو تم تو رات میں کھاتے ہو۔ اگر
ایمان لے لو گے تو تمہاری جان اور مال بچے اور عورتیں

سب محفوظ ہو جائیں گے۔

بنی قریظہ نے کہا کہ ہم کو ینظر نہیں۔ ہم اپنا دین نہیں چھوڑیں گے۔ کعب نے کہا اچھا اگر یہ منظور نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ تجہوں اور عورتوں کو قتل کر کے بے فکر ہو جاؤ اور شمشیر بکفت ہو کر پوری ہمت اور تندرستی کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرو اگرنا کام ہے تو تجہوں اور عورتوں کو کوئی غم نہ ہوگا اور اگر کامیاب ہو گئے تو عورتیں بہت ہیں ان سے بچے بھی پیدا ہو جائیں گے۔ بنو قریظہ نے بلا وجہ عورتوں اور تجہوں کو قتل کر کے زندگی کا مٹھ لیا ہے۔ کعب نے کہا اچھا اگر ینظر نہیں تو میری بات یہ ہے کہ آج ہفتہ کی شب ہے عجب نہیں کہ محمد اور ان کے اصحاب غافل اور بے خبر ہوں اور ہماری جانب سے بائیں و جہلمن ہوں کہ یہ دن یہود کے نزدیک محترم ہے اس میں وہ حملہ نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی اس بے خبری اور غفلت سے یہ نفع اٹھاؤ کہ یکایک ان پر شب خون مارو، بنو قریظہ نے کہا اے کعب تجھ کو معلوم ہے کہ ہمارے اسلام اسی دن کی بے حرمتی کی وجہ سے بند رہا اور سوز بنائے گئے پھر تو ہکو اسی کا حکم دیتا ہے، الغرض بنو قریظہ نے کعب کی ایک بات کو نہ مانا

ابوالباقہ بن عبدالمذزر رضی اللہ عنہ سے بنی قریظہ کے حلیفانہ تعلقات تھے اس لئے ان کو یہ امید ہوئی کہ شاید وہ اس آٹے وقت میں ہماری کوئی مدد کر سکیں اس بنا پر بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ابوالباقہ کو ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں آپ نے ابوالباقہ کو اجازت دی۔ ابوالباقہ کو دیکھ کر سب جمع ہو گئے، بچے اور عورتیں ان کو دیکھ کر رونے لگے یہ دیکھ کر ابوالباقہ کا دل بھر آیا۔ بنو قریظہ نے جب ان سے یہ دریافت کیا کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو منظور کریں اور آپ کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں۔ ابوالباقہ نے کہا ہاں بہتر ہے لیکن حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ ذبح کئے جاؤ گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا اے قتل کا ہے۔ ابوالباقہ اپنی جگہ سے ابھی چٹے نہ تھے فوراً متنبہ ہوا کہ میں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی اور سیدھے وہاں سے مسجد نبوی میں پہنچے اور اپنے کو ایک ستون سے باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ عزوجل میری توبہ قبول نہ فرمائے گا اس وقت تک اس جگہ سے نہ ٹلوں گا

اور اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ بنی قریظہ میں کبھی تدم نہ رکھوں گا اور جس شہر میں اللہ اور اُس کے رسول کی خیانت کی ہے اس کو کبھی نہ دیکھوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو یہ ارشاد فرمایا اگر وہ سید حامیر سے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے استغفار کرتا لیکن جب وہ ایسا کر گزرا ہے تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے نہ کھولوں گا جب تک اللہ عزوجل اس کی توبہ نازل نہ فرمائے۔^{۱۷}

بالآخر مجبور ہو کر بنو قریظہ اس پر آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں وہ ہمیں منظور ہے جس طرح خزرج اور بنو نضیر میں حلیفانہ تعلقات تھے، اسی طرح اوس اور بنو قریظہ میں حلیفانہ تعلقات تھے اس لئے اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ خزرج کے ساتھ اس پر حضور نے بنی نضیر کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اسی طرح کا معاملہ ہماری دستد عا بنو قریظہ کے ساتھ فرمائیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمھارا فیصلہ تم ہی میں کا ایک شخص کر دے انھوں نے کہا یا رسول اللہ سعد بن مساذ بنو فیصلہ کر دیں وہ ہمیں منظور ہے۔

سعد بن مساذ رضی اللہ عنہ جب خندق میں زخمی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے مسجد نبوی میں ایک خیمہ لگا دیا تھا کہ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں، ان کے بلانے کے سے آدمی بھیجا چار پر سوار ہو کر شریف لائے جب آپ کے قریب پہنچے تو یہ فرمایا:

قوموا انی استیدکم
اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھو

جب انارک بچھا دئے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنا فیصلہ تیرے سپرد کیا ہے سو نہ کہیں ان کی مابست یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے کون سے لڑنے والے یعنی موقوف کئے جائیں اور غرض اور بچے امیر کے لڑائی اور غلام بنائے جائیں اور ان کا تمام مال و اسباب سلاہوں میں تقسیم کیا جائے اپنے ارشاد فرمایا بے شک تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

بعد ازاں حضرت سعدؓ نے یہ دعا مانگی

۱۷۔ ابن ہشام، ج ۲، ص ۱۳۶ - البیاض والنبایہ ج ۱، ص ۱۱۹

۱۸۔ اور یہ یمن میں لائے جائیں کہ اپنے سردار کے بلانے کے لئے اٹھ کر نہ دیکھو کہ وہ جہاد تھے۔ ۱۷۔

اے اللہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ کچھ کو اس سے زیادہ کوئی محبوب چیز نہیں کہ اس قوم سے
جہاد کروں جس قوم نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور حرم سے اس کو نکالا۔ اے اللہ میں لگان کرتا
ہوں کہ قرآن ہمارے امدان کے امین لڑائی کو ختم کر دیا ہے۔ پس اگر قریش سے ابھی لڑنا باقی ہے
تو تجھ کو زندہ رکھ تاکہ تیری راہ میں اُن سے جہاد کرط اور اگر تو نے لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس
زخم کو جاری کر دے اور اسی کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ دُعا کا قیام کرنا تھا کہ خرم جاری
ہو گیا اور اسی میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ
سعد بن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا۔ رواہ البخاری اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے تمام
دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے اور آسمانوں کے فرشتے ان کا دُعا کے چڑھنے سے مسرور
ہوئے (رواہ الحاکم) فتح الباری، مناقب سعد بن معاذؓ
اللہ شہر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے جو اس سے قبل کبھی آسمان سے نازل نہ
ہوئے تھے (ذکرہ ابن عابد) رواہ البرزاد و اسنادہ جیدہ

چنانچہ انصار میں سے کسی نے اس بارے میں یہ شعر کہا ہے !
وَاِهْتَزَّ عَرْشُ اللّٰہِ مِنْ مَوْتِ هَٰذَا سَمْعًا بَدَا اِلَّا بِسَعْدِ ابْنِ عَمْرٍو

(استیعاب لابن عبد البر ص ۳۳ ج ۲ ترجمہ سعد بن معاذؓ)
ہم نے سوائے سعد بن معاذ کے اور کسی مرنے والے کے لئے کبھی نہیں سنا کہ عرش خداوندی اس
کے مرنے سے ہلا ہو۔ امدان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بعض روایات^{۱۹۳}
تمام بنی قریظہ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے اور ایک انصاری عورت کے مکان میں ان کو ٹھہرا
رکھا گیا اور بار بار میں ان کے لئے خندقیں کھدوائی گئیں بعد ازاں دو دو چار چار کو اس مکان سے
نکلوا یا جاتا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماری جاتیں جی بن الخطیب اور سرور بنی قریظہ کعب

بن اسد کی بھی گردن ماری گئی۔ جی بن انطب رجب کے کہنے سے کعب ابن اسد سردار بنی قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بد عہدی کی اور معاہدہ توڑا، جب آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ کی طرف دیکھ کر کہا کہ واللہ میں اپنے نفس کو آپ کی دشمنی کے بارے میں ملامت نہیں کرتا لیکن حق یہ ہے کہ خدا جس کی مدد نہ کرے اس کا کوئی مددگار نہیں پھر لوگوں کی طرف دیکھا اے لوگو کچھ مضائقہ نہیں اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے جو سزا مقرر کی تھی اور جو مصیبت ان کے لئے لکھ دی تھی وہ پوری ہوئی یہ دیکھ کر جی بیٹھ گیا اور اس کی گردن ماری گئی عورتوں میں سوائے ایک عورت کے کوئی عورت قتل نہیں کی گئی جس کا یہ جرم تھا کہ اس نے کرٹھے سے بچی کا پاٹے گزایا تھا جس سے خلا بن سوئیہ شہید ہوئے۔ ۱۲۔ ابن ہشام اس عورت کا نام بتاتا تھا۔ حکم قرظی کی بیوی تھی۔ عیون الاثر ص ۲۵۰

ترمذی۔ انسائی۔ ابن جان میں حضرت جابر سے اسناد صحیح مروی ہے کہ ان کی تعداد چار تھی اور سبای بنی قریظہ یعنی قیادیوں کو فروخت کرنے کے لئے نجد اور شام کی طرف بھیجا گیا اور ان کی قیمت سے گھوڑے اور بھیڑیا خریدے گئے اور جہاں واسباب بنی قریظہ سے غنیمت میں ملا تھا وہ مسلمانوں پر تقسیم کیا گیا۔

بنی قریظہ کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی۔

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفْتُ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّمْبَ زُرِّيًّا لَقِيتُكَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَأَوْرَثَكُم أَسْرَٰهُمْ وَدَيَا لَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَآسَرُ مَا لَمْ تَلْقَوْا هَٰذَا	اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے ظالموں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا ایک گروہ تو تم قتل کرتے تھے اور ایک گروہ کو قید کرتے تھے اور اللہ نے تم کو وارث بنایا ان کی زمین کا اور ان کے گھوڑے اور ان کے مالوں کا اور اس زمین کا جس پر تم نے ابھی تک نعمتیں نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے
---	--

تنبیہ: ہنی تفریق کے متعلق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ عین تورات کے مطابق تھا جس پر ان کا ایمان تھا۔ چنانچہ تورات سفر استقار باب تہم آیت دہم میں ہے۔
 جب تو کسی شہر کے پاس لڑنے کے لئے آ پہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر۔ اگر وہ صلح منظور کرے اور تیرے لئے دھنا نہ کھول دے تو ساری مملکت جو اس شہر میں پائی جائے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو تو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند قدس تیرا خدا ہے تب سے کہہ دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر۔ مگر عورتوں اور لڑکوں اور معاشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا لوٹ اپنے لئے لے اور تو اپنے دشمنوں کی لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا ہے تجھ ہی ہے کھا کر۔

ابوالباقہؓ کے مسجد کے ستون سے بندھے ہوئے تھے صرف نماز اور قضا حاجت کے لئے کھول دیئے جاتے تھے۔ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ میں اسی طرح رہوں گا یہاں تک مراؤں یا اللہ عزوجل میری توبہ قبول فرمائیں چھ روز کے بعد صبح کے وقت ان کی توبہ نازل ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔ حضرت ام سلمہؓ نے آپ سے اجازت لے کر ان کو بشارت سنائی اور مبارک باد دی۔ مسلمان دھڑے کے من کو کھولیں۔ ابوالباقہؓ نے کہا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے، اس وقت نہ کھولوں گا چنانچہ آپ جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو خود سب مبارک سے ان کو کھولا۔

نکتہ: ابوالباقہ رضی اللہ عنہ پر ذرا امت کی کیفیت طاری ہوئی کہ اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھا والا قسم کھائی کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نہ کر نہ کھولیں اس وقت تک اس ستون سے بندھا رہوں گا اگرچہ میری موت آجائے یہ ایک خاص کیفیت اور خاص حالت تھی جو کبھی کبھی خداوند ذوالجلال کے متین و متلعین پر طاری ہوتی ہے

اسی کو اصطلاح میں حال کہتے ہیں جس کو اللہ اس کے رسول نے پسند فرمایا حق جل شانہ نے ابولہبؓ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْزَنْ لَوْ أَنَّ اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَخَوَلَانَا أَنَا نَاكِسُكُمْ مِمَّا تَفْعَلُونَ اَلْاِخِرَةُ اَلْاَيَاتُ اِرْسَانِ کي ترہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فَآخِرُ ذٰلِكَ اَنْ تَوَكَّبُوْا بِذٰلِكُمْ بِهٖمْ خُلِقُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاَخَذُ صِدْقًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوبَ عَلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ابولہبؓ میں دن تک مسجد کے ستون سے بند رہے جب آیت نازل ہوئی تو خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلامؐ میں تشریف لے گئے اور ابولہبؓ کو بشارت سنائی اور خود دست مبارک سے ان کو کھولا۔

معلوم ہوا کہ جوشِ محبت میں اس قسم کے احوال اور کیفیات کا طاری ہونا عند اللہ اور عند الرسول مستحسن اور پسندیدہ ہے اس کا انکار کسی طرح مناسب نہیں ایسی کیفیات اور حالات کا طاری ہونا عقلاً عشق اور محبت کے لازم میں سے ہے جو لوگ حضراتِ صوفیہ کرام کے حال اور وجد کے منکر ہیں گمان ایسا ہوتا ہے کہ ان کا دل جوشِ محبت سے خالی ہے جب آدمی کو جوشِ آتشؔ تو اپنا جوش نہیں رہتا ہانڈی کے نیچے جب آگ زیادہ ہوگی تو بال بال کا آنا لازمی نہیں ہے، یہی حال وجد اور حال کا انکارنا ممکن اور محال ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں جب آیاتِ قرآنی کا نزول ہوا تو صدیق اکبرؓ نے عائشہ صدیقہ سے کہا کہ اے بیٹی! اُمّہ امد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر یہ ادا کر عائشہ صدیقہؓ نے کہا اِنَّا لَا اَشْكُرُ اِلَّا رَبِّي میں تو سوائے خدا کے کسی کا شکر نہ کروں گی

یہ بھی شکوہ و جہد کی ایک کیفیت تھی کہ غلغلہ و ذواجلال کے اس بے مثال انعام کو دیکھ کر ایسا سرور طاری ہوا کہ اس نے اس درجہ غمور بنا دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکر یہ سے بھی انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ صاحبِ حال معذور ہے وہ حقیقت یہ سب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کی برکت تھی نزولِ برات کی وجہ سے عائشہ صدیقہؓ پر

ایک سُکر کی کیفیت طاری ہو گئی اس حالت میں یہ کلمات زبان سے نکل گئے۔ لہذا تو ضیح ما افادہ
ایشی عبدالحق المحدث المدعوی فی مدارج النبوة

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب سے نکاح

اسی سال یعنی شہ میں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے
نکاح فرمایا۔

قال قتادة والواقدي وبعض اهل
المدينة تزوجها عليه السلام
سنة خمس من اربع مئتي ذی
القعدة قال الحافظ البيهقي تزوجها
بعد بنی قریظہ وقال خلیفہ بن
خیاط وابو عبیدة ومعمربن
المثنی وابن منذرة تزوجها
سنة ثلاث والاول اشهر وهو الذي
سلک ابن جریر وغير واحد من
اهل التاريخ البداية والنهاية ۱۳۶ھ

قتادہ اور واقدی اور بعض علماء مدینہ کا قول یہ
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب
سے شہ میں نکاح کیا اور بعض نے اس پر یہ
اضافہ کیا کہ ماہ ذی قعدہ میں کیا اور امام بیہقی فرماتے
ہیں کہ حضرت زینب سے نکاح بعد غزوہ بنی قریظہ
کے کیا اور خلیفہ بن خیاط اور ابو عبیدہ اور عمر
اور ابن منذرہ یہ کہتے ہیں کہ شہ میں نکاح کیا
اور سیلا قول یعنی شہ میں نکاح کا ہونا یہی
زیادہ مشہور ہے اور اسی کو ابن جریر اور بہت
سے مؤرخین نے اختیار کیا ہے۔

حضرت زینب کے نکاح کا مفصل فقہ انشاء اللہ قلم نے ازواج مطہرات کے بیان میں آئے گا۔

نزول حجاب

اور حضرت زینب ہی کے واسطے میں آیت حجاب نازل ہوئی یعنی یہ آیت کریمہ وَإِذَا
سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوهُنَّ مِنْ دُونِ جَبَابٍ۔ یہ سورہ احزاب کی آیت ہے اس

آیت کو آیت حجاب کہتے ہیں کہ عورت ایسے شخص کے سامنے نہ آئے کہ جس سے اس کا نکاح جائز ہو اور عورتوں میں جو آئینیں نازل ہوئیں یعنی قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ لِيَحْضُرْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا إِلَى قَوْلِهِ لِيَعْلَمَ مَا يَحْفَظْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔ یہ آئینیں دربارہ ستر عورت نازل ہوئیں یہ آیات ستر کہلاتی ہیں بدن کے کتنے حصہ کو ہر وقت مستور اور پوشیدہ رکھنا ضروری ہے اور بدن کے کتنے حصہ کا کھلا رکھنا جائز ہے مثلاً گھر میں چہرہ اور پتیلیوں کا ڈھکن واجب نہیں ان اعضا کو اگر ہر وقت گھر میں بھی مسطور رکھنا واجب اور فرض ہو تو دشواری ہو جائے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کے سامنے چاہے کھول لیا کر۔ اگر چہرہ کھولنے کی سب کے سامنے اجازت ہو تو پھر حجاب اور پردہ کے حکم نازل کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ اس کی تفصیل بھی انشاء اللہ حضرت زینب بی کے قصہ میں آئے گی۔

۴

سیرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ بسوی قرطاء

۱۰ محرم الحرام ۳۰ھ

۱۰ محرم الحرام ۳۰ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سواروں کو محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں قرطاطا کی جانب روانہ فرمایا۔ جا کر ان پر چاہا پر مارا۔ دس آدمی قتل ہوئے باقی بھاگ گئے۔ دیر بعد سوار اُٹھ اور تین ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ سب کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انیس دن کے بعد ۲۹ محرم کو یہ لوگ مدینہ پہنچے نفس نکال کر مال غنیمت آپ نے غنائم پر تقسیم فرمایا تقسیم غنائم میں ایک اُونٹ کو دس بکریوں کے معادل قرار دیا۔ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ لوگ سردار بنی حنیفہ ثمامہ بن ثعلاب

۱۔ قرطاطا۔ قبیلہ بنی بکر کی ایک شاخ ہے۔ مدینہ منورہ سے سات دن کے راستہ پر ہے مقام وضر میں بستے تھے۔ از روای

گزرنا کر کے آپ کی خدمت میں لائے آپ نے اُن کو مسجد کے ایک ستون سے باندھنے کا حکم دیا۔
 دنا کہ مسلمانوں کی نماز بارگاہِ خداوندی میں بجز نیاز کا نظارہ کریں جن کے دیکھنے سے خدایا آتا تھا اور
 ان کے عمل کو دیکھ کر آخرت کی رغبت پیدا ہوتی تھی۔ اُن کے انوار و برکات اندر ہی اندر دلوں کی ظلمتوں
 اور تاریکیوں کو صاف کرتے تھے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے شامہ میری نسبت
 تمھارا کیا گمان ہے شامہ نے کہا میرا گمان آپ کے ساتھ اچھا ہے۔

ان تقتل تقتل ذ ادم وان تنعم
 تنعم علی شاکر وان نکنت ترید
 المال نسل منه ما شئت
 اگر آپ قتل کریں تو ایک خونی کو قتل کریں گے جو قتل
 کا مستحق ہے اور اگر انعام و احسان فرمائیں تو ایک شکر
 گزار، پر انعام و احسان ہوگا اور اگر مال مطلوب ہے
 تو جتنا چاہیں مانگ کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خاموش گزر گئے دوسرے روز پھر دوسرے گزرے اور شامہ
 سے دریافت فرمایا اے شامہ میری نسبت تمھارا کیا گمان ہے شامہ نے آپ کا مطلق محسوس کر کے پہلا
 اور تیسرا جملہ مذمت کر دیا اور صرف اس قدر کہا۔

ان تنعم تنعم علی شاکر
 آپ سن کر پھر خاموش گزر گئے، تیسرے روز پھر اس طرف سے گزرے اور وہی سوال فرمایا شامہ
 نے کہا میرا گمان وہی ہے جو میں کل عرض کر چکا ہوں۔

آج شامہ نے ان متم نعم علی شاکر کو بھی مذمت کر دیا اور اپنا سوا مل آپ کے خلیق جمیل اور عفو و کرم
 پر چھڑ دیا، آپ نے محاب سے مخاطب ہو کر فرمایا شامہ کو کھول دو۔ ابنِ الحنفی کی عیادت میں ہے کہ خود شامہ
 سے آپ نے یہ فرمایا۔

قد عفوت عنک یا شامۃ واعتقتک
 اے شامہ میں نے تجھ کو صاف کیا اور آزاد کیا۔
 شامہ رہا ہوتے ہی مسجد کے قریب کے ایک نخلستان تھا وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجد میں آئے

اور آپ سے مخاطب ہو کر کہا اے محمدؐ اس سے پیشتر آپ کے چہرہ سے زیادہ کوئی چہرہ مجھ کو دنیا میں مبغوض نہ تھا اور آج آپ کے چہرہ سے زیادہ روئے زمین پر کوئی چہرہ مجھ کو محبوب اور پیارا نہیں اور اس سے پہلے آپ کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھ کو مبغوض نہ تھا اور آج سب سے زیادہ آپ ہی کا دین مجھ کو محبوب ہے اور آپ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر مبغوض نہ تھا اور آج آپ کے شہر سے زیادہ مجھ کو کوئی شہر محبوب نہیں۔ میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا کہ آپ کے سوا مجھ کو گرفتار کر لائے اب جو ارشاد ہوا۔ آپ نے ان کو عمرہ کرنے کا حکم دیا اور بشارت دی۔ (یعنی تم صحیح اور سلامت رہو گے کوئی تم کو ضرر نہیں پہنچائے گا)

ثُمَّ إِنَّهُ جَبَّ كَمَا آتَتْهُ لَكَ فِي الْكَافِرِينَ كَمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان ہو گیا ہوں یعنی میں بے دین نہیں ہو گیا اس لئے کہ کفر اور شرک
کوئی دین نہیں بلکہ لغو اور یہودہ خیال ہے۔ بلکہ میں تو اللہ کا طبع اور فرمانبردار بندہ ہو گیا ہوں اور اپنے آپ کو
اسی کے حوالہ اور سپرد کر دیا ہے۔ خدا کی قسم میں کبھی تمھارے مذہب کی طرف رجوع نہ کروں گا اور خوب سمجھ لو
کہ پیام سے جو غلہ تمھارے پاس آتا ہے اب ایک دانہ بھی تمھارے پاس نہ آئے گا۔ یہاں تک کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تمھارے پیغمبر نے کیا ہم پہنچ کر غلہ کا آنا بند کر دیا تو قریش نے مجبور ہو کر
آپ کی خدمت میں عرض فرمایا کہ آپ تو صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، ہم آپ کے رشتہ دار ہیں آپ شام کو لکھ
بھیں کہ غلہ بھیجا بدستور جاری کریں، آپ نے تمھارے کو خط لکھا کہ روانہ فرمایا کہ غلہ نہ روکیں (بخاری شریف)
فتح الباری ج ۱ باب وفد بنی حنیفہ

مسئلہ: جو شخص اسلام میں داخل ہو اس کے لئے غسل مستحب ہے۔ کذا فی فتح القدیر
ثمانيه بن اثمال رضى الله تعالى عنه فضلاء صحابه میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے بعد جب اہل پیامہ مرتد ہوئے اور میل کذاب کے ساتھ جو گئے تو حضرت ثمانہ
رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں لوگوں کے سامنے تلاوت فرمائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ
 الْعَلِيمِ عَاذُكَ الذَّنْبُ وَقَابِلُ التَّوْبِ
 شَدِيدُ الْعِقَابِ يُنْظَرُ كَذَا
 الْكَهْرُ الْيُسْرُ الْمُسِيرُ
 یہ کتب اتاری گئی ہے اُس اللہ کی جانب سے جناب سے
 اور دانا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا اللہ تو ہے
 قبول کرنے والا اور مجرموں کو سخت سزا دینے
 والا اور دوستوں کو بڑا انعام دینے والا ہے اس کے
 سوا کوئی معبود نہیں کسی کی طرف لوٹ کر سب کو باٹنا
 اور بعد ازاں لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا بھلا انصاف تو کرو کس اس کلام جو نظام کو میل کذاب
 کے بڈیان سے کیا نسبت۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت اور اخلاص میں دُوبے ہوئے یہ کلمات اثر کر گئے
 تین ہزار آدمی سیکڑ کذاب کا ساتھ چھوڑ کر آغوش اسلام میں آ گئے۔ (زر قانی ص ۱۴۳)
 ابن الحنفی کی روایت میں ہے کہ جب اہل یامہ مرتد ہوئے تو حضرت ثمامہ نے لوگوں کو میل
 کذاب کے آباء سے روکا اور یہ فرمایا:

ایا حکم و امر مظلما کا نور فیہ
 وانہ لشقاء کتبہ اللہ عز وجل علی
 من اخذہ منکم دیلا علی من
 لم یأخذ منکم یا بنی حنیفۃ
 اے لوگو تم اپنے کو اس تاریک امر سے بچاؤ اہل
 کہیں نور کا نام و نشان نہیں البتہ تحقیق یہ شقاوت
 اور بد بختی ہے جس کو اللہ عز وجل نے ان لوگوں کے
 حق میں لکھ دیا ہے جنہوں نے اس کو قبول کیا اور
 ابتداء اور امتحان ہے ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے اسے اختیار نہیں کیا اے بنی حنیفہ اس
 نصیحت کو خوب سمجھ لو۔

لیکن حضرت ثمامہ نے جب یہ دیکھا کہ نصیحت کارگر نہیں ہوتی اور لوگ کثرت سے اُس کے متبع ہو گئے
 تو جو مسلمان ان کے ساتھ تھے ان سے فرمایا خدا کی قسم میں اس شہر میں ہرگز نہ رہوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں
 کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کیا ہے جو میرے ساتھ چلنا چاہے وہ چلے ثمامہ مسلمانوں

کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے اور حاکم علامہ ابن حجر مزی کے ساتھ مل گئے اور اس بارے میں حضرت ثمامہ نے کچھ اشعار کہے۔

دَعَانَا إِلَى تَرْكِ الدِّيَانَةِ وَالْهَدْيِ مَسِيلَةَ الْكَذِبِ اِذَا جَاءَ يُسَبِّحُ
مسئلہ کذاب نے ہم کو دین اور ہدایت کے چھوڑنے کی طرف ہم کو گویا جس وقت کہ وہ کاہنوں کے سے بچ کہتا تھا
فِيَا عَجَابًا مِّنْ مَّعْشَرٍ قَدْ تَنَابَعُوا لَهٗ فِي سَبِيلِ الْغَىِّ وَالْغَىِّ اَشْنَعُ

تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے اس کے اتباع سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا حالانکہ گمراہی بہت ہی بُری چیز ہے۔
لَكَذَانِي الْاِسْتِيعَابُ اِلَّا بِنِ عَبْدِ الْوَلِيِّ تَرْجُو ثَمَامَةُ

غزوہ بنی لحیان

ربیع الاول ۱۰ھ

یکم ربیع الاول ۱۰ھ کو آپ بنفس نفیس عاصم بن ثابت اور انیسب بن عدی اور دیگر شہداء رجیع کا بدلہ لینے کے لئے دوسو سواروں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ بنو لیان آپ کی خبر پاتے ہی بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھے ایک دور دراز یہاں قیام فرمایا اور اطراف و جہان میں چھوٹی چھوٹی نہیں روانہ کیں۔ جن میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی دش سوار دے کر روانہ فرمایا۔ بلا جملہ قتال آپ واپس ہوئے اور زبان مبارک پر یہ کلمات تھے۔ آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ رَتَابًا حَامِدُونَ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ دَعْوَاهِ السُّفْرِ وَكَأَنَّهُ الْمُنْقَلَبُ وَسُوءُ الْمَنْظَرِ الْاَکْأَهْلُ دَالِمَالِ۔ طبقات ابن سعد ۶/۲۶۶ زر قالی ۱۴۶۔

غزوہ ذی قرد

ربیع الاول ۱۰ھ

ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو بلاد فطغان کے قریب ہے رسول اللہ صلی علیہ وسلم

کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی۔ عیینہ بن حصین فزاری نے چالیس سواروں کی بھاری میں اس چراگاہ پر چھا پارا اور آپ کی اونٹنیاں پکڑ کر لے گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کو جو اونٹنیوں کی تحفہ تھے ان کو قتل کر ڈالا اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔

سلطہ بن اکوع اطلاع ملتے ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر بامباہاہ کے تین نعرے لگائے جس سے تمام مدینہ گونج اٹھا۔ سلطہ بن اکوع بڑے تیراغاڑ تھے، دو ڈکڑاں کر پالی کے ایک چشمہ پر جا پکڑا۔ ان پر تیرہ راستے ہلاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جلتے تھے۔

اَنَا ابْنُ الْاَكُوْعِ وَالْيَوْمَ لِيَوْمُ الرَّفْعِ

میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور آج کے دن حلوم ہو جائے گا کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کون کینہ ہے۔

یہاں تک تمام اونٹنیاں اُن سے چھڑائیں اور تین مہینی چا دیں اُن سے الگ تھیں۔

ان کے جلنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانسویا سات سو آدمی لے کر روانہ ہوئے اور تیزی سے مسافت طے کر کے وہاں پہنچے اور آپ اپنے مدعا ہونے سے پہلے بھی چند سوار روانہ فرما چکے تھے، ان لوگوں نے پہلے پہنچ کر اُن کا مقابلہ کیا۔ وہ آدمی مشرکین میں کے مارے گئے ایک مسعدہ بن عکرمہ جس کو ابو قتادہؓ نے قتل کیا اور دوسرا ابان بن عمر کو جس کو وکاشہ بن مخصنؓ نے قتل کیا اور مسلمانوں میں سے قمر بن لہفہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب اخرمؓ ہے۔ عبدالرحمن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

لے دیا جائے پچھ سو لاکھ اس غزوہ کے تاریخ میں اختلاف ہے، ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ غزوہ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوا، امام ترمذی نے اس سے پہلے تفصیل کی ہے فتح الباری ۵/۱۰۷، مگر ملاحظہ کیا۔
 وحاشیہ صفحہ ۱۱۷: بلکہ ہاں لکھا کہ یہ کربس آگے اخرمؓ تھے اور ان کے پچھے ابو قتادہؓ تھے میں نے اخرمؓ کے گھر لے کر باگ پکڑی اور کہہ کیا جاؤ کہیں تم کو لہذا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے صابن انظار کرو۔ اخرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے سلمہ اگر تو اللہ اور پیغمبر اکرمؐ پر ایمان رکھتا ہے اور جنت اور جہنم کو حق سمجھتا ہے تو میرے اور شہادت کے مابین حائل نہ ہو۔ سلمہ نے گھڑے کی لگام چھوڑ لی، اخرم آگے بڑھے اور مقابلہ کیا۔ عبدالرحمن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ بعد ازاں ابو قتادہؓ نے آگے بڑھ کر عبدالرحمنؓ کے ایک نیزہ ادا جس نے اس کا دم تمام کیا۔
 (امامہ صفحہ ۲۵۳) ترجمہ قمر بن لہفہؓ و طبقات ابن سعد صفحہ ۲۵۷۔

سلطہ بن کوع غنے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں ان کو فلاں جگہ پیاسا
 تھوڑا آب ہوں، اگر سو آدمی جھک کر جائیں تو سب کو گرفتار کر لاؤں آپ نے فرمایا،
 یا ابن اکاعور ملک فاس حجہ اے ابن اکوع جب تو قابو پائے تو نرمی کر لے
 مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شبانہ روز وہیں
 مقیم رہے اور صلوة الخوف پڑھی اور پانچ دن کے بعد مدینہ واپس ہوئے، زندہ تھے ۱۵

سریہ عکاشتہ بن محسن رضی اللہ عنہ بسوی غمرؓ

اسی ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشتہ بن محسن کو چالیس
 آدمیوں کے ہمراہ غمر کی جانب روانہ کیا لیکن وہ لوگ خبر پاتے ہی بھاگ گئے جب وہاں کوئی نہ ملا
 تو شجاع بن وہب کو ادھر ادھر تلاش میں روانہ کیا قرآن سے ان کو ان کے مریشیوں کا کچھ پتہ نہ
 چلا انھیں میں کا ایک شخص ان کے ہاتھ لگ گیا، اُس کو پکڑ لائے اور اس سے پتہ دریافت کیا، وہاں
 پہنچ کر بچا پہارا دستاوانٹ غنیمت میں لے۔ (طبقات ابن سعد ج ۱۶)

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسوی ذی القصدہؓ

ربیع الآخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے
 ساتھ ذی القصدہ کی طرف بنی ثعلبہ اور بنی عموال کے مقابلہ میں روانہ فرمایا۔ رات کو پہنچے اور پہنچ کر
 سو گئے، فہم پہاڑوں میں چھپ گیا جب یہ سو گئے تو سو آدمیوں نے اگر شب خون مارا اور سب کو
 فہید کر ڈالا۔ محمد بن مسلمہ زخمی ہوئے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ کر چلے گئے، ایک مسلمان ادھر سے گزرا
 اور محمد بن مسلمہ کی لاش کو اٹھا کر مدینہ لایا۔

۱۔ فتح الباری، ج ۱، ص ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲

سیرہ ابو عبیدہ بن الجراح سوی القصة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انتقام لینے کے لئے ابو عبیدہ کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ ذی القعدة کی طرف مدائن فرمایا پہنچ کر ان پر حملہ کیا شکست کھا کر بھاگ گئے ابو عبیدہ ان کے ٹوٹتی ہوئی لاشوں کو مدینہ واپس لائے اس کو سیرہ ذی القعدة ثانی کہتے ہیں۔

سیرہ ججووم

ربیع الآخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو ججووم کی جانب جوڈینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے، بنی سلیم کے مقابلہ میں مدائن فرمایا وہاں پہنچ کر ایک عورت مل گئی جس نے ان کا پتہ دیا۔ کچھ قیدی اور کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں وہاں سے لے کر دو دن کے بعد واپس ہوئے۔

سیرہ عیص

جمادی الاولیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک کاروان تجارت شام سے واپس آرہا ہے اس اطلاع کے سننے پر آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو ستر سواروں کے ہمراہ مقام عیص کی طرف مدائن فرمایا۔

یہ مقام مدینہ سے چار دن کے راستہ پر ہے، ساحل کے قریب واقع ہے۔ یہاں سے قریش کے تھماری قافلے گزرتے ہیں۔

مسلمانوں نے پہنچ کر سب قافلہ والوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا سب کو مدینہ حاضر ہوئے، قیدیوں میں آپ کے داماد ابو العاص بن ربیع بھی تھے، آپ کی صاحبزادی

حضرت زینب نے ان کو پناہ دی اور آپ نے بھی ان کو پناہ دی اعلانِ کمال و اسبابِ واپس کیا۔ یہ حضرت ابوالعاص کی واپسی اور ان کے اسلام کا مختصر قصہ غزوہ بدر کے بیان میں گزر چکا ہے۔

سریہ طُرف

(جمادی الاخریٰ)

طُرف ایک حشم کا نام ہے، مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے، زید بن حارثہ کو پندرہ آدمیوں کے ساتھ بنی ثعلبہ کی سرکردگی کے لئے اس حشم کی طرف روانہ فرمایا۔ غنیمت بھاگے اور زید بن حارثہ کچھ لوٹ اور بکراؤں لے کر مدینہ واپس ہوئے۔

سریہ حُشمی

(جمادی الاخریٰ)

وحیدؓ بھی رضی اللہ عنہ، حضور کا والانامہ لے کر قیصرِ روم کے پاس گئے تھے وہاں سے واپس آ رہے تھے قیصر کے دئے ہوئے ہدایات اور مخالف آپ کے ہمراہ تھے جب حُشمی کے قریب پہنچے تو بُنَیدِ جذامی نے قبیلہ جذام کے چند آدمیوں کو لے کر ٹاکہ مارا صرف ایک بُرائی اور بوسیدہ پاؤں چھوڑ دی باقی کپڑے اور سامان سب چھین لیا۔ رفاعتہ بن زیدؓ جذامی (جو مشرت باسلام ہو چکے تھے) جب ان کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ چند مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر پہنچا اور بُنَید سے وہ تمام سامان چھین کر حضرت وحید کو واپس دلایا، وحید مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کی۔ آپ نے ہاتھ نہ مہا کر زید بن حارثہ کی سرکردگی میں حُشمی کی طرف روانہ کیا، یہ لوگ رات کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے، جب کوئی پہنچے ہی ایک دم ان پر چھاپ مارا، بُنَید اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔ سو عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے۔ ایک ہزار لونٹ اور پانچ

۱۵۰ - لُبَاقَاتُ ابْنِ سَعْدٍ ۲، ص: ۶۳، ۶۴ - حُشمی - مادی القریٰ کے قریب موضع ہے جہاں قبیلہ جذام

آباد ہیں ابنِ سعد ابنِ سیداناس کہتے ہیں کہ سریہ جمادی الاخریٰ میں مدینہ کی ایک اور جگہ اُن ظاہنِ قیم کہتے ہیں کہ یہ مَدائن

میں مدینہ کے بعد کا ہے اس لئے کہ مدینہ سے دسویں کے بعد حُشمی کو قیصرِ روم کے پاس والانامہ دے کر روانہ

فرمایا ہے۔ نزد قالی ۱۵۵ ج ۲

ہزار بجریاں ہاتھ لگیں، چونکہ انہی کے ساتھ رناعتہ بن زید کے لوگ بھی رہتے تھے جو مسلمان تھے
فعلی سے ان کے بچے اور عورتیں گرفتار ہو گئے، رناعتہ بن زید آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ
نے حضرت علی کو ان کے ہمراہ روانہ کیا کہ زید کو حکم دیں کہ تمام قیدی چھوڑ دیے جائیں اور سب مال واپس
کر دیا جائے حتیٰ کہ زندہ اور کجاہ واپس دے دیا جائے۔

سریہ وادی القریٰ (رجب ۱۰ھ)

ماہ رجب میں زید بن حارثہ کو بنی فزارہ کی سرکوبی کے لئے وادی القریٰ کی جانب روانہ
فرمایا، چند مسلمان شہید ہوئے اور زید بن حارثہ زخمی ہوئے۔

سریہ و مہ الجندل (شعبان ۱۰ھ)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما
تھے۔ البرکثر اور عمراد عثمانؓ اور علیؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور معاذ بن جبلؓ اور
حذیفہ بن الیمانؓ اصحاب مسجد خدیری اور دوسوان میں سب آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک زوجہ ان
انصاری حاضر خدمت ہوا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا

یا رسول اللہ! ای المؤمنین افضل
آپ نے فرمایا۔

احسنہم اخلاقا
جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں

فای المؤمنین اکنیس
کون مسلمان سب سے زیادہ ہوشیار اور بھدار ہے۔

۱۵۸ - ابن سعد ج: ۲، ص: ۴۳ - زرقانی ج: ۲، ص: ۱۵۸
۱۵۹ - وادی القریٰ ایک موضع مدینہ منورہ سے قریب، شام کے لاس میں پڑا ہے۔ ۱۲ زرقانی

آپ نے فرمایا :

اكثرهم للموت ذكرا واكثرهم
استعدادا لله قبل ينزل به
وليكثهم الاكياس -
جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے اور کہنے والا اور
موت آنے سے پہلے سب سے زیادہ موت کی تیاری
کرنے والا ایسے ہی لوگ سمجھاؤ اور ہر شیار میں ۔

انصاری نوجوان تو ساکت ہو گیا اور آپ مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پانچ خصلتیں
نہایت خطرناک ہیں اللہ تعالیٰ تم کو ان سے بچاؤ ورنہ ان کے دیکھنے سے محض غمناک رہو۔
(۱)۔ جس قوم میں بے حیائی گھٹم گھٹلا پھیل جائے تو اس قوم میں طاعون اور وہ بیماریاں پھیلیں
کہ جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوتی تھیں۔

(۲)۔ جو قوم آپ اور تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط سالی اور مشقتوں میں مبتلا ہوتی ہے اور ظلم
بادشاہان پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔

(۳)۔ جو قوم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتی ان سے بارش روک لی جاتی ہے اگر جائزہ نہ برتے
تو باطل مارش سے محروم کر دئے جاتے۔

(۴)۔ اور جو قوم اللہ عزوجل اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اجنبی دشمنوں کو ان پر
مسلط کر دیتا ہے اور وہ غیر قوم کے لوگ ان کے ہاتھ میں جو کچھ چھوٹا ہے وہ سب لے لیتے ہیں۔

(۵)۔ اور جب پیشوا اور حکام کتاب اللہ کے خلاف فیصلہ کرنے لگیں اور شکایت اور سرکش ہو جائیں تو اللہ
تعالیٰ آپس میں ٹھوٹ ڈال دیتے ہیں۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کو حکم دیا کہ میں آج یا کل تم کو ایک مہم پر
بھیجے گا لاہر میں تیار ہو جاؤ، اگلے روز جب نماز سے فارغ ہوئے تو عبدالرحمن بن عوف کو بلایا اور اپنے
سامنے بٹھلایا اور دست مبارک سے ایک سیاہ عمامہ ان کے سر پر باندھا اور چادر انکشت کا شملہ
پہنے چھوڑا اور فرمایا اے ابن عوف اسی طرح عمامہ باندھا کرو اس طرح بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔
بعد ازاں حضرت بلال کو حکم دیا کہ ایک جھنڈا لا کر عبدالرحمن بن عوف کو دیں اور پھر آپ نے اللہ عزوجل

سات سو آدمیوں کے ساتھ دومتہ الجندل کی طرف جانے کا حکم دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ بھاری دعوت کو قبول کریں اور اسلام لے آئیں تو وہاں کے رئیس کی بیٹی سے نکاح کرنے میں تاہل نہ کرنا۔ عبدالرحمن بن عوف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ یہی روز تک بہار اُن کا اسلام کو دعوت دیتے رہے تیسرے روز دومتہ الجندل کے رئیس اصبح بن عمر نے اسلام قبول کیا۔ جو کہ مذہباً عیسائی تھا۔ اور اس کے ساتھ اور بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق۔ عبدالرحمن بن عوف کا نکاح وہاں کے رئیس اصبح کی بیٹی ثمنہ صخر سے ہوا عبدالرحمن اس کو اپنے ساتھ مدینہ لے آئے ابوسلمہ بن عبدالرحمن جو کبار تابعین اور جلیل القدر حفاظ میں سے ہیں، وہ ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔

سُورِیۂ فِدَکِ (شعبان ۱۳۷۷ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ بنی سعد بن کبر نے یہود فحیر کی امداد کے لئے فکد کے قریب لشکر جمع کیا ہے۔ آپ نے حضرت علیؓ کو متواذ میوں کے ہمراہ فکد کی طرف روانہ فرمایا۔ راستہ میں ان کو ایک شخص ملا۔ ڈرانے اور دھمکانے سے معلوم ہوا کہ بنی سعد کا جاسوس ہے، اہل اہل سے تمہارا پتہ دریافت کیا۔ اُس نے اُن کا ٹھیک ٹھیک پتہ بتلایا اسی کے مطابق پہنچ کر اُن پر حملہ کیا۔ بنو سعد کو بھاگ گئے اور مسلمان پانسنو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے کر واپس ہوئے۔

سُورَةُ اُمِّ قَرْفَةٍ روضان المبارک ﷺ

ام قَرْفَةُ اَلْیَسْرَتِ کی کنیت ہے جس کا نام ظاہر بنت ربیع تھا، یہ عورت قبیلہ بنی فزارہ کی سردار تھی زید بن حارثہؓ ایک مرتبہ اہل تجارت نے کرشمہ کر جاتے ہوئے یہاں سے گزے، بنی فزارہ کے لوگوں نے ان کو مار مار کر زخمی کیا۔ اور تمام سالان چھین لیا۔ زید مدینہ واپس آگئے، اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر زید کی سرکردگی میں روانہ کیا جو کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ لے

سُورَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتَيْبٍ بِرَأْيِ رَافِعِ بْنِ حَقِيقٍ يَهُودِيٍّ

ابو رافع یہودی کے قتل کا مفصل واقعہ ۳۷ھ کے واقعات میں مذکور ہو چکا ہے۔ ہمارا مقصد اس وقت صرف یہ بتلانا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک ابو رافع کے قتل کا واقعہ ۳۷ھ میں پیش آیا اور بعض کے نزدیک ۳۸ھ میں پیش آیا اور بعض کے نزدیک ۳۹ھ میں تفصیل کیلئے، زرقانی کی مراجعت کریں۔

سُورَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَاحَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ (شوال ۳۷ھ)

ابو رافع کے قتل ہو جانے کے بعد یہود نے اُس سیر بن ہرثام کو اپنا امیر اور سردار بنالیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے تیاریاں شروع کیں اور قبیلہ غطفان اور دیگر قبائل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا تو عبد اللہ بن راحہ کو تین آدمیوں کے ساتھ تحقیق حال کے لئے روانہ فرمایا۔ عبد اللہ بن راحہ نے اگر خبر دی کہ واقعہ صحیح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس آدمیوں کو عبد اللہ بن راحہ کے ساتھ روانہ فرمایا کہ ان کو بلا کر لائیں تاکہ ان سے زبانی گفتگو کریں۔

اسیڑ بن ہرزام نے بھی تمیں آدمی ہمراہ لیے اور روانہ ہوا ایک ایک اونٹ پر دو آدمی تھے ایک یہودی اور ایک مسلمان راستہ میں اکرامن لوگوں کی نیت بدی۔ اسیڑ بن اور عبداللہ بن انیس ٹرا ایک اونٹ پر تھے، اسیڑ نے دوسرے ان پر تلوار چلائی چاہی مگر عبداللہ بن انیس متنبہ ہو گئے دوسرے دنگر فرمایا۔ اسیڑ نے جب تیسری بار یہ حرکت کی تو طرفین سے جنگ چھڑ گئی تمام یہودی قتل کر دیئے گئے۔ ان میں کا صرف ایک آدمی بچا جو بھاگ گیا تھا۔ مسلمانوں میں سے محمد اللہ کو قتل نہیں ہوا۔ مومن عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے زخم آیا۔ جب یہ لوگ مدینہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قد نجى الله من القوم الظالمين اللہ تعالیٰ نے تم کو ظالموں سے نجات دی۔
اور عبداللہ بن انیس کے زخم پر عذاب مبارک لگا دیا۔ فرمایا اچھا ہو گیا اور چہرہ پر ہاتھ پھیلا اور دعا فرمائی۔

سُمریہ کز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ سومی عُرینیں (شوال ۱۱ھ)

قبیلہ عکس اور عُرینہ کے چند لوگ مدینہ میں آئے اور اسلام ظاہر کیا۔ چند روز کے بعد آپ سے یہ عرض کیا کہ ہم اہل موثی ہیں اب ہمک دودھ پر ہمارا گزارا رہا ہے فکہ کے ہم عادی نہیں مدینہ کی آب و ہوا ہم کو موافق نہیں اس لئے اگر ہم کو شہر سے باہر صدقات کے اونٹوں میں رہنے اور ان کے دودھ پینے کی اجازت دے دیں تو بہتر ہے۔

آپ نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور شہر سے باہر چار گاہ میں صدقات کے اونٹ بٹے تھے۔ وہاں رہنے اور ان کا دودھ پینے کی اجازت دے دی چند روز میں یہ لوگ تندرست اور بڑے قوی ہو کر لوٹا ہوا گئے، اس وقت یہ شرارت سمجھی کہ اسلام سے مرتد ہوئے اور آپ کے چرواہے کو قتل اور اس کے ہاتھ اور ہیز نک اور کان کاٹے۔ اور آنکھوں میں کانٹے چھوٹے اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال ۳۳ھ میں کرز بن جابر فہرشی کو تقریباً بیس آدمیوں کے ہمراہ ان کے قاتل میں روانہ فرمایا۔ سب گرفتار کئے گئے۔ آپ نے ان سے قصاص اور بدلہ لینے کا حکم دیا، اور ہر طرح سے ان لوگوں نے چردا ہے کو قتل کیا تھا اسی طرح سے وہ قتل کئے گئے لیکن آئندہ کے لئے یہ حکم ہو گیا کہ کوئی مجرم اگرچہ کتنا ہی سخت جرم کیوں نہ کرے ہرگز ایسی سزا نہ دی جائے ابتداً تو پہلے ہی کسی بڑے سخت ڈنک کا مشورہ کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا لہذا اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو قتل کر کے مشورہ کرے تو اس کے قصاص میں کا ذکر مرنے قتل کیا جائے گا مشورہ نہ کیا جائے گا۔

بعث عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوسفیان بن حرب نے ایک سفیرِ قریش کے بھرے جعبے میں یہ کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو باکر محمد کو قتل کر آئے ان کے ہاں کوئی پہرہ نہیں محمدؐ زانوں میں چلتے پھرتے میں ایک اعرابی نے کہا کہ میں اس کام میں بڑا ماہر ہوں، اگر تم میری امداد کرو تو میں اس کام کو کر آؤں ابوسفیان نے اس کو ایک اونٹنی دی اور خرچ دیا۔ اور امداد کا وعدہ کیا وہ اعرابی اپنا جعبہ کے مدینہ روانہ ہوا حضورؐ اس وقت مسجد بنی عبدالمطلب میں تشریف فرما تھے اس اعرابی کو سامنے سے آتے دیکھ کر فرمایا کسی فاسد نیست سے آ رہا ہے۔ انس بن حفصہؓ اٹھے اور اس اعرابی کو پکڑا۔ جو جعبہ کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھا وہ ہاتھ سے چھوٹ گیا، آپؐ نے فرمایا کہ پتہ بتا کس نیست سے آیا ہے، اس نے کہا اگر مجھ کو امن عطا ہو تو عرض کروں آپؐ نے فرمایا تم مجھ کو امن دیا۔ اعرابی نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ آپؐ نے اس کو چھوڑ دیا اور معاف کیا۔ وہ اعرابی یہ معاملہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور یہ کہا۔

یا محمد واللہ ما کنت ما افرق
الرجال فما هو الا ان رأیتک
اے محمد میں کسی سے ڈرنے والا نہ تھا مگر آپ کو
دیکھتے ہی یہ حالت ہوئی کہ عقل جاتی رہی اور

۱۔ یہ مادی اور دین سلسلہ ابن جان کا قول ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی کے نزدیک یہ واقعہ صحیح کے بعد اور منقول

غیب سے پہلے ہوا تفصیل کے لئے زمانہ پہلا کی مرصعیت کر۔ ۱۰۶ھ زوال ۲۱۰ھ ۱۰۶ھ

فذهب عقلی و صنعت نفسی ثم
اطلعت علی ما هممت بہ عالم
یعلم احد فعدفت انک ممنوع
وانک علی حق وان حزب ابی سفیان
حزب الشیطان فجعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یتبسم

دل کزور پڑ گیا، پھر مزید برآں یہ کہ آپ میرے
ارادہ پر مطلع ہو گئے جس کا کسی کو علم نہیں، پس
میں نے سوچا ان لیا کہ آپ مامون اور محفوظ ہیں اور
یقیناً آپ حق پر ہیں اور ابرسفیان کا گروہ شیطان
کا گروہ ہے۔ آپ یہ سن کر مسکرائے گئے۔

اس کے بعد وہ اعرابی چند روز آپ کی خدمت میں رہا اور پھر آپ سے اجازت لے کر رخصت
ہوا پھر اس کا کوئی حال معلوم نہیں ہوا کہ کہاں گیا۔

بعد ازاں آپ نے عمرو بن امیہ ضمری اور سلمہ بن اسلم انصاری کو مکہ مدانہ فرمایا کہ اگر موقع پڑے تو
ابرسفیان کو قتل کر دیں۔ جب یہ دونوں مکہ میں داخل ہوئے تو یہ ارادہ کیا کہ مسجد حرام میں حاضر ہو کر بیت اللہ
کا پہلے طواف کر لیں حرم میں داخل ہونا تھا کہ ابرسفیان نے ان کو دیکھ لیا اور چلا کر کہا کہ دیکھو یہ عمرو بن
امیہ ہے ضرور کسی شر کے لئے آیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عمرو بن امیہ شیطان کے نام سے مشہور تھا۔ اہل
مکہ نے اس خیال سے کہ عمرو بن امیہ ہم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اس ڈر سے اس کے لئے کچھ مدد پیش
بھی کر دیا۔ عمرو نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ابرسفیان کا قتل تو اب ممکن نہیں بقیہ رہا ہے کہ ہم اپنی جان بچا کر رعل
جائیں۔ چل کر راستہ میں عبداللہ بن مالک تہی کر قتل کیا، آگے چل کر مکے تھے کیا ہیں کہ بنی الدیل کا ایک کانا
شخص لیا ہوا یہ شعر گارہا ہے۔

وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا وَفَّقْتُ حَقًّا وَلَسْتُ أَدِیْنُ دِیْنِ الْمُسْلِمِیْنَ

جب ہم میری زندگی ہے یہ کبھی مسلمان نہ ہوگا اور نہ مسلمانوں کے دین کو کبھی اختیار کروں گا۔

عمرو نے اس شعر پڑھنے والے پہ ایک وار کیا جس سے اس کا کام تمام ہوا۔ آگے چلے تو قریش

سلا۔ ایک حدیث میں ہے کہ عمرو نے دو چھک تو کون ہے اس نے کہا میں قبیلہ بنی بکر کا ہوں عمرو نے کہا مہاجرین کے بعد
مہاجرین میں سے ہیں اور پھر یہی شوکا نا شروع کیا عمرو نے پہلے تو ایک تیروں کی مدد سے آٹھ میٹروں تک پہنچا اور پھر وہی بید
میں تلواریں سے کام تمام کیا۔ زندہ رہا۔

کے دو جاسوس ملے جن کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے تجسس کے لئے بھیجا تھا ان میں سے ایک تزنزل کیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے باگاہِ نبوی میں لاکڑیوں میں لٹکا دیا اور تمام واقعہ آپ کو سنایا۔ آپ کن کرہنس پڑے اور مجھے دُعا ئے خیر دی۔ زرقانی ص ۲۷۱

عمرۃ الحرمینہؑ

رحیم ذی القعدة المحرم ۱۱۰ھ

حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے جس کے منقل ایک گھاؤں آباد ہے جو اسی نام سے مشہور ہے یہ گھاؤں مکہ معظمہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے، محب طبری فرماتے ہیں کہ اس کا اکثر حصہ حرم میں ہے اور باقی حصہ علی میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غراب دیکھا کہ آپ اور آپ کے کچھ اصحاب مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کے بعض اصحاب نے سر منڈایا اور بعض نے کترا یا اور راہِ اہستہ فی الدلائل

یہ غراب سننے ہی دلوں میں جبریت اللہ کی محبت اور حقوق کی جنگاری دلی ہوئی تھی یہ پھر کاشی۔ اور زیات بیت اللہ کے شوق نے سب کو بے چین اور بے تاب بنا دیا۔

یومِ دو شنبہ یکم ذی القعدة المحرم ۱۱۰ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقصد عمرہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد فرمایا۔ تقریباً پندرہ سو مہاجرین اور انصار آپ کے ہمراہ تھے فوالہیفہ پہنچ کر ہدی کے قلابہ ڈالا اور اشعار کیا اور عمرہ کا احرام باندھا اور بُسر بن سفیان کو جاسوس بنا کر قریش کی خبر معلوم کرنے کے لئے آگے روانہ فرمایا۔ چونکہ ارادہ جنگ کا نہ تھا اس لئے کسی قسم کا سامانِ حرب اور سلاح جنگ ساتھ نہیں لیا۔ صوف اتنے ہتھیار ساتھ رکھے بقنا کہ مسافر کو ضروری اور لازمی

۱۔ فتحِ ہمارى ۳۳۹ زرقانى ص ۱۶۹ ۲۔ اس بارے میں راہبیں مختلف ہیں۔ مشہور چہرہ سوکھا ہے بیہوش گھبراہٹ میں راہبین طایف سے مراد ہے اور عجمین یمن یا جابرین عبد اللہ سے ہندہ سوکھا قول عربیہ ہے تفصیل کیلئے زرقانی ص ۲۷۱ کی مراجعت کی جائے۔

سہارودہ بھی نیام میں رنج ابراہیمی کتاب الشروط و طبقات ابن سعد ج ۹ ص ۲۲۰
جب آپ غدیر اشطاط پر پہنچے تو آپ کے ہاسوس نے اگر آپ کو یہ اطلاع دی کہ قریش نے
آپ کی خبر پاتے ہی لشکر جمع کیا ہے اور آپ کے مقابلہ کے لئے تئیں گئے ہیں اور یہ عہد کیا ہے کہ آپ کو
مکہ میں داخل ہونے دیں گے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ خالد بن الولید بطور مقدمہ الجیش کے دوسو سواروں کو سب کے مقام غنیم
میں پہنچ گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر پاتے ہی وہ راستہ چھوڑ دیا اور سیدہ سکر راستہ
سے نکل کر مقام حدیبیہ میں پہنچ گئے۔ اس مقام سے جب آپ نے اپنے نانہ کو مکہ کی طرف موڑنا چاہا
تو وہ ناتر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے نانہ کو اٹھا کی غرض سے عن علی کہا ہر چند نانہ کو اٹھانا چاہا مگر نانہ اپنی جگہ
سے نہ اٹھا۔ لوگوں نے کہا خَلَّاتِ انْقِصُوا آخِرَ خَلَّاتِ انْقِصُوا اڑنی بیٹھ گئی۔ آپ نے فرمایا یہ اس کی
عادت نہیں لیکن اللہ عزوجل نے اس کو روکا ہے۔ اور بعد ازاں یہ فرمایا قسم ہے اس ذاتِ پاک کی
جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے جس ایسے امر کی درخواست کریں گے کہ جس میں شاعر
اللہ کی تعظیم ہوتی ہو میں خود اس کو منظور کر دوں گا یہ کہہ کر اونٹنی کو گرجا دیا۔ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی وہاں اس
بہٹ کر آپ نے حدیبیہ پہاڑ پر اتر کر قیام فرمایا۔ گرمی کا موسم تھا پیاس کی شدت اور پانی کی قلت تھی، گڈھے
میں جو تھوڑا بہت پانی تھا وہ کھینچ لیا گیا۔ صحابہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ پانی نہیں رہا۔ آپ نے
اپنے ترکش سے تیر نکال کر واکر اس گڈھے میں گاڑ دیا جائے، اسی رات پانی اس قدر بچش ائے لگا،
تمام لشکر سیراب ہو گیا۔

حدیبیہ میں قیام کرنے بعد آپ نے خراش بن امیہ خزاعیؓ کو ایک اونٹ پر سوار کر کے اہل مکہ کے
پاس بھیجا کہ ان کو خبر کر دیں کہ ہم فقط بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے، جنگ کے لئے نہیں آئے

۱۰۔ یہ حدیث صحیح بخاری کے متعدد الہاب میں مذکور ہے مگر ٹھٹھہ ٹھٹھہ۔ مفصل حدیث کتاب الفخر و غلی الجا

والصالحات الما لمحب الہم میں مذکور ہے ۱۱۔

۱۲۔ فتح البدی ج ۱۰ ص: ۲۴۲ - ۲۴۵

اہل مکہ نے اُن کے ادنیٰ کو زنج کر ڈالا اور ارادہ کیا کہ ان کو بھی قتل کر ڈالیں مگر آپس ہی کے بعض لوگوں نے درمیان میں پرکھ لیا۔ حضرت غرض اپنی جان بچا کر واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ بیان کیا۔ تب آپ نے حضرت عمرؓ کو پیام دے کر اہل مکہ کے پاس بھیجے کہ ارادہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے معذرت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ اہل مکہ مجھ سے کس قدر بددشمن ہیں۔ اور کس درجہ میرے دشمن ہیں، مکہ میں میرے قبیلہ کا کوئی شخص نہیں جو مجھے پہاڑ کے اگر آپ حضرت عثمانؓ کو بھیجیں جن کی مکہ میں قلاتیں ہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ کو بلا کر یہ حکم دیا کہ ابوسفیانؓ اور رؤسارہ کو ہمارا پیام پہنچا دو اور جو مسلمان کریں اپنے اسلام کا اعلان داخلہ نہیں کر سکتے اُن کو یہ بشارت سنا دو کہ گھبراہٹ میں غفریب اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائے گا اور اپنے دین کو ظاہر اور غائب کرے گا۔ عثمان بن عفانؓ اپنے ایک عزیز ابان بن سعیدؓ کی پناہ میں مکہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا اور غفار سلیمینؓ کی بشارت سنائی۔

سب نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ اس سال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تم اگر چاہو تو تنہا طواف کر سکتے ہو، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبھی طواف نہ کروں گا قریش یثین کو غاموش ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو روک لیا۔ حضرت عثمانؓ وہاں روک لئے گئے اور ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ عثمانؓ غنی قتل کر دئے گئے۔

بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا اور یہ فرمایا کہ جب تک میں اُن سے بدر نہ لے لوں گا یہاں سے حرکت نہ کروں گا اور دین لیکر کے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں فرار کش تھے بیعت لینی شروع کر دی کہ جب تک جان میں جان ہے کافروں سے جہاد و قتال کریں گے مگر جانید گے مگر بھاگیں گے نہیں۔

سب سے پہلے ابوسنان اسدی نے بیعت کی۔ معجم طبرانی میں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جب بیعت کے لئے بلایا تو سب سے پہلے ابوسنان آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیے آپ نے فرمایا کس چیز پر بیعت کرتا ہے ابوسنان نے کہا اُس چیز پر جو میرے دل میں ہے، آپ نے فرمایا تیرے دل میں کیا ہے۔ ابوسنان نے کہا یا رسول اللہ میرے دل میں یہ ہے کہ اس وقت تک تلوار چلاؤں تا بہرں جب تک اللہ عز و جل آپ کو غلبہ نصیب فرمائے یا اس ناہ میں مارا جاؤں، آپ نے اُن کو بیعت فرمایا اور اسی پر سب نے بیعت کی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ سلمہ بن اکروح نے تین مرتبہ بیعت کی ابتداء میں اور درمیان میں اور اخیر میں اور جب بیعت سے فارغ ہوئے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ کر یہ فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی جانب سے ہے (رواہ البخاری)

ماہنامہ ہاتھ آپ کی طرت تھا اور بایاں ہاتھ حضرت عثمان کی جانب سے تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو ذکر کرتے تھے کہ میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے کہیں بہتر تھا۔

اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح میں ذکر فرمایا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ
يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ
مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ
عَلَيْهِمْ وَأَتَاهُمُ نَصْرًا قَرِيبًا وَ
مَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَ بِهَا وَكَانَ
اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

تحقیق اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جو رقت
کر وہ آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے
تھے ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی
محبت اور اخلاص جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ اللہ کو قرب
معلوم ہے پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ناکھ سکینت
اور طمانیت کراتا روایا اور انعام میں ان کو قریبی فتح

عطا فرمائی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی غنیمتوں کو میں گئے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر غلط تھی قریش کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے اور صلح کے لئے نامہ دیا یہاں تک کہ سلسلہ شروع کیا۔ (فتح الباری ۵/۳۲۴) قبیلہ خزاعہ اگرچہ ہنوز مشرک باسلام نہ ہوا تھا لیکن ہمیشہ سے آپ کا حلیف اور خیر خواہ اور راز دار تھا۔ مشرکین مکہ آپ کے خلاف جو سازشیں کرتے اس سے آپ کو مطلع کیا کرتا تھا۔ اس قبیلہ کے سردار بديل بن ورقاء قبیلہ خزاعہ کے چند آدمیوں کو اپنی ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قریش نے فوجی مدد میں پانی کے بڑے بڑے چشموں پر آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر عظیم جمع کیا ہے کہ آپ کو کسی طرح مکہ میں داخل نہ ہونے دیں اور دودھ والی اونٹینیں ان کے ساتھ ہیں (یعنی طویل قیام کا ارادہ ہے۔ کھاتے پیتے رہیں اور مقابلہ کے لئے ڈٹے رہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے ہم فقط عمرؓ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ لڑائی نے قریش کو نہایت کمزور کر دیا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ان کے لئے ایک مدت صلح کی مقرر کروں اس مدت میں ایک دوسرے سے کوئی تعزیر نہ کرے اور مجھ کو اور عرب کو چھوڑ دیں۔ اگر اللہ کے فضل سے میں غالب ہوا تو وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں اور فی الحال چند روز کے لئے تم کو آرام ملے اور اگر بالفرض عرب غالب آئے تو تمھاری متناہدی ہوگی لیکن میں تم سے یہ کہے دنیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اپنے اس دین کو غالب کر کے رہے گا اور اس دین کے ظہور اور غلبہ مستح اور نصرت کا جو وعدہ اُس تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اور اگر وہ اس بات کو نہ مانیں تو تم سے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ضرور ان سے جیاد و قتال کروں گا، یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے۔ بديل آپ کے پاس اٹھ کر قریش کے پاس گئے اور یہ کہہ کر میں اس شخص کے پاس سے ایک بات سن کر آیا ہوں اگرچہ ہر تو تم پر پیش کروں جو احمق اور نادان تھے انھوں نے یہ کہا میں ضرورت نہیں ہم ان کی کوئی بات مٹھا نہیں۔

چاہتے مگر حیران میں ذی رائے اور سمجھدار تھے انھوں نے کہا ہاں بیان کرو۔

بہیل نے کہا تم لوگ جلد باز ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے لئے نہیں آئے بلکہ عہد کرنے کیلئے آئے ہیں تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں قریش نے کہا بے شک وہ لڑائی کے ارادے نہیں آئے لیکن مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ عروہ بن مسعود نے اٹھ کر کہا۔ اسے قوم کیا میں تمھارے لئے بمنزلہ باپ کے اور تم میرے لئے بمنزلہ اولاد کے نہیں۔ لوگوں نے کہا بے شک کیوں نہیں عروہ نے کہا کیا تم میرے ساتھ کسی قسم کی ہنگامی رکھتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہرگز نہیں، عروہ نے کہا اس شخص نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمھاری بھلائی اور سبیری کی بات کہی ہے۔ میرے نزدیک اس کو ضرور قبول کر لینا چاہیے اور مجھ کو اجازت دو کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر اس بارے میں گفتگو کروں لوگوں نے کہا بہتر ہے۔

عروہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ جو بہیل سے فرما چکے تھے عروہ نے کہا اسے محمد تم نے سنا بھی ہے کسی نے اپنی قوم کو خود ہلاک اور برباد کیا ہو۔ علاوہ انہیں اگر دوسری صورت پیش آئی (یعنی قریش کو غلبہ ہوا) تو میں دیکھتا ہوں کہ انھیں یعنی مختلف قوموں کے لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ اس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے عروہ کو گالی دے کر یہ فرمایا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا ابو بکر ہیں۔ عروہ نے کہا خدا کی قسم اگر مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا تو ضرور جواب دیتا۔ یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کر دی اور جب کوئی بات کہنے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کو ہاتھ لگاتے۔ میغرہ بن شعبہ (یعنی عروہ کے بھتیجے) مسلح تلوار لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر کھڑے ہوئے تھے۔ بارگاہ نبوی میں اپنے چچا کی یہ حرأت گوارا نہ ہوئی اور فوراً عروہ سے کہا۔ اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے ہٹائے، ایک مشرک کے لئے کسی طرح زبیا نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے جو کہ خود وغیرہ اپنے

ہوئے تھے اس لئے عہدہ نے ان کو پہچانا نہیں اور عقد ہو کر آپ سے دریافت کیا یہ کرن ہے آپ نے فرمایا یہ تمہارا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے اب عہدہ نے مغیرہ کو پہچانا اور کہا۔ اور تدارہ کیا میں نے تیری غذا رکھا اور قندہ پر دازی کو دفع نہیں کیا۔

مغیرہ نے مسلمان ہونے سے پہلے چند رفتار کے ساتھ سفر کے مقوقس شاہ مصر کے پاس گئے بادشاہ نے نسبت مغیرہ کے دوسرے رفتار کو زیادہ انعامات دئے جس سے مغیرہ کو بہت بیخ ہوا اور راستہ میں ایک مقام پر ٹھہرے اور شراب پی کر خب غفلت کی نیند سوئے مغیرہ نے موقع پا کر ان سب کو قتل کر ڈالا اور ان کا مال لے کر بھاگ آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے آپ نے فرمایا۔ اسلام تو قبول کرتا ہوں مگر مال سے مجھ کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ وہ دھوکہ اور دغا سے لیا گیا ہے عہدہ نے ان آدمیوں کی دیت دے کر قصہ کو دفع دفع کیا۔

بعد ازاں عہدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی حسن عقیدت اور صدق اخلاص کا ایسا عجیب و غریب منظر دیکھا کہ جو اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ کہ جب آپ کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے پہلے میں اس حکم کو بجالاؤں جب کبھی آپ کے دہن مبارک سے تھوک یا بغم نکلتا ہے تو وہ زمین پر گر گئے نہیں پاتا ہاتھوں ہاتھ اس کو لے لیتے ہیں اور اپنے چہروں سے مل لیتے ہیں۔ جب آپ وضو فرماتے ہیں تو آپ کے غسلہ وضو پر بھی لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے، قریب ہے کہ آپس میں لڑ پڑیں۔ آپ کے جسم سے کوئی بال گرے نہیں پاتا تھا کہ فوراً اس کو لے لیتے ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے ہیں تو ایک ستانا ہو جاتا ہے، گویا کہ ہر شخص سراپا گوش بنا ہوا ہے کسی کبھی مجال نہیں کہ نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔

گویا کہ بزبان حال یہ عہدہ کی اس بدگمانی کا جواب تھا جو اس نے ابتداء میں آپ کے جان نثاروں کے متعلق ظاہر کی تھی کہ اگر قریش کو غلبہ ہوا تو یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے، یہ اخلاص و عقیدت و محبت و عظمت کا حیرت انگیز منظر عہدہ کی حضرات صحابہ کے ساتھ بدگمانی کا شافی اور کافی جواب تھا کہ جن کی شیطانی اور دافنگی اور محبت و عقیدت کا یہ حال ہو بھلا وہ آپ کو چھوڑ کر

کہیں بھاگ سکتے ہیں۔

عوہ جب آپ کے پاس سے واپس ہوئے قریش سے جا کر کہا اے قوم! اللہ میں نے قیصر کسریٰ اور بنیامی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں مگر خدا کی قسم عقیدت و محبت تعظیم و جلال کا یہ عجیب و غریب منظر کہیں نہیں دیکھا۔

یہ منظر نہ آپ سے پہلے دیکھا گیا اور نہ آپ کے بعد ممکن ہے آپ خاتم الانبیاء تھے عقیدت و محبت کا یہ حیرت انگیز منظر آپ پر ختم ہو گیا)

ایک روایت میں ہے کہ عروہ نے یہ کہا کہ اے قوم میں نے بہت سے بادشاہوں کو دیکھا مگر محمد جیسا کسی کو نہیں دیکھا وہ بادشاہ نہیں معلوم ہوتے عروہ ابن ابی شیبہ مرسلہ

عروہ نے صاف طور سے تو نہیں کہا کہ آپ نبی ہیں مگر اشارہ یہ بتلادیا کہ یہ شان بادشاہوں کی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کے پیغمبروں کی ہوتی ہے

عروہ کی یہ گفتگو سن کر حبشیوں کے سردار حلیس بن علقمہ کنانی نے کہا مجھ کو اجازت دو کہ میں آپ سے مل لوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیس کو دور سے آنے دیکھ کر یہ فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کو کھڑا کر دو شیئیں ان لوگوں میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرنے میں حلیس قربانی کے اونٹوں کو کھڑا دیکھ کر راستہ ہی سے واپس ہو گیا اور جا کر قریش سے یہ کہا قسم ہے رب کعبہ کی یہ لوگ تو فقط عہرہ کرنے آئے ہیں ان لوگوں کو بیت اللہ سے ہرگز نہیں روکا جاسکتا۔

قریش نے کہا بیٹے جانو تو جنگی آدمی ہے سمجھتا ہو جتنا نہیں حلیس کو غصہ آگیا اور کہلاے گروہ قریش خدا کی قسم ہم نے تم سے اس کا عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ جو شخص محض بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے اس کو بیت اللہ سے روکا جائے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں حلیس کی بنا ہے۔ اگر تم محمد کو بیت اللہ کی زیارت سے روکو گے تو میں تمام حبشیوں کو لے کر تم سے یکلفت علیحدہ ہو جاؤں گا۔ قریش نے کہا اچھا آپ خفا نہ ہوں بیٹھے ذرا ہم غور کریں بعد ازاں مجمع میں سے مکہ زین

حفظ اٹھا اور کہا کہ میں آپ کے پاس ہو کر آتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو آتے دیکھ کر فرمایا: یہ آدمی بڑا سچے حدیبیہ کے زمانہ قیام میں ایک مرتبہ مکہ نے چپاس آدمیوں کو لے کر شہ خن مارنے کا ارادہ کیا صحابہ نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اور مکہ زلزلہ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا۔

مکہ زاپ سے گفتگو کر رہی رہا تھا کہ اتنے میں قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو صلح کرنے کے لئے پہنچ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو آتے دیکھ کر صحابہ سے فرمایا:

قَدْ سَهِّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ ۖ اَلَيْسَ تَهْتَارُ مَعَ لَكُمْ شَيْءٌ هُوَ كَيْفَا

اور یہ فرمایا کہ قریش اب صلح کی طرف آئے ہو گئے ہیں اس شخص کو صلح کے لئے بھیجا ہے سہیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیر تک صلح اور شرائط صلح پر گفتگو ہوتی رہی جب شرائط صلح طے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو تحریر معاہدہ کا حکم دیا اور سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھنے کا حکم دیا۔

عرب کا قدیم دستور یہ تھا سرنامہ پر بِاسْمِکَ اللّٰہُمَّ لکھا کرتے تھے، اس بنا پر سہیل نے کہا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہیں جانتا۔ قدیم دستور کے مطابق باسمک اللہم لکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا یہی لکھو اور پھر فرمایا کہ یہ لکھو۔

هٰذَا مَا قَضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۖ یٰوہ عہد نامہ ہے جس پر محمد اللہ کے رسول نے صلح کی ہے۔

سہیل نے کہا اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو پھر نہ آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ سے لڑتے۔

۱۵۔ یعنی پورا سہل تو نہیں ہوا لیکن کچھ نہ کچھ سہل ہو گیا یہ من تبعیضہ کا ترجمہ ہے جو قد سہل لکھ من اموک میں لفظ من ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال کو پسند فرماتے تھے اس سے پیش کی آمد سے ایک سال لی اور سہیل کی لکھ سہولت کے حق میں نالی یک بھاگ کر نہ سہیل چونکہ سہیل کی تصدیق ہے جو تفصیل پر دلالت کرتا ہے اس لئے نالی حسن میں من تبعیضہ کا مترادف یا تاکہ اہل ماخذ لہ نالی حسن، دلائل تفصیل میں مشترک ہر جایی ۴ نند نالی ۱۹ ج ۲

جیسے محمد رسول اللہ کے محمد بن عبد اللہ کھینے آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری کنڈیہ کر دو اور حضرت علیؑ سے فرمایا یہ الفاظ مشاکرہ ان کی خواہش کے مطابق خالی میرا نام لکھ دو۔ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو ہرگز آپ کا نام نہ مٹاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا وہ جگہ دکھاؤ جہاں تم نے لفظ رسول اللہ لکھا ہے۔ حضرت علیؑ نے انگلی رکھ کر وہ جگہ بتلائی آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اُس لفظ کو مٹایا اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو محمد بن عبد اللہ لکھنے کا حکم دیا بشرائط صلح حسب ذیل تھے۔

شرائط صلح

- (۱)۔ دس سال تک آپس میں لڑائی موقوف رہے گی
- (۲)۔ مکرش میں کا جو شخص بغیر اپنے ولی اور آقا کی اجازت کے مدینہ جائے گا وہ واپس کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ مسلمان ہو کر جائے۔
- (۳)۔ اگرچہ شخص مسلمانوں میں سے مدینہ سے مکہ آجائے تو اس کو واپس نہ دیا جائے گا۔
- (۴)۔ اس درمیان میں کوئی ایک دوسرے پر تلوار نہ اٹھائے گا اور نہ کوئی کسی سے خیانت کرے گا۔
- (۵)۔ محمد اس سال بغیر عمرہ کئے مدینہ واپس ہو جائیں مکہ میں داخل نہ ہوں سال آئندہ صرف تین دن مکہ میں رہ کر عمرہ کر کے واپس ہو جائیں سوائے تلواروں کے اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہوں اور تلواریں بھی بنام یا غلات میں ہوں۔

(۶)۔ قبائلی متحدہ کو اختیار ہے کہ جس کے معاہدہ اور صلح میں شریک ہونا چاہیں شریک ہو جائیں۔

۱۔ بعض روایات میں مکتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ آیا ہے وہاں سادہ بازی پر عمل ہے یعنی امر بالمعروف نہی المنکر کا حکم دیا جیسا کہ کتب الیقین و کسریٰ میں اسناد مجازی ہے اس لئے کہ انھوں نے قرآن و احادیث متواترہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی ہونا واضح ہے اور اس واقعہ میں حضرت علیؑ کے ہاتھ صلح نامہ کا لکھنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے، وقد قال قائل کفر فی ذلک شعطرت
بریت مومن شری دنیا با کفر - وقال ابن رسول اللہ قد کتبنا ۱۷ نذرانی ۱۹ ج ۲

چنانچہ بنو خزاعہ آپ کے عہد میں اور بنو کبرقریش کے عہد میں شریک ہو گئے بنو خزاعہ آپ کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے اور بنو کبرقریش کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے

صلح نامہ ابھی لکھا ہی جا رہا تھا کہ سہیل کے بیٹے ابو جندل رضی اللہ عنہ بائزنجہ قبیلہ سے نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو پہلے سے مشرف باسلام ہو چکے تھے اور کفار و مکہ طرح طرح کی ان ایذاؤں پہنچا رہے تھے سہیل نے کہا یہ پہلا شخص ہے کہ جو عہد نامہ کے مطابق واپس ہونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا نہیں گیا یعنی لکھے جانے اور دستخط ہوجانے کے بعد سے اُس پر عمل شروع ہونا چاہیے۔ آپ نے بار بار سہیل سے کہا کہ ابو جندل کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے مگر سہیل نے نہیں مانا۔ بالآخر آپ نے ابو جندل کو سہیل کے حوالہ کر دیا۔

مشرکین مکہ نے ابو جندل کو طرح طرح سے ستایا تھا اس لئے ابو جندل نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا افسوس اے گروہ اسلام! میں کافروں کے حوالہ کیا جا رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کر ابو جندل کو تسلی دی اور یہ فرمایا:

يَا أَبَا جَنْدَلٍ اصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَإِنَّا
كَلَفَدْنَاهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ جَاعِلٌ لَكَ
إِنَّا أَبَا جَنْدَلٍ اصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَإِنَّا
كَلَفَدْنَاهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ جَاعِلٌ لَكَ
فَرَجًا وَخُرْجًا

مگر ہم مسلمانوں کو ان کی واپسی شاق گذری حضرت عمرؓ نے مضبوط نہ ہو سکا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے برحق نبی نہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں آپ نے فرمایا بے شک حضرت عمرؓ نے کہا پھر یہ دولت کیوں گوارا کریں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول اور برحق نبی ہوں اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا اور وہ میرا معین اور مددگار ہے حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے آپ نے فرمایا یہ میں نے کب کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے۔

بعد ازاں حضرت عمرؓ، صدیق اکبر کے پاس گئے اور جا کر ان سے بھی یہی گفتگو کی۔ ابو کر صدیق

رضی اللہ عنہ نے لفظ بلفظ ہی جواب دیا جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔

حضرت عمر فرماتے ہیں بعد میں میں اپنی اس گستاخی پر بہت نادام ہوا اور اس کے کفارہ میں بہت سی نمازیں پڑھی اور روزے رکھے اور صدقہ اور خیرات کی اور بہت سے غلام آزاد کیئے۔

گفتگوئے عاشقان و رکارب جوشش عشقت نے ترک ادب

صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شرط پر کیسے صلح کی جائے کہ ہم میں سے جو ان کی طرف چلا جائے تو اس کو واپس نہ کیا جائے، آپ نے ارشاد فرمایا ہاں جو شخص ہم میں کا ان سے جا ملے ہمیں اس کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اور ان میں کا جو شخص مسلمان ہو کر ہماری طرف آئے گا تو اگرچہ از روئے معاہدہ وہ واپس کر دیا جائے لیکن گھبرانے کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ قریب ہی میں اس کے نئے نجات کی کوئی صورت ضرور پیدا فرمائے گا۔ علامہ ازہرین بعد اللہ ایسی صورت پیش بھی نہیں آئی کہ کوئی مسلمان مدینہ سے بھاگ کر مکہ گیا ہو

انفرض ان شرائط کے ساتھ صلح نامہ مکمل ہو گیا اور فریقین کے دستخط ہو گئے۔

تکمیل صلح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا اور کہا کہ ام ان شرائط صلح سے اس قدر معذور اور شکستہ خاطر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار حکم دیا مگر ایک شخص بھی نہ اٹھا۔

جب آپ نے یہ دیکھا تو ام سلمہؓ کے پاس تضرعینے گئے اور بطور شکایت یہ واقعہ بیان فرمایا ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ یہ صلح مسلمانوں پر بہت شاق گزری جس کی وجہ سے افسردہ دل اور شکستہ خاطر ہیں اس وجہ سے تعمیل ارشاد نہیں کر سکے آپ کسی سے کچھ نہ

۱۔ مسلمانوں میں سے ابو بکر بن ابی قحازہ عمر بن الخطاب عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب کاتب عبد نامہ عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی رہاس۔ ابو سعید بن ابیراح محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم کے دستخط ہوئے اور دشمن کی طرف سے متدد آدمیوں کے دستخط ہوئے جن میں ان کے خطیب بنی عبد العزیٰ اور مکزی بن حفص کے دستخط ہوئے اور خطا مر کا ایک خط آپ کے پاس رہا اور ایک نسخہ بنی بن عمرو کے پاس رہا۔ بلقات ابن سعد ۱/۲۷۶

فرمائیں۔ ہاں تشریف لے جائیے اللہ قربانی کر کے سرمنڈائیے خود بخود آپ کی اتباع کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے قربانی کرتے ہی سب نے قربانی شروع کر دی۔

حق تعالیٰ شانہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنائے خیر دے جن کی صائب مائے نے یہ عقدہ حل کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر خاطر سے اس تکذ کو دور فرمایا جس طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا مشورہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صائب اور نہایت صحیح تھا اسی طرح المؤمنین ام سلمہ کا یہ مشورہ بھی نہایت صائب اور موجب خیر و برکت ہوا۔ یہ تمام واقعات ہم نے بخاری اور فتح الباری سے لئے ہیں جو بھگد اللہ تعالیٰ نہایت مستند اور معتبر ہیں تطویل کی وجہ سے حوالہ روایات کو ترک کر دیا، چونکہ یہ تمام واقعات ایک ہی باب میں مذکور ہیں اس لئے مفتوح الباری کے حوالہ کافی سمجھتے ہیں تفصیل اور حوالہ اگر درکار ہے تو فتح الباری کتاب الشروط از ۲۴۵ ج ۵ تا ۲۵۶ ج ۵ کی مراجعت کریں۔

یہ تمام واقعات صحیح شمسی نامہ زرقانی شرح مواہب میں بھی مذکور ہیں مگر ان کی ترتیب فتح الباری کی ترتیب سے مغایر ہے۔ ہم نے ان واقعات میں فتح الباری کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے اس لئے فتح الباری کا حوالہ دیا۔

تقریباً دو ہفتہ قیام کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس ہوئے جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین پہنچے تو سورہ فتح نازل ہوئی۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا اٰلِیٰ اٰخِرَ السُّورَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کر کے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا اٰلِیٰ اٰخِرَ السُّورَةِ سنائی صحابہ اس صلح کو اپنی شکست سمجھے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے فتح سمین فرمایا جس کو راز راہ تعجب آپ سے دریافت کیا یا رسول کیا یہ فتح ہے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک یہ عظیم الشان فتح ہے۔ (رد راہ احمد و ابوداؤد و مالک و امام زہری فرماتے ہیں کہ فتح حدیبیہ اسی عظیم الشان فتح مٹھی کو اس سے قبل اس شان کی فتح

نصیب نہیں ہوتی، آپس کی لڑائی کی وجہ سے ایک دوسرے سے مل جل نہیں سکتے ہیں صلح کی وجہ سے لڑائی ختم ہوتی اور امن قائم ہوا۔ اور جو لوگ اسلام کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے اور وہ علانیہ طور پر احکام اسلام بجالانے لگے، آپس کی منافرت اور کشیدگی دُور ہوئی۔ بات حیت کا موقع ملا۔ مسائل اسلامیہ پر گفتگو اور مناظرہ کی نوبت آئی۔ قرآن کریم کو سُنا جس کا اثر یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے بے کرفع مکہ تک اس قدر کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ ابتداء بعثت سے بے کما اس وقت تک اتنے مسلمان ہوئے تھے اسلام تو مکالمہ اخلاق اور محاسن اعمال معدن اور سرچشمہ اور تمام خوبیوں اور بھلائیوں کا مجموعہ تھا ہی لیکن حضرات صحابہ کرام بھی فضائل و فاضل محاسن و شمائل کے زندہ تصویر تھے۔ اب تک عناد اور منافرت اور بغض اور عداوت کی آنکھیں ان کے ادراک سے مانع نہیں۔

چشمِ بداندیش کہ بر کند باد عیبِ نسیب نہ زبش در نظر
اب صلح کی وجہ سے عناد اور منافرت کا پردہ آنکھوں کے سامنے سے ہٹا تو اسلام کی دلفریب تصویریں نے انہی طرف کھینچنا شروع کیا۔

مردِ مقانی کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیشانیِ ذی شعور
صلح سے پیشتر کفار مکہ و یمن و لاہیعوں کا مصداق تھے اس لئے اسلام اور مسلمان کا نور ان سے پوشیدہ اور چھپا ہوا تھا۔ صلح کی وجہ سے جب عداوت اور منافرت دلوں سے دُور ہوئی تو اب ذی شعور بنے اور حقیقی لوگوں کی پیشانی کا نور ان کو نظر آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پہنچ گئے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ مشرکین کی قید و بند سے بھاگ کر مدینہ پہنچے قریش نے فرامی و دادی ان کے لئے کیلئے پیچھے روانہ کئے آپ نے از روئے معاہدہ ابو بصیر کو ان دونوں آدمیوں کے حوالہ کر دیا اور ابو بصیر سے فرمایا کہ میں غلات عہدین کر سکتا ہوں بہتر ہے تم واپس چلے جاؤ۔ ابو بصیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کئے دیتے ہیں جو مجھ کو دین سے پھیرنا چاہتے ہیں اور طرح طرح سے مجھ کو ستاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا صبر کرو

اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھ کر غمگین اللہ تعالیٰ تمھاری نجات کی صورت پیدا فرمائے گا۔ یہ دونوں آدمی ابوبصیر کو لے کر روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو دم لینے کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور کچھ عرصے ساتھ تھیں وہ کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تمھاری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے اس نے تلوار کو نیام سے نکال کر کہا ہاں خدا کی قسم یہ نہایت عمدہ تلوار ہے، بارہا میں اس کو آنا چکا ہوں ابوبصیر نے کہا خدا بھگوان بھی دیکھلا۔ اس شخص نے تلوار ابوبصیر کو دے دی۔ ابوبصیر نے نورانی اس پر ایک مار کیا جس سے وہ ٹوٹ پڑا۔ دوسرا شخص یہ واقعہ دیکھتے ہی نوراً بھاگا اور سیدہ ہامینہ پہنچا، اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ساتھی تیرا مار گیا اور میں بھی اب مارا جانے والا ہوں۔

اس کے بعد ابوبصیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے عہد کو پورا کیا، آپ تو مجھ کو ان کے حوالہ فرما چکے تھے، اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے نجات دی یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں مکہ واپس چلا جاؤں تو یہ لوگ مجھ کو دین اسلام سے بھر جانے پر مجبور کریں گے یہ جو کچھ میں نے کیا وہ فقط اس لئے کیا میرے اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں، آپ نے فرمایا بڑا ہی لڑائی کا بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اس کا ساتھی ہو۔ ابوبصیر کچھ گئے کہ اگر میں یہاں رہا تو آپ مجھ کو بھر کفار کے حوالہ کر دیں گے اس لئے مدینہ سے نکل کر ساحل بحر پر جا کر ٹھہر گئے جس راستے سے قریش کے کاروان تجارت شام کو آتے تھے۔ مکہ کے بکس اور بے بس مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا۔ تو چھپ چھپ کر ابوبصیر کے پاس پہنچے لگے ابوسہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل بھی وہیں پہنچ گئے اس طرح ستر آدمیوں کا ایک جھنڈا ہاں جمع ہو گیا قریش کا جرقہ فائدہ ہاں سے گزرتا اس سے قرض کرتے۔ ابو جہل غنیمت ان سے حاصل کرتا اس سے گزراوقات کرتے۔ قریش نے مجبور ہو کر آپ کی خدمت میں آدمی بھیجے کہ ہم آپ کو اللہ کا اور قراتوں کا واسطہ

۱۷۔ علامہ سیبلی فرماتے ہیں کہ تین نیکو آدمی جمع ہو گئے ہیں جیسا کہ زہیر بن ابی موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے

(نسائی مسند ۱۲۰)

لے کر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ابو بصیر اور ان کی جماعت کو مدینہ بلا لیں اور جو شخص ہم میں سے مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا ہم اس سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔

آپ نے ایک والا نامہ ابو بصیرؓ کو لکھوا کر روانہ کیا۔ جس وقت آپ کا والا نامہ پہنچا اس وقت ابو بصیر اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے۔ آپ کا والا نامہ ابو بصیرؓ کو دے دیا گیا پڑھتے جاتے اور خوش ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ ابو بصیرؓ جان بحق تسلیم ہوئے اور والا نامہ ان کے سینہ پر تھا۔ (کما رواہ اسہلی ص ۲۳۳) اور ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ میں تھا کہ ذکرہ الحافظ فی اللغۃ ابو جندل بن سبیل نے ابو بصیرؓ کی تجہیز و تکفین کی اور اسی جگہ ان کو دفن کیا اور قریب میں ایک مسجد بنائی اور بعد ازاں ابو جندل اپنے تمام رفقاء کو اسے کہ مدینہ حاضر ہوئے۔

سبیل بن عمرو کو جب اس شخص کے قتل کی خبر پہنچی جس کو ابو بصیرؓ نے قتل کیا تھا۔ وہ شخص سبیل کے قبیلہ کا تھا۔ سبیل نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دیت کا مطالبہ کرے، ابو سفیان نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دیت کا مطالبہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور ابو بصیرؓ کو تمہارے قاصد کے حوالہ کر دیا۔ اور ابو بصیرؓ نے آپ کے حکم سے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ از خود قتل کیا۔ اور اس دیت کا مطالبہ ابو بصیرؓ کے خاندان اور قبیلہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابو بصیرؓ ان کے دین پر نہیں (فتح الباری کتاب الشرط)

معادہ کے بعد جو مسلمان مرد مکہ سے بھاگ کر مدینہ آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو از روئے معادہ واپس کر دیا بعد چندے کچھ مسلمان عورتیں ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ پہنچیں اہل مکہ نے از روئے معادہ ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کے ان کی واپسی سے منع فرمایا اور یہ ظاہر کر دیا کہ واپسی کی شرط مردوں کے ساتھ مخصوص تھی عورتیں اس شرط میں داخل نہ تھیں۔ چنانچہ بعض روایتوں میں یہ لفظ ہیں، لایا تیرہ رجل الخ نہیں آئے گا، آپ کے پاس کو مرد مگر آپ اس کو واپس فرمائیں گے اور ظاہر ہے کہ رجل کا لفظ جس کے معنی مرد کے ہیں وہ عورتوں کو کیسے شامل ہو سکتا ہے، مشرکین مکہ عورتوں کو بھی اس میں شامل کرنا چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے

انکار فرمایا اور خاص اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ
الْمُؤْمِنَاتُ مَسَاجِرَاتٍ فَاِمْنَعْنَهُنَّ
اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْحَابِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ
مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ
لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ
لَهُنَّ وَالتَّوَهُُّ مَا اَلْفَقُوْا وَلَا جُنَاحُ
عَلَيْكُمْ اَنْ تَنكِحُوهُنَّ اِذَا اتَّيَبْتُمُوهُنَّ
اُجُوْرُهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصْمِ
الْكُفْرِ اِنْ رَاْسُكُمُ اَمَّا اَلْفَقْتُمْ وَلَسْتُمْ لَهَا
بِئْسَ كُفْرًا اَللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَاِنْ تَاْتَكُمْ
شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَاْتَبِعُوْهُمُ نَالُوْا
الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَا اَلْفَقْتُمْ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ اَسْتَلِمَ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ

اے ایمان والو جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے
تھارے پاس آئیں تو ان کا استحان کر لو کہ کس لئے
ہجرت کر کے آئی ہیں! پس اگر استحان کر کے تم کو یہ معلوم
ہو جائے کہ یہ واقعہ میں مومن ہیں تو پھر ان کا نفوذ
کی طرف واپس مت کرو یہ عورتیں ان کا فردوں
کی طرف واپس مت کرو یہ عورتیں ان کا فردوں
کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ کا فردوں کے لئے
حلال ہیں۔ اور ان کا فردوں نے جو خرچ کیا ہے
وہ ان کو ادا کر دو۔ اور تھارے لئے کوئی عرج نہیں
ان ہجرت کر کے لوگوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو
اور اسے مسلمانہ تم کا فرد عورتوں کے تعلقات کراتی
مت رکھو اور طلب کر لو کہ فردوں سے جو تم نے خرچ
کیا ہے اور کافر نابالغ ہیں جو انھوں نے خرچ کیا ہے
یہ اللہ کا حکم ہے جو تھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے

اور اگر تھاری عورتیں ہیں سے کوئی عورت کا فرد کی طرف چلی جائے پھر تھاری عزت آئے تو
جن کی بیبیاں ہاتھ سے بچل گئی ہیں تو جتنا ہر انھوں نے اپنی بیبیوں پر خرچ کیا تھا اس کی برابر
ان کو دے دو۔ اور اس خدا سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس کے بعد کفار بھی غامض ہو گئے اور عورتوں کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا

فوائد و لطائف اور مسائل و احکام

۱۱۔ بادشاہ اسلام اور ذی رائے مسلمان اگر کافروں سے صلح کرنے میں اسلام اور مسلمانوں کا نفع و مصلحت سمجھیں تو صلح کر لینا جائز ہے۔ ایسی صلح بھی معنی جہاد ہے کیونکہ مقصود جہاد سے کفر اور کافروں کے شر کو دین کرنا ہے جو معنی اس صلح سے حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا ۖ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ۔
اگر کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی صلح کی طرف مائل ہر جائیں۔ مگر اعتماد اور بھروسہ اللہ عزوجل پر رکھیں۔ یعنی صلح پر بھروسہ نہ کریں۔

۱۲۔ اگر صلح کرنے میں اسلام اور مسلمانوں کا نفع نہ ہو تو روئے کر صلح کرنا جائز نہیں اس لئے ایسی صلح مسلمانوں کی تہذیب اور فرائض جہاد و قتال کی تعطیل کا باعث ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

فَلَا تَهِنُوا وَتَذَعُوا إِلَى السَّلْمِ ۖ فَاسْتَمِعُوا لَهُمْ ۚ وَاللَّهُ مَعَ الْكَافِرِينَ ۚ
پس مت ہمتی کرو اور صلح کی طرف بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

یعنی جہاد پر تندرست رکھتے ہوئے کافروں سے صلح جائز نہیں اور صلح کے معنی ترک قتال کے ہیں نہ کہ اتحاد کے اسی وجہ سے فقہاء نے صلح کے لئے لفظ موادعت کا استعمال کیا ہے اور موادعت کے معنی لغت میں ایک دوسرے کو جنگ اور قتال سے چھوڑ دینے کے ہیں۔

۱۳۔ عند الضرورت کافروں سے بلا معاوضہ اور مال دے کر اور مال لے کر تمیز طرح صلح جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد یثرب و مدینہ سے بلا معاوضہ دیئے اور لئے معاہدہ فرمایا اور اس وقت یہ صلح فرمائی جو صلح حدیبیہ کے نام سے معروف ہے اور نصائح نبویؐ سے مائل ٹھہر کر صلح فرمائی اور غزوہ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن فرمائی مدینہ کی نصف کھجوریں دے کر صلح کا ارادہ فرمایا افضل قصہ غزوہ احزاب کے بیان میں گزر چکا

۱۴۔ سبحان اللہ! اللہ کا کلام ہے کہ صلح کے ساتھ تو قتل علی اللہ کا مسئلہ بھی بیان کیا جا رہا ہے۔ ۱۲ منہ عفا عنہ

ہے معلوم ہوا کہ تمیں طرح صلح جائز ہے۔

(۴)۔ اہل اسلام اور اہل کفر میں جب کسی مدت معینہ کے لئے صلح طے پا جائے تو اس کا کھلنا مناسب ہے۔ اس لئے کہ جو عقد اور معاملہ ایک عرصہ تک مدت ہو تو حق و عداوت نے امتیاز اس کے کھنے کا حکم دیا ہے۔

قال تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا دَاخَلْتُمْ أَرْضًا فَامْتَحِنُوهَا ۖ إِنَّهَا غُلُوبٌ مُّسْتَمْسِكَةٌ ۖ فَامْتَحِنُوهَا ۚ
اے ایمان والو جب کسی ارض کا معاملہ کرو
مدت معینہ تک اس کو کھو لیا کرو۔

مال جو معاملہ اور جو عقد فوری اور وقتی ہو زمانہ آئندہ پر محمول نہ اس کی کتابت ضروری نہیں۔
كما قال تعالى: إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بِحَارِثٍ ۖ
مگر جو معاملہ دست بدست ہوا ہو
خاصہً شَرَبَ يَوْمَئِذٍهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۚ
نہیں۔

معلوم ہوا کہ جو معاملہ ایسا نہ ہو اس کے نہ کھنے میں حرج ہے یعنی اس کا کھلنا ضروری اور لائق ہے۔ (شرح السیاحیہ ج ۳ ص ۱۴)

(۵)۔ عہد نامہ کی دو نقلیں ہونی چاہئیں تاکہ ہر فریق کے پاس ایک ایک نسخہ محفوظ رہے۔

(۶)۔ اور ہر ایک نقل پر فریقین کے سربراہ اور وہ لوگوں کے دستخط ہونے چاہئیں جیسا کہ حدیبیہ میں جو عہد نامہ مرتب ہوا اس پر فریقین کے دستخط ہوئے اور ایک نقل آپ کے پاس اور ایک نقل سہیل بن عمرو کے پاس رہی۔

(۷)۔ شرائط صلح میں سے کسی شرط کے خلاف کرنا بد عہدی اور عہد شکنی ہے۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل اور ابو بھیر کو یہ کہہ کر واپس کیا کہ ہم عہد کر چکے ہیں اس کے خلاف نہ کریں گے۔

(۸)۔ اگر کسی ایک علاقہ کا مسلمان فرمانروا کسی سے کوئی معاہدہ کرے تو دوسرے علاقہ کا فرمانروا اور دوسرے علاقہ کے مسلمان اس کے پابند نہ ہوں گے، جو مسلمان مکہ سے مدینہ بھاگ کر آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے از روئے معاہدہ ان کو مشرکین مکہ کے حوالہ کر دیا۔ آپ پر فقط اسی حد تک بڑی تھی کہ دارالاسلام یعنی مدینہ منورہ میں ایسے شخص کو ٹھہرنے نہ دیں۔

ابو بصیر اصحابو جندل رضی اللہ عنہما نے جس جگہ جاکر پڑاؤ والا وہ حدود مدینہ سے بالکل خارج تھا۔ ابو بصیر کی جماعت نے جو کچھ کیا وہ حدود مدینہ سے باہر کیا نیز آپ کے حکم اور اجازت سے نہیں کیا۔
(فتح الباری و زاد المعاد)

(۹)۔ ابو بصیر نے جس عامری شخص کو قتل کیا وہ محض اپنے دین اور ایمان اور جان بچانے کے خاطر کیا اس لئے کہ ابو بصیر جانتے تھے کہ مکہ جانے کے بعد پھر طرح طرح سے ستایا جاؤں گا۔ اور کفر اور شرک پر مجبور کیا جاؤں گا۔ اس بنا پر انھوں نے اس عامری کو قتل کر کے اپنی جان اور اپنے ایمان کو بچایا
(روض الاناف ص ۲۳ ج ۲)

(۱۰)۔ جو عورت مسلمان ہو کر دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں چلی آئے تو اس کا نکاح شوہر سے نسخ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مرد مسلمان ہو کر دارالحرب سے دارالاسلام میں چلا آئے تو اس کا نکاح اس کا شوہر ہی سے نسخ ہو جاتا ہے۔
(۱۱)۔ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يَتُوبُوا فَرِحْتُمْ بِكَفَرِ عَوْرَتِكُمْ كِيَوْمِ تَنْكِحُوْنَ عَصَمْتُ كُرْدُكُ كَمَا نَرُكُھُوْ بِعِنِّیْ اِنْ كُوْجُوْرُوْ دُوْ اُوْر
ازواجی تعلق ان سے منقطع کر دیا اور مسلمان کر دیا نہیں کہ ایک مشرک عورت کو اپنے نکاح میں رکھے۔
چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اپنی دو مشرک بیبیوں کو جو مکہ میں تھیں انکو طلاق دے دی ایک کا نام قریہ تھا جس نے بعد میں معاویہ بن ابی سفیان سے نکاح کیا اور دوسری کا نام ام کلثوم تھا جس نے بعد ابو جہم سے نکاح کیا۔

اس سے حضرات صحابہ کے ایمان و اخلاص کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے حکم کے سامنے کسی تعلق اور محبت کی ذمہ داری سر پر نہ تھی اور کہاں سے ہوتی ان کے دلوں میں تو ایک اللہ عزوجل کی محبت اتنی سا جگہ تھی کہ اب دوسرے کے لئے گنجائش ہی نہ رہی تھی۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ قَوْمٍ قَلْبًا وَاحِدًا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِمَا أَنَا رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَدَّبْتُكُمْ وَإِنَّمَا كُنْتُ مِّنَ الْغَاثِ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِمَا أَنَا رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَدَّبْتُكُمْ وَإِنَّمَا كُنْتُ مِّنَ الْغَاثِ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِمَا أَنَا رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَدَّبْتُكُمْ وَإِنَّمَا كُنْتُ مِّنَ الْغَاثِ ۚ

لے۔ فتح الباری ج ۵، ص ۳۶۱۔ الاطرب آیت نمبر ۶

بسم الله الرحمن الرحيم

(۱۱)۔ واقعہ مدینہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دو طرح فضل و کمال کا ظہر ہوا۔ اس طرح سے کہ اس صلے سے تمام صحابہ حتیٰ کہ فاروق اعظم بھی منموم اور رنجیدہ تھے مگر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مطمئن تھے۔ دوم یہ کہ جب عربین الخطاب نے اپنا اضطراب ابریکریشے جا کر بیان کیا تو ابریکریشے حرف بحرف لفظ بلفظ وہی جواب دیا جو رسوا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

(۱۱۴)۔ امام شافعی رحمہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حد میسر کا کچھ حصہ حلق میں ہے اور کچھ حرم میں ہے۔ امام احمد بن حنبل کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تر حلق میں تھا مگر نازیں حد حرم میں اگر آفرماتے تھے۔

لہذا جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے کہ وہ حرم کے قریب ہو تو نازیں حدود حرم ہی میں پڑھنی چاہئیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی عمل تھا۔

نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک لاکھ نازوں کا ثواب مجدد حرام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ حدود حرم میں جہاں کہیں بھی نماز ادا کرے گا ایک لاکھ نازوں کا ثواب ملے گا۔

(۱۱۵)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کو غزوہ حلق کا حکم دیا اور صحابہ نے اس میں ذرا توقف کیا تو آپ نے اُم المؤمنین اُم سلمہؓ کے مشورہ پر عمل فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے مشورہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کا ہم اور فراسست اور تقویٰ اور دیانت قابل اطمینان ہو۔

(۱۱۶)۔ سہیل بن عمروؓ کے اصرار سے آپ نے بجائے بسم اللہ کے بسم اللہ مکنہ منظور فرمایا اگرچہ بسم اللہ کا لکھنا اولیٰ اور افضل تھا مگر چونکہ بسم اللہ بھی حق اور درست تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیٰ اور افضل پر اصرار نہ فرمایا۔

۱۰۔ بیعت کی فضیلت

بیعت کی حقیقت بیعت عقبہ کے بیان میں گزر چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیعت بیعت مشتق ہے جس معنی کے فروخت کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں اپنے نفس کو معاوضہ جنت اللہ عزوجل کے ماتھے فروخت کر دینے کا نام بیعت ہے۔ نفس بیعت ہے اور جنت اس کا شن ہے انسان۔ بات یہ ہے اللہ عزوجل مشتری ہے تمام عقلا کے نزدیک یہ سلم ہے کہ بیعت ہو جانے کے بعد مبیع ملک باتنے سے مل کر۔ ملک مشتری میں داخل ہو جاتی ہے۔ مشتری ہی تمام تصرفات کا مالک ہو جاتا ہے، اسی طرح مومن بیعت کر لینے کے بعد اپنے نفس کا مالک نہیں رہتا۔

اس لئے مومن کو چاہیے کہ اب نفس میں اپنی رائے سے کوئی تفرق نہ کرے۔

مگر یہ معاملہ حق جل و علاء سے براہِ راست نہیں ہوتا۔ حضراتِ انبیاء اللہ علیہم السلام صلوٰۃ اللہ علیہم ان کے وارثین کے توسط سے ہوتا ہے۔

حضراتِ صحابہ نے جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی تو اصل بیعت اللہ عزوجل سے تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ درمیان میں کہیں اور کشید تھے۔ کما قال تعالیٰ: **إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ** تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں جن میں سے **اللَّهُ يَبْدَأُ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ** کوہِ حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا

ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

صحیح بخاری میں سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَرَحْلَيْهِ** کون ہے جو اپنے جبڑوں اور پیروں کے درمیان کا **أَضْمَنَ لَهُ الْجَنَّةَ** ذمہ دار بنے یعنی زبان اور شرِ مگاہ کی حفاظت کا ذمہ لے تو میں اس کے لئے جنت کا کفیل اور ضمان ہوں۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گوشن یعنی جنت کا ضمان قرار دیا ہے کہ اگر اہل ایمان اس کی ضمانت اور ذمہ داری کریں کہ زبان اور شرِ مگاہ میں کوئی تفرق اللہ عزوجل کی مرضی کے خلاف نہ کریں گے جو ہمارا مشتری ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بیعتِ نفس، کاشن اور قیمت یعنی جنت دلانے کا کفیل اور ضمان ہوتا ہوں۔

اس حدیث میں یضمن اور اضمن کا لفظ اسی بیعت کی طرف مشیر ہے اس لئے کہ ضمانت اور کفالت بیعت ہی میں ہوتی ہے۔ بیعت میں اگر کوئی عیب بچے تو مشتری کو خیالِ عیب کی وجہ سے اس کے رد کرنے کا حق مائل ہوتا ہے لیکن مشتری اگر بیعت کے عیب کو دیکھ کر یہ کہہ دے کہ رضیت میں راضی ہو گیا تو خیالِ عیب ساقط ہو جاتا ہے اور بیعت باطل مکل ہو جاتی ہے مشتری کی جانب سے رد و فسخ کا امکان ہی نہیں رہتا۔

حضرات صحابہ نے جب درخت کے نیچے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ
يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۗ

البتہ تعین اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان مؤمنین
جھڑلے نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اپنا خیار عیب ساقط فرمایا۔ اور یہ ظاہر کر دیا کہ ان حضرات نے اللہ عزوجل سے معاملہ
بیع کیا ہے وہ کبھی فسخ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی رضا ظاہر فرما کر اپنا خیار ساقط فرمایا ہے
لیکن حضرت صحابہ بھی رضینا باللہ کہہ کر اپنا خیار ساقط کر چکے ہیں۔ کما قال تعالیٰ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ
اللہ تعالیٰ ان راضی ہوا اللہ سے راضی ہوئے

اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی عیب کا امکان نہیں لیکن صحابہ نے رضیت کہہ کر فسخ اطلاق
کے امکان کو بھی ختم کر دیا غرض یہ کہ طرفین اپنی اپنی رضا اور غرضوں کی ظاہر کر کے اپنا اپنا خیار
ساقط کر چکے ہیں بیع بالکل مکمل ہو چکی حضرت صحابہ اپنے نفوس اللہ عزوجل کے حوالہ اور سپرد
کر چکے بقیقتضائے وعدہ الہی ان کے نفوس کا ثمن (یعنی جنت) اللہ کے ذمہ واجب ہو چکا ہے
حضرات صحابہ کے سوا سب کا معاملہ خطرہ میں ہے معلوم نہیں کس کس کی بیعت کو خیال عیب کے
بنیاد پر زور کیا جائے گا اور بیعت سے لوگ تو دنیا ہی میں اللہ عزوجل سے اپنی بیعت کا قائلہ کر چکے ہیں
جس کے ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کہا تھا۔

اقلنی ببيعتي
میری بیعت واپس کر دیجئے۔

اصطلاح فقہاء میں آقا۔ متعاقدین کے حق میں فسخ اور ثالث کے حق میں بیع جدید ہوتا
ہے اسی طرح جب کوئی بد نصیب حق بل و عمار سے اپنی بیعت کا قائلہ کرتا ہے تو اس کے اور حق
تعالیٰ کے مابین تو بیع ہوتا ہے اور ثالث یعنی شیطان کے حق میں بیع جدید ہوتی ہے

امام اعظم ابو حنیفہ اسحاق رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے۔

کلاسِ بواہینِ الموی و عبدہ غلامِ ادا آقام کے مابین سود نہیں۔

اس لئے کہ خود غلام کے پاس جو کچھ ہے وہ سب مولیٰ ہی کی ملک ہے ہم جو کچھ غلام سے بڑھ کر غلام میں آخر اُس خداوندِ اجلال کے بندہ ہی ہیں اور بندے بھی ایسے بندے کہ کسی طرح اس کی عبدیت سے آزاد نہیں ہو سکتے اور نہ بھلا اللہ ہم اس کی عبدیت سے آزاد ہونا چاہتے ہیں اس لئے وہ خداوندِ اجلال ہم سے ایک حسرت نکلیے کہ کم از کم وہ گنہ سود دیتا ہے لِيَمْحَقَ اللَّهُ الْبَوَاہِ وَ لِيُزِيلَ بِي الصَّدَقَاتِ۔

الحاصل

جن حضرات نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہا اور ان کے دلوں کو سکینت اور طمانیت کی بیش بہا دولت سے معمور کیا اور فتحِ قریب اور مغام کثیرہ کا ان سے وعدہ فرمایا۔ کما قال تعالیٰ۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُوهُنَّ لَعَنَ اللَّهُ الشَّجَرَةَ تَحْتِهَا فِي قُلُوبِهِمْ فَإِنْ نَزَلَ السَّكِينَةُ عَلَيْهِمْ وَأَنشَأْتَهُمْ فَتَحًا قَرِيبًا وَمَغَالِمَ كَثِيرَةٍ يَأْخُذُونَ هَآؤُلَآءِ اللَّهُ هَزِيزًا حَكِيمًا ۝

تحقیق اللہ راضی ہوا مومنین سے جس وقت کہ وہ آپؐ سے بیعت کر رہے تھے، درخت کے نیچے بس جانا اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے پس تار کی لٹ نے ان پر اپنی تسکین اور انعام میں وہی قریب فتح اور بہت سی فطیتیں جو آئندہ چل کر گئے اور نہ خراب اور حکمت والا ہے۔

اور سورہ توبہ میں بیعت کو فوزِ عظیم فرمایا۔ کما قال تعالیٰ

فَاسْتَبْشِرُوا بَيْعَكُمْ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

پس خوشیاں کرو اس سود سے جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور یہ بڑی ہی کامیابی کا معاملہ ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام پرا کر کبھی ہجرت پر اور کبھی جہاد پر اور کبھی ترکِ مملکت پر مثلاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ زنا اور چوری نہ کریں گے۔ اولاد قتل نہ کریں گے۔ کسی پر بیتان نہ باندھیں گے اللہ کی نافرمانی نہ کریں گے اور کبھی اس بات پر کہ اللہ کی عبادت کریں گے۔ پانچوں نازیں ٹھیک ٹھیک ادا کریں گے، زکوٰۃ دیں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔ ہر مسلمان کی خیر خواہی کریں گے، اپنے امیر اور والی کی اطاعت کریں گے جب تک وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے کسی سے سوال نہ کریں گے۔ والدین کے ساتھ احسان کریں گے۔ وغیرہ ان امور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت لینا احادیثِ صحیحہ سے ثابت اور مسلم ہے تفصیل کے لئے فتح الباری ص ۶ تا ۷ اور کنز العمال ص ۱۷۷ ج اول فصل خاص فی احکام البیوع کی مراجعت کریں۔

ان آیاتِ صریحہ اور احادیثِ صحیحہ کے بعد بیعت کے مسنون اور محسن اور موجبِ خیر و برکت میں ہونے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کتاب اور حکمت کے مسلم امت کے دلوں کے فزک کی معنی مقبول اور جلا کرنے والے تھے اسی طرح اللہ کی زمین پر اللہ کے خلیفہ بھی تھے جو بیعت آپ نے خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے لی، وہ خلفاء کے لئے سنتِ بروی اور جو بیعت آپ نے مسلم انتخاب و الحکمۃ اور فزک کی ہونے کی حیثیت سے لی۔ وہ علماء ربانین اور اہل اللہ اور عارفین کے لئے سنتِ بروی۔

(۱۸) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ غائبانہ بیعت بھی صحیح ہے۔

(۱۹) مسلم بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تین بار بیعت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ بیعت کی تجدید اور اس کا تکرار مسنون اور مستحب ہے۔

(۲۰) حدیث میں جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی حتیٰ جل شانہ نے ہر کسی قید و شرط کے ان سے اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلان فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ فَتَلْعَتْ الشَّجَرَةَ۔ اور تَلْعَمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ ان کے دلِ اخلاص کو بیان فرمایا اور وَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ

عَلَيْهِمْ سَے ان کے اطمینان اور ایقان قلب کو بیان فرمایا کہ ان کے قلوب بالکلیہ مطمئن ہیں۔ اضطراب کا کہیں نام و نشان نہیں اور ظاہر ہے کہ جس سے اللہ ماضی ہوا احسن کے طہ پکنیت و طمانیت کو نازل فرمایا ایسا شخص نہ فی الحال منافق اور نہ فی الحال مرتد ہو سکتا ہے احادیث میں ان کے بہت فضائل آئے ہیں۔ چنانچہ مسند احمد میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی ہے وہ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

اور آیہ مذکورہ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ سَے ان کا مؤمن مخلص اور اللہ کا مرضی اور پسندیدہ ہونا صاف ظاہر ہے۔ حضرات شیعہ۔ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ کو ذرا غور سے پڑھیں کہ کس طرح حق تعالیٰ شانہ ان کے دلوں کے اخلاص کو ذکر فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کا یہ عمل تقیہ کے بنا پر نہ تھا بلکہ اخلاص اور صدق نیت سے تھا فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ کے بعد تقیہ کا احتمال باقی نہیں رہتا جب خدا تعالیٰ نے ان کے ولی اخلاص کی شہادت و یدوی توپ نفاق اور تقیہ کا احتمال ختم ہوا۔ اِنَّ اَتَابَكُمْ فَقَدْ اَتَيْنَا وَمَعَانِمْ كَثِيرَةً سے دور تک سلسلہ کلام چلا گیا ہے جس میں انہیں حضرات سے فتح خیبر اور معانیم کثیرہ اور فتوحات عظیمہ کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ وعدہ بھی انہی مخلصین سے تھا معلوم ہوا کہ جن حضرات پر یہ معانیم تقسیم کئے گئے وہ اللہ کے مخلص اور پسندیدہ بند تھے۔

بادشاہانِ عالم کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط

حق تعالیٰ نے صلح مدینہ کو فتح مبین اور موجب سکینت و طمانیت فرمایا ہے شک و دہش میں اور موجب سکینت و طمانیت ہوئی اس لئے کہ فتح کے معنی لغت میں کسی بند چیر کے کھول دینے کے ہیں عرب کی مخالفت کی وجہ سے اب تک دعوتِ اسلام اور تبلیغ احکام کا دروازہ بند تھا اس صلح نے اس دروازہ کو کھول دیا۔ اب وقت آیا کہ اللہ عز و جل کا پیغام اُس کے تمام بندوں کو پہنچا دیا

جائے اہل اسلام کے عظیم انسان دسترخوان پر دنیا کو دعوت اور صلائے عام دی جائے کہ اگر اس دسترخوان کے لذائذ و لطیبات فوائد اور ثمرات سے نطف اندوز ہوں۔

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کیا اہل اسلام کے دسترخوان پر اگر بیٹھ گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک ایک کے تمام مکالم اخلاق اور تمام محاسن ادب فصاحت و فرائض۔ محامد و شامک کا کوئی وزن ایسا نہیں کہ جس دسترخوان پر بنو۔ ایسا پاک اور صاف لطیف اور شفاف دسترخوان ہے کہ کسی ظاہری اور باطنی غشا اور منکر کا ذرہ برابر بھی کہیں دھبہ اور نشان نہیں۔ دیکھ لے ہاتھ دھو کر اور اللہ عزوجل کا نام پاک لے کر کھانا شروع کیا ابھی ایک ہی دواں پکے تھے کہ زبان نے فوراً ہی اسلام کا مزہ اور ایمان کی علامت اور شیرینی کو محسوس کر لیا اور کچھ گئے کہ ثورح کی غذا تو یہ ہے۔ اسی غذا سے روح زندہ رکھتی ہے۔ کفر اور شرک کی بنیاد اور زندگی کھا کر روح کا زندہ رہنا ناممکن اور محال ہے۔

انفرنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے واپس ہو کر ماہ ذی الحجۃ المحرم ۱۱ میں باؤشا ہوا کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجے کا قصد فرمایا، صحابہ کو جمع کر کے خطبہ دیا۔
ایسا انسان۔ اے لوگو میں تمام عالم کے لئے رحمت بن کر بھیجا گیا ہوں۔ تمام دنیا کو یہ پیام پہنچاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حوادث کی طرح اختلاف نہ کرنا کہ اگر قریب بھیجے کہ کہتا تو راضی ہو جتے ادا کر کہیں دود جانے کا حکم دیا تو زمین پر روجعل ہو کر بیٹھ گئے۔

حضرت صحابہ جو کہ اطاعت اور جان نثاری اخلاص اور وفا شجاری کے سمت سے سخت امتحان میں ہر موقع پر درجہ اعلیٰ میں کامیابی کی سند اور رضی اللہ عنہم و رضوانہ کا زین تمغہ حاصل کیے تھے۔ بجلادہ کب اس موقع سے جو کئے دے تھے دل و جان سے تعمیل ایشاد کے لئے تیار ہو گئے ادا ایک مناسب مشورہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ کہ یا رسول اللہ۔ لو کہ اور سلاطین جس طہر ہر نہ ہوا کو تابل و ثوق ادا اعتماد نہیں کہتے حتیٰ کہ ایسے خط کو پڑھتے تک نہیں۔ آپ نے صحابہ کے مشورہ سے ایک ہر کندہ کرائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا مگر صنعت ہمیشہ کی تھی محمد رسول اللہ اس ٹہر پر کندہ تھا۔ (محمد کا رسول اللہ) سب سے نیچے لفظ محمد تھا اور سب سے

اوپر لفظ اللہ تھا۔ اور لفظ رسول درمیان میں تھا۔ تاریخ طبری ج ۳، ۳۳۵، ۳۴۰
 اور سلاطین اور اہلار کے نام خطوط روانہ فرمائے اُن کو حق کی دعوت دی اور اس سے انکار کیا
 کہ رعایا کی گمراہی کی تمام تر ذمہ داری تم پر عائد ہے۔
 ماقدی کہتے ہیں کہ یہ خطوط سب کے اخیر میں اہ ذی الحجہ میں قفقہ حدیبیہ کے بعد روانہ کئے گئے
 اور بعض اہل سیر کے نزدیک سب میں روانہ کئے گئے مگر یہ کہ حضور پر نور نے شانِ عالم کے
 نام خطوط بھیجے کا ابراہہ کو سب کے اخیر میں فرمایا ہوا دیکھیں کہ یہ خطوط روانہ کئے ہوئے
 اور امامِ مہدی فرماتے ہیں کہ غزوہ موتہ کے بعد خطوط روانہ فرمائے مگر اس پر سب متفق ہیں
 کہ حدیبیہ کے بعد اُرتح مکہ سے پہلے یہ خطوط روانہ کئے گئے۔
 یعنی اس مدت کے مابین خطوط کا سلسلہ جاری رہا واللہ اعلم۔

(۱) قصیر روم کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
من محمد عبد الله ورسول له الى	یہ خط ہے۔ محمد اللہ کے بندہ اور اس کے رسول کی طرف
هوقد عظیم الروم۔ سلام علی من	سے ہر قل کی جانب جو روم کا بڑا شخص ہے سلام ہو
اتبع الهدى۔ امّا بعد فانی ادعوا	اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ اب بعد میں تجھ کو دعوت
بید عایة الاسلام اُسَلِمُ تَسَلَّم	دیتا ہوں۔ جس کلمہ کی جو اسلام کی طرف لانے والا ہے
یوتک الله اجرک مرتین فان تولیت	ببین کلمہ طیبہ کی۔ اسلام لے آ سلامت رہے گا اور
فان علیک اثم الیرسلین	اللہ تعالیٰ دھڑا جبر عطا کرے گا جیسا کہ اہل کتاب
ریا اهل الکتاب تعالوا الى کلمة	حق تعالیٰ کا وعدہ ہے دَاوْلَیْکَ یُوْتُوْنَ اَجْرَهُمْ
سواء سینا وبعکم ان لا تعید الا الله	مَرْقُوبِیْنِ پس اگر تو اسلام سے روگردانی کرے تو تمام

ولا تشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقلوا اشهدوا انما مسلمون

دعایا کے اسلام نہ لانے کا لگن، تقیرم کو گا کہ تیرے آقا
میں اسلام کے قبول سے اندھے اندھے اہل کتاب آزاد
ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اللہ تھا ہے درمیان

میں تم ہے یہ کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک
گوانیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور مہبود نہ بنائیں پس اگر وہ اسلام
قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں یعنی اللہ کے حکم سے ہم ہو چکے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے یہ والا نامہ وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دے کر قیصر روم کی طرف
ردانہ فرمایا۔ قیصر روم اس وقت فارس پر فتحیابی کے شکر یہ میں محسوس سے پیدل چل کر بیت المقدس
آیا ہوا تھا۔ وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ محرم ۱۱۰ھ میں بیت المقدس پہنچے اور امیر نصیری کے توسط سے قیصر روم
کے دربار میں پہنچ کر آپ کا والا نامہ پیش کیا۔ ۱۱۰ھ
اور والا نامہ پیش کرنے سے پہلے ایک مختصر سی تقریر فرمائی وہ ہو ہذا۔

قیصر روم کے دربار میں حضرت حنیہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

اے قیصر روم جس نے مجھ کو آپ کی طرف سیف بنا کر بھیجا ہے وہ آپ سے کہیں بہتر ہے اور
جس ذات مابریکات نے ان کو بغیر بنا کر بھیجا وہ سب ہی سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ لہذا جو کچھ عرض کروں
اس تواضع کے ساتھ سنئے اور اخلاص سے اس کا جواب دیجئے۔ اگر تواضع کے ساتھ نہ سنیں گے تو اس کو
کما حقہ نہیں یں گے اور اگر جواب میں اخلاص نہ ہوگا تو وہ جواب عادلانہ اور منصفانہ نہ ہوگا۔
قیصر روم فرمائیے۔

وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت سید بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم علی نبینا وعلیہ
وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔

قیصر روم۔ اں۔ بے شک ناز پڑھا کرتے تھے۔

وحیہ کلثمی۔ میں آپ کو اس ذات پاک کی طرف بلاتا ہوں جس کے لئے حضرت مسیح نازیں پڑھتے اور جس کے سامنے جہین نیاز ملتی تھیں اور جس نے حضرت یحٰی کو یمن میں بنایا اور جس نے اُن تمام آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ اور بعد ازاں میں آپ کو اُس نبی مکی کی طرف بلاتا ہوں جس کی حضرت موسیٰ اور پھر حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے بشارت دیا ہے اور آپ کو اس کا کافی اور ثنائی علم اور پوری خبر ہے اگر آپ اس دعوت کو قبول کریں تو آپ کے لئے دنیا اور آخرت دونوں ہیں۔ ورنہ آخرت تو آپ کے ہاتھ سے جاتی ہی رہے گی اور دنیا میں دوسرے لوگ آپ کے شریک ہوں گے اور یقین جانیئے کہ آپ کا ایک پروردگار ہے جو ممکنین کو کھل دیتا ہے اور اپنی نعمت کی بدلتا رہتا ہے۔

قیصر روم نے آپ کا والا نامہ وحیہ کے ہاتھ سے لے کر سرسراؤ آنکھوں پر رکھا اور بوسہ دیا۔ اور کھولی کر اس کو پڑھا اور کہا سوچ کر کل اس کا جواب دے گا۔ روض الانف ص ۲۵۵ ج ۲
اور اپنے خدام کو یہ حکم دیا کہ جو لوگ آپ کی قوم کے میرے ملک میں آئے ہوئے ہوں ان کو حاضر کیا جائے تاکہ اُن سے احوال معلوم کروں۔ اتفاق سے ابوسفیان قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اس وقت بغیر من تجلّت خاتم آئے ہوئے تھے مقام غزہ میں مقیم تھے۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے قیصر کے آدمی ان کو غزہ سے جا کر لائے اور دربار میں حاضر کیا، بڑی شائق شوکت سے دربار و معتقد کیا غلطاً روم اور قیسین اور یہ بان سب حاضر تھے۔

جماعت عرب سے اول مخاطب ہو کر یہ دریافت کیا کہ تم میں سے اس بڑی نبوت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون شخص ہے، ابوسفیان نے کہا میں قیصر روم نے کہا تم میرے قریب ہو جاؤ اور اتنی قریش کی جماعت کو ان کے پیچھے بیٹھے کا حکم دیا۔ اور یہ کہا کہ میں اُن سے کچھ دریافت کروں گا۔ اگر مجھ کو تو تم ان کی تکذیب کر دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں اگر مجھ کو یا نہ لیشہ نہ ہو تاکہ لوگ میری تکذیب کریں گے تو میں ضرور مجھ کو بلاتا۔ بے لفاظی حسب ذیل گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔

۱۔ کہو کہ میں نے مجھے کا لفظ تکذیب سے لسنے نہ ہوا۔ ۲۔ فتح البدری۔

قیصر۔ تم میں ان کا نسب کیسا ہے۔

ابوسفیان۔ وہ بڑے عالی نسب میں ان کے نسب سے بڑھ کر کسی کا نسب نہیں۔

قیصر۔ کیا ان کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ بھی ہوا۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا تم لوگوں نے ان کو دعائے نبوت سے پہلے کبھی جھوٹ بولتے پایا ہے۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ ان کے پیرو کس قسم کے لوگ ہیں اعرار اور دولت مند ہیں یا غریب اور کمزور۔

ابوسفیان۔ اکثر غریب اور ضعیف۔

قیصر۔ ان کے متبعین روز بروز بڑھتے جلتے ہیں یا گھٹتے جلتے ہیں۔

ابوسفیان۔ دن بدن زیادہ ہوتے جلتے ہیں۔

قیصر۔ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے بیزار اور متنفر

ہو کر مرتد یعنی ان کے دین سے پھر بھی جاتا ہے۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا وہ خلافت عہد بھی کرتے ہیں۔

۱۵۔ پہلا جملہ صحیح بخاری کی روایت کا ترجمہ ہے اور دوسرا جملہ سند بزار کی روایت کا ترجمہ ہے۔ قال ہونی

حسب مالائے فضل طہ احمد فتح الباری ج ۱۱

۱۵۔ اسلام کو بڑا کھڑکھڑائی کوئی شخص بھی آج تک اسلام سے نہیں پہلے۔ ہاں زن اور مذکر جن میں کچھ ترسیدہ طامع اور ہوا پرست

اسلام سے مرتد ہوئے جو قابلِ مہفت نہیں اسلام مجدد اللہ اس سے منزع ہے کہ زن و مذکر کے ذریعے کسی کو دعوت

دے، حیدر آباد میں ایک عیسائی میلہ مسلمان احمد علی میرے پاس آتا جاتا تھا پچیس سال کی عمر تھی۔ ایک مرتد نے

اس کو قسم دے کر کہا کہ تم اللہ کو حاضر و ناظر جان کر پچ تلو کہ اتنی عمر میں تم نے کوئی ایک مسلمان بھی ایسا دیکھا ہے کہ

دین اسلام کو بڑا کھڑکھڑائی بنا ہو۔ اس نے جواب دیا خدا کی قسم ایک مسلمان بھی ایسا نہیں دیکھا جو بھی عیسائی ہوتا ہے

وہ فقط پیادہ و سواروں کے لالچ میں عیسائی ہوتا ہے اور نہ بھی نقصان کا، باقی عقائد میں اس کے کوئی تغیر اور

تبدیل نہیں ہوتا۔ فقط وہ یہ اور ہم کی خاطر وہ اپنے کو عیسائی کہتا ہے مگر مذہب اسلام کی دین سے ایسا شخص کو مرتد ہے۔ ۱۶

ابو سفیان۔ کبھی نہیں آج تک انہوں نے کبھی جھٹکنا نہیں کی لیکن آج کل ہمارے اور ان کے مابین ایک مدت صلح ٹھہری ہے معلوم اس میں کیا کرتے ہیں ابو سفیان کہتے ہیں کہ سوائے ایک بات کے مجھے کسی اور بات لگنے کا کہیں موقع نہیں ملا۔ ابن ابی اسحق کی روایت میں ہے۔

فواللہ ما التفت الیہا صنی
ابو سفیان کہتے ہیں خدا کی قسم قیصر نے میری اس بات کو
جس میں نے اپنی طرف سے لایا۔ فورہ برابر ہی انکشاف ہو گیا۔

قیصر۔ کبھی تم ان سے لڑے کبھی ہو۔

ابو سفیان۔ ہاں۔

قیصر۔ لڑائی کیسی رہی۔

ابو سفیان۔ کبھی وہ غالب ہوئے اور کبھی ہم۔

قیصر۔ وہ تم کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔

ابو سفیان۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور کفر اور شرک کے تمام لوازم جو تمہارے آباء و اجداد کرتے تھے ان سب کو چھوڑ دو۔ اور نماز اور زکوٰۃ اور ہجرت اور پاک دامن اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

قیصر۔ بزمان سے مخاطب ہو کر کہا ان سے کہہ دو کہ میں نے اول تم سے اُن کا نسب دریافت کیا تم نے کہا کہ وہ نہایت عالی نسب اور شریف خاندان سے ہیں بے شک انبیاء ایسے ہی خاندان سے بھیجے جاتے ہیں جو حسب نسب میں سب سے بالا ہو۔ پھر میں نے تم سے یہ دریافت

کی۔ یہ ترجمہ قبل قاتلہ کا قیصر نے ابتداءً قتال کو قریش کی طرف منسوب کیا اس لیے نہیں کہا نہیں تا حکم کیا اپنے قاتل سے کہی لڑائی کہ قیصر نے آپ کو اہل احرام کو حملہ کر کے قتل کیا ابتداءً قتال کو قریش کی طرف منسوب کیا نیز اللہ کا پیغمبر قریش سے بھیجا ابتداءً قتال نہیں لڑا ان کو اللہ کی طرف جو تم ہے جب وہ حق کو نہیں سمجھتے اور ہٹ دھرمی سے انبیاء کے مقابلہ پر جاتے ہیں تب حضرت انبیاء سے جہاد قتال کا سلسلہ شروع فرماتے ہیں۔

لیکہ اُن کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا کرتا تو میں یہ سمجھتا کہ یہ اس طرح سے اپنے باپ دادا کا کیا بھلا کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ تم نے اُن کو جھوٹا تو نہیں پایا؟ تم نے کہا نہیں جس سے میں یہ سمجھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بندوں پر تو جھوٹ نہ باندھے اور معاذ اللہ اللہ پر جھوٹ باندھے۔ میں نے تم سے یہ دریافت کیا کہ کیسے لوگوں نے ان کا اتباع کیا؟ تم نے کہا کہ ضعف اور غر بار نے۔ بے شک حضرت انبیاء کے اتباع اور پیروی کرنے والے اکثر ضعیف اور غر بار ہی ہوتے ہیں میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے پیروں پر بڑھتے جلتے ہیں یا گھٹتے جلتے تھے؟ کہا۔ بڑھتے جلتے ہیں بیشک ایمان کا یہی حال ہے اس کے پیروں پر دوزخ بڑھتی ہی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ حد کمال کو پہنچ جاتے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان کے دین سے نڈا اض اور سزا پر کمر نہیں بجاتا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ بے شک ایمان کا یہی حال ہے کہ جب اس کی شیرینی اور حلاوت اور اس کی فرحت و مسرت دلوں میں سما جائے تو سمجھ کر کسی طرح نہیں نکلتی، میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا وہ بدعت کرتے ہیں؟ تم نے کہا نہیں۔ بے شک پیغمبروں کی یہی شان ہوتی ہے کہ کبھی بدعتی نہیں کرتے، میں نے تم سے پوچھا کہ متعلق دریافت کیا تم نے کہا کبھی وہ غالب اور کبھی ہم غالب بیشک انبیاء کے ساتھ اتہام اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے کبھی غالب ہوتے ہیں اور کبھی مغلوب تاکہ ان کے متبعین کے صدق اور اخلاص کا امتحان ہوتا رہے لیکن انجام کار غلبہ و فتح انھیں کو ہوتا ہے میں نے تم سے دریافت کیا وہ تم کو کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ تم نے کہا اللہ عز و جل کی عبادت کا حکم دیتے شرک اور بت پرستی سے منع کرتے ہیں۔ خازن اور زکوٰۃ اور سچائی اور پاک دامنی وغیرہ کا حکم کرتے ہیں اگر یہ تمام چیزیں جو تم نے بیان کی ہیں صحیح ہیں تو وہ بلاشبہ نبی ہے اور وہ معقریب اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں سے یہ دونوں قدم ہیں۔ مجھ کو معلوم تھا کہ یہ نبی ظاہر ہونے والے ہیں۔ لیکن یہ گمان نہ تھا کہ تم میں

۱۔ میں مغرور اور تکبر نہیں ہوتے مال و دولت کے نشہ سے محفوظ ہوتے ہیں اللہ کے قریب شجر اور غر اور سخت سے غلام ہوتے ہیں اس نے قیامت کو سننے ہی اور قبول کرتے ہیں۔

سے ظاہر ہوں گے مجھے اُن سے ملنے کی بڑی تمنا ہے، اگر میں آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں تو آپ کے قدم دھلایا کروں۔ بعد ازاں آپ کا مال نامہ تمام مجھے کوڑھ کر سنایا گیا۔

خط کا سننا تھا کہ ایک شور برپا ہو گیا اور سر طوط سے آوازیں بند ہونے لگیں۔ البرصیان کہتے ہیں اُس وقت ہم سب کو باہر نکال دیا گیا۔ باہر آنے کے بعد میں نے کہا کہ عقب کی بات ہے کہ آپ سے روم کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے، اسی روز سے مجھ کو یقین کال ہو گیا کہ آپ کا دین ضرور غالب ہو کر رہے گا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی توفیق دی (بخاری شریف ص ۱۷۲)

امام زہری فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں ابن الناطلہ نصاریٰ کے ایک بڑے عالم نے مجھ سے بیان کیا کہ جو قیصر کے اس دربار میں شریک تھا کہ قیصر نے اس دربار کے بعد رومیہ کے ایک بڑے عالم کو جس کا نام ضغاطر مدی تھا آپ کے بارے میں خط لکھا۔ یہ شخص آسمانی کتابوں سے بخوبی واقف تھا خط لکھوانے کے بعد بیت المقدس سے مہسن کی جانب روانہ ہوا بادشاہ مہسن میں تھا کہ اس کا حجاب کیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم کو انتظار ہے اور جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ میں نے ان کی تصدیق کی اور میں ان کا اتباع کروں گا، ان کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

تم ضرور اُن کی تصدیق کرو اور ان کا اتباع قبول کرو بادشاہ نے ایک عظیم شان دربار منعقد کیا اور تمام بطارق روم کو جمع کیا اور تمام دروازے بند کر دیئے اور خود ایک جھوکے اور بالا خانہ میں بیٹھا اور وہاں سے تمام درباریوں کو مخاطب کر کے یہ کہا۔

یا معشر الروم انی قد جہمتکم لغیر اے گروہ روم حقیق میں نے تم کو ایک عظیم الشان غیر اللہ قد اتانی کتاب ہذا اللہ جل جلالہ عونی کہنے میں کیا ہے یہ کہ میرے پاس اس شخص کا ایک خط

۱۔ اس حدیث کو امام بخاری نے متعدد ابواب میں ذکر فرمایا ہے حافظ عقیلی نے مہذب میں اس حدیث پر مفصل کام فرمایا ایک بڑا اوی مسند ج ۱ تا ۷۷ اول احمد دوسرے کتاب التفسیر ص ۱۷۱ قرآن مشاہدہ ص ۱۱۹
۲۔ اس عالم کا نام ابن الناطلہ ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے (درجہ دفع الباری ص ۱۷۱)

الی دینہ، وإنہ واللہ للینی الذی حکما
 ننظرہ ونجدہ فی کتبنا فہلموا للبتیع
 ولنصدقہ فتسلمنا دنیا و آخرتنا
 آیہ جس میں اس نے مجھ کو اپنے دین کی دعوت دی ہے
 اور اللہ تحقیق خدا کی قسم یہ دہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر ہیں
 اور جن کو اپنی کتابوں میں پاتے ہیں پس آؤ اور دعوہ دوم
 سہل کو ان کا اتباع انسان کی تصدیق کریں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں سلامت رہیں۔

یہ سنتے ہی تمام بھارتیہ روم حلاً اٹھے اور نکلنے کی غرض سے اٹھ کر بھاگے دیکھا کہ دروازے بند
 ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ واپس بلاؤ۔ واپس بلا کر یہ کہا میں تم کو آزانا چاہتا تھا تمھاری دینی شدت اور
 مضبوطی اور مذہبی خشکی دیکھ کر مجھ کو مسرت ہوئی یہ سن کر سب خوش ہو گئے اور بادشاہ کے سامنے پہرہ
 میں گر پڑے بعد ازاں قیصر نے وحیہ کبھی رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں بلا کر یہ کہا۔ خدا کی قسم میں غریب جانتا
 ہوں کہ تمھارے دست نبی مرسل میں مجھ کو اندیشہ ہے کہ دوسرے لوگ مجھ کو قتل نہ کر ڈالیں اگر مجھ کو یہ
 اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ان کا اتباع کرتا۔ تم مضاطر۔ روم کے اسقف اعظم کے پاس جاؤ وہ بہت
 بڑا عالم ہے مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے، نیز رومیوں میں اس کی عظمت و وقعت مجھ سے بہت زائد
 ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اپنے پیغمبر کا حال بیان کرو۔ وحیہ کبھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضاطر کے
 پاس پہنچے اور آپ کا تمام حال بیان کیا۔ مضاطر نے کہا خدا کی قسم وہ نبی مرسل ہیں ہم ان کی شان
 اور صفت آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی پاتے ہیں یہ کہہ کر ایک حجرہ میں گیا اور سیاہ کپڑے جو پہلے
 سے پہنے ہوا تھا ان کو اتار کر سپید کپڑے بندے اور مصالے کر کینسہ میں آیا اور سب کو مخاطب کر کے
 یہ کہا،

یا معشر الروم انہ قد جاءنا کتاب
 من احمد یدعوننا فیہ الی اللہ عزوجل
 اے گروہ روم۔ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 ایک خط آیا ہے جس میں ہم کو اللہ عزوجل کی طرف بلاوا۔

۱۰۔ حافظ معتزلی کو نسخہ ابابکامی اس بابے میں تامل ہے کہ مضاطر اور مدعیہ کا عالم دو شخص ہیں یا ایک شخص
 اور مضاطر کسی رومیہ کے عالم کا نام ہے لیکن طبری کے اس سیاق سے جرم نے چٹن کیا ہے اس سے مبادرہ
 معلوم ہوتا ہے کہ دو شخص ہیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۱۔

وَاللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
 میں لوگ راہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
 و ان احمد عبد کا در سولہ
 نہیں اور محمد بنی اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
 یہ سنتے ہی تمام لوگ اس پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ اسے مار کر پھینک دیا۔ اللہ نے
 ٹوٹ کر یہ تمام حال قیصر سے بیان کیا۔ قیصر نے کہا مجھ کو بھی یہی خوف ہے کہ لوگ میرے ساتھ بھی
 ایسا ہی معاملہ کریں گے۔ تاریخ طبری میں ہے: و مضی ابدا تیرہ سالہا تیرہ سالہا تا مچہ ۲۶۶ھ۔ الجواب
 الصبح ۲۶۹ھ و فتح الباقی منہ ۲۷۱ھ (۱)

مجمع طبرانی میں ہے کہ قیصر روم نے رحیمہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ میں خوب جانتا اور پہچانتا ہوں
 کہ آپ نبی ہیں جیسا کہ مغا طر نے کہا لیکن میں اگر ایسا کرو تو قیصری سلطنت جاتی رہی اور روم کے لوگ
 مجھ کو قتل کر ڈالیں۔

لیکن قیصر نے آپ کے اس ارشاد پر غور نہیں کیا۔
 اَسْلِمَ تَسْلَمُ
 اسلام لا سلامت رہے گا
 اگر اسلام لے آتا تو دنیا اور آخرت دونوں اس کی سلامت تھیں۔

تکمیل

قیصر روم نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ آپ کے والا نامہ کو سونے کے قلمدان میں
 رکھا۔ امیر سیف الدین منصور کی فرمائے میں کہ مجھ کو ایک مرتبہ شاہ منصور نے کچھ ہدایات دے کر شاہ
 مغرب کے پاس بھیجا۔ شاہ مغرب نے ایک سفارش کی غرض سے مجھ کو شاہ فرنج کے پاس روانہ کیا جو
 قیصر روم کی اولاد میں سے تھا۔ جب میں نے شاہ فرنج کے پاس سے واپسی کا ارادہ کیا تو ٹھہرنے کی
 بابت امر کیا اور یہ کہا اگر آپ ٹھہر جائیں تو ایک عظیم الشان اور نادر حیرت کھلاؤں گا میں ٹھہر گیا۔ ایک

۱۵۔ یہ تمام واقعہ تفصیل کے ساتھ تاریخ طبری اور الجواب الصبح میں مذکور ہے مگر اس واقعہ کے کچھ اجزاء فتح الباقی
 میں بھی مذکور ہے اس سے حوالہ میں فتح الباقی کا نام بھی شامل کر دیا گیا۔ ۱۲۔

صندوق منگایا۔ جس پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے، اس میں سے ایک سونے کا ٹھکان نکالا
 اس اس کو کھولا تو اس میں سے ایک خط نکلا جو حریر میں لپٹا ہوا تھا۔ اکثر حروف اس خط کے اڑ چکے تھے
 بادشاہ نے کہا۔ یہ آپ کے پیغمبر کا خط ہمارے فادانہ کے نام جو درائشہ ہم تک پہنچا ہے اور ہمارے
 دادائے یہ وصیت کی تھی جب تک یہ والا نامہ تمہارے پاس محفوظ رہے گا۔ اس وقت تک سلطنت
 باقی رہے گی۔ لہذا اپنی سلطنت کی وجہ سے ہم اس خط کی بید حفاظت اور تعظیم و تکریم کرتے اور نصاریٰ سے
 پرشیدہ رکھتے ہیں۔

فوائد و لطائف

- (۱)۔ خط کی ابتداء اللہ عزوجل کے نام سے ہوئی چاہیے، جیسا سیماں علیہ السلام نے ملکہ سبا
 کے نام جب والا نامہ تحریر فرمایا تو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اس کی ابتداء فرمائی۔
- (۲)۔ خط بھیجنے والا اپنا نام پہلے لکھے اور مکتوب الیہ کا نام بعد میں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اپنا نام پہلے لکھوایا۔ اور بعد میں شاہِ روم کا۔ حضراتِ صحابہ کا یہی معمول تھا کہ جب آپ کو خط
 لکھتے تو پہلے اپنا نام لکھتے (کنز فی شرح البخاری للامام النووی ص ۱۶۶)
- لیکن ضروری اور واجب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور خالد بن الولید کا ایک
 جگہ بھیجا وہاں پہنچ کر دونوں حضرات نے آپ کی خدمت میں عرض کیا لکھا حضرت علی نے تو آپ کا نام
 قبلہ لکھا اور اپنا بعد میں اور حضرت خالد نے اپنا نام پہلے لکھا جس سے معلوم ہوا کہ دونوں اُمر
 جائز ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ نے جب حضرت معاویہؓ اور عبدالملک بن مروان کو خط لکھا تو پہلے حضرت
 معاویہ اور عبدالملک کا نام لکھا اور علی بن ابی طالبؓ نے جب حضرت معاویہ کو خط لکھا تو انھوں
 نے بھی حضرت معاویہ ہی کا نام پہلے لکھا۔

(۳)۔ آپ نے اپنے نام کے ساتھ عبداللہ کا لفظ اضافہ فرمایا اس میں نصاریٰ کے عقیدہ فاروقیہ کے ابطال کی طرف اشارہ تھا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام معاذ اللہ خدا نہ تھے بلکہ اللہ کے بندے اور اس کے محترم رسول تھے جن کو اللہ نے اپنی طرف اٹھایا نیز اشارہ اس طرف بھی تھا کہ جتنے پیغمبر بھی آئے سب کے سب اس کا اقرار کرتے تھے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں معاذ اللہ خدا نہیں۔

(۴)۔ الیٰ ہر قل عظیم الروم۔ ہر قل کے بعد عظیم الروم کا لفظ بڑھانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب کفار سے مکاتبتہ اور مراسلت کی جائے تو مناسب القاب سے ان کو خطاب کیا جائے (شرح البخاری للفرزدقی)

(۵)۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ سلام ہو اللہ کا اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے یعنی نہیں تو نہیں یہ جملہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے اشارہ اس طرف ہے کہ کافر کو مطلقاً اسلام علیک نہ لکھا جائے بلکہ سلام علی من اتبع الہدیٰ لکھنا چاہیے کہ تم پر سلام اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ ہدایت کا اتباع کرو اسی وجہ سے قرآن کریم اس کے بعد یہ جملہ آیا ہے فَاِنْ اَلْعَذَابُ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلٰی اور حدیث غبر میں سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی کے بعد جبرہ عبدیہ ہے۔ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ الْخِصْيٰی سُوْیَہ جملہ اِنْ اَلْعَذَابُ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلٰی کے قائم مقام ہے۔

(۶)۔ اِسْلَمَ قَسْلَمَ لِيُوْتَاكَ (اللہ اجرے) اسلام نے آسلاست رہے گا اور اللہ تعالیٰ صریحین۔ تجھ کو جو اجر عطا کرے گا۔

ایک اجرا اپنے سابق نبی پر ایمان لانے کی وجہ سے اور ایک اجر نبی آخر الزماں پر ایمان لایا کی وجہ سے کما قال تعالیٰ اَوْ تَوَلَّيْتَ يٰۤاٰمَنُوْنَ اُخْرِجُوْهُمْ مِّنْ دِيْنٍ۔

(۷)۔ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاَنْ عَلَيْكَ اِثْمَاكَ اِیْسین اگر تو نے اسلام سے روگردانی کی تو تمام رعایا کا گناہ تیری گردن پر ہوگا۔

اس لئے کہ جو شخص کسی کی گمراہی یا ہدایت سے باز رہے گا سبب بنے اس کا جہنم بھی اس کے سر رہے گا۔ قَالَ تَمَنَّى أَذِلَّةٌ مِّنْ أَتَقَالِكُمْ أَتَمَّ مَعَكُمْ أَتَقَالِكُمْ

(۱۸)۔ وحیہ کہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط و دے کر تنہا رہا نہ فرمانا اس کی دلیل ہے کہ خط و حجت اور معتبر ہے نیز خبر واحد حجت اور سند ہے اگر خبر واحد معتبر نہیں تو تنہا وحیہ کو کھینچنے سے کیا فائدہ رکھنا قال الامام السنوخی فی شرح البخاری

(۱۹)۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مستورا محال کی روایت معتبر ہے جب تک کوئی قرینہ اس کے کذب اور خطا کا نہ ہو اس لئے کہ حضرت وحید ہرقل کے حق میں مستورا محال تھے۔

(۱۰)۔ ہرقل خوب جانتا تھا کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے لیکن اسلام نہیں لایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایمان۔ نام۔ جاننے اور پہچاننے کا نہیں۔ بلکہ اس نے اللہ تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے لہذا جو شخص آپ کو نبی جانتا ہو مگر اس نے ہرگز وہ شخص ہرگز مسلمان نہیں۔ اسی وجہ سے علماء محققین کا قول یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ہرقل شاہ روم اسلام نہیں لایا اسناد محمد بن حنبل میں ہے کہ ہرقل نے تبرک سے ایک خطاً من حضرت صل اللہ علیہ وسلم کو لکھا جس میں یہ لکھا کہ میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ شخص جھوٹا ہے ابھی تک اپنی نصرانیت پر قائم ہے۔

(۲) خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
من محمد رسول الله الى كسرى عظيم
فارس سلام على من اتبع الهدى
والا من بالله ورسوله وشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
بسم الله الرحمن الرحيم من جانب محمد رسول الله كتاب
كسرى شاه فارس سلام ہے اس شخص پر جبرہ دایت
کا اتباع کرے امد اللہ اور اس کے رسول پر ایمان
لائے اور گمراہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد صل اللہ

لہ وان محمد اعبدا ورسولہ
 اعموك بدعاہ اللہ عزوجل
 نافی انا رسول اللہ الی الناس لہ
 نكلھملا نذہ من كان حیا و بحق
 القول علی الكافریں اسلم تسلم
 فان تولیت فعلیدہ اشھا لمجوس۔

علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
 میں تمہارا اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق اس دین کی
 دعوت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام
 لوگوں کی طرف تاکہ ڈراؤں اس شخص کو جس کا
 دل زندہ ہے اور پسند ہے حقیقت اللہ کی کافروں
 پر اسلام لا سلامت رہے گا اور اگر تو نے دنگوئی
 کی تو ہم تجس کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو یہ والا نامہ دے کر روانہ فرمایا۔
 کسریٰ آپ کے والا نامہ کو دیکھتے ہی آگ بجھ لا ہو گیا اور خط کو چاک کر ڈالا اور یہ کہا کہ یہ شخص مجھ کو
 یہ خط لکھتا ہے کہ مجھ پر ایمان لے آؤ، حالانکہ یہ شخص میرا غلام ہے۔ عبداللہ بن حذافہ نے اسے آکر
 آپ سے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو گیا، اور
 کسریٰ نے باذان گورنر میں کو کچھا کہ فوراً دو قری آدمی جواز روانہ کر و کہ وہ اس شخص کو کہ جس نے
 ہم کو یہ خط لکھا ہے گرفتار کر کے میرے سامنے لائیں۔

باذان نے فوراً دو آدمیوں کو آپ کے نام ایک خط دے کر روانہ کیا۔ جب یہ دونوں آدمی
 باذان کا خط لے کر باگاہ نبوت میں پہنچے تو آپ کی خدا داد عظمت و ہیبت سے ہتھ پرکھنے لگے
 اسی حالت میں باذان کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا خدا سکر آپ مسکرائے اور دونوں کو اسلام
 کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ کل آنا۔ اگلے روز یہ دونوں شخص حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا۔
 آج شب میں فلاں وقت اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیروہ کو مسلط کر دیا۔ اور شیر نے

۱۱۔ کہ ماں تعالیٰ قل یا ایہا الناس ائی رسول اللہ انیکم جعینعا۔

۱۲۔ اس ملازم میں لکھا تھا اللہ اخرجک من مکتبہ نبی نہیں تحریر فرمایا اس نے کسریٰ آتش پرست تھا کسی
 آسمانی کتاب تصدیق نہیں کا نام لہا نہ تھا۔ اس لئے وہ دوا جو کا تحقق نہ تھا۔ زندہ تالی ملا ۳ ج ۲

کسری کو قتل کر ڈالا۔ یہ شبِ رستہ شبنم کی شب تھی دس راتیں اہِ مجاہدی الاولیٰ شہدہ کی گڑبگڑ تھیں آپ نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ۔ ادبِ اذان سے جا کر یہ سب حال بیان کر دواؤ فرمایا کہ باذان سے یہ بھی کہہ دینا کہ میرا دین اور میری سلطنت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کسری کی پوتھی ہے باذان نے سن کر یہ کہا کہ یہ بات بادشاہوں کی کسی نہیں اگر یہ خبر صحیح ہے تو خدا کی قسم وہ بلاشبہ نبی ہیں چنانچہ اس خبر کی تصدیق ہو گئی باذان مع اپنے خاندان اور رفقاء اور احباب کے مشرت باسلام ہو گیا۔ اور اپنے اسلام سے حضور پروردگار کو مطلع کیا۔

(۳) نجاشی شاہِ حبشہ کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ من محمد
رسول الله الى النجاشي ملك الحبشة
سلام عليك اما بعد فاني احذيك
الله الذي لا اله الا هو الملك
القدوس السلام المؤمن المهيمن
ما شهد ان عيسى بن مريم مخلص الله
وكلمته القاها الى مريم البتول لطيفة
الحمية رحمت عيسى فخلق الله
من روحه ونفخه كما خلق آدم بيده
فاني ادعوك الى الله وحده لا شريك
له والمواكاة على طاعته وان تتبعني
وتؤمن بالذي جاءني فانه

بسم الله الرحمن الرحيم محمد انصاري
نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سلام ہو تجھ پر اے بعد
میں محمد وشار کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود
نہیں۔ ربی حقیقی بادشاہ ہے تمام عیبروں سے پاک
ہے اس دینے والا اور سب کچھ جان گوی دینا ہوں
کو عیسیٰ مریم کے بیٹے اللہ کی خاص روح اور اس کا
کلمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم پاک کی طرف القا
کیا پس حاضر ہوں عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ
نے ان کو اپنی خاص روح اودھ سے پیدا کیا
جیسے آدم علیہ السلام کو اپنے بے چون و چوک اہت سے
بلا ہاں باپ کے پیدا کیا میں تجھ کو اللہ کی طرف بلاتا
ہوں جو ایسا ہے کوئی اس کا کوئی شریک نہیں اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنود کے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی محنت کی طرف
 اے اللہ تعالیٰ نقد بلغت ونصحت اور اپنے اتباع کی طرف اور اس بات کی طرف کہ
 فاقبلوا النصیحتی والسلام علی جو اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے (یعنی
 من اتبع الهدی۔ قرآن) اس پر ایمان لا تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں

میں تجھ کو اور تیرے تمام لشکروں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اللہ کا پیام پہنچا چکا اور
 نصیحت کی۔ پس میری نصیحت کو قبول کر واپس لاتی ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔

عمر بن امیر غفیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ عمر بن امیر نے آپ کا خط
 پہنچایا اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا: اے محمدؐ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ امیر ہے کہ آپ
 غور سے نہیں گئے ہیں آپ پر اعتماد اور اطمینان اور آپ سے حسن ظن ہے ہم نے جب کبھی آپ سے
 کسی خیر اور بھلائی کی امید کی ہیں وہ بھلائی آپ سے حاصل ہوئی۔ آپ کے سایہ امن میں ہم کبھی خوف
 و ہراس نہیں پیش آیا یا بخیل جس کا جنت ہونا آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے وہ ہمارے اور آپ کے
 مابین شاہ عادل ہے جس کی شہادت رو نہیں کی جاسکتی۔ اور ایسا قاضی اور حاکم ہے کہ جس نے فیصلہ میں
 عدل اور انصاف سے تجاوز نہیں کرتا۔ اگر آپ نے اس دعوت کو قبول نہ کیا۔ تو آپ اس نبی امی کے
 حق میں ایسے ہی ثابت ہوں گے جیسا کہ یسوعیسیٰ علیہ السلام کے حق میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اپنے قاصد اور پیغمبروں کے پاس بھی روانہ فرمائے ہیں لیکن پر نسبت دوسروں کے تم سے زیادہ
 اہم ہے۔

بخاشی کا جواب

بخاشی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ قسم لکھتا ہوں کہ آپ وہی نبی امی ہیں جن کا اہل کتاب
 انتظار کرتے تھے۔ اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے راکب الہمار سے عیسیٰ السلام کی بشارت دی ہے۔

اسی طرح راکب الجمل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے اور مجھے آپ کی نبوت و رسالت کا اس درجہ یقین ہے کہ مہنی مشاہدہ کے بعد بھی میرے یقین اور اذغان میں اضافہ نہ ہو گا۔ جیسا کہ بعض مالمین کا مقولہ ہے۔ کو کشف الغطار ما از دوت یقیناً۔ اگر پردہ بھی اٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہوگی۔

اور آپ کے والانامہ کراٹھوں سے لگایا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اور اسلام قبول کیا اور حق کی شہادت دی اور آپ کے والانامہ کا جواب لکھوایا۔

نجاشی کی طرف سے آپ کے والانامہ کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی جانب نجاشی
احم بن ابجر کی جانب ہے۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے
پیغمبر اور جنتیں اور برکتیں ہوں اللہ کی آپ پر ہیں
تعریف کرتا ہوں اُس ایک خدا کی جس نے مجھ کو
اسلام کی ہدایت اور توفیق مرحمت فرمائی۔ یا
رسول اللہ۔ آپ کا والانامہ پہنچا۔ عیسیٰ علیہ السلام
کی بابت جو کچھ آپ نے ذکر کیا قسم ہے آسمان اور
زمین کے پروردگار کے عیسیٰ علیہ السلام اس سے
فردہ برابر زیادہ نہیں بلاشبہ اُنکی شان دی ہے جو
آپ نے ذکر کیا جو دین دے کہ آپ ہمارے طرف بھیجے
گئے ہم اُس کو پہچان لیا اور آپ کے ابن عم اور اُن کے
نقھار کی ہوائی کی پس میں گرا بی دیتا ہوں کہ آپ اللہ
ہے سچے اور تصدیق کئے ہوئے رسول ہیں میں نے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّكْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدَ رَسُولَ اللَّهِ مِنَ النَّجَاشِيِّ الْأَحْمَرِ
بْنِ أَبِي جَرَّاحٍ
أَمَّا اللَّهُ وَبَرَكَاتُهُ. أَهْمَدُ اللَّهَ الَّذِي لَا
إِلَهَ إِلَّا هُوَ الَّذِي هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ
أَمَا بَعْدَ فَقَدْ بَلَغَنِي كِتَابُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَمِنْهَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ عِيسَى قُرْبَ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ أَنَّ عِيسَى مَا يَزِيدُ عَلَى مَا ذَكَرْتَ
فَقَرُّنَا أَنَّهُ كَمَا قُلْتَ وَقَدْ عَرَفْنَا مَا بَشَتْ
بِهِ الْيَنَاءُ وَقَدْ قَرَّبْنَا ابْنَ عَمِّكَ وَأَخِيكَ
فَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَادِقًا مُصَدَّقًا
وَقَدْ بَلَغْتَهُ وَبَايَعْتَ ابْنَ عَمِّكَ وَ
اسْلَمْتَ عَلَى يَدَيْهِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَقَدْ

بعثت إليك بابني أما هذا ابن الاصم
 ابن الابجذ فاني لا املك الانفسى
 وان شئت ان ايتك فعلت يا رسول
 فاني اشهد ان ما تقول حق والسلام
 عليك يا رسول الله .
 آپ سے اور آپ کے ابن عم سبوحیت کی امدان
 کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لئے اسلام لایا
 آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے اور ابن اعم کو بھیجا
 ہوں میں صوف اپنی ذات کا مالک ہوں اگر اشارہ
 ہر تو میں خود خدمت میں حاضر ہوں یا رسول اللہ
 میں گرا می دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ باطل ہی ہے سلام ہو آپ پر اسے اللہ
 کے رسول۔

بخاشی نے اپنے بیٹے کو جیشہ کے ساتھ آمدیوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار کر کے آپ کی
 خدمت میں روانہ کیا لیکن وہ کشتی راستہ میں غرق ہو گئی۔
 یہ وہی بخاشی ہے کہ جس کی طرف مسلمانوں نے شہ جہ نبوی میں ہجرت کی اس کا نام اصم ہے
 حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور جب سفر میں اس نے وفات پائی جس روز اس کا انتقال
 ہوا اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اس کی وفات کی خبر دی اور عید گاہ میں مصابہ کے
 پرارہ جا کر بخاشی کی تابانہ نماز جنازہ پڑھی۔

اس کے وفات کے بعد جو دوسرا بخاشی اس کا جانشین ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دعوت اسلام کا ایک خط اس کے نام بھی روانہ فرمایا جس کو امام بیہقی نے ابن اسحق سے روایت کیا
 ہے وہ خط یہ ہے۔

من النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 الی النباشی الاصم عظیم الحبشة
 سلام علی من اتبع الهدی وامن
 با اللہ ورسولہ وشہدات لا الہ الا
 از جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بطرف بخاشی عظیم
 حبشہ بسلام ہوا اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے
 اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور شہادت
 دے کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ اس کے

اللہ وعدہ لا شریک لہ لعیتخذ
صاحبۃ واولد وادان محمد اعبدا
وہو سولہ وادعوك بدعاۃ اللہ
قافی انما سولہ فاسلم تسلم یا اہل
الکتاب تقاولی کلمۃ سوا بیننا و
بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرك
بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا
من دون اللہ فان قولوا فقولوا اشہد
وا باننا مسلمون فان ابیت فلیک
اشما لنصارى من قولک .

بیوی ہے اور نہ اولاد۔ اور گواہی دے کہ محمد اللہ
کے ہندے اور اُس کے رسول ہیں میں تمھکو اللہ
کی دعوت دیتا ہوں تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں
اسلام لا سلامت رہے گا۔ اے اہل کتاب آؤ
ایک صاف اور سیدھی بات کی طرف جو ہمارے
اور تمھارے درمیان میں سلم ہے وہ یہ کہ سوائے
خدا کے کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو
شریک نہ کریں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو سب
نہ بنائیں۔ پس اگر دو گواہی کریں تو کہہ دو کہ گواہ وہ
کہ ہم تو مسلمان لہذا اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اے

نہاشی اگر تو نے اسلام کے قبول کرنے سے انکار کیا تو تیری قوم کے تمام نصاریٰ کا گناہ تجھ پر ہوگا۔
اس نہاشی کا اسلام ثابت نہیں ہوا اور نہ اس کا نام معلوم ہوا حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ
نہاشی۔ اُس نہاشی کے علاوہ ہے کہ جو حضرت جعفر کے ہاتھ پر مسلمان ہو آہ کلام بعض لوگوں کا القباس
برگیا اور دونوں کو ایک ہی سمجھ لیا۔ صحیح مسلم کی روایت سے صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ نہاشی دو ہیں اس دوسرے
خط میں جو نہاشی کے ساتھ اہم کا لفظ مذکور ہے وہ راوی کا وہم ہے، اہم پہلے نہاشی کا نام ہے و لدی
نے دونوں کو ایک سمجھ کر اس خط میں بھی اہم کا لفظ غلطی سے بڑھا دیا۔ (رافعی فی النہ تانی ص ۳۳۳)

(۴) مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ کے نام نامہ مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد اللہ کے بندے اور اس کے
رسول کی جانب سے مقوقس عظیم القبط کے نام۔ سلام ہو
اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے میں تمھکو اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم د من
محمد عبد اللہ وہو سولہ اے
المقوقس عظیم القبط سلام علی من

اتبع الهدى اما بعد فاني ادعوك
 بدعايه الاسلام اسلم تسلم
 يونسك الله اجرک مرتين فان
 قوليت فعليك اثما القبط يا اهل
 الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا و
 بينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك
 به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا
 اربابا من دون الله فان قولوا فقولوا
 اشهدوا باننا مسلمون
 رہو کہ ہم مسلمان اندلشکے فرمانہ وار ہیں۔

کی و عمرت دیتا ہوں اسلام لا سلامت ہے گا اور
 اللہ تعالیٰ تمہکو دوسرا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تو نے
 اس و عمرت سے اعراض کیا تو تمام جہنم کے حق ز
 قبول کرنے کا گناہ تجھ پر ہوگا۔ اے اہل کتاب! آؤ اسی
 سید کی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے دین
 مستقیم ہے وہ یہ کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کی عبادت
 نہ کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں اور
 اور ہم میں کا بعض بعض کو سوائے خدا کے رب نہ
 بنائے پس اگر اس سے اعراض کریں تو کہہ دو کہ گواہ

مہرنگار۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ مہر کے پاس روانہ ہوں
 حاطب آپ کا والا نام لے کر روانہ ہوئے اول مصر پہنچے معلوم ہوا کہ بادشاہ اسکندریہ میں
 ہے اسکندریہ پہنچے دیکھا کہ بادشاہ ایک جھوکے میں بیٹھا ہوا ہے جوں جوں دریا واقع ہے
 نیچے سے روانہ مبارک اشارہ سے بلایا بادشاہ نے اندھیلانے کا حکم دیا۔ حاطب اندھ
 پہنچے اور آپ کا والا نام پیش کیا۔ ترقیر اور عظمت کے ساتھ آپ کے والا نام کو لیا اور پڑھنا۔

(رسالتی صفحہ ۳۵)

حضرت حاطب راوی ہیں کہ بعد ازاں شاہ اسکندریہ نے بطور مہمان جھوکے ایک مکان میں
 ٹھہرا دیا۔ ایک روز تمام بظاہر تو یعنی زعمار اور قائدین کو جمع کر کے جھوکے بلایا۔ اور یہ کہہ لگا میں تم سے
 کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں کچھ کہ جواب دینا۔ حاطب نے کہا بہتر ہے مقرر قس نے کہا جن کا تم خط لے کر
 آئے ہو کیا وہ نبی نہیں ہیں۔ حاطب نے کہا کیوں نہیں وہ تو اللہ کے رسول ہیں مقرر قس نے کہا اگر وہ
 واتس اللہ کے رسول ہیں تو جس وقت ان کی قوم لے ان کو مکہ سے نکالا تو اس وقت ان کے حق میں مدعا

کہیں نہ کی کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔

حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نہ تھے تو قس نے کہا بے شک وہ اللہ کے رسول تھے حاطب نے کہا کہ جب وہ اللہ کے رسول تھے تو جس وقت ان کے دشمنوں نے ان کو رسول دینے کا ارادہ کیا تو حضرت یسوع نے اس وقت ان کے حق میں کہیں یہ دعائے کی کہ اللہ عزوجل ان کو ہلاک کر دیتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا۔ مقتوس نے کہا بے شک تو حکیم ہے اور حکیم کے پاس کیا ہے۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی دوبار مقتوس میں تقریر

مقتوس حضرت حاطب کے اس حکمانہ جواب کو سن خاموش ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت حاطب نے بادشاہ کو مخاطب کر کے ایک تقریر فرمائی۔

اے میرے بھائی! ایک شخص اس فہر مصر میں پہلے گزرا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میری رب اہل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پکڑا اور اس کو ہلاک کر دیا اور کیا تم کو چاہیے کہ اس سے عبرت حاصل کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت پکڑیں۔ ایک دین ہے جو تمہارے دین سے کہیں بہتر ہے وہ دین اسلام ہے جس کے متعلق خداوند اجل نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس کو تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ تمام ایمان اس کے سامنے منحل ہو جائیں گے۔ اس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعوث برکروگوں کو اس دین کی دعوت دی اس بارے میں تشریف زیادہ مختصراً یہود سب سے زیادہ دشمن اور نصاریٰ سب سے زیادہ قریب ثابت ہوئے۔ خدا کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینا بعید ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بشارت دی دونوں میں کوئی تفاوت نہیں اس بار تم کو قرآن کی طرف بلانا باطل ایسا
ہی ہے جیسا کہ تم اہل تورات کو انجیل کی طرف بلاتے ہو جو تم کی نبی کی کہنے وہ تم اس
نبی کی امت ہے ان کے دتر لازم ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں اور اسے بادشاہ تو رہیں
انہیں لوگوں میں سے جھٹلنے سے اس نبی کا زنا نہ پایا ہے۔ تم تم کو دیکھ سہی سے روکتے نہیں
بلکہ حکم دیتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اتہاء کرو۔

بادشاہ کا جواب

مقوقس نے کہا میں نے اس نبی کے بارے میں غور اور فکر کیا تو یہ پایا کہ وہ پسندیدہ چیزوں کا
حکم دیتے ہیں اور ناپسند چیزوں سے منع کرتے ہیں قابل نفرت چیزوں کا حکم نہیں دیتے اور قابل رغبت
چیزوں سے منع نہیں کرتے۔ ہاں اگر گمراہ نہیں۔ کہن اور جھوٹے نہیں۔ نبوت کی علامتیں ان میں پاتا
ہوں مثلاً ان کا غیب کی خبریں دینا اور اس بارے میں پھر غور کروں گا۔ اور آپ کے والانامہ کو باہمی
دانت کے ڈبہ میں بند کر کے اپنے خازن کو حکم دیا کہ اس کو حفاظت سے رکھیں اور ایک کاتب کو ملا کہ
عربی زبان میں آپ کے والانامہ کے جواب لکھنے کا حکم دیا وہ جواب یہ تھا۔

مقوقس شاہ مصر کی طرف سے والانامہ کا جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - یہ خط محمد بن عبداللہ کے	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط محمد
ہم مقوقس سردار قبط کی جانب سے سلام پہنچا رہے	بن عبد اللہ من المقوقس عظیم القبط
اما بعد - میں نے آپ کا خط پڑھا اور کچھ اور اس	سلام ملیک - اما بعد فقد قرأت
کے مضمون کو اور اس چیز کو جس کی علت آپ کی دعوت	کتبتک دفہمت ما ذکرک فیہ وما تذکر

لے کہہ کر حضرت مسیح علیہ السلام نے خود آپ کی بشارت دی ہے مُبَشِّرًا اَبْرَہَیْمَیْ یَا اَبْنٰی مِیْنُ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اَحْمَدُ
اور آپ کے اتہاء اور اطاعت کا حکم دیا ہے۔ آپ کا اتہاء میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حکم کا اتہاء ہے ۛ

الیہ وقد علمت ان نبیا قد بقی و
 كنت اظن ان یفزع من الشام وقد
 اكرمت رسولك وبعثته الیك بداریتین
 لهما من القبط مكان عظیم و كسرة
 و اهدیت الیك بعلة لتركبها و السلام
 دی ہے بھیا۔ میں یقین جانتا ہوں کہ ایک نبی باقی
 رہ گیا ہے۔ میرا گمان یہ تھا کہ شاید اس کا خروج شام
 سے ہو میں نے آپ کے قاصد کا اکلام اور احترام کیا
 و بعد ازاں میں اور کچھ کپڑے اور خمر دیتے آپ کی خدمت
 میں بھیجتا ہوں۔ والسلام

ایک جاریہ کا نام ماریقہ بلقیہ تھا یہ آپ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت
 ابراہیم انھیں کے بطن سے پیدا ہوئے، دوسرے کا نام سیریں تھا جو سلمان بن ثابت کو عطا ہوئیں اور
 خمر کا نام دُلُہل تھا۔

مقوقس نے آپ کے قاصد کا اکلام و احترام کیا اور آپ کے والا نام کی نہایت توقیر و تعظیم کی
 اور اقرار کیا کہ آپ دی نبی ہیں جن کی انبیاء سابقین نے بشارت دی ہے۔ لیکن ایمان نہیں
 لایا، انصافیت پر قائم رہا۔ حاطب بن ابی بلتعجب آپ کی خدمت میں پہنچے اور تمام واقعہ بیان کیا تو
 یہ ارشاد فرمایا کہ ملک اس سلطنت کی وجہ سے اسلام نہیں قبول کیا اور اس کا ملک اور سلطنت باقی نہیں
 رہ سکتی چنانچہ مصر حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے فتح کیا۔ (الجواب الصحیح للامفاظ ابن تیمیہ
 ج ۹۹، اول تامت۱ ج ۱ اور ذرقاتی ص ۳۲ ج ۲، روض الانف ص ۵۵ ج ۲ و ہایتہ الاحیاء ص ۳۳)

مقوقس۔ اس سے پیشتر آپ کے حالات مغیرہ بن شعبہ سے معلوم کر چکا تھا۔ مغیرہ مشرف باسلام
 ہونے سے پہلے بنی مالک کے چند آدمیوں کے ساتھ مقوقس کے پاس گئے تھے، اس وقت
 مقوقس نے ان لوگوں سے آپ کے حالات دریافت کئے۔ مغیرہ نے کہا وہ بالکل ایک نیا
 دین لے کر آئے ہیں جو ہمارے آبائی اور جدی دین کے بھی خلاف ہے اور بادشاہ کے دین
 کے بھی خلاف ہے۔

مقوقس۔ ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا
 مغیرہ۔ اکثر نوجوانوں نے ان کا اتباع کیا اور بوڑھوں نے مخالفت کی اور مخالفین سے

رہائی کی ذہبت ان کی کبھی فتح ہوئی اور کبھی شکست

موقوف۔ وہ کس چیز کی طرف تم کو بلاتے ہیں۔

مغیرہ۔ ایک اللہ عزوجل کی عبادت کریں کسی کی اس کے ساتھ شریک نہ کریں، جن باتوں کی ہمارے
آباء و اجداد پرستش کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں اور نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے ہیں۔

موقوف۔ کیا نماز کے لئے کوئی وقت اور زکوٰۃ کے لئے کوئی مقدار معین ہے۔

مغیرہ۔ دن رات میں پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔

میں شغال سونے میں نصف شغال یعنی مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔

موقوف۔ زکوٰۃ لے کر کیا کرتے ہیں۔

مغیرہ۔ فقر اور مساکین پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں صلہ رحمی اور ایثار عہد کا حکم کرتے ہیں نماز اور
سود اور شراب کو حرام بتاتے ہیں غیر اللہ کے نام پر جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو نہیں کھاتے۔

موقوف۔ بیشک وہ نبی مرسل ہیں تمام عالم کے لئے مبعوث ہوئے ہیں عیسیٰ علیہ السلام بھی انہیں باتوں

کا حکم دیتے تھے اور اس سے پہلے تمام انبیاء کلامِ علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی انہیں باتوں کی

تعلیق فرماتے تھے اور انجام کار آپ ہی کو غلبہ ہوگا، یہاں تک کہ کوئی آپ کا مزاحم نہ رہے گا اور

تمہارے بعد جو تک آپ کا دین پہنچے گا۔

مغیرہ۔ ساری دنیا بھی اگر آپ پر ایمان لے آئے تو ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے۔

موقوف۔ تم لوگ نادان اللہ بے عقل ہو۔ اچھا یہ تو بتلو کہ ان کا نسب کیا ہے۔

مغیرہ۔ سب سے بہتر۔

موقوف۔ حضراتِ انبیاء اللہ ہمیشہ سب سے اعلیٰ اور اثر و خاندان سے ہوئے ہیں۔

اچھا ان کی بچائی اور راستی کے متعلق کچھ بیان کرو۔

مغیرہ۔ ان کی بچائی اور راستی ہی کی وجہ سے سارا عرب ان کو آمین پکارتا ہے۔

موقوف۔ تم اس بارے میں غور اور فکر کرو کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بندہ سے بچ کر لوگ اور

ظاہر جھوٹ ہوئے۔ نیز یہ بتلاؤ کہ ان کے پیرواں اتباع کس قسم کے لوگ ہیں۔

مغیرہ۔ نوحمان۔

مقوقس۔ آپ سے پیشتر جس تمدن یا رگزے ان کے اتباع کرنے والے اکثر نوحمان ہی ہوتے ہیں۔ بعد ازاں یہ دریافت کیا کہ مشرب کے پیرو یوں نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا وہ لوگ اہل قہرات ہیں۔

مغیرہ۔ مخالفت کی آپ نے ان میں سے کسی کو قتل کیا اور کسی کو قید اور کسی جلا وطن۔

مقوقس۔ پیرو حاسد قوم ہے پیرو نے آپ پر حسد کیا ورنہ وہ ہماری طرح آپ کو خوب پہنچاتے ہیں۔ مغیرہ۔ یہیں کہ ہم قتل سے باہر آگئے اور اپنے دلوں میں یہ کہا کہ شاہانِ عجم بھی آپ کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ آپ سے بیعت نہ دیں اور ہم تو آپ کے رشتہ دار اور پڑوسی ہیں ہم اب تک آپ کے دین میں داخل نہیں ہوئے حالانکہ آپ نے ہم کو ہمارے گھروں پر آکر بلایا۔ یہ بات میرے دل میں اثر کر گئی اور میں اسکندریہ ہی میں ٹھہر گیا کوئی گرجا ایسا نہ چھوڑا کہ میں اس میں نہ گیا ہوں اور ہاں

۱۔ کیونکہ اخلاق اور عادات بڑھوں میں پختہ اور صلاح ہو جاتے ہیں ان کو اپنی عادات اور مراسم کا چھوڑنا بہت شاق ہوتا ہے۔

ان العصفون اذا لا یشتابا اعتزلت رن ملین اذا لا ینتہ خشب

شافعی جب تک نرم ہوں ان کو سیدھا کیا جاسکتا ہے لیکن لکڑی پہنچانے کے بعد ان کا سیدھا کرنا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ کے اکثر نوحمان انتہار بعثت میں مشرک باسلام ہوئے اور وہ سارا اور سردارانِ قریش فسخ مکہ میں اسلام لائے۔ حنفیہ بن ابیہان رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ تشریف لے کر تھے اور نوحمانوں کی ایک جماعت نصیحت سننے کے لئے آپ کے ارد گرد بیٹھی ہوئی تھی ایک شخص ادھر سے گزرا۔ نوحمانوں کے جمع کو دیکھ کر اس نے حضرت حذیفہ سے سوال کیا کہ آپ کے گرو نوحمانوں کا جمع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہلالِ تحفیر الکافی الشباب جو ان کو کس میں خیر ہے کہ وہ نصیحت کو سنیں اور بعد ازاں یہ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کو سنا۔ قالوا سمعنا فتی یذکرہم یقال لہ ابراہیم۔ انہم فتیۃ امنوا بربہم۔ قال لفعلا انا عندا وانا۔ اور اللہ تعالیٰ کسی نبی کو نہیں بنا کر بھیجا مگر جب کہ اس کا شباب اور چہل قدمی ہوئی یعنی ہاں سے سل کر پہنچ گیا۔ کہا قال تعالیٰ۔ اذا بلغ اشدہ وبلغ اس بقیۃ سنۃ، کفانی تنبیہ المغترین للامام الشیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۲

کے پادریوں سے آپ کی صفات اور شان دریافت نہ کی ہو یہاں تک میں ان کے استشفاعظم رب سے پادری سے ملا جو بڑا عابد و زاہد تھا لوگ مریضوں کو اس کے پاس دوا کرانے کے لئے لاتے تھے، میں نے اس سے دریافت کیا۔ کیا ابھی کسی نبی کا مبعوث ہونا باقی ہے اس نے یہ جواب دیا۔

نعم هو آخر الانبياء ليس بينه وبين عيسى بن مريم احد وهو بنى مرسل وقد امرنا عيسى بالتابع وهو النبي الا في العربي اسبه احمد ليس بالطويل ولا ببيض ولا بالادم بعض شعرة و ليس ما غلط من الثياب و يجتزئ بما لقي من الطعام سيفه على عاتقه ولا يبالي بمن لا يقى باشر القتال بنفسه ومعه اصحابه يندوته بانفسهم هم له اسد حبان اولادهم يخرج من ارض حرم دياتي الى حرم مهاجر الى ارض سباخ وغل يد يد بدین ابراھیم علیہ السلام

ہاں وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے ادنیٰ علی علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں وہ نبی مرسل ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو ان کے اتباع کا حکم دیا وہ نبی امی عربی ہیں نام ان کا احمد ہے نہ دراز قدس نہ نسبت تامت بلکہ میانہ قدس آنکھوں میں اٹھی صرخی ہے نہ بالکل سفید ہیں نہ بالکل گندمی۔ بال ان کے زیادہ ہوں گے موٹے کپڑے پہنیں گے جتنا کھانا میسر آجائے گا اسی پر کٹھا اور قناعت کریں گے۔ تو ان کے کاغذھے پہرگی کسی مقابلہ کی پرنا نہ کریں گے، خود جہاد و قتال کریں گے ان کے اصحاب ان کے ساتھ ہوں گے جو دل و جان سے ان پر نذا ہوں گے اپنی اولاد سے زیادہ ان سے محبت رکھتے ہوں گے وہ نبی حرم رکھ میں ظاہر ہوگا اور ہم کی طرف ہجرت کرے گا وہ زمین شریا نہ غلشتا ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام کے دین کا پیرو ہوگا۔

مغیرہ کہتے ہیں میں نے کہا آپ کی کچھ اور صفات بیان کرو اس نے کہا کہ آپ انا بہ بند ہوں گے اپنے اطراف اور اعضا کو دھوئیں گے یعنی دھو کریں گے۔ آپ سے پہلے جس قدس کی گزر

وہ صرف اپنی قوم کی طرف مبسوٹ ہوئے اور آپ تمام عالم کی طرف مبسوٹ ہوں گے تمام رستے زمین اُن کے لئے مسجد اور طہور ہوگی، جہاں نماز کا وقت آجائے گا وہاں پانی نہ ملنے کی صورت میں تقیم کر کے نماز ادا کریں گے۔ نبی اسرائیل کی طرح کنیسہ اور گرجا کے پابند نہ ہوں گے کہ کلیسا کے سوا کہیں دوسری جگہ نماز ہی درست نہ ہو۔

مغیرہ کہتے ہیں کہ تمام باتیں میں نے خوب غور سے سنی اور یاد رکھا اور وہاں ہرگز آپ کی سنت میں حاضر ہرگز اسلام کا حلقہ بگوش نہ بنا۔

(۵) منذر بن ساویٰ شاہ بحرین کے نام نامہ مبارک

علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو۔ منذر سادی کی طرف دعوت اسلام کا خط دے کر روانہ فرمایا۔ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کا والا نامہ لے کر منذر کے پاس پہنچا تو میں نے اس سے یہ کہا۔

اے منذر۔ دنیا میں تو بڑا عاقل اور ہوشیار ہے۔ آخرت کے بارے میں نادان اور ذلیل نہ بن یہ جو سمیت (آتش پرستی) بدترین مذہب ہے۔ نہ اس میں عرب کا سائنت اور کرم ہے اور نہ اہل کتاب کا سا علم۔ اس مذہب والے ان عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جن کے ذکر ہی سے حیا اور شرم آتی ہے۔ اور اُن چیزوں کو کھاتے ہیں جن کے کھانے سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔ دنیا میں اس آگ کی پرستش کرتے ہیں جو قیامت کے دن ان کو کھائے گی اے منذر تو بے عقل اور نادان نہیں۔ تو خوب سوچے اور غور کرے۔ جو ذات کبھی جھوٹ نہیں بولتی اس کی تصدیق کرنے اور اس کو صادق اور راستباز سمجھنے میں تھک کر کیا تامل ہے اور جو ذات کبھی خیانت نہیں کرتی اس کے امین سمجھنے میں اور جو ذات کہ اُس کی بات میں کبھی خلاف نہیں ہوتا اس پر دُشمن اور اُفتاد کرنے میں

۱۔ ابواب الصیغ لابن تیمیہ۔ ص: ۱۰۱ - ۱۰۳، ۱۵۰ - خاتم کبریٰ ج ۲، ص: ۱۳

۲۔ روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے منذر بن سادی کے نام دعوت اسلام کا خط تحریر فرمایا لیکن باوجود تبتع انداز کا کہ اس والا نامہ کے الفاظ میں معلوم ہر کے۔ زرقانی ص ۳۵ ج ۳

تبعہ کو کیا تر دے، اگر آپ کی فائز بابرکات ایسی ہی ہے اور یقیناً ایسی ہے تو مجھ سے کہہ دیا
 شبہ اللہ کے نبی اور اس کے رسول میں صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے رسول ہیں کہ جس چیز کے کرنے کا
 آپ نے حکم دیا۔ اس کے متعلق کوئی ذی عقل یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ کاش آپ اس چیز سے منہ فرماتے
 اور جس چیز کے کرنے سے آپ نے منہ فرمایا اس کے متعلق کوئی ذی عقل اور ذی ہوش یہ نہیں کہہ
 سکتا کہ کاش آپ اس چیز کے کرنے کے کا حکم دیتے، یا جس چیز کو جس حد تک آپ نے ممانعت فرمائی
 اس سے نادمہ ممانعت فرماتے یا جس چیز کی آپ نے جو سزا تجویز فرمائی اس میں کوئی تخفیف یا کمی
 فرماتے۔ اس لئے کہ آپ کا ہر امر اور ہر نبی اور آپ کا ہر ارشاد اہل عقل اور اہل نظر کی انتہائی
 تمنا اور آرزو کے مطابق ہے۔

(۵) منذر بن سادہ کا جواب

منذر نے کہا میں جس دین پر ہوں میں نے اس میں غور کیا تو اس کو فقط دنیا کے لئے پایا۔
 آخرت کے لئے نہیں اور تمہارے دین میں نظر اور فکر کی تو اس کو دنیا اور آخرت دونوں کے لئے پایا۔
 پس مجھ کو اس دین کے قبول کرنے سے کیا شئی مانع ہے کہ جس کے قبول کرنے سے زندگی کی تمنا میں
 اور موت کی راحت مائل ہوتی ہو اب تک میں اس شخص پر تعجب کرتا تھا جو اس دین (اسلام) کو قبول
 کرے اور اب اس پر تعجب کرتا ہوں کہ جو اس دین (برحق) کو رد کرے۔

منذر بن سادہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الانامہ کا جواب

منذر مشرقت اسلام ہوا اور آپ کے والانامہ کا یہ جواب لکھوایا۔

اما بعد یا رسول اللہ فانی قدوات کتابک
 اے رسول اللہ میں نے آپ کا والانامہ اہل بحرین کو
 اہل البحرین فمنہم من احب
 سنا دیا بعضوں نے اسلام کو پسند کیا اور اس میں

الاسلام واعجبه ودخل فيه ومنهم
من كرهه وبارضى يهود ومجوس
فاحدث الله في ذلك امره
آپ نے یہ جواب لکھوا کر بھیجا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ومن محمد
رسول الله الى المنذر بن سادى سلام
عليك فاني احمد اليك الله الذي لا
الله الا هو واشهد ان محمدا رسول
الله اما بعد فاني اذكرك الله عز وجل
فانه من يتصيح فانها يتصيح لنفسه
وانه من يطعم رسله ويتبع امرهم
فقد اطاعني ومن نصح لهم فقد نصح
لى وان رسلنا اشوا عليك خيرا فاني
قد شفعتك في قومك فاترك للمسلمين
ما اسلموا عليك وعفوت عن اهل
الذخوب فاقبل منهم وانكضهما
تصلح فلن نغزلك عن عملك ومن
اقام على يهوديته او مجوسية
فعليه الجزية له

داخل ہوئے اور بعضوں نے ناپسند کیا اور میرے
ملک میں یہودی اور مجوسی رہتے ہیں اس بارے میں
آپ اپنا حکم صادر فرمائیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی جانب
منذر بن سادی کی طرف۔ سلام ہو تم پر میں تیری طرف
میں خدا کے پاک کی حمد پہنچاتا ہوں جس کے سوا کوئی
معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد۔ اللہ کے رسول
ہیں۔ بعد ازاں میں تم کو اللہ عزوجل یا دلاتا ہوں
اس لئے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ خیر خواہی اور نیکوئی
کرسے وہ حقیقت میں اپنی ذات کی خیر خواہی کرتا ہے
اور جس نے میرے قاصدوں کی اطاعت کی اور ان کے
حکم کا اتباع کیا پس تحقیق اُس نے میری اطاعت کی
اور جس نے ان کی خیر خواہی کی، میرے قاصدوں نے
اگر تمہاری تعریف و توصیف کی میں نے تمہاری قوم
کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کی پس وہ املاک
مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ دو جس پر وہ اسلام لائیں
اور خطا کاروں کو میں نے معاف کیا اُس سے سلام یا
قرۃ قبول کرو اور جب تک تم ٹھیک اور درست نہ

تو ہم تم کو سوزل نہ کریں گے اور جو شخص اپنی یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے تو اس پر جزیہ ہے۔

(۶) شاہ عثمان کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَى جَبْرِ
 وَ عُبَيْدِ ابْنِ الْجَلْدَةِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ
 اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَا بَعْدُ فَأَيُّ أَدْعَايَا
 بَدْعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلَبْنَا تَسْلِيمًا فَأَيُّ رُسُلِ
 اللَّهِ إِلَى النَّاسِ كَافَّةٍ لَا نَذْرَ مِنْ كَانِ
 جِيًّا وَ يَحْتَقِ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ وَ انْكِهَا
 أَنْ أَقْرَبْتُمَا بِالْإِسْلَامِ وَلَيْسَكُمَا وَ انْ
 أَيْتَانِ تَقْرَأُ بِالْإِسْلَامِ فَانْ مَلِكُكُمْ
 زَالِمٌ عَنكُمْ وَ غِيْلٌ تَحُلُ بِسَا حَتُّكُمْ
 وَ تَنْظُرُ بِنُوقٍ عَلَى مَلِكِكُمَا - له
 اور میری نبوت و رسالت تمہارے ملک کے تمام ادیان پر غالب آکر رہے گی۔

ذی تعدۃ الحرام شہدہ میں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے دعا لائے دے کر
 پسرانِ جلدی۔ غنہ اور خنیز کی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں آپ کا ملا تا
 ے کہ عثمان پہنچا اول غنہ سے ملاقات ہوئی۔ نہایت حمیم اور ہر دہار اور نیک خوش تھے میں نے
 کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ خط
 دے کر آپ اور آپ کے بھائی کی طرف بھیجا ہے۔ غنہ نے کہا کہ اعلیٰ رئیس اور بادشاہ میرے بڑے

له۔ میں دل میں اس کے حیات اور زندگی کہ آئندہ باقی ہیں درجہ جس کا دل بالکل مردہ ہو چکا ہے اس کے حق میں
 لانا بعد از نماز مناسب براہ ہے ۱۲۔ ۱۳۔ زاد المسعود ج ۳، ص: ۶۱۔ ۶۲۔ زکات ج ۳، ص: ۲۵۲

بھائی جعفر ہیں، میں آپ کو ان سے ملا دوں گا۔ یہ خط ان کے سامنے پیش کر دینا۔ بعد ازاں مجھ سے کہا کہ تم ہم کو کس چیز کی طرف دعوت دینے آئے ہو۔

عمر بن العاصؓ: ایک اللہ کی عبادت کرو۔ بت پرستی کو چھوڑو اور اس بات کی گواہی دو کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

عبداللہ: اے عمر بن العاصؓ، تم اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہو تبلاؤ کہ تمہارے باپ نے کیا کیا ہم انھیں کی اقتدار کریں گے۔

عمر بن العاصؓ: میرے باپ مر گئے اور آپ پر ایمان نہیں لائے اور میری تمنا تھی کہ کاش وہ اسلام لاتے اور آپ کی تصدیق کرتے۔ ایک عرصہ تک میں انھیں کی رائے پر رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت اور توفیق سے سرفراز فرمایا۔

عبداللہ: تم کب مسلمان ہوئے۔

عمر بن العاصؓ: چند ہی روز ہوئے۔

عبداللہ: کہاں مسلمان ہوئے

عمر بن العاصؓ: نجاشی شاہ حبشہ کے ہاتھ پر اور نجاشی بھی مسلمان ہو چکا ہے۔

عبداللہ: نجاشی کے اسلام لے آنے کے بعد اس کی قوم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

عمر بن العاصؓ: حسب سابق اس کو بادشاہت پر برقرار رکھا اور اس کے متبع اور پیروئے عبداللہ اساتذہ راہروں اور رہبان نے کیا کیا۔

عمر بن العاصؓ: سب نے اس کا اتباع کیا۔

عبداللہ: اے عمر وغور کرو کیا کہہ رہے ہو خوب مجھ کو کہ جھوٹ سے بڑھ کر کوئی بڑی خصلت

نہیں اور انسان کے لئے جھوٹ سے زیادہ رسوا کرنے والی کوئی چیز نہیں۔

۱۔ لطیف: عجیب بات ہے کہ ایک صحابی تابعی کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس نے کہ عمر بن العاصؓ صحابی تھے۔

اور نجاشی تابعی تھا ۱۲۔ زرقانی ص ۳۵۳ ج ۳

عمر بن العاصؓ ۱۔ ماشاؤ نکلازمیں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ ہمارے دین میں جھوٹ بڑا حلال۔
عُبَید ۱۔ معلوم نہیں کہ ہرقل قیصرِ روم کو بخاشی کے اسلام لانے خبر ہوئی یا نہیں۔
عمر بن العاصؓ ۱۔ ہرقل کو بخاشی کے مسلمان ہونے کا علم ہے۔
عُبَید ۱۔ تم کو کیسے معلوم ہوا۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ بخاشی۔ قیصرِ روم کو خراج ادا کرتا تھا، مسلمان ہونے کے بعد خراج دینے سے انکار کر دیا۔ اور یہ کہا کہ خدا کی قسم اگر قیصرِ روم مجھ سے ایک درہم بھی مانگے تو وہ بھی نہ دوں گا۔ قیصرِ روم کو جب بخاشی کی یہ بات پہنچی تو قیصرِ روم خاموش ہو گیا۔ قیصر کے خاموشی کو دیکھ کر قیصرِ روم کے بھائی نیاق نے نہایت غصے سے یہ کہا کہ کیا آپ اپنے اس غلام یعنی بخاشی کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے کہ خراج بھی ادا نہ کرے اور آپ کا مذہب چھوڑ کر نیادیں اختیار کرے۔ قیصر نے کہا بخاشی کا اختیار ہے کہ وہ جس دین کو چاہے اختیار کرے اس نے اس دین کو پسند کیا خدا کی قسم اگر مجھ کو اپنی سلطنت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی یہی دین اختیار کرتا۔
عُبَید ۱۔ بہت تعجب ہو کر اسے عمر دیکھا کہ رہے ہو۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ خدا کی قسم میں نے باطل سے کچھ نہیں کیا۔
عُبَید ۱۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں۔
عمر بن العاصؓ ۱۔ اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور اُس کی معصیت اور نافرمانی سے منع فرماتے ہیں بھلائی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں ظلم اور تعدی۔ زنا اور شراب خواری بہت برائی اور صلیب پرستی سے منع فرماتے ہیں۔

عُبَید ۱۔ کیا ہی اچھی دعوت اور کیا ہی عمدہ تلقین ہے۔ کاش میرا بھائی بھی میرے ساتھ اتفاق کرے اور دونوں مل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تعظیم کریں لیکن ممکن ہے کہ میرا بھائی اپنی سلطنت کی وجہ سے اس بارے میں تامل کرے۔
عمر بن العاصؓ ۱۔ اگر اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی بادشاہت کو بدستور

برقرار رکھیں گے اور یہ حکم دیں گے کہ اپنی قوم کے احرار اور غنیانہ سے صدقات وصول کریں۔ اور اپنی قوم کے فقراء اور مساکین پر ان کو تقسیم کریں۔

عبداللہ - یہ تو نہایت عمدہ بات ہے۔ یہ بتاؤ کہ صدقات کتنے اور کس طرح لئے جاتے ہیں۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ میں نے تفصیل بتایا کہ سونے اور چاندی میں اتنی زکوٰۃ لی جاتی ہے اور لونٹ اور بکریاں میں اتنی بعد ازاں عبداللہ نے نجد کو اپنے بھائی جعفرؓ کے سامنے پیش کیا میں نے آپؐ کو اپنا سر بھراں کر دیا مہر کھول کر اس کو پٹھیا اور نیکہ کو بیٹھے کا حکم دیا اور قریش کا کچھ حال دریافت کیا ایک وفد کے تامل کے بعد جعفرؓ بھی اسلام پر آمادہ ہو گیا اور دونوں بھائیوں نے مل کر ایک مہم اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھ مسلمان ہو گئے اور بحرِ عمان نہیں ہوئے ان پر جزیرہ تمام کر دیا گیا۔ (رواہ المعاد ص ۶۲ بدایت النبیاری لایمانظاہ ابن القیم ص ۴۴)

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اصل بادشاہ ان کا باپ جلدی تھا شاید بڑھ چڑھے ہو جانے کی وجہ سے سلطنت بیٹوں کے سپرد کر دی ہو۔ ابن النخعی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم نے عمرو بن العاصؓ کو جلدی کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمایا ممکن ہے کہ آپ نے عمرو بن العاصؓ کو باپ اور بیٹوں سب کی طرف روانہ فرمایا ہو۔ (دکذانی الاما یہ ص ۲۶۲ ج ۱ و ص ۲۶۳ ج ۱ ترجمہ جلدی و جعفر قسم ثالث)

علامہ سیبلی لکھتے ہیں کہ عمرو بن العاصؓ نے جلدی سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا۔

اے جلدی تو اگرچہ ہم سے بہت دُعا ہے لیکن اللہ عزوجل سے دُعا نہیں جس ذات پاک نے تجھ کو بلا کسی شریک کے تنہا پیدا کیا تو تنہا اُسی کی عبادت کر اور جو ذات تیرے پیدا کرنے میں خدا کی شریک نہیں تو اس کو نہ اُسی کی عبادت میں شریک نہ کر اور یقین رکھ کہ جس خدا نے تجھ کو زندہ کیا ہے وہ تجھ کو موت دینے والا ہے اور جس نے تمھاری پیدائش کی ابتداء کی وہی تجھ کو اپنی طرف لوٹائے گا۔ پس اس نبی اُمّی کے بارے میں خوب فہم و فکر کر کہ جو دنیا اور آخرت کی بھلائی اور سہولت دے لیکر

آیا ہے۔ مگر وہ تم سے کسی قسم کا کوئی اجر اور معاوضہ چاہتے ہوں تو وہ روک لو اور اگر ان کے کسی قول اور فعل میں ہوائے نفسانی کا شبہ محسوس کرو تو اس کو چھوڑ دو پھر آپ کے لئے ہوئے دین میں غور کرو کہ آپ کا دین لوگوں کے خود ساختہ قوانین کے مشابہ ہے یا نہیں۔ اگر آپ کی شریعت اور آپ کا دین لوگوں کے بنائے ہوئے دین کے مشابہ ہے تو بتلاؤ کس کے مشابہ ہے اور اگر آپ کا دین لوگوں کے بنائے ہوئے دین کے مشابہ نہیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ جل جلالہ کا دین ہے پس اس کو قبول کرو اور جو حکم دیتا ہے اس کی تعمیل کرو اور جس سے ڈرتا ہے اس سے ڈرو۔

جنگلہ نے کہا میں نے اس نبی اُمّی کے بارے میں غور کیا۔ بے شک وہ کسی خیر اور بھلائی کا حکم نہیں دیتے مگر سب سے پہلے اس پر عمل کرنے والے وہ خود ہوتے ہیں اور کسی برائی سے منع نہیں کرتے مگر سب سے پہلے خود اس کے ترک کرنے والے ہوتے ہیں جب وہ اپنے دشمنوں پر غالب آتے ہیں تو اتراتے نہیں اور جب مغلوب ہوتے ہیں تو گھبراتے نہیں عہد کو پہنچا کرتے ہیں وعدہ کی وفا کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ نبی ہیں۔^{۱۳}

اور یہ اشعار کہے :

اتانی عسرو بالی لیس بعدا من الحق شئی والنصح یصح
فما عمرو قد اسلمت للہ جہرۃ ینادی ہیبانی الودایین فیصح

(۵) رئیس یمامہ ہنوزہ بن عسلی کے نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خطبے محمد رسول اللہ کی
من محمد رسول اللہ الی ہوذ لا ین طرف سے ہوزہ بن علی کے نام، سلام ہے اس پر
علی سلام علی من اتبع الهدی و جہدِ اہیت کا اتباع کرتے مسلم کر کہ میرا دین وہاں
اعلم ان دینی سیظہرا لی منتھلی۔ تاپہنچے گا جیاں اونٹ اور گھوڑے پہنچ سکتے ہیں سلام

والخف والحاف فاسلم قلم واجعل لى آؤ سلامت ربوگے اور تمھارے مقبوضات
لك ماتحت يد يدك۔ پر تم کو بہت بڑا رکھیں گے۔

سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ ہوزہ نے آپ کا والا نام پڑھا اور
حضرت سلیط کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ آمارا۔ سلیط رضی اللہ عنہ نے ہوزہ سے
مخاطب ہو کر کہا۔

اے ہوزہ تجھ کو پرانی اور بوسیدہ ڈبیلوں نے سردار بنا دیا ہے اور حقیقت یہی ہوا رہے ہے
کہ جو ایمان سے متمتع ہوا اور تقویٰ کا توشہ لیا۔ میں تجھ کو ایک بہترین شئی کا حکم کرتا ہوں اور ایک بدترین
شئی سے تجھ کو منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم کرتا ہوں اور شیطان کی عبادت سے منع
کرتا ہوں اگر تو اس کو قبول کرے تو تیری تمام امیدیں برآئیں گی اور خوف سے مامون ہوگا۔ اور اگر انکار
کرتا ہے تو قیامت کا ہول ناک منظر ہمارے اور تیرے درمیان سے اس پردہ کو اٹھا دے گا۔
ہوزہ نے کہا مجھے ہمت دیجئے کہ میں سوچ لوں اور بعد ازاں آپ کے والا نام کا یہ
جواب لکھواں۔

ما احسن ماتد عوالیہ واجملہ جس چیز کی طرف آپ جلاتے ہیں وہ کیا ہی خوب
والعرب تہاب مکافی فاجعل لی بعض اور بہتر ہے عرب میرے دبدبہ اور مرتبہ سے ڈرتے
اکاملا تبعلک ہیں آپ مجھے کچھ اختیار دیکھیں میں آپ کا اہلکاروں گا۔

اور چلتے وقت حضرت سلیط کو ہدیہ اور تحفہ دیا اور کچھ بھجے گئے ہوئے کپڑے دیئے دینہ
پہنچ کر آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے خط پڑھ کر فرمایا خدا کی قسم اگر ایک باشت زمین میں
مانگے گا تو نہ دوں گا وہ بھی ہلاک ہوا اور اس کا ملک بھی ہلاک ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ سے واپس ہوئے تو جبریل امین نے ان کو آپ کو ہوزہ
کے مرنے کی خبر دی اپنے صحابہ کو یہ خبر سنا کر فرمایا کہ یہاں میں غمگین ایک کذاب ظاہر ہوگا جو بہت
کا دعوئی کرے گا اور میرے بعد قتل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (۵۱- زاد المعاد ج ۳، ص: ۶۳)

۱۸) امیر و مشق حارث غسانی کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، من محمد رسول اللہ الی الحارث بن ابی شمر
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد ﷺ کے رسول کی طرف
 حارث بن ابی شمر کے نام سلام ہوا اس پر جہادیت
 سلام علی من اتبع الهدی وامن باللہ
 اتباع کرے اور اللہ پر ایمان لے لے اللہ کے حکام کی
 وصدق فانی ادعوا الی ان تؤمن باللہ
 تصدیق کرے پس میں تم کو دعوت دیتا ہوں اس
 وحد لا شریک، یہی سچ ہے
 بات کی کہ تو ایمان لائے اُس ایک خدا پر جس کا کوئی
 شریک نہیں اگر تو ایمان لے آیا تو تیری سلطنت پائی رہے گی۔

شجاع بن وہاب اسدی یہ والا نام لے کر و مشق پہنچے حارث غسانی اس وقت قیصر رم کیلئے
 سامان ضیافت جتیار کرنے میں مشغول تھا قیصر اس زمانہ میں فارس پر فتحیابی کے شکر میں معص سے
 پایادہ چل کر بیت المقدس آیا ہوا تھا انتظار میں کئی روز گزر گئے مگر حارث سے ملاقات نہیں ہوئی
 میں نے حارث کے دربان سے ذکر کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا قاصد ہوں بادشاہ سے ملنا
 چاہتا ہوں، دربان نے کہا کہ بادشاہ ایک دور دراز میں برآمد ہوں گے اس وقت ملاقات ہو سکے گی
 و دربان روم کا رہنے والا تھا نام اُس کا مری تھا، اُس نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حالات دریافت کرنے شروع کئے۔ میں آپ کے حالات بیان کرتا جاتا تھا اور وہ مرقا جاتا تھا آپ کے
 حالات سن کر کہہ پائیں انجیل پر بھی ہے میں آپ کے نام و اوصاف پاتا ہوں میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور
 آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور جھکاؤ نہ دیتا ہے کہ حارث جھک کر ٹکے گا اور میرا نہایت اکرام اور احترام کیا اور
 نہایت اچھی بھائی کی ایک روز حارث برآمد ہوا تاج پہن کر بیٹھا اور ان کو لاندہ سانس کی اجازت دی گئی
 حضرت شجاع بن وہب نے آپ کا والا نامہ پیش کیا۔ حارث اس کو پڑھ کر برہم ہوا اور آپ کے
 والا نامہ کو بھینک دیا اور غصہ ہو کر کہا کہ وہ کون شخص ہے جو میرا ملک مجھ سے چھینے گا میں ہی خود اس کی
 طرف جانے والا ہوں اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا اور ایک خط اس مضمون کا قیصر روم کے

نام سعادۂ کیدہ قیصرِ دم کا جواب یہ تھا کہ اپنا ارادہ ملتوی کرو۔ قیصرِ دم کا جواب آنے کے بعد حضرت شجاع کو بلاوا اور دیانت کیا کہ واپسی کا کب ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ کل ارادہ ہے، حادث نے آپ کو تشویش خال سونا بدیشہ پیش کرنے کا حکم دیا اور دربان نے بھی کچھ مذاکرہ پیش کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچا دینا۔ میں واپس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا اُس کا ملک ہلک ہوا۔ بعد ازاں میں نے تمہاری کا سلام پہنچایا اور کچھ اُس نے کہا تھا وہ بیان کیا آپ نے فرمایا سچ کہا ہے

فوائد

(۱)۔ شاہانِ عالم کے نام جو دعوتِ اسلام کے خطوط ارسال فرمائے یہ اس کام کی صریح دلیل ہیں کہ حضور پر نور کی نبوت و رسالت فقط عرب کے امین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کی رسالت عرب اور عجم جن اور انس یہود و اور نصاریٰ اور مشرکین اور مجوس سب کے لئے ہے۔

قیصرِ دم نے جو کہ مذہبِ عیسائی تھا آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا مگر اسلام نہیں لایا۔ علی ہذا عینِ مصرعین مقوقس نے بھی جو کہ مذہبِ انصرانی تھا آپ کی نبوت و رسالت کا اعتراف کیا مگر اسلام نہیں لایا۔ شاہِ حبشہ جو عیسائی تھا وہ اسلام لایا نصاریٰ کے بعض فرقوں کا یہ گمان ہے کہ حضور پر نور نبی اور رسول تو تھے مگر فقط عرب کے لئے تھے، یہود و نصاریٰ کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ ان کا یہ گمان بالکل غلط ہے۔

اگر حضور پر نور کی نبوت و رسالت فقط عرب کے امین کے لئے مخصوص ہوتی تو یہود اور نصاریٰ اور مجوس کو دعوتِ اسلام کیوں دیتے اور یہود اور نصاریٰ پر جزیہ کیوں لگاتے، امامِ زہری سے منقول ہے کہ سب سے پہلے آپ نے نصاریٰ پر جزیہ مقرر کیا اور جب حجاز بن حبشہ کو من کا حکم مقرر کر کے بھیجا تو حکم دیا کہ میں جو یہودی رہتے ہیں ان کے ہر مانع سے سالانہ ایک دینار جزیہ وصول کیا کریں۔

(۲)۔ اب ہم اکثر غزوات اہل عرب سے رہے اس کے بعد شہ میں یہودی خیر سے آپ نے جہاد و قتال فرمایا اور پھر شہ میں مقام موت کی طرف نصائی کے مقابلہ کے لئے ایک سرور و زور فرمایا جس میں حضرت زید اور حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کو امیر مقرر فرمایا۔ جس کی تفصیل عنقریب آجائے گی اور پھر شہ آپ نبض نبض قیصرہ کے مقابلہ کیلئے مقام تبرک کی طرف روانہ ہوئے جو غزوہ تبرک کے نام سے مشہور ہے یہ غزوہ، نصاریٰ شام سے تھا معلوم ہوا کہ آپ کی بعثت فقط مشرکین عرب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ اور تمام عالم آپ کی دعوت اور شریعت کا مکلف ہے ورنہ جو آپ کی شریعت کا مکلف نہ ہو اس سے جہاد کی کیا معنی۔

(۳)۔ نیز قرآن و حدیث سے متواتر ثبوت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرماتے تھے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا وَإِنِّي لَأَكْمَلُ الْكِتَابَ لَكُمْ لَوْ أَنِّي كَلِمَةٌ مِّنْ مَّوَدَّائِكُمْ

اے کتب کو علی! انا اعلان اسلام کی دعوت دیتے تھے۔

پس اگر نصائی کے اس فرقہ کے نزدیک اگرچہ آپ عرب ہی کی طرف نبی بن کر بھیجے گئے تھے، مگر بہر حال نبی تھے اور نبی اگرچہ کسی خاص قوم کی طرف بعثت ہو مگر عقلاً و نقلاً یہ ضروری ہے کہ نبی اپنے اقوال اور دعاوی میں قطعاً صادق ہو گا یہ ناکمل ہے کہ نبی ہو اور کسی بات میں کاذب ہو پس اگر نصائی کے اس فرقہ کے نزدیک آپ نبی عرب تھے تو آپ یقیناً اس دعوے میں اِنِّي رَسُولُ اللَّهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا میں ضرور صادق ہوں گے جب آپ کو نبی مان لیا تو دعوائے عموم بعثت میں بھی آپ کو یقیناً صادق ماننا پڑے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غزوة خیبر محرم الحرام ۸ھ

وَعَدَ كُمْ اللَّهُ مَغَانِبَ كَثِيرَةً تَأْخُذُ وَنَهَا فَعَجَلَ لَكُمْ هَذَا
 (سورہ فتح) وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ تم سے بہت سی غنیمتوں کا جن کو تم لوگ پس یہ خیبر کی نعمت
 اللہ تعالیٰ نے تم کو جلدی دے دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے واپس ہوئے تو ماہِ پی میں سورہ فتح نازل ہوئی
 جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے عموماً اور اصحابِ بیتہ الرضوان خصوصاً یہ وعدہ فرمایا کہ تم کو
 بہت سی فتوحات ہوں گی اور بہت سی غنیمتیں ملیں گی اور بالفضل اس بیعت الرضوان کے انعام
 میں فتح خیبر دی اور فتح مکہ جس وقت ہاتھ نہ لگی کچھ لوگ وہ بھی مل ہی چکی ہے اور آئندہ چل کر تم کو
 اور بھی فتوحات نصیب ہوں گی جن کا علم ہم کو ہے چنانچہ آیت مذکورہ میں فَعَجَلَ لَكُمْ هَذَا
 سے خیبر کی فتح مراد ہے اور علیٰ ہذا گذشتہ آیت وَانَّا لَبَهُمُ فَتَحًا قَرِيبًا میں بھی فتح قریب
 فتح خیبر ہی مراد ہے۔

چنانچہ آپ مدینہ سے واپس ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور ذی الحجہ اور اہوالِ محرم میں مدینہ
 ہی میں مقیم رہے اس اشار میں حضور پروردگار کو یہ حکم ہوا کہ خیبر پر چڑھائی کریں جہاں غدارِ یسودا آباد تھے
 اور جو بد عہدی کر کے جنگ احزاب میں کفار مکہ کو مدینہ پر چڑھا کر لائے تھے اور حق تعالیٰ نے حضور
 پر لڑکویہ خبر دیدی کہ فتح خیبر کی بشارت سن کر منافقین بھی آپ سے استمداد کریں گے کہ ہم بھی آپ کے
 ساتھ سفر میں چلتے ہیں اللہ کا حکم ہے کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ اس سفر میں ہرگز نہ جائیں اور اس
 بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ
مَعَانِمِ لَنَا خُذُوا هَٰذَا فَمَا نَبْغُكُمْ
يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ
فَلَنْ تَكْفُرُوا كَذِبَكُمْ قَالَ
اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسَدُونَا
بَلْ كَانُوا الْأَوَّلِينَ

جو لوگ سفرِ مدینہ میں پہچے رہ گئے تھے وہ مغرب
جب تم خبر کی غیبتیں لینے چلو گے تو یہ طعن لوگ تم سے
یکہیں گے کہ تم کو بھی اجازت دو کہ تمہارے ساتھ خبر
چلیں حق تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ
لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے حکم اس کے وعدہ کو
بدل دلائیں آپ کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں

جاسکتے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے یہ حکم دے دیا ہے پھر یہ اہلِ طعن یہ اعتراض کریں گے کہ تم ہم پر
صد کرتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ غیبت میں ہم تمہارے شریک نہ ہوں حالانکہ یہ باطل غلط
ہے صحابہ کرام کے قلوب حصارِ حرص سے پاک منزہ ہیں بلکہ یہی لوگ بات کو ہیبت
ہی کم سمجھتے ہیں جن حضرات کی نغمہ میں پوری دنیا پتھر کے پتھر کے برابر بھی وقعت نہیں
رکھتی ہوا ان کے منقلبِ حسد کا قصور ہی کمالِ اہلِ دناوائی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں کچھ قیام کے بعد اخیرِ ماہِ محرم الحرام ۱۱ھ میں
چودہ سو پیاہن اور دوسو سواروں کی جمعیت کے ساتھ خیبر کی طرف خروج فرمایا ازواج
مطبہرات میں سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کی ساتھ تھیں دفع المبارکی ۲۵۶ھ
در زمانہ ۱۱ھ (۱۲ ج)

صحیح بخاری میں سلت بن اکرع سے مروی ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ رات کے وقت خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو عامر بن اکوع مشہور شاعر یہ رجز پڑھتے ہوئے
آگے آگے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْ كُنَّا اَنْتَ مَا اِهْتَدَيْنَا وَلَا لَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

اے اللہ اگر تو ہماری جگہ پر نہ ہوتا تو ہم گمراہ نہ ہوتے اور نہ کبھی مسلمان نہ ہوتے اور نہ نماز پڑھتے اور نہ صلاہ کرتے۔

فَاَغْفِرْ دَعَائِهِ مَا اتَّقَيْنَا ۝ فَاَتَقَيْنَ سَكِينَةً عَلَيْنَا ۝
 اسے خاتمِ تجرید، ماحولِ قربان ہیں جو احکامِ ہم نہیں بجالائے ان کو معاف فرما اور خاص سکینت اور طمانیت
 ہم پر نازل فرما تاکہ قلب کو سکون اور چین حاصل ہو اور ہر قسم کی پریشانی اور بے چینی دل سے دور ہو۔
 وَثَبَّتِ الْاَقْدَامُ اِنْ لَّا قَتَلْنَا ۝ اِنَّا اِذَا صِيحُرُنَا اَتَيْنَا
 اور دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ، ہم کو جب جہادِ قتال کے لئے پکارا جائے تو فوراً پہنچے ہیں
 وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا
 اور پکار کر ہم سے استغاثہ کیلئے۔ (فتح الہامی ص ۴۲)

مسند احمد میں بعض کلمات رجزیہ اور زیادہ ہیں وہ یہ ہیں۔
 اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوا عَلَيْنَا ۝ اِذَا السَّمَاءُ دُوِّ اَفِئْتَةً اَبَيْنَا
 تحقیق جن لوگوں نے ہم پر ظلم اور تعدی کی جب وہ ہم کو کفر اور شرک کے کسی فتنے میں مبتلا کرنے کا ارادہ
 کرتے ہیں تو ہم اسے قبول نہیں کرتے۔

وَلَنُغْنِيَنَّ عَنْهُمْ فُضْلًا ۝ مَا اسْتَغْنَيْنَا
 اے پروردگار ہم تیرے فضل و کرم سے مستغنی اور بے نیاز نہیں
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ حدی پڑھنے والا کون ہے لوگوں نے کہا۔
 عامر بن الکوث ہے آپ نے فرمایا۔ یرحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور مسند احمد کی روایت
 میں ہے کہ یہ فرمایا غفر لک ربک پروردگار تیری مغفرت فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
 کبھی کسی کو خاص کر کے دعائے مغفرت فرماتے تو وہ شخص ضرور شہید ہوتا اس بنا پر حضرت عمرؓ نے
 عرض کیا یا نبی اللہ۔ اس کے لئے تو جنت واجب ہوئی۔ کاش آپ عامر کی شجاعت سے اور چند روز

۱۵۔ اور ایک روایت میں مَا اتَّقَيْنَا کے بجائے مَا اَبْقَيْنَا ہے یعنی جو گناہ ہمارے وقت باقی ہیں جن سے ہم نے توبہ
 نہیں کی ان کو معاف فرما۔ اس کے کچھ تو یہ کہنے سے گناہ نامحال سے مٹا دئے جاتے ہیں توبہ کے بعد گناہ باقی نہیں رہتا۔
 بیہ حدیث میں کوہِ ہمدانی روایت میں مَا اتَّقَيْنَا یعنی اے اللہ جو گناہ ہم نے کئے ہیں وہ معاف فرما ۱۳

ہم کو متعجب اور متفجع ہونے دیتے مدفع الباری ص ۴۳ ج ۱)

لاستہ میں جب ایک بلند مقام پر پہنچے تو صحابہ نے نعرہ تجمیر بلند کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا اے بچے اور پریم کرو۔ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم تو اس فات پاک کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں آپ کی سوا ہی کے قریب تھا آپ نے مجھ کو لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پڑھتے ہوئے سن کر عبد اللہ بن قیس کہہ کر ادا زوی۔ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں جنت کا خزانہ نہ بتلاؤں۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں کیوں نہیں۔ ضرور بتلائیے آپ نے فرمایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یعنی یہ کل جنت کا خزانہ ہے۔ (بخاری شریف)

چونکہ آپ کریم معلوم تھا کہ غطفان نے یہود خیبر کی امداد کے لئے لشکر جمع کیا ہے اس لئے آپ مدینہ سے چل کر مقام حبیج میں جو خیبر اور غطفان کے امین ہے پڑاؤ ڈالا تاکہ یہود و غطفان سے مرعوب ہو کر یہود خیبر کی مدد کو نہ پہنچ سکیں۔ چنانچہ یہود و غطفان کو جب یہ معلوم ہوا کہ خود ہماری ہی جان خطر میں ہے تو واپس ہو گئے۔ (ابن ہشام ص ۱۵۰ ج ۲)

جب خیبر کے قریب پہنچے تو صحابہ کو حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ اور یہ دعا مانگی۔

اللھم رب السموات وما اظللن ورب الکواکب وما اقللن ورب الشیاطین
وما اضللن ورب الريح وما اذرن ما ناسک خیرھذا القرية وخیر اهلها
وخیر ما فیہا ونعوذ بک من شہا وشہا اهلها وشہا فیہا اقدموا الیہم اللہ۔

۱۵۔ یہ ابرہہ کی اشعو کا ہم تھا ابراہہ کی کنیت تھی۔ ۱۶۔ اس کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اللہ کی سمیٹ سے ہمدان اللہ کی اعانت و اسعاد کے نہیں بچ سکتا اور بندہ کو کسی طاعت اور عمل صالح کی قوت اور قدرت نہیں ملے گی کہ تا نینادہ توبہ تک اور ظاہر ہو کہ اپنی حوصلہ و قوت کو بیکے کر اللہ کی حلق و قوت اور اس کی تائید و اس کی اعانت اور اس کی توفیق اور ہدایت پر نظر کرنا ہے یہ اعلیٰ اور جبکہ توفیق اللہ سے ہے جو جنت کا خزانہ ہے اور جو چیز غرازی میں ہوتی ہے وہ مستعد اور پختہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے علامہ لا قوۃ الا باللہ کے اجمال و شہاب کی مقدار کو حد بخیر میں نہ کہ میں بچ کر خزانہ کی چیز تھی اس لئے اس کا اجر بھی پختہ ہو کر نکلیا گیا ۱۷۔ ابن ہشام ج ۲ ص ۱۵۰ ج ۲ ص ۱۵۰ ج ۲ ص ۱۵۰ ج ۲

آپ کی یہ عادت شریف تھی کہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ۱۲ (ابن ہشام ص ۱۷۸)
 صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں رات کو پہنچنے
 آپ کی عادت شریف تھی کہ رات میں کسی پر حملہ نہیں فرماتے تھے صبح کا انتظار فرماتے۔ اگر اذان سنتے تو حملہ نہ
 فرماتے ورنہ حملہ فرماتے۔ اسی سنت کے مطابق خیر میں بھی صبح کی اذان کا انتظار فرمایا، جب صبح کی اذان
 نہ سنی تو حملہ کی تیاری کی۔ صبح ہوتے ہی یہود و کفار اور بھارے لے کر اپنے کاروبار کے لئے نکلے۔ آپ کے
 لشکر کو بڑھتے دیکھ کر یہ کہا کہ وہ فانی نہیں یعنی محمد اپنی کل فوج اور لشکر کے ساتھ آگئے۔

شکر کو نہیں اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے پانچ حصے ہوتے ہیں

مقدمہ - میمنہ - میسرہ - قلب - ساقہ

آپ نے ان کو دیکھ کر دعا کے لئے دو لڑن ہاتھ اٹھائے اور یہ فرمایا۔

اللہ اکبر خیرت خیر انما اذا انزلنا السعۃ قوم نساء وعباد المذنبین بخاری وفتح الباری ص ۳۵۹

خیر میں یہودیوں کے متعلق تھے، یہود آپ کو دیکھنے ہی مع اہل و عیال کے قلعوں میں محفوظ ہو گئے
 آپ نے ان کے قلعوں پر پچھلے شروع کئے یکے بعد دیگرے فتح کرتے جاتے تھے۔

(۱) قلعہ ناعم

سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح فرمایا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قلعہ کے دامن میں تھے

کہ یہودیوں نے اوپر سے ان پر ایک چکی کا پاٹ لگایا جس سے وہ شہید ہونے

(۲) قلعہ قموص

قلعہ ناعم کے بعد قلعہ قموص فتح ہوا یہ قلعہ خیر کے قلعوں میں نہایت حکم تھا جب اس قلعہ کا محاصرہ
 ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وردہ شہیقہ کی وجہ سے میدان میں تشریف نہ لاسکے اس لئے نشان دہی کر
 الہیہ کہ حدیثی ذکر بھیجا، باوجود لہری حد و حید کے قلعہ قموص نہ ہوسکا واپس آگئے۔ دوسرے روز فاطمہؓ کو

۱۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ میں تین مرتبہ اللہ اکبر اور تین مرتبہ ان کلمات کا کہنا مذکور ہے ۱۲۔ نہ تالی ص ۱۱۱ ج ۲

۱۳۔ ابن ہشام ج ۲: ص ۱۸۵۔ عین الاثر ج ۲: ص ۱۳۶، فتح الباری ج ۱: ص ۳۵۸

نشان دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے پوری جدوجہد سے قتال کیا لیکن بغیر فتح کے ہوئے واپس آئے۔ رسدہ احمد والنسائی وابن حبان والحاکم عن بریدہ بن انصیبؓ

اس روز آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ کل نشان اس شخص کو دوں گا جو اللہ اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہو اور اللہ اور اس کا رسول اس کو محبوب رکھتا ہو اور اس کے ہاتھ پر اس کو فتح فرمائے۔

بعض منظر تھا کہ دیکھتے یہ سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے تمام شب اسی متلا و اشتیاق میں گزری جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا۔ حضرت علیؓ کی آنکھیں اس وقت آشوب کی ہوئی تھیں بلکہ آنکھوں کو لعاب دھن لگایا اور دعا پڑھی۔ فوراً اسی وقت آنکھیں اچھی ہو گئیں گویا کبھی کوئی شکایت پیش ہی نہیں آئی تھی اور نشان مرحمت فرمایا اور یہ نصیحت فرمائی کہ جہاد و قتال سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ان کو خبردار کرنا۔ خدا کی قسم اگر ایک شخص کو اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ سے ہدایت نصیحت فرمائے تو وہ تیرے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت علیؓ نشان لے کر روانہ ہوئے اور قلعہ ان کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ (رواہ البخاری) ۳

یہود کا مشہور و معروف بہاد و چلبان مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا مقابلہ کے لئے نکلا۔

قد علمت خیبرانی مرحب شاک السلاح لبطال مجرب

اے خیبر کو خوب معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں سلاح پوش اور بہادر اور تجسہ بکاہوں عامر بن اکوعؓ اس کے مقابلہ کے لئے یہ رجز پڑھتے ہوئے نکلا۔

قد علمت خیبرانی عامر شاکي السلاح لبطال مغامر

عامرؓ نے اس کے پیر پر تلوار مارنے کا ارادہ کیا کہ تلوار ٹپٹ کر خردمان ہی کے گھٹنہ پڑ گئی جس انھوں نے وفات پائی۔ سکتہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو غنیمت دیکھ کر سبب دیانت فرمایا میں نے عرض کیا کہ لوگوں کا گمان یہ ہے کہ عامر کے اعمال جلد ہو گئے

۱۔ تل ابخی رسدہ احمد و جابر عن ابی نعیم عن الزمادہ ص ۱۵۷ و قال الحافظون فی الباب عن ابن کثیر عن مشر بن العجاہ
سردیم اسی کم فی الانکبوت و ابن نعیم فی اللہ فی فتح ابیہ ص ۳۵۵ ج ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴

اس لئے کہ وہ خود اپنی تلوار سے مرے اپنے فرمایا جسے غلط کہا۔ وہ بڑا مجاہد ہے اور انھیں سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کے لئے دعا جزمیں۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ یہ فرمایا کہ وہ شہید ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔^{۱۷}

بعد ازاں حضرت علیؓ اس کے جواب میں یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔
 اَنَا الَّذِي سَمَّيْتَنِي اُمِّي حَيْدَرًا كَلَيْتَ غَابَاتٍ كَرِيحِ الْمُنْظَرِ^{۱۸}

میں وہی ہوں کہ میری ماں نے میرا نام جہدِ دشیر رکھا ہے، شیرِ بڑی کی طرح نہایت بُسیب ہوں۔
 یہ کہہ کر اس زور سے تلوار باری کہ مرحب کے سر کے دوہر گئے اور تلوعہ فتح ہوا، مداح علم فتح ابابکرؓ چڑھا۔
 بعد ازاں مرحب کا بھائی یا سر مقابلہ کے لئے آیا۔ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑھے اور یا سر کا کام تمام کیا۔ زاد المعاد^{۱۹}

یہ تلوعہ بنیِ رز کے محاصرے کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا مال غنیمت کے علاوہ بہت سے قیدی ہاتھ آئے جن میں صفیہ۔ حبیب بن اخطب سردار بنیِ نضیر کی بیٹی اور کننہ بن الریح کی بیوی بھی تھیں۔
 (شکستہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز جب کسی تلوعہ پر حملہ کا ارادہ فرماتے تو اُغیانِ ہاجرین انصاریں سے کسی کو منتخب فرماتے کہ رایتِ اسلام یعنی اسلام کا جھنڈا اس کے ہاتھ میں دیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر وہ تلوعہ فتح کرا دیتے چوتھو تلوعہ قوموں کی فتح کی فضیلت تفاضلی میں حضرت علیؓ کے ہاتھ تھی اس لئے آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا ان کو عطا کیا اور حضورؐ پر فوراً یہ فرمانا کہ جھنڈا ایسے ایسے شخص کو دل کا جو خدا اور اس کے رسول کو درست رکھے یہ ازراہِ تدریسی اور حوصلہ افزائی تھا معاف خدا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس شخص کے سوا کوئی اللہ اور اس کے رسول کو درست نہیں رکھتا۔

حضرت صفیہ اور ان کی دو چچا زاد بہنیں اس تلوعہ قوموں سے قید ہوئیں جن کا قہر آئے گا اور حضرت

۱۷۔ طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۸۰۔ ۱۸۔ کہا جاتا ہے کہ مرحبؓ اس رات یہ خواب دکھیا کہ ایک خیر اس کو پھاڑ رہا ہے حضرت علیؓ کو بطور کشف اس کا علم ہو گیا۔ حضرت علیؓ کا نا اللہ تعالیٰ امی حیدرہ سے اس طرف اشارہ تھا کہ اسے مرحبؓ جس طرح قوتے خواب میں دکھیا ہے وہ خیر میں ہی ہوں چنانچہ حضرت علیؓ نے بروقت یہ عرض پھینکا مرحبؓ سنئے کہ گاہ گاہ یہودی کا سلاسلہ کا نور ہو گیا۔ اللہ اعلم ولله التمام و النعمان ج ۲۲۔ ۱۹۔ ابنِ شام ج ۲، ص ۱۸۰۔ ۲۰۔ فتح بکری ج ۱، ص ۳۶۰۔

صفیہ کے شوہر کا نام کن نضر بن ربیع تھا جو اس غزوہ میں مارا گیا۔

(۳) قلعہ صعوب بن معاذ

قلعہ قوص فتح ہو جانے کے بعد صعوب بن معاذ کا قلعہ فتح ہوا جس میں قلعہ اور چربی اور خورد و نوش کا بہت سامان تھا وہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب مسلمانوں کو خورد و نوش کی کمی ہونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی آپ نے دعا کی دوسرے ہی روز قلعہ صعوب بن معاذ فتح ہو گیا اور خورد و نوش کا بہت سامان ہاتھ آیا جس سے مسلمانوں کو مدد ملی۔

اسی روز آپ نے یہ دیکھا کہ ہر طرف اُگ جل رہی ہے، پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ گوشت پکا رہے ہیں، آپ نے پوچھا کس چیز کا گوشت ہے۔ کہا ابلی گھوں کا گوشت ہے۔ آپ نے فرمایا دو ٹکڑے سب پھینک دو اور برتنوں کو توڑ دو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر گوشت پھینک دیں اور برتنوں کو دھو لیں اس کی اجازت ہے آپ نے فرمایا اچھا برتنوں کو دھو ڈالو۔

(۴) حصن قلعہ

اس کے بعد یہود نے حصن قلعہ میں جا کر پناہ لی یہ قلعہ بھی نہایت محکم تھا پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اس وجہ سے اس کا نام حصن قلعہ تھا۔ قلعہ کے معنی پہاڑ کی چوٹی کے ہیں جو بعد میں قلعہ زبیر کے نام سے مشہور ہے۔ اس لئے کہ یہ قلعہ تقسیم غنائم کے بعد حضرت زبیر کے حصہ میں آیا۔

تین روز تک آپ اس قلعہ کا محاصرہ کئے رہے حسن اتفاق سے ایک یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابوالقاسم آپ اگر مہینہ بعد بھی ان کا محاصرہ کئے رہیں تب بھی ان لوگوں کو پرانا نہیں ان کے پاس زمین کے نیچے پانی کے چٹے ہیں رات کو نکلتے ہیں اور پانی لے کر قلعہ میں محفوظ رہ جاتے ہیں آپ اگر ان کا پانی قطع کر دیں تو کامیاب ہو سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پانی بند کر دیا مجبور

ہو کر قلعے سے باہر نکلے اور سخت مقابلہ ہوا، دشمن یہودی مارے گئے اور کچھ مسلمان بھی شہید ہوئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ قلعہ قلد۔ علاقہ نضار کا آخری قلعہ تھا اس کی فتح کے بعد حضور پُر نور ﷺ علاقہ شقی کے قلعوں کی طرف بڑھے۔ اس علاقہ میں سب سے اول قلعہ ابی کو فتح کیا جو شدید معرکہ کے بعد فتح ہوا۔ اور اس میں داخل ہوئے، اس کے بعد دوسرے قلعوں کی طرف پیش قدمی کی۔

۵، و طبع اور سلام

حصن قلعہ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیۃ تلعات کی طرف بڑھے، جب تمام قلعوں پر قبضہ ہو گیا تو انہیں و طبع اور سلام کی طرف بڑھے اور بعض روایت میں انکیبتہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ اس سے پیشتر تمام قلعے فتح ہو چکے تھے صحت یہی مد قلعے باقی تھے یہود کا تمام زور ان ہی پر تھا۔ یہود ہر طرف سے سمٹ کر انہی قلعوں میں اگر محفوظ ہو گئے تھے۔ جو وہ دن کے محاصرہ کے بعد مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی۔ آپ نے ان کی درخواست منظور کی یہودیوں نے ابن ابی الحقیق کو صلح کی گفتگو کرنے کے لئے بھیجا آپ نے اس شرط پر جان بخشی کہ خیر کی سرزمین کو یکجہت خالی کر دیں یعنی سب جلا وطن ہو جائیں اور بنو نضار چاندی اور ہتھیار اور سامان حرب سب یہاں چھوڑ جائیں اور کسی شئی کو چھپا کر نہ لے جائیں اگر اس کے خلاف ہوا تو اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہیں۔

مگر یہود باوجود اس عہد وثیقہ کے پھر اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور عیسیٰ بن الخطیب کا ایک جی تھیلہ جس میں سب کا زور واپور محفوظ رہنا تھا، اس کو غائب کر دیا۔ آپ نے کنانہ بن الربیع کو بلا کر دریافت کیا کہ وہ تھیلہ کہاں گیا کنانہ نے کہا کہ اطالیوں میں خرچ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا زائد تو کچھ زیادہ گرا نہیں اور مال بہت زیادہ تھا۔ یہ ابن سعد کی روایت ہے البودادہ کی روایت میں ہے کہ سفیہ سے دریافت فرمایا۔ یہی روایت ابن سعد کی دوسری روایت میں ہے کہ کنانہ اور اس کے بھائی وغیرہ سے بھی دریافت کیا۔

۱۔ ابوداؤد و الترمذی، ج ۴، ص ۱۹۸۱۔ ۲۔ زاد المعاد، ج ۲، ص ۱۳۶۔ ۳۔ حنفیہ و عسقلانی یہی کہ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں راہ ۱۰ البیہقی باسانوار جالوثقات من حدیث ابن عمر فتح ہباری ص ۱۱۴، غزوہ خیبر۔

سب نے یہی کہا کہ خرچ ہو گیا آپ نے فرمایا اگر وہ تھیلا بڑا کم ہو گیا تو تمھاری خیر نہیں یہ کہہ کر آپ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاؤ غلام جگہ ایک درخت کی جڑ میں دبا ہوا ہے چنانچہ وہ صحابی گئے اور مال بآید کیا جس کی قیمت دس ہزار دینار تھی اس جرم میں یہ لوگ قتل کئے گئے یہ جن میں ایک صفیہ کا شوہر بھی تھا جس کا نام کننا بنت بن الریح بن ابی الحقیق تھا۔ ۱۷

علاوہ ازیں کننا کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ کننا نے محمد بن مسلمہ کے بھائی محمد بن مسلمہ کو اسی معرکہ میں قتل کیا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کننا کو محمد بن مسلمہ کے حاملہ کیا کہ اپنے بھائی محمد بن مسلمہ کے بدلہ میں اس کو قتل کریں (سیرۃ ابن ہشام)

(تنبیہ) قلعات خیر کی فتح کی جو ترتیب اس ناچیز نے ذکر کی ہے کہ اول قلعہ نام فتح ہوا اور پھر قلعہ قمر میں اور پھر قلعہ صعب اور پھر خیر میں قلعہ و طح اور سلام فتح ہوئے، یہ ترتیب سیرۃ ابن ہشام اور البیہارۃ والنہایتہ لابن کثیر ص ۱۹۲ تا ۱۹۴ ج ۴ میں مذکور ہے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں ان کے علاوہ قلعوں کا بھی ذکر ہے اور ترتیب فتح بھی کچھ مختلف ہے۔ علامہ طبری سیوطیہ میں لکھتے ہیں کہ علاقہ لظاہ میں تین قلعے تھے حصن نام۔ و حصن قلعہ لظاہ میں سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا وہ قلعہ نام تھا جو یہودی قلعہ نام سے جان بچا کر بھاگ گئے انھوں نے لظاہ کے دو قلعے حصن صعب بن معاذ میں جا کر پناہ لی۔ دو سکر روزہ غروب آفتاب سے قبل دو دن کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ فتح ہوا۔

بعد ازاں آپ نے حصن قلعہ کا محاصرہ فرمایا۔ اس قلعہ کو حصن قلعہ اس نے کہتے ہیں کہ قلعہ کے معنی پہاڑ کی چوٹی کے ہیں یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور چونکہ یہ قلعہ بعد میں حضرت زبیر کے حصہ میں آیا اس لئے اس کو قلعۃ الزبیر بھی کہتے ہیں۔ یہ تینوں قلعے علاقہ لظاہ کے تھے۔

اس کے بعد مسلمان قلعات شقی کی جانب بڑھے اس علاقہ میں دو قلعے تھے۔ ایک حصن ابی دوسرا حصن بری۔ اول حصن ابی اور بعد میں حصن بری فتح ہوا۔

جب یہ علاقہ بھی فتح ہو گیا تو سہو دروں نے بھاگ کر قلعہ کی قبتہ میں پناہ لی کی قبتہ میں تین قلعے تھے قروض - و طیح - سلام - سب سے بڑا قلعہ قروض تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ جب یہ قلعہ بھی فتح ہو گیا تب مسلمانوں نے و طیح اور سلام کا محاصرہ کیا۔ چودہ دن کے محاصرے کے بعد ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو چھوڑ دیا جائے ہم خیر کو چھوڑ کر محل جانیں گے آپ نے اس کو منظور فرمایا۔

فتح فک

جب اہل فک کو اس کی اطلاع ہوئی کہ پیوند خیر نے ان شرائط پر صلح کی ہے تو ان لوگوں نے بھی اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیام بھیجا کہ ہماری جانوں کو امان دیا جائے ہم تمام مال و اسباب چھوڑ کر یہاں سے جلائے وطن ہو جائیں گے آپ نے اس کو منظور فرمایا اور حقیقہ بن مسعود کے واسطے سے گفتگو ہوئی چونکہ فک بغیر کسی حملہ اور فوج کشی کے فتح ہوا اس پر نہ سوار اہل محلے پڑے اور پیادہ اس لئے فک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ اور تصرف میں رہا اور بغیر کی طرح غنائین پر تقسیم نہیں ہوا سیرۃ ابن ہشام۔

فائدہ : اس غزوہ میں چودہ یا پندرہ مسلمان شہید ہوئے اور تیراڑے کافر مارے گئے۔ فتح کے بعد جب اہل غنیمت اور قیدی جمع کئے گئے تو ان میں صفیہ حبیبہ کی بیٹی اور کنانہ ربیع کی بیوی بھی تھیں قریب ہی کی شاہی ہوئی تھی۔

حی بن اخطب، حضرت ہارون علیہ السلام کی ذریت میں سے تھا، لڑائی کے بعد جب قیدی جمع کئے گئے تو حضرت وحید نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک جاہل جو عطا فرمائیے، آپ نے فرمایا تم کو اختیار ہے جس جاہل کو چاہو۔ حضرت وحید نے حضرت صفیہ کو پسند کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ان کے سردار کی بیٹی ہے۔ آپ ہی کے لئے مناسب ہے اس لئے آپ نے اُن سے صفیہ کو واپس لیا۔

اور ان کے معاوضہ میں حضرت صفیہ کی بھانجیاؤں میں ان کو عنایت کی اور حضرت صفیہ کو ان کا ذکر کے آنے کا حق فرمایا۔

حضرت صفیہ کے نکاح کا مفصل فقہ انشاء اللہ تعالیٰ اندازِ مطہر کے بیان میں آئے گا جس طرح غزوہ بنی المصطلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کے ساتھ ان کی خاندانی عزت و دجاہت کے موافق معاملہ فرمایا اسی طرح اس موقع پر بھی حضرت صفیہ کے ساتھ ان کے خاندانی مرتبہ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی ذریت میں سے ہونے کے شرف کو ملحوظ رکھ کر ان کو آزاد فرما کر اپنی نذہمیت میں لے لیا۔

زہر دینے کا واقعہ

فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز غیریہ میں قیام فرمایا۔ اسی اثناء میں ایک دن زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم نے ایک بھٹی بھری بکری بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کی اور اس میں زہر ملا دیا۔ آپ نے چکھتے ہی ہاتھ روک لیا۔ بشر بن ہارون معروف جو آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے ماضوں نے کچھ کھا لیا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاتھ روک اس بکری میں زہر ملا ہوا ہے۔

زینب کو ملا کر اس کا سبب دریافت کیا اس نے اقرار کیا کہ بے شک اس میں زہر ملا لیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ نبی پر حق ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع کر دے گا۔ اور اگر آپ نبی کاذب ہیں تو لوگ آپ سے نجات پا جائیں گے۔ چونکہ آپ اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے اس لئے آپ نے اس سے کوئی تعرض نہیں فرمایا۔ لیکن بعد میں جب بشر بن ہارون معروف اس زہر کے اثر سے انتقال فرما گئے تو زینب و ارشادِ بشر کے حالے کو دیکھ کر انھوں نے اس کو بشر کے قصاص میں قتل کیا۔

بیشکی کی ایک روایت میں ہے کہ زینب اقرار جرم کے بعد اسلام لے آئی اور یہ کہا کہ اب

آپ کا صادق بھائی اعلیٰ دافع ہو گیا آپ کو اور تمام حاضرین مجلس کو گواہ بتائی ہوں کہ میں آپ کے دین پر ہوں اور اقرار کرتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ہر ایک انسان نے اتھارنے قتل کرنے کی وجہ یہی بتلائی ہے کہ وہ اسلام نے آئی تھی۔

مخبرہ

جب غیر فتح ہو گیا اللہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور اہل اسلام کی ہو گئی تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ یہود حسب معاہدہ یہاں سے جلائے وطن ہو جائیں لیکن یہود نے یہ درخواست کی کہ آپ اس زمین پر ہم کو رہنے دیجئے ہم زراعت کریں گے جو پیداوار ہوگی اس کا نصف حصہ آپ کو ادا کیا کریں گے آپ نے یہ درخواست منظور کی اللہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سراسر حق فرمادیا۔

نقصہ علی ذلک ماشنا جب تک ہامی گے اس وقت تک تم کو برقرار رکھیں گے۔ بخاری شریفین ۱۱/۱۱۵ کتاب المزارعۃ باب اذا قال رب الارض افترک اللہ الخ وفتح الباری ۳/۵ وفتح الباری ۱۳/۵ ج ۵ کتاب الشروط۔ باب اذا اشترط فی المزارعۃ افادشت اخر جب تک اس طرح کا معاملہ سب سے پہلے غیر میں ہوا اس لئے ایسے معاملہ کا نام خبرہ ہو گیا۔

جب ثنائی کا وقت آتا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیداوار کا انکار کرنے کے لئے عبد اللہ بن رماحہ کو بھیجتے۔ باب الخمر من الی ما ودم ۳۳ ج ۲ عبد اللہ بن رماحہ پیداوار کو وہ حصول تقسیم کر کے کہتے کہ جس حصہ کو چاہو لے لو یہود اس عدل انصاف کو دیکھ کر یہ کہتے کہ ایسی ہی عدل اور انصاف سے آسمان اور زمین قائم ہیں ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن رماحہ یہ فرماتے ہیں۔

یا معشر الیہود انتم الغبن الخلق اے گروہ یہود تمام مخلوق میں تم میرے نزدیک سب الی قتلتم انبیاء اللہ وکذبتم زیادہ مسخوئن تم ہو تم ہی نے اللہ کے پیغمبروں کو قتل کیا۔

علی اللہ و لیس یحملنی بغض ایاکم تم ہی نے اللہ پر جھوٹ باندھا لیکن تمہارا بغض مجھ کو
ان ا حیف علیکم۔ لہ کبھی اس پر آمادہ نہیں کر سکتا کہیں تم کسی قسم کا ظلم کرو۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حاضری

ابوہریرہ امدان کے ساتھ چند رفتار فتح خیبر کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے مگر آپ
نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا بخاری شریف و غزوہ خیبر

غنائم خیبر کی تقسیم

خیبر کی غنیمت میں سونا اور چاندی نہ تھا، گائے بیل اور اڑھ اور کچھ سامان تھا اور سب بڑی
چیز خیبر کے زمینات اور باغات تھے زمینات کے علاوہ جو سامان تھا وہ حضور نے نفس قرآنی کے مطابق
غنائم پر تقسیم کرو دیا اور زمینات کو فقط اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا۔ لہ

غزوہ حدیبیہ کے ارادہ سے جب حضور پُر نور مدینہ سے روانہ ہوئے تو اعراب کو دعوت دی
کہ اس سفر میں ساتھ چلیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ مشرکین بداد اور اُحد اور احزاب
کی وجہ سے اہل مکہ کے قلوب اہل اسلام کے کینہ اور عداوت سے بھر پور ہیں مبادا مکہ مکرمہ پہنچ کر کوئی صورت
قتال کی پیش آجائے اور اہل مکہ سر سے ہی سے دخول مکہ سے مانع ہو جائیں اس لئے اس وقت تدبیر عقلی
کا مقصد یہ تھا کہ جماعت کثیر آپ کے ہمراہ چلے تاکہ قریش کے شر کا کوئی خطرہ نہ رہے بہت سے اعراب
نے آپ کی اس دعوت کو قبول نہ کیا اور بہت سوں نے شغل ضروریہ اور اپنی مصروفیات کا بہانہ کر دیا۔
مخلصین مسلمین جو ستر یا پاشاقت ایمان سے مملو اور بے نیت تھے آپ کی معیت اور ملاقات کو دنیا اور آخرت
کی سعادت سمجھ کر آپ کے ساتھ ہوئے حدیبیہ کے قریب احصاء پیش آیا اور منہ بانہ صلح کی صورت سامنے
آئی جس پر ان حضرات نے صبر کیا۔ جب اس سفر میں ان مخلصین کا اخلاص مدلل اور صبر محسوس ہو گیا تو بارگاہ

خداوند کی سے ان شکستہ دلوں کی شکستگی دور کرنے کے لئے فتح خیر کی بشارات نازل ہوئی کہ غنقریب خیر تم پر فتح ہوگا اور حکیم ہنزل فرمایا کہ خیر کی غنائم حاضرین حدیبیہ کے لئے مخصوص ہوں گی کوئی دوسرا ان میں شریک نہیں کیا جائے گا لہ تفصیل اگر درکار ہو تو کتب تفسیر میں سورۃ فتح کی تفسیر ملاحظہ کریں۔

اب رہا یہ امر کہ خیر کی زمینوں کو آپ نے کس طرح تقسیم فرمایا سوا اس کی کیفیت سنن ابی داؤد میں مذکور ہے کہ اُن حضرت صل اللہ علیہ وسلم نے غس نکالنے کے بعد زمین خیر کو چھتیس^۳ سهام پر تقسیم کیا جن میں سے اٹھارہ سهام کو علیہہ کر لیا یعنی مسلمانوں کی ضروریات کے لئے مخصوص کر لیا۔ اور مجاہدین پر اس کو تقسیم نہیں کیا اور باقی اٹھارہ سهام کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا اور ہر سہم میں سو سو کا حصہ مقرر کیا جس کو حسب ارشاد خداوندی اصحاب حدیبیہ پر تقسیم کیا۔

الانہی خیر کا وہ نصف حصہ جس کو آپ نے تقسیم نہیں کیا اس میں الکعبۃ اور الوطیح اور السلام اور اس کی ملحقہ زمینیں تھیں۔

اور نصف حصہ آپ نے اہل حدیبیہ میں تقسیم کیا، اس میں اشق اور النطاۃ اور اس کی ملحقہ زمینیں تھیں۔ یہ رعایت سنن ابی داؤد میں سہل بن ابی حمزہ صحابی سے موصول اور بشیر بن یسار تابعی سے مرسلام روایا ہے یتہ

اما لحادی فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام خیر کی تمام زمینوں کو تقسیم نہیں کیا، صرف اشق اور النطاۃ اور ان کی ملحقہ زمینیں مجاہدین پر تقسیم کیں اور باقی تمام زمینیں مصالح مسلمین کیلئے محفوظ فرمادیں یتہ

اب رہا یہ امر کہ یہ اٹھارہ سهام کس طرح تقسیم ہوئے سوان میں روایتیں مختلف ہیں مشہور روایت میں ہے کہ کل چودہ سو آدمی جن میں دو سو گھوڑے تھے چودہ سو آدمیوں کے چودہ سہام ہو گئے

۱۔ انارۃ الخمار، الاثنا عشر، ۱: ۳۰۰ - ۲۵ البرادۃ ج ۲، ص: ۷۵ - نیز بلال الجبر

ج ۲، ص: ۱۳۵ - ۲۵ شرح معانی الآثار - ج ۲، ص: ۱۴۱

کیونکہ ایک سہم سو حصہ کا تھا اسام مالک دامام شافعی دامحمد دیگر علماء کے نزدیک سوار کے علاوہ ہر گھوڑے کے دو حصے تھے میں اس نے دو تلو گھوڑوں کے چار سہام ہو گئے اس طرح چھ سہام کے ساتھ چار سہام مل کر اٹھارہ سہام پورے ہو گئے۔

اور سنن ابی داؤد میں مجمع بن جباریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیر میں لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں سے تین سو سوار تھے پس آپ نے ہر سوار کو دو حصے دیئے اور ہر پادہ کو ایک ایک حصہ دیا یہ روایت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق ہے، ان کے نزدیک سوار کے صرف دو حصے ہوتے تھے یہی ایک سوار کا اور ایک گھوڑے کا جیسا کہ حضرت علی دامابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے۔ پس اس حساب سے پندرہ سو میں سے تین سو سواروں کے چھ سہام ہو گئے اور ہر سہم سو آدمیوں کا اور باقی ماندہ بارہ سو آدمیوں کے بارہ سہام ہو گئے اور بارہ اور پچھل کو اٹھارہ پورے ہو گئے۔

فائدۃ للمدرسین

قال ابن الملك هذا رای حدیث مجمع بن جباریہ مستقیم علی قول من یقول لكل فرس سہمان لان الرجالة علی هذه الرواية تكون الفارس مئین ومئین اثنا عشر سہما لكل مائة سہم وللفرسان ستة اسہم لكل مائة سہمان فالجوع ثمانية عشر سہما واما علی قول من قال للفارس ثلث مائة ثم فاشكل لان سہام الفرسان تسعة وسہام الرجالة اثنا عشر فالجوع احدى وعشرون سہما اتی کلام العلامة القاری۔

الحاصل ما تخفرت فیہ ارانی غیر کہ نصف حصہ اہل عدلیہ پر تقسیم فرمایا اور ان کے علاوہ کسی اور کو اس میں شریک نہیں کیا لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح خیبر کے بعد اصحاب سفینہ یعنی حضرت جعفر اور ابو موسیٰ اشعری اور ان کے رفقاء جن کی تعداد سنو سے زیادہ تھی جیشہ سے واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی کچھ حصہ عطا فرمایا۔

یہ معلوم نہیں کہ ان حضرت کو اصل غنیمت میں سے حصہ دیا یا مال غنیمت کے خمس میں سے دیا یا

اموال منقولہ میں سے قبل اور تقسیم غنیمت بطور اعانت کچھ عطا فرمایا اور پھر یہ کہ حضور ﷺ نے محض اپنی سائے اور امتیاز سے دیا یا غنائین اور مجاہدین کی اجازت سے دیا اور اللہ اعلم فتح الباری و شرح شیخ الاسلام و طبری۔ ۱۷

اور غزوہ خیبر میں کچھ غلام اور کچھ عورتیں بھی مجاہدین کی خدمت اور اعانت کے لئے شریک ہوئے تھے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے حاصل شدہ سامان میں سے بطور اعانت کچھ عطا فرمایا۔ باقی زمینات میں سے مردوں کی طرح ان کو کوئی حصہ نہیں عطا کیا جیسا کہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی کے روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ۱۸

رد مناسخ الانصار

یعنی

مہاجرین کی طرف سے انصار کے باغات کی واپسی

ابتداء ہجرت میں جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین کی اعانت اور امداد کے لئے انصار نے ان کو کچھ زمینیں اور باغات دینے کے کام کریں اور خود بھی غنیمتیں ہوں اور کچھ ہم کو نفع پہنچائیں۔

خیبر کی فتح کے بعد مہاجرین کرام اعانت اور امداد سے مستغنی ہو گئے تو مہاجرین نے انصار کی زمینیں اور درخت واپس کر دیئے حضرت انس کی والدہ ام سلمہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند درخت دیئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے عطا کردہ درخت اپنی دایہ ام امین یعنی اساتر بن زید کی والدہ کو دے دیئے تھے۔

فتح خیبر کے بعد جب مہاجرین نے سب انصار کے درخت واپس کر دیئے تو ام سلمہ نے بھی

۱۷۔ عمدۃ القاری ج ۴، ص ۱۳۷، ۱۔ تفسیر طبری ج ۵، ص ۲۰۰، ۲۰۹

۱۸۔ البدایہ و النہایہ ج ۴، ص ۲۰۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے درخت طلب کیے۔ یہ وہی درخت تھے جہاں ام امین کو لے چکے تھے، آنحضرت نے ام امین سے فرمایا کہ ام سلیم کے یہ درخت داپس کرو ام امین نے داپس کرنے سے انکار کر دیا اداس کی گردن میں کپڑا ٹائل کر لٹھینچے لگیں اور کہا خدا کی قسم یہ درخت ہرگز داپس کرونگی جو حکام امین حضور پر نوز کی حاضنت دے دیا، تھیں لو آپ کے والد کی نو نڈی تھیں اس لئے حضور فرام امین کو ماضی کرنا نہیں چاہتے تھے۔ حضور نے فرمایا اے ام امین تم یہ درخت داپس کرو اور ان کے بدلہ میں دوسرے درخت لے لو، آپ برابر یہی فرماتے رہے، یہاں تک کہ جب آپ نے اپنی خاص جائداد میں سے ایک سلیک درخت کے بدلہ میں دس درخت دے جب راضی ہوئیں حضور پر نوز نے ان کے حق حضانت و تربیت میں ان کے ساتھ یہ معاملہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و کرم یہ

مسائل و احکام

اس غزوہ میں حلال و حرام کے جو احکام نازل ہوئے یا جہاں مسائل اس غزوہ کے پیش واقعات سے فقہاء کلام نے مستنبط کئے وہ بالا جمال یہ ہیں۔

(۱) شہر حرام میں قتال

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ غزوہ خیبر کے لئے حضور پر نوز نے ماہ محرم الحرام میں خروج فرمایا تو معلوم ہوا کہ شہر حرام میں قتل و قتال ممنوع نہیں اور جن آیات اور احادیث سے خیبر حرام میں قتل و قتال کی مانعت مفہوم ہوتی ہے وہ منسوخ ہے تفصیل اگر درکار ہو تو یسیناً لَوْنَدَ عَنْ الشَّهِسِ الْحَرَامِ قِتَالِو فَنَبُو۔ اور سورہ توبہ کی یہ آیت مِنْهَا أَسْرُ بَعَثْنَا مَحْدَم کی تفسیر ملاحظہ کریں۔

تقسیم اراضی (۲)

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حضور پر نور نے خیبر کی کل زمین کو غنائیں تقسیم نہیں فرمایا بلکہ صرف اشق اور النخاۃ اور اس کی محققہ زمینوں کو مجاہدین تقسیم کیا اور اکیبہ اور الوطیح اور السلام اور اس کی محققہ زمینوں کو مسلمانوں کی مصطوبوں اور ضرورتوں کے لئے اس کو محفوظ رکھا جس سے معلوم ہوا کہ امیر مملکت کو اراضی مفتوحہ میں اختیار ہے کہ جو مصطوب سمجھے وہ کچے، چاہے وہ مجاہدین پر تقسیم کرے اور چاہے دہاں کے باشندوں کے تصرف میں چھوڑ دے اور ان پر خراج مقرر کرے اور امام البرصیہ اور امام مالک اور صاحبین اور سفیان ثوری کا مسلک یہی ہے

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ اموال منقولہ کی طرح زمینات کو بھی مجاہدین پر تقسیم کرنا ضروری ہے اور شوائع تقسیم خیبر کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ خیبر کا نصف حصہ تہرا فتح ہوا اور نصف حصہ صلحی فتح ہوا جس پر نصف تہرا فتح ہوا اس کو حضور پر نور نے مجاہدین تقسیم کر دیا اور نصف صلحی فتح ہوا وہ تقسیم نہیں فرمایا مگر تمام روایات حدیث اور سیرت میں اس امر کی تصریح ہے کہ پورا خیبر نہایت سخت جنگ اور سخت مقابلہ اور شدید مقابلہ کے بعد فتح ہوا، جب یہود مقابلہ سے مجبور ہو گئے تب قلعوں سے نیچے اترے اور ہر قسم کی ملک اور اختیار سے دست بردار ہوئے اور اس بات پر رضامند ہوئے کہ زمینات اور باغات پر ان کا کسی قسم کا حق نہ ہو گا، مزودوں کی طرح اس میں کام کریں گے اور مسلمان جب تک چاہیں گے ان کو برقرار رکھیں گے اور جب چاہیں گے ان کو اس زمین سے نکال دیں گے، یہ لوگ مغبہ جیسے کسی زمین اور مکان کے مالک نہ تھے اور حضور پر نور نے معاملہ کرتے وقت مراحتہ ان سے یہ شرط کر لی تھی کہ جب چاہیں گے زمین تم سے واپس لے لیں گے چنانچہ اسی شرط کی بنا پر فداؤ اعظم نے اپنے زائد خلاف میں تمام زمینیں ان سے واپس لے لیں اور ان کو ملک سے نکال باہر کیا۔ معلوم ہوا کہ تمام خیبر تہرا فتح ہوا ہے اور جن اکابر جیسے امام مالک وغیرہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کا نصف حصہ تہرا اور نصف صلحی فتح ہوا اس کے معنی اصطلاحی صلح کے نہیں بلکہ اس کی

مراد یہ ہے کہ ابتداء میں یہود نے مقابلہ اور مقابلہ کیا لیکن بعد میں جب مقابلہ سے مجبور ہو گئے تو ہتھار ڈھل دیئے اور لڑائی ختم کرنے کی درخواست کی اس نہ لڑنے اور نہ مقابلہ کرنے کو بعض علماء نے صلح کے لفظ سے تعبیر کیا ہے یعنی آدھا خیر لڑائی سے فتح ہوا آدھا خیر بدون لڑائی کے فتح ہوا اس مسئلہ کی تحقیق اور تفصیل اگر درکار ہو تو ازالۃ الخفا للشتاء ولی اللہ اور احکام القرآن للبخصاص اور شرح معانی الآثار للعلماوی باب ما یفعل الامام بانراض المفتوحۃ کی مراجعت کریں۔

نیز تیسرا نقاری و شرح شیخ الاسلام کی بھی مراجعت کریں۔

(۳) ممنوعات خیر

خیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند چیزوں سے منع فرمایا۔ (۱) اہل گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ (۲) مال غنیمت جب تک تقسیم نہ ہو جائے اُس کے بیچنے سے منع فرمایا (۳) اور لہسن (یعنی کچے لہسن) کے استعمال سے منع فرمایا (۴) اور نجوم خیل کی اجازت دی جس میں فقہاء کا اختلاف ہے ان تمام امور کی تفصیل زرقانی از ۲۳۳ تا ۲۳۹ میں دیکھیں۔

(۴) تحکیم متعہ

صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر متعہ سے منع فرمایا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کی متعدد آیات سے متعہ کی حرمت ثابت ہوئی ہے۔

(۱) قَالَ تَاللّٰهِ اِنَّمَا الَّذِیْنَ هُمْ لِعَنَّا وُجِہُهُمْ حَافِظُوْنَ الْاَعْلٰی اَدُوْا وُجِہُهُمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ عَنْکُمْ مُّکْرَمٰوْنَ فَمَنْ اَبْتَغٰی ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ کُفْرًا لِّعَادِیْکَ
یعنی فلاح اور بہتری اسی میں ہے کہ اہل ایمان اپنی شرمگاہوں کی پوری پوری حفاظت کریں سوائے بیوی اور شرمی باز کی کے جماع حلال نہیں اور جو شخص ان دو طریقوں کے سوا کوئی اور طریقہ نکالے تو

وہ حدودِ شریعت سے تجاوز کرنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ متوکی عورت شیعہوں کے نزدیک بھی نہ باندی ہے اور نہ بیوی ہے، اس لئے کہ متوکی عورت کے لئے نہ شہادت ہے نہ طلاق ہے نہ ناز و نفقہ ہے نہ نسکاتی ہے اور نہ طلاق ہے اور نہ لعان ہے اور نہ ظہار ہے اور نہ طلاق ہے اور نہ عتق ہے نہ میراث ہے (۱۲۰)۔ نیز حق جل شانہ نے فَاَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ وَمِصْنَقِ وَثَلَاثَ وَرُبَاعٍ میں نکاح کی حد مقرر فرمادی ہے کہ چار سے زیادہ نکاح کی اجازت نہیں اور متوکی میں نہ حد متعین ہے اور نہ کوئی عدد خاص ہے۔ (۱۲۱)۔ نیز اس رسمِ تنہی کے جاری ہونے کی صورت میں نکاح کی بھی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ اکثر نکاح کرنے والے نفسانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے نکاح کرتے ہیں اور یہ خواہش جب متو سے پوری ہو سکے گی تو پھر نکاح ہی کی کیا ضرورت رہے گی۔

حرمتِ متو

ابتداءً اسلام میں حلال اور حرام کے بہت سے احکام رفتہ رفتہ نازل ہوئے چنانچہ شراب اور سود کی حرمت کا حکم نبوت اور بعثت کے تقریباً پندرہ بیس سال کے بعد نازل ہوا۔ اسی طرح متو کے بارے میں حکم خداوندی کے نازل ہونے سے پہلے جاہلیت کے عادت اور رسوم و عادات کے موافق لوگ متو کیا کرتے تھے اور اب تک اس بارے میں کوئی صریح اور واضح حکم نازل نہ ہوا تھا، سب سے پہلے خیبر کی لڑائی میں جو ہجرت کا ساتواں سال تھا حضورؐ نے متو اور محرمِ اہلبیہ کی حرمت کا اعلان فرمایا جیسا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے باسائید صحیحہ مروی ہے۔ (بخاری و مسلم)

پھر اس کے بعد ہجرت کے آٹھویں سال کے اخیر میں جنگِ اوطاس کا واقعہ پیش آیا جس میں تین ہفتے کے لئے متو کی اجازت ہوئی اور اس حالت کے یہ بھی ہیں کہ جن لوگوں نے حسبِ سابق متو کر لیا تھا اور خیبر میں جو متو کی مانعت کی گئی تھی اُس کا اُن کو علم نہ تھا اس لاملی میں جن لوگوں نے متو کر لیا ان پر مواخذہ نہیں کیا گیا، لیکن اس کے بعد جب حضورؐ پُر نور عرو کے لئے مکہ معظمہ

تشریف لائے تو نادر کعبہ کے دو وزن بازو ہاتھ سے پکڑ کر یہ فرمایا کہ مستعد قیامت تک کے لئے ہمیشہ کے واسطے حرام کیا گیا۔

فتح مکہ کے بعد چونکہ نزاروں آدمی دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے جن کو مستعد کی حرمت کا علم نہ تھا اس لئے نذر اخی کی بنا پر حسب رسم جاہلیت انہی نزاروں کے بعض لوگوں نے مقام ادھاس میں لاعلمی کی بنا پر مستعد کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے باب کعبہ پر کھڑے ہو کر مستعد کی دائمی حرمت کا اعلان فرمایا۔

پھر حضور پر نور نے غزوہ تبوک میں کچھ عورتوں کو مسلمانوں کے غیر کے قریب بھرتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ کون عورتیں ہیں، عرض کیا گیا کہ ان عورتوں سے کچھ لوگوں نے مستعد کیا معلوم ہوا کہ اس وقت کسی گزشتہ زانمیں (زانیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کین کر سخت ناراض ہوئے اور عقد کی وجہ سے چہرہ مبارک مٹرخ ہو گیا اور خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس کے بعد مستعد سے منع فرمایا، صحابہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم نے کبھی تجویز نہیں کیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ ارادہ کر لیا کہ کبھی مستعد نہیں کریں گے (کذا فی کتاب الاعتبار للامام الحارثی رحمہ اللہ)۔

پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید ناراض ہونا حتیٰ کہ چہرہ مبارک کے رنگ کا مٹرخ ہو جانا یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ مستعد کی حرمت اور مخالفت آپ پہلے ہی فرما چکے تھے بلکہ دوسرے اس کی حرمت سے آگاہ کر چکے تھے، پہلی تاریخ میں اور دوسری بار غزوہ ادھاس میں پس دوسری کی نعت کے بعد جب فیصل ظہور میں آیا اگرچہ وہ لاعلمی اور نادانیت کی بنا پر تھا، تو حضور پر نور کو شدید ناگوار گزرا۔

۱۵۔۔۔ بحوالہ حسین عبادت فتح الباری سے اخذ ہے۔ ۱۵۔۔۔ اخرج الامام الحارثی باسناد عن جابر بن عبد اللہ انہما یقولان خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی غزوہ تبوک حتی اذ کان عند العقیقۃ ھابی الی اثم من بعض نسوة فذکرنا متفقاً من یملین فی رعالنا او قال یطعن فی رعالنا فحمدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر الیہن نقاسن ہو لہم النسوة فقلنا یا رسول اللہ نسوة تشتمنا منہن فنضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی احرمت وخبثت و تغیر لہن و اشتد غضبہ و تم نینا خطیب محمد اللہ و اثنی علیہم ثم ہی عن اللہ فتراعت ہر سذ الرجال و لم یسددوا فہو دلیل علی ما اھد

اور حق کے مارے چہرہ سرخ ہو گیا اور سہارا آپ نے اس کی حرمت کے لئے خطبہ دیا اور قیسری باراس کی حرمت کا تاکید کی اعلان فرمایا۔ اس کے بعد پھر حجۃ الوداع میں حرمت متو کا اعلان عام فرمایا تاکہ انہیں اور حرام سب ہی کو اس کی حرمت کا علم ہو جائے۔

بعض راویوں کو تحریم متو کے اس بار بار اعلان سے یہ گمان ہو گیا کہ متو دو یا تین مرتبہ حلال کیا گیا اور دو یا تین مرتبہ حرام کیا گیا حالانکہ دوبارہ اور سہ بارہ اعلان کوئی جدید تحریم نہ تھی بلکہ تحریم قدیم اور نبی سابق کا اعادہ اور تاکید تھی۔

بعد ازاں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بعض نداد تقصیت کی بنا پر جن کو تحریم متو کی خبر نہ پہنچی تھی اس فعل کا ارتکاب کر بیٹھے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو سخت ناراض ہوئے اور منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا اور متو کی حرمت کا اعلان فرمایا تاکہ اس کی حرمت میں کوئی شہدہ باقی نہ رہے اور یہ فرمایا کہ میرے اس اعلان کے بعد اب اگر کوئی متو کرے گا تو میں اس پر زنا کی حد جاری کروں گا اس دلت سے متو بالکل موقوف ہو گیا اور اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور عبداللہ بن عباس وغیرہ جولا علمی کی بنا پر متو کے اباحت کے قائل تھے جب ان کو متو کی حرمت اور کائنات کا علم ہوا تو اپنے قول سے رجوع کیا جبکہ ابو بکر جصاص نے احکام القرآن ص ۱۴۲ میں نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے حضرت ابی سلمہؓ نے فرمایا: فَمَا اسْتَمَعْتُكُمْ يَوْمَئِذٍ مِنْهُمْ فَاَتَوْهُمْ اَجُوزًا هُنَّ فَرِيضَةٌ كِي تَفْسِيرِ تَفْصِيلِ ملاحظہ فرمائیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہجرت سے ایک یا دو سال پہلے ہوئی اور آٹھ یا نو برس کی عمر تک اپنے والدین کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہے۔ فتح مکہ کے بعد شہر میں جب حضرت عباسؓ نے مع خاندان کے ہجرت فرمائی تو ابن عباسؓ اپنے والد محترم کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور غزوہ خیبر۔ رجب میں حرمت متو کا اعلان ہوا تھا اور ابن عباسؓ کے مدینہ منورہ آنے سے قبل ہو چکا تھا اور اس عرصہ میں کوئی متو کا واقعہ بھی پیش نہیں آیا، اس لئے حضرت عباسؓ کو بذاتِ خود متو کے متعلق کو خبر نہیں ہوئی صرف دوسرے صحابہ کی زبانی سنا اور اس بنا پر یہ فتویٰ دیا کہ جس طرح جمہوری کی حالت میں مردار اور خنزیر مباح ہو جاتا ہے اسی طرح جمہوری کی حالت میں متو بھی جائز ہے لیکن بعد میں جب حضرت علیؓ کو

وجہ نے اور دیگر صحابہ نے متعہ کے متعلق قیامت تک کی حرمت اور حرمانت کی روایتیں ابن عباس کو سنائیں تو ابن عباس نے اس سے رجوع فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حرمت متعہ کی روایتیں بٹھار آئی ہیں مگر حضراتِ خفیہ متعہ کما اس وجہ شیدائی ہیں کہ حضرت علی کی بھی نہیں تھیں۔

قال اکامام ابو جعفر الطحاوی کل ھو کلام
الذین رواد عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اطلاقھا اخبارا
انھا کانت فی سفردان النہی
لحقہا فی ذلک السفر بعد ذلک
فمنع منها ولیس احد منهم
یخبر انھا کانت فی حضور کذلک
مر وی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ
تفسیر قطبی ج ۱ ص ۵

امام محمد اوی فرماتے ہیں کہ جتنے لوگوں نے بھی متعہ کی اباحت اور زحمت کو بیان کیا ہے سب نے
الاتفاق یہی بیان کیا ہے کہ یہ وقتی زحمت فقط
حالتِ سفر میں پیش آئی ہے اور پھر یہ بھی بیان کیا کہ پھر
اس سفر میں اس اباحت کے بعد متعہ فوراً ہی متعہ
کی حرمانت کا اعلان ہوا اور ایک ماویٰ بھی ایسا
نہیں کہ جو یہ بیان کرتا ہو کہ متعہ مکمل ہوا تو سفر میں پیش
آیا ہو اور ایسا ہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اور اسی طرح امام حازمی فرماتے ہیں
وانما کان ذلک فی اسفارہم ولم
یبلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اباحہ لهم وهم فی بیوتہم
(کتاب الاعتبار ص ۱۱)

متعہ کی اباحت کا جو واقعہ بھی ہوا وہ جزائیت کہ
سفر میں ہوا اور ہم کو کسی ایک ماویٰ سے یہ خبر نہیں پہنچی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر اور وطن میں رہنے
کی حالت میں بھی ان کو متعہ کی اجازت دی ہو یعنی ایسا
کہیں نہیں ہو کہ وطن میں رہ کر کسی نے متعہ کیا ہو۔

ابتداء اسلام میں کس قسم کا متعہ مباح تھا

جاننا چاہئے کہ لفظ متعہ متاع سے مشتق ہے جس کے معنی نفع نفیل کے ہیں کا قائل تعانے

إِنَّمَا هَذِهِ الْخَيَالُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ۔ اور مطلقہ کو جو کپڑوں کا جو لادیا جاتا ہے اس کو بھی متعہ
 اس لئے کہتے ہیں کہ متعہ مہر نفعِ طہیل ہے۔ لہذا قال تعالى فَمَتَّعُوهُنَّ۔ قال تعالى وَلَمْ يَطْلُقَا
 مَتَاعٌ بِأَلْمَعْدُومَةِ۔ یہ متعہ کمال معنی ہوتے اور متعہ کا اطلاق دو معنی پر آتا ہے ایک یہ کہ متعہ سے
 نکاح موقت مراد ہو یعنی ایک مدتِ معینہ کے لئے گواہوں کے سامنے کسی عورت سے ازواجِ طہیل تعلق قائم
 کیا جائے اور مدتِ معینہ گزرنے کے بعد بلا طلاق مفارقت واقع ہو جائے لیکن مفارقت کے بعد استبراء
 رجم کے لئے ایک مرتبہ آیامِ ماہراری کا انتظار کرے تاکہ دوسرے نطفہ کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے
 فقط یہ صورتِ ابتلاہ اسلام میں جائز تھی بعد میں ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی یعنی متعہ یعنی نکاح موقت
 ابتداء اسلام میں جائز تھا اور بعد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا اور متعہ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ کوئی
 شخص کسی عورت سے یہ کہے کہ میں تجھ سے ایک روز کے لئے منفع ہوں گا اور اس ایک روزہ یا دو
 روزہ انتفاع کی چھکویہ اجرت و دل کا تریہ صریح زلب ہے اور عین زنا ہے متعہ کی یہ صورت کبھی بھی
 اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوئی تاکہ اس کو منسوخ کیا جائے بلکہ متعہ کی صورت کسی دین میں بھی حلال
 نہیں ہوئی اس لئے کہ متعہ کی یہ صورت صریح فحشاء ہے اور زنا کسی دین میں کبھی بھی حلال نہیں ہوا البتہ متعہ
 کی پہلی صورت یعنی نکاح موقت (یعنی مدتِ معینہ کے لئے گواہوں کی موجودگی میں ولی کی اجازت
 سے تعلق قائم کرنا اور مدتِ معینہ گزرنے کے بعد ایک حیضِ عدت گزارنا) یہ ایک برزخی مقام ہے یعنی
 یہ نکاح موقت نکاحِ مطلق اور زنا شخص کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے کہ جو نہ زنا محض ہے اور نہ
 نکاح مطلق ہے کہ جس میں طلاق اور عدت اور میراث ہر نکاحِ متعہ کی یہ صورت حقیقی نکاح نہیں بلکہ نکاح
 حقیقی کے ساتھ صرف ظاہری مشابہت ہے کہ متعہ کی اس صورت میں گواہ کی بھی اور ولی کی اجازت کی بھی
 ضرورت ہے اور مرد سے علیحدہ ہونے کے بعد اگر دوسرے مرد سے متعہ کرنا چاہے تو عیب تک ایک مرتبہ
 حیض نہ آجائے اس وقت تک دوسرے مرد سے متعہ نہیں کر سکتی اس لئے اس صورت کو محض زنا بھی نہیں
 جاسکتا ایسے نکاح موقت میں کہ جس میں ابتداء گواہی اور اذن ولی ضروری ہو اور انتہاء استبراء و جسم
 کے لئے حیض کا آنا ضروری ہو اور نکاح صحیح و مؤبد میں صرف موقت اور مؤبد اور میراث کا فرق ہے

باقی شرائط میں دونوں متفق ہیں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں۔

روى الليث بن سعد عن بكير بن
الاشج عن عماد مولى الشريد
قا سألت ابن عباس عن المتعة
اسفاح هي ام نكاح قال لا سفاح
ولا نكاح قلت فما هي قال لمعة
كما قال تعالى قلت هل عليها عدا
قال نعم حيضة قلت يتوارثان
قال لا

امام لیث بن سعد۔ بکیر بن
عمار مولائے شریذ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباسؓ
سے متعہ کے متعلق یہ سوال کیا کہ متعہ زنا ہے یا نکاح
فرمایا متعہ زنا ہے نہ نکاح ہے میں نے پھر سوال
کیا کہ آخر وہ ہے کیا۔ فرمایا کہ وہ متعہ ہے جیسا کہ اللہ
تعالیٰ نے اس پر لفظ متعہ کا اطلاق کیا ہے یہی سوال
کیا کہ متعہ دالی عورت پر درست ہے، فرمایا کہ ہاں متعہ کی
گذر کے بعد اس پر ایک حیض کا انتظار کرنا واجب ہے
میں نے سوال کیا کہ وہ ایک دو کو کے ارشاد ہوئے فرمایا

(تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۵۰)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نکاح متعہ یعنی موقت ایک بزرگی مقام ہے یعنی نکاح
مطلق اور زنا و محض کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے۔ ابتداء اسلام میں صرف یہ صورت بھی
ایسی مجبوری کی حالت میں جائز تھی جیسا کہ مجبوری کی حالت میں مرد اور خنصر پر حلال مہر تانبہ
اس کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں۔

قال ابو عمر لم يختلف العلماء من السلف والخلف ان المتعة نكاح اجل لا
عيراث فيه والفرقة تقع عند انقضاء الاجل من غير طلاق وقال ابن عطية وكانت المتعة
ان ينزوجه الرجل بشاهدين واذن الولي الى اجل مسمى وعلى الاكابر ان المتعة بينهما وعليهما
ما افقاعا عليه فاذا انقضت المد لا فليس له عليها سبيل وليست بركمها لان الولد
لا حق فيه بملاشنة فان لم تحمل حلت بغيره وفي كتاب النكاح في هذا خطأ وان الولد
لا يلحق في نكاح المتعة قلت: هذا هو المفهوم من عبارة النكاح فانه فقال انما
المتعة ان يقول لها اتزوجك يوما او ما شبه ذلك على انه لا عدا عليها ولا ميراث

بینا ولا طلاق ولا شاهد لیشہد علی ذلک۔ وھذا ھو الزنا بعینہ ولم یبح قط فی الاسلام۔ ولذا قال عمرؓ لا اوفی برجل تزوج متعۃ الا غلیبۃ تحت الحجارۃ ۱۵

خلاصہ کلام

یہ کہ احادیث نبویہ میں جس نکاح متعہ کی اباحت اور پھر اس کی حرمت اور مانعت کا ذکر ہے اس سے یہ عرفی متعہ ہرگز ہرگز مراد نہیں جس کے حضرات شیعہ قائل ہیں بلکہ اس سے وہ نکاح موقت مراد ہے کہ جو نکاح ایک مدت معینہ کے لئے گواہوں کے موجودگی میں دلی کی اجازت سے منعقد ہوا اور پھر مدت معینہ گزر جانے کے بعد بلا طلاق کے مفارقت واقع ہو جائے اور پھر اس کے بعد وہ عورت بغیر ایک حیض آنے دوسرے مرد سے متعہ نہ کر سکے فقط یہ صورت ابتداء اسلام میں بائیں معنی جائز اور مباح تھی کہ شریعت میں اس خاص صورت کی مانعت اور حرمت کا ابھی تک کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا جیسا کہ شراب اور سود کے ابتداء اسلام میں مباح اور حلال ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ابتداء اسلام میں حق تعالیٰ کی طرف سے شراب اور سود کی مانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور جن لوگوں نے مانعت سے پہلے شراب پی یا سود لیا، شریعت کی طرف سے ان کو کوئی حد جاری نہیں کی گئی اور نہ ان کو کوئی سزا دی گئی یہاں تک شراب اور سود کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔

ابتداء اسلام میں شراب اور سود کے حلال ہونے کے یہی نہیں کہ معاذ اللہ شریعت کی طرف سے اجازت تھی کہ جس کا جی چاہے شراب پیے اور جس کا جی چاہے سود لے اسی طرح متعہ یعنی نکاح موقت کے ابتداء اسلام میں جائز اور مباح ہونے کے یہی معنی ہیں کہ ابتداء اسلام میں نکاح متعہ یعنی نکاح موقت کی مانعت نہ تھی، معاذ اللہ یہ معنی نہیں کہ حضور پر نورؐ نے تو لاہ نکاح متعہ کی اجازت دی تھی نکاح متعہ کی حرمت کا پہلا اعلان غزوہ خیبر میں ہوا اور پھر غزوہ اوطاس میں اور پھر

غزوہ تبوک میں اور ہجر حجۃ الوداع میں تاکہ علوم و خواص کو اس کی حرکت کا خوب علم ہو جائے اور حضور پُر نور کا حرمت متوع کے متعلق یہ بار بار اعلان اسی پہلے اعلان حرمت کی تاکید کے لئے تھا کہ جو آپ غزوہ خیبر میں فرما چکے تھے، کوئی جدید حکم نہ تھا۔ باقی شیعوں والا متوع کہ مرد و عورت سے ایک دن یا دو دن ایک گھنٹے یا دو گھنٹے کے لئے معاوضہ کر کے استفادہ کرے تو یہ خالص ننانا اور صریح بدکاری ہے یہ صورت کبھی بھی اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوگی چہ جائیکہ منسوخ ہو جیسے زنا نہ کبھی مباح ہوا اور نہ منسوخ ہوا۔

بلکہ

ابتداءً قریش عالم سے لے کر اب تک سوائے مذہبِ شیعہ کے کسی دین اور مذہب میں متوع جائز نہیں ہوا، معاذ اللہ اگر شیعوں والا متوع جائز ہو جائے تو پھر نسب میں بھی خلل واقع ہوگا اور اولاد بھی ضائع ہوگی اور وارث اور میراث کی تمیز نہ ہوگی اور نہ یہ معلوم ہوگا کہ کون بیٹا ہے اور کون بھائی، نیز میراث اور طلاق اور عدت کے جو احکام شریعت میں آئے ہیں وہ سب معطل ہو جائیں گے نیز شریعت نے نکاح میں جو چار عورتوں کی حد مقرر کی ہے وہ بھی معطل ہو جائے گی اس لئے کہ متوع میں نہ چار کی قید ہے نہ عدت ہے اور نہ طلاق ہے اور نہ میراث ہے، ایک متوع کے قائل ہونے سے قرآن و حدیث یہ تمام احکام یکجہت معطل ہوئے جاتے ہیں بلکہ نکاح کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ مرد اپنی حاجت متوع سے پوری کر لیں گے اور عورتیں اپنے نان نفقہ اور دکھ اور درد کے مستقل کفیل اور ذمہ داری سے محروم ہو جائیں گی اور چلتے پھرتے اویشوں پران کی نظر ہوگی اور پھر وہ در شباب گزرنے کے بعد کون ان کا کفیل اور ذمہ دار ہوگا۔ حضراتِ شیعہ غور کریں کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ذلت اور مصیبت کا منظر ہو سکتا ہے شیعوں کو چاہیے کہ دل و جان سے فاسق اعظم کے شکرا گزار ہوں کہ جس نے اپنے درِ ظلمات میں اس بے حیائی کا نام نشان بھی مٹا دیا۔

تحریم متوع کے اگر تفصیلی دلائل اور اس کے مفاسد معلوم کرنے ہوں تو حضراتِ اہل علم احکام القرآن بحصاحی ص ۲ تا ۱۵ ص ۲ اور تحفہ اشنا عشریہ اور فتاویٰ عزیزیہ کی مراجعت کریں۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

حرمتِ متعہ کی ایک وجدانی دلیل

ہر شریف الطبع اور باعزت انسان اپنے اور اپنی بیٹی اور بہن کے نکاح کے اعلان کو فخر سمجھتا ہے اور غایتِ مسرت اور انبساط کے ساتھ ولیمہ نکاح پر انار ب اور اجلب کو مدعو کرتا ہے۔ بختِ متعہ کے کہ اس کو چھپاتا ہے اور اپنی بیٹی اور بہن اور اس کی طرف متعہ کی نسبت کرنے سے عاجز و محسوس کرتا ہے۔ آج تک کسی ادنیٰ غیرت مند بلکہ کسی بے غیرت کے متعلق بھی یہ نہیں سنا گیا کہ اُس نے کسی مجلس میں بطور فخر یا بطور ذکر ہی یہ کہا ہو کہ میری بیٹی اور بہن اور میری ماں نے اتنے متعے کئے ہیں، نیز تمام عقلاء نکاح پر مرد و عورت کو اور اس کے والدین کو مبارک باد دیتے ہیں مگر متعہ کے متعلق کہیں مبارک باد دیتے نہیں سنا۔

مہاجرین حبشہ کی حبشہ سے واپسی

جو مہاجرین مکہ سے حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے جب ان کو یہ علم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اکثر ان میں سے حبشہ سے مدینہ چلے آئے۔ عبد اللہ بن مسعود اس وقت مدینہ پہنچے کہ جب آپ بدر کی تیاری فرما رہے تھے لہٰذا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی ساتھ جو چند آدمی رہ گئے تھے وہ اس روز پہنچے کہ جس روز خیبر فتح ہوا تھا۔ ان حضرت سلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر کو گلے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور بعد ازاں یہ فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ مجھ کو فتح خیبر کی مسرت زیادہ ہے یا جعفر کے آنے کی۔ (رواہ البیہقی عن جابر رضی اللہ عنہما)

ابو موسیٰ اشعریؓ (جو حضرت جعفر کے ساتھ آئے تھے) راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچے کہ جب آپ خیبر فتح فرما چکے تھے۔ مالِ غنیمت میں سے ہم کو بھی حصہ عطا فرمایا ہمارے سوا جو فتح خیبر میں شریک نہ تھا کسی کو حصہ نہیں دیا۔

یہ بخاری کی روایت ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ مسلمانوں سے کہہ کر ان لوگوں کو غنیمت میں شریک فرمایا۔

فتح وادی القریٰ، تیمار

فتح خیبر کے بعد آپ نے وادی القریٰ کا رخ فرمایا۔ چار دن کے محاصرہ کے بعد فتح فرمایا۔ آپ کا غلام و غم آپ کا کجاوہ آتد رہا تھا کہ ایک ناگہانی تیرا کر لگا جس سے وہ شہید ہوا۔ لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو، آپ نے فرمایا: نہیں۔ خدا کی قسم جس چادر کو اس نے مال غنیمت میں سے چھو لیا ہے وہ آگ بن کر اس پرشتعل ہوگی۔ ایک شخص نے جب آپ کو یہ کہتے سنا تو ایک جوتی کا تسمہ لے کر آیا آپ نے فرمایا جوتی کا ایک تسمہ بھی (خیانت کیا ہوا) جہنم سے ہے (رواہ البخاری)۔ اہل تیمار کو جب وادی القریٰ کے فتح کا حال معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جزیرہ پر صلح کر لی۔

مراجعت اور واقعہ لیلۃ التقریب

وادی القریٰ اور تیمار کی فتح کے بعد آپ مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر وہ ایک وادی میں اخیر شب میں آرام لینے کی غرض سے نزول فرمایا۔ اتفاق سے کسی کی آنکھ نہیں کھلی یہاں تک آفتاب بلند ہو گیا۔ سب سے پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور گھبرا کر اٹھے اور صبا بکھجگایا۔ اور اس وادی سے کرچ کرنے کا کلمہ دیا کہ یہاں شیطان ہے اس وادی سے نکل کر اپنے نزول فرمایا۔ اور بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ وضو کر کے صبح کی دو رکعت سنتیں پڑھیں بعد ازاں بلال نے آقامت کہی اور جماعت کے ساتھ صبح کی نماز تھا کی گئی۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃؓ)۔

فوائد

(۱)۔ نماز اور عبادت میں حضرات انبیاء اللہ علیہم السلام صلوٰۃ اللہ علیہم وسلم کی وجہ سے کبھی سہو نہیں ہوتا بلکہ من جانب اللہ سہو میں مبتلا رکھے جاتے ہیں تاکہ امت کو سہو کے مسائل معلوم

ہوں بلکہ اگر آپ کو یہ سہو نہ بھی آتا تو امت کو فرت شدہ خاندانوں کی تضار کا مسئلہ کیسے معلوم ہوتا اور اگر ظہر یا عصر کی دو یا تین رکعت پر آپ بھول کر سلام نہ پھیر دیتے مد جیسا کہ حدیث ذوالیدین میں ہے، تو امت کو سجدہ بھوکا مسئلہ کہاں سے معلوم ہوتا۔

شبان اللہ خدا کی کیا حکمتیں اور کیا رحمتیں ہیں کہ جن حضرات کو نبوت و رسالت کا خلعت پہنا کر تشریح احکام کی مسند پر بٹھلایا۔ ان کے سہو اور نسیاں کو سب تشریح احکام کا ایک ذریعہ بنایا حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر سہو نسیاں نہ پیش آتا تو قہر اور استغفار کی سنت کہاں سے معلوم ہوتی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ کہہ کر قیامت تک کے لئے خداوند والہ الجلال کی رضا اور غرض خودی اور اطمینان کی ذلت اور رسوائی کا طریقہ بتلا گئے۔ قربان جائے ایسے سہو نسیاں کے کہ جس سے ہمیشہ کے لئے رحمتوں کا دروازہ کھل گیا۔

حضرت عارفین کے کلام میں مدلیق اکبر کا یہ مقولہ نقل کیا جاتا ہے۔

یا الیتنی کنت سہو محمد صلی اللہ کا شش میں مرتاپا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم۔

غالباً مدلیق اکبر نے یہ کچھ کہہ کر حضرت امیاء کا سہو کس درجہ موجب خیر و برکت اور کس درجہ عند اللہ مقبول ہوتا ہے۔ یہ تمنا فرمائی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(۲) اسی حدیث سے میر مسئلہ معلوم ہوا۔

کہ جس جگہ عبادت نے ذہول اور غفلت پیش آجائے تو منتخب یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جائے بظاہر یہ انتقال مکانی ہجرت کبریٰ کا ایک نمونہ معلوم ہوتا ہے جس کو اگر ہجرت صغریٰ کے نام سے موسوم کیا جائے تو شاید بیجا نہ ہو جس جگہ اللہ جل جلالہ کی طاعت و شواہ ہو جائے اور اس کی معصیتوں کا بازار گرم ہو جائے ایسی جگہ کو چھوڑ کر ایسے مقام پر جا کر سکونت اختیار کر لینی کہ جہاں اللہ عزوجل کی طاعت اور بندگی آسان ہر شرعاً واجب ہے اور اسی کو ہجرت کبریٰ کے نام سے موسوم

کیا گیا ہے۔

اور جس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غفلت پیش آجائے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری قریبی جگہ میں عبادت کا بجائے استغاثہ ہے اسی کو ہم نے ہجرت معریٰ کے نام سے موسوم کیا ہے۔
رواذا جابک منزلی نسترل (جب تجھ کو کوئی منزل ناموافق آئے تو وہاں سے کوچ کر۔ باقی ہجرت کے احکام
سوان کی تفصیل کتب فقہ سے معلوم کی جائے۔

زفاف ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

اسی سال ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا حبشہ سے مدینہ آئیں جسے حضور پر نور
نباشی کے توسط سے نکاح فرمایا تھا جن کے نکاح کا مفصل واقعہ انشاء اللہ از سلع مہلرات کے
بیان میں آئے گا۔

عمرۃ القضاء

ذی تعدۃ المحرام

صلح حدیبیہ میں قریش سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ امسال بغیر عمرہ کئے ہوئے واپس
چلے جائیں اور سال آئندہ عمرہ کئے لئے آئیں اور عمرہ کر کے تین دن میں واپس ہو جائیں اس بنا
پر آل حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ کا چاند دیکھ کر صحابہ کو حکم دیا کہ اُس عمرہ کی قضا کئے
روانہ ہوں جس سے مشرکین نے حدیبیہ میں رد کا تھا اور یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک
تھے ان میں سے کوئی نہ جائے، چنانچہ بجز ان لوگوں کے کہ جو اس عرصہ میں شہید ہو چکے تھے یا وفات
پا چکے تھے کوئی شخص بغیر شریک ہوئے باقی نہ رہا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲، زند تانی ص ۲۵۷ ج ۲)

۱۵۔ قال ابن اسحق خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذی القعدۃ مثل الشہر الذی صدق فیہ لمشرکون
معمترۃ القضاء مکان عمرہ ثم اتی صدقہا عنہا۔ وقال الحاکم فی (الکلیل) ابن کثیر

اس طرح دو ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ آپ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے ہدی کے مشراوٹ آپ کے ہمراہ تھے ذوالحلیفہ پہنچ کر مسجد میں آپ نے اور صحابہ نے احرام باندھا۔ لبیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے احتیاطاً ہتھیار ساتھ رکھ لئے مگر چونکہ معاہدہ مدینہ میں یہ شرط تھی کہ ہتھیار ساتھ نہ لائیں اس لئے ہتھیار بطن یا فرج میں چھپوڑ دیئے جو کہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اور دو سو آدمیوں کا ایک دستہ ان کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا۔ اور آپ مع اصحاب کے تبلیہ کہتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے۔ (طبقات ابن سعد ص ۶۶)

اد عبد اللہ بن رواحہ آپ کی ناقہ قصواء کی جبار کچڑے ہوئے یہ جرز چلتے ہوئے اگے آگئے تھے۔

خَلُّوا بَنِي الْكَفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ قَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ فِي تَنْزِيلِهِ

اے کافروں آپ کا راستہ چھوڑ دو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ حکم نازل کیا ہے

مَا نَخِيفُ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِهِ نَعْنُ قَتَلْنَاكَ عَلَى تَأْوِيلِهِ

مگر قتل کا ہم خوف نہیں (رواہ عبد الرزاق عن انس)

کو بہترین نقل وہ ہے کہ خدا کی راہ میں جو ہم نے تم سے جہاد و قتال کیا اس کا حکم نہ ماننے کی وجہ سے جیسے قرآن منسلک من اللہ کے نہ ماننے کی وجہ سے تم سے قتال کیا۔

واقعہ پچھلے صفحہ کا حاشیہ تراثر الاخبار اندھی اللہ علیہ وسلم لما حلل فدا القعدة اصحابا بان انهم و انفسهم وان لا يتخلف احد منهم شهد المحديية فخرجوا الا من استشهد و خرج مع اخرين معتبرون فكانت عطفهم الفين سوى النساء والصبيان قال وتسعى ايضا عمر بن الصالح - ربح ابابا ص ۶۶) - حاکم اکلیل بن میں فرماتے ہیں کہ اگر ما ریش متواترہ سے یہ اہت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقہ کا پابند دیکھا اس عمرہ کی قضا کا حکم دیا جس کو مدینہ میں تریش کے نہ کرنے کی وجہ سے نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہ تاکید فرمائی کہ جو لوگ مدینہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی نہ نہ جائے چنانچہ سوائے ان لوگوں کے کہ جو اس اشار میں شہید ہو گئے سب آپ کے ساتھ عمرہ کی قضا کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے جن کی مجموعی تعداد قرآن انہ بچوں کے سامعین تراجمہ داس عمرہ کو عمرہ الصغیر ہی کہتے ہیں ۱۱ ہر حال ان روایات یا عمر بن رواحہ سے ہے کہ اگر کسی وجہ سے عمرہ اور حج نہ ہو سکے پھر سال آئندہ اسی تھا و احب ما انظم فی اللہ کا یہی مسلک ہے تفصیل کے لئے کتب فقہیہ کی مراجعت کی جائے ۱۲ - علی تادیر اللہ مل تنزیلہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے یہی علی کا تار طویل انکار تنزیل لوگوں سے کہ یہی ہر کم تم سے جہاد و قتال اس کے حکم کے مطابق کہتے ہیں ۱۳۔

اور یہی سچی روایت میں اس کے بعد یہ زیادہ ہے۔

الیوم نصر بکم علی تنزیلہ
ضَرْبًا یَزِیْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِیْلَہ
آج اللہ کے حکم کے مطابق ایسا کریں گے کہ تمھاری کھوپری۔ سر سے الگ ہو جائے۔
وَبِذَہْلِ الْخَلِیْلِ عَنْ خَلِیْلَہ
یا رب افی مؤمن بقیلہ
ہو دوست کو دوست سے بچرنا ہے، اے اللہ میں اس کے تول پر ایسا نہ رکھتوں۔
اوسا بن اسحاق کی روایت میں ہے۔

یا رب افی مؤمن بقیلہ
افی سَأَمِیتُ الْحَقَّ فِی قَبُولِہ

میں اس کے قبول کرنے ہی کو حق سمجھتا ہوں

حضرت عمرؓ نے کہا اے ابن رواحہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور اللہ کے حرم
میں شعر پڑھتا ہے آپ نے فرمایا اے عمر رہنے دو۔ یہ شعر کافروں کے حق میں تیرا کسی سے زیادہ سخت
ہیں۔ (رواہ الترمذی والنسائی وقال الترمذی حسن غریب) یہ تمام تفصیل فتح الباری ص ۳۳۳ میں
مذکور ہے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا، اے عمر میں سن رہا ہوں۔ اور عبد اللہ بن رواحہ
کو یہ حکم دیا کہ اے ابن رواحہ یہ پڑھو۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا نَهْیَ عِبْدَہُ وَلَا أَعَزَّ جُنْدَہُ - وَهَؤُلَاءِ الْأَخْزَابُ
وَحْدَهُ - عبد اللہ بن رواحہ کے ساتھ اور صحابہ بھی ان کلمات کو پڑھتے جاتے تھے۔ اس شان سے مکہ میں
داخل ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا اور سعی میں الصفا والمردہ کر کے ہدی کو نحر فرمایا اور طواف ہو گئے بعد ازاں
کچھ لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یا نج چلے جائیں اور جو آدمی اس کو مخالفت کے لئے وہاں چھوڑ دینے لگے تھے
وہ اگر طواف اور سعی کر لیں اور یہ فرما کر کعبۃ اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ غیبت تک اندر ہی رہے۔ آپ کے حکم سے
خانہ کعبہ کی چھت پر حضرت بلالؓ نے ٹھہر کر اذان دی۔

حضرت میمونہ سے نکاح

۱۰۔ آپ نے فرمایا کہ کو کچ کرنے کا حکم دیا اور اپنے غلام اور ارفع کو حضرت میمونہؓ کے پاس بھیج دیا۔ وہ ان کو لے کر مقام سرہٹ آپ کے پاس لائے۔ یہاں آپ نے عمرو کی فرمائی۔ اور یہاں سے چل کر ماہ ذی الحجہ داخل مدینہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ
الرُّسُلَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ الشَّاءَ اللَّهُ آمِينَ مَخْلُوقِينَ رُؤُوسَكُمْ وَمَقَصِّرِينَ
لَا تَعْلَنُونَ عَلَيْهِمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا تَجْعَلْ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ نَجْأً قَرِيبًا ۝۱۰

عمرہ اقصا سے فارغ ہو کر جب آل حضرت علیؑ علیہ السلام مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے لگے تو حضرت حمزہ کی پھیرنی صاحب زاوی آپ کو چاچا چاچا کرتی ہوئیں آپ کے پاس آئیں حضرت علیؑ نے

۱۔ زرقانی، ج: ۲، ص: ۲۵۵ - ۵۔ مجمع بخاری کے متعدد مواضع میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یحییٰ سے حالت احرام میں نکاح کیا۔ مجمع مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طہال بنہ کے بعد نکاح کیا۔ مجمع بخاری کی روایت سب سے صحیح ہے جیسا کہ حافظ عقیلی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے تفصیل کے لئے شریعت حدیث کی مراجعت کی جائے ۱۲ - ۳۔ سورۃ الفتح، آیتہ: ۲۴، ابن بشام، ج: ۲، ص: ۲۰۲ - ۴۔ حضرت حمزہؓ آپ کے رضائی بھائی تھے۔ اس رشتہ سے آپ بچا ہوئے۔

فوران کو اٹھا لیا اب حضرت علی اور حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ میں اختلاف ہوا۔ ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میری پرورش میں رہے۔ حضرت علی نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں نے اس کو اٹھا لیا ہے۔ حضرت جعفر نے کہا۔ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت زید نے کہا کہ میرے اسلامی اور نبی بھائی کی بیٹی ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ روکی اپنی خالہ کے پاس رہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہے (رواہ البخاری عن البراء بن عازب)

سریۃ اخرم بن ابی العوجار

ذی الحجۃ

ماہ ذی الحجہ میں اخرم بن ابی العوجار کو چچا اس آدمیوں کے ہمراہ نبی ﷺ کو دعوت اسلام دینے کی غرض سے روانہ فرمایا نبی سلیم نے کہا ہمیں اسلام کی ضرورت نہیں اور تیرا مذازی کر کے مسلمانوں کی اس قلیل جماعت کو شبید کر دیا صرف اخرم کو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ یہ زخموں کی وجہ سے نیم جان ہو گئے تھے، بعد میں زندہ ہو کر صفر کی پہلی تاریخ کو مدینہ پہنچے۔

سریۃ غالب بن عبد اللہ لثمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صفر

صفر ۳ھ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ لثمی کو مقام کید کی جانب بنی الملوچ پر حملہ کرنے کے لئے ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر شب خون مارا اور ان کے اونٹ پکڑ کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے بنی الملوچ کی ایک جماعت مسلمانوں کے تعاقب میں مدنی اسی وقت من جانب اللہ اتنی زد کی بارش ہوئی کہ مسلمانوں اور کافروں کے

درمیان میں جو ایک مادی حالت تھی وہ پانی سے بھر گئی اور وہ لوگ مسلمانوں تک نہ پہنچ سکے اس طرح مسلمان صحیح دسالم مدینہ منورہ پہنچے۔ ۱۷

بعض سرائیا

غزوہ خیبر اور غزوہ موتہ کے درمیان حضور پر نورؐ نے اور بھی چھوٹے چھوٹے سریے روانہ فرمائے جو کجہہ تعالیٰ کامیاب واپس آئے۔ ۱۸

اسلام خالد بن ولید و عثمان بن طلحہ و عمرو بن العاص

اسی عرصہ میں اسلام کے مشہور سپہ سالار خالد بن ولید اور عرب کے مشہور عاقل عمرو بن العاص مسلمان ہوئے ان کے زمانہ اسلام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ صفر ۶ھ میں مشرف باسلام ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ خیبر کے بعد ۶ھ میں مسلمان ہوئے۔

یہ امر روایت صحیحہ اور صریحہ ثابت ہے کہ غزوہ حُدَیبیہ کے وقت خالد بن ولید کفار کی فوج میں تھے اور اُمتدہ غزوہ موتہ کے بیان میں بخاری کی روایت سے معلوم ہو جائے گا کہ خالد بن ولید غزوہ موتہ میں شریک ہوئے اور اخیر میں یہنا امیر ہوئے اور انہی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح دی معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ اور غزوہ موتہ کے درمیانی مدت میں مسلمان ہوئے ہیں۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ اجل شانہ نے میرے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی، یکایک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں جس دوائی میں بھی قریش کو ک ل طرف سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جاتا ہوں اور پھر واپس آتا ہوں واپسی پر میرے دل کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ دل اندر سے یہ کہتا ہے کہ تیری یہ تمام کوشش اور یہ تمام جدوجہد بلا حاصل اور بے سود ہے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اضرر غالب ہوں گے چنانچہ حدیبیہ کے موقع پر میں شکر کریں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، ابا بعد میں نے اس سے زیادہ
کوئی تعجب نیز امتیں دیکھا کہ تیری رائے اسلام جیسے پاکیزہ
مذہب کے قبول کرنے سے متحرف ہے حالانکہ تیری عقل
نیز عقل ہے (جو معرفت مشہور ہے) اور اسلام جیسے
پاکیزہ مذہب سے کسی کا بے خبر نہ بنانا بات تعجب نیز
ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تھا احوال
درپائنت کیا اور فرمایا کہ خالد کہاں ہے میں نے عرض کیا یا
رسول اللہ عنقریب اللہ تعالیٰ اُس کو رکھے کر آئے گا۔
آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ اس جیسا عاقل اسلام جیسے

علی غیریہ فاستدرک یا اخی ما قد پاکیزہ مذہب سے بے خبر زماناں ہو جائے اور فرمایا
 فانك من مواطني صاحبك . کہ اگر غلام مسلمانوں کے ساتھ مل کر دین حق کی مدد کرتا اور

اہل باطل کا مقابلہ کرتا تو یہ اس کے لئے بہتر رہتا اللہ ہم اس کو دوسروں پر مقدم رکھتے۔ پس اے
 بھائی تجھ سے جو عمدہ مقامات نورت ہم گئے ہیں تو ان کی قربانی اور تدارک کرے ابھی تدارک کا
 وقت ہے۔

گیسا وقت پھر اتھا اتھانہیں سدا دور دوراں دکھاتا نہیں

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ میرے بھائی کا یہ خط جب میرے پاس پہنچا تو اس خط نے میری غیبت
 اسلام میں اور زیادہ کردی اور سفر ہجرت کا ایک خاص نشاۃ اور انبساط دل میں پیدا ہو گیا اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا اس نے مجھ کو مسرور کیا اور اسی اثنا میں میں نے
 ایک خواب دیکھا کہ میں تنگ بلادیوں جن میں قحط ہے۔ میں اس قحط اور تنگ علاقہ سے نکل کر
 سرسبز اور کشادہ شہروں میں چلا گیا ہوں میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ خاص خواب ہے جو میری تنبیہ
 کے لئے مجھ کو دکھایا گیا ہے۔ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوا اور اسباب سفر متیار کر کے مدینہ کی طرف چلا اور یہ چاہا
 کہ کوئی اور بھی میرے ساتھ ہو جائے میں نے صفوان بن امیہ سے ملاقات کی اور کہا کہ تم دیکھتے ہی
 نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب عجم پر غلبہ پایا۔ اگر ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور
 اور ان کا اتباع کریں تو یہ ہمارے لئے بہتر ہوگا محمد کا شرف ہمارا شرف ہوگا، صفوان نے نہایت سختی سے
 انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر روئے زمین پر میرے سوا کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے
 باقی نہ رہے تو میں جب بھی آپ کا اتباع نہ کروں گا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص کا باپ
 اللہ بھائی بدر میں مارے گئے ہیں اس لئے اس سے کوئی ترقی نہیں کی جاسکتی بعد ازاں میں مکہ میں
 ابی جہل سے ملا اور جرات میں نے صفوان سے کبھی حق دہی عکرمہ سے کہی۔ عکرمہ نے بھی مجھے وہی جواب
 دیا جو صفوان نے دیا تھا خالد کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر گیا اور ادنیٰ کو تیار کیا اور یہ خیال کیا کہ لاؤ غفیل
 بن طلحہ سے ملاقات کروں وہ میرا سچا دوست ہے لیکن مجھ کو اس کے باپ دادا کا قتل بڑا یاد آیا اور

مترود ہو گیا کہ عثمان سے ذکر کروں یا نہ کروں پھر یہ خیال آیا کہ ذکر کرنے میں میرا کیا نقصان ہے میں تو اب جا ہی رہا ہوں، چنانچہ میں عثمان بن طلحہ سے وہی امر ذکر کیا کہ جو مصفوان سے ذکر کیا تھا عثمان بن طلحہ نے میرے مشورہ کو قبول کیا اور کہا کہ میں بھی مدینہ چلتا ہوں مقام یاج میں تم سے مل لوں گا تم اگر پہلے پہنچ جاؤ تو میرا انتظام کرنا اور اگر میں پہلے پہنچ گیا تو میں تمہارا انتظار کروں گا۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ میں بھی روانہ ہوا اور حسب وعدہ مقام یاج میں عثمان بن طلحہ مجھے مل گئے اعلیٰ الصباح ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوئے ہم دونوں جب مقام ہدہ میں پہنچے تو عمرو بن عاص سے ملاقات ہوئی کہ وہ بھی اسلام کے امادہ سے مدینہ جا رہے ہیں عمرو بن عاص نے ہم کو دیکھ کر مرہب کہا ہم نے بھی مرہب کہا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو کہا کہ اسلام میں داخل ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے ارادہ سے جا رہا ہوں ہم نے کہا کہ ہم بھی اسی امادہ سے نکلے ہیں۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ اس طرح ہم تینوں ساتھ ہوئے اور مدینہ میں داخل ہوئے اور اپنے سواری کے اونٹ مقام قرہ میں مچھلکے کسی نے ہماری خبر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی آپ ہماری آمد کی خبر سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ کہنے لے اپنے جگر گوشہ کی پھینک دیا ہے، خالد کہتے ہیں کہ میں نے عمدہ کپڑے پہنے اور آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے چلا راستہ میں مجھے میرا بھائی ولید آ ملا اور کہا کہ جلدی چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری آمد کی خبر پہنچ گئی ہے، حضور پُر نور تمہاری آمد سے بہت مسرور ہوئے اور تمہارے منتظر ہیں۔ ہم تیزی کے ساتھ چلے اور حضور پُر نور کی خدمت میں حاضر ہوئے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے میرے سلام کا جواب دیا میں نے عرض کیا اشہدان الا الا اللہ وان محمدا رسول اللہ آپ نے ارشاد فرمایا قریب ہو جاؤ اور یہ فرمایا،

الحمد لله الذي هداك قد
كنت ارى لك عقلا وجوت
ان لا يسلمك الا ابي خير
حمد ہے اُس ذات پاک کی جس نے تجھے اسلام کی توفیق
دی میں دیکھتا تھا کہ تجھ میں عقل ہے اور امید کرتا تھا کہ وہ
عقل تجھ کو خیر اور بھلائی کی طرف تیری رہنمائی کرے گی۔

خالد کہتے ہیں میں عرض کیا کہ آپ دیکھتے تھے کہ مقامات جنگ میں آپ کے ارحق کے مقابلہ میں حاضر ہونا تمنا جس سے میں شرمندہ انسان ہوں اس لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ان تمام خطاؤں کو معاف کر دے آپ نے ارشاد فرمایا :
اے اسلام یجب ماکان قبلہ میں نے پھر یہی درخواست کی تو آپ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی۔

اللہم اغفر لخالد بن الولید لے اللہ تو خالد بن الولید کی ان تمام خطاؤں کو معاف
ما اوضع فیہ من صد عن سبیل اللہ کرے جو خالد نے خدا تعالیٰ کی راہ سے روکنے کیلئے کیا
خالد کہتے ہیں کہ میرے بعد عثمان بن طلحہ اور عمرو بن العاص آگے بڑھے اور حضور پر نور کے
دست مبارک پر بیعت کی یہ تمام تفصیل البدائیۃ والنہائیۃ میں ہے اور اسی طرح خصائص کبریٰ
لسیدوطی میں مذکور ہے۔ لہ

عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد پہلے خالد بن ولید نے
بیعت کی اور پھر عثمان بن طلحہ نے بیعت کی۔ پھر میں بیعت کے لئے آگے بڑھا مگر اس وقت میری
حالت یہ تھی۔

فواللہ ما ہوا الا ان جلست بین
نیدیہ فما استطعت ان ارفع طرفی
حیاء منہ قال فبا یعتہ علی ان یغفر لی
ما تقدم من ذنبی ولم یحضر فی
ما تأخر فقال ان الا سلام یجب
ماکان قبلہ والہجرت تعجب ما
کان قبلہا۔
خود کی قسم میں حضور کے سامنے بیٹھ کر گیا۔ مگر شرم اور اندام
کی وجہ سے آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتا تھا غور
کہتے ہیں کہ بالآخر میں نے آپ کے دست مبارک پر
بیعت کی اور عرض کیا کہ اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ
میری تمام گزشتہ خطائیں اور قصور معاف کر دے جائیں
عمر کہتے ہیں کہ اُس وقت یہ خیال نہ آیا کہ یہی عرض کر دیا
کہ میرے آئندہ اور کچھ قصور میں معاف کر دیئے جائیں

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام ان تمام گنہوں کو منہدم کر دیتا ہے کہ جس اسلام سے پہلے کفر کی حالت میں کئے گئے ہیں اور اسی طرح ہجرت بھی تمام گنہوں کو منہدم کر دیتی ہے۔

عمر بن العاص کہتے ہیں کہ مجھ کو لائزال جس دن سے ہم مسلمان ہوئے اس دن سے جو ہم پیش آئی اس حضرت علیؓ نے ہمارے برابری کو نہیں فرمایا۔ عمر بن العاص کہتے ہیں کہ میں اور خالد اور عثمان شروع صفر ۳ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۳ ج ۴)

غزوۂ موتہ

جمادی الاولیٰ ۳ھ

موتہ ایک مقام کا نام ہے جو ملک شام میں علاقہ بلقاریہ واقع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلاطین اور امراء کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تو شرجیل بن عمرو غسانی کے نام بھی ایک خط روانہ فرمایا۔ شرجیل قبیلہ کی طرف سے شام کا امیر تھا حارث بن عمر رضی اللہ عنہ جب آپ کا یہ خط لے کر مقام موتہ میں پہنچے تو شرجیل نے ان کو قتل کر دیا۔ اس وجہ سے آپ نے تین ہزار کا لشکر ماہ جمادی الاولیٰ ۳ھ میں موتہ کی طرف روانہ فرمایا اسلئے

نہ یذنب مارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں اور اگر جعفر بھی قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن ابی رواحہ سردار لشکر ہوں اور اگر عبداللہ بھی قتل ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔ (رواہ البخاری و احمد والنسائی باسناد صحیح) اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ حبشہ الامراء کہتے ہیں جیسا کہ مسند احمد و نسائی میں باسناد صحیح ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ الامراء روانہ فرمایا الی آخر الحمد للہ

اور ایک سفید جھنڈا زید بن حارثہ کو دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اول اُس مقام پر جانا جہاں

مارٹ بن غیر شہید ہوئے اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اس دعوت کو قبول کریں تو تو فیہا ونمت ورنہ خداوند ذوالجلال سے اعانت اور امداد کی درخواست کر کے اُسے جہاد و قتال کرنا اور غنیمۃ الوداع تک خود بنفس نفیس مشالعت کے لئے تشریف لے گئے غنیمۃ الوداع کچھ دیر محض کر لشکر کو یہ وصیت فرمائی کہ ہر حال میں تقویٰ اور پرہیزگاری کو ملحوظ رکھیں اپنے رفقاء کی خیر خواہی کریں اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر اللہ سے کفر کرنے والوں سے جہاد و قتال کریں، خدا اور خیانت نہ کریں کسی بچہ اور عورت اور بوڑھے کو قتل نہ کریں لوگ جب امر اور لشکر کو رخصت کرنے گئے تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ روڑے لوگوں نے کہا اے ابن رواحہ کس چیز نے تم کو مدد لایا تو عبد اللہ بن رواحہ نے یہ جواب دیا۔

اما والله ما بي حب الدنيا ولا صباية
بكم ولكن سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم بقرآنة من كتاب الله
عز وجل وان منكم اكداس دهاكان
على ريك حتما مقضيا فلست ادري
كيف بي بالصد ر بعد الو رد
آگاہ ہر جاؤ۔ خدا کی قسم مجھے نہ دنیا سے محبت ہے۔
اور نہ تم سے شیفنگی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھتے سنا ہے نہیں ہے تم
میں سے کوئی شخص مگر ضرر و دوزخ پر گرنے والا ہے۔
خدا کے نزدیک یہ امر مقرر ہو چکا ہے پر نہیں معلوم کہ
جہنم پر درود کے بعد واپسی کیسے ہوگی، اس نے رد کیا ہوا۔

پشکر جب روانہ ہونے لگا تو مسلمانوں نے پکار کر کہا خدا تعالیٰ تم کو صحیح سالم اور کامیاب
واپس لائے تو عبد اللہ بن رواحہ نے یہ شعر پڑھا۔

لكننى اسأل الرحمن مغفيرة
وَصَوْرَةَ ذَاتِ فَرْغٍ تَقْضِي الْقَبْدَا
میں واپسی نہیں چاہتا بلکہ اللہ کی مغفرت اور اُسکی راہ میں ایسے گہرے زخم کا خاتمہ ہوں کہ جو جھگ بھینکتا ہو۔
او طغنة بيدى حذران مجھ سے
بِحَرْبَةٍ تَنْفِذُ الْاِحْشَاءَ الْكَبْدَا
طاہر ایسا کاری زخم کہ جو تیرے ہوا دیسے نیزہ سے گئے کہ جو میری انتڑیوں اور جگر سے ہار ہو جائے۔
حتى يقال اصر و اعلی جدتى
يَا اُرْسِدَ اللّٰهُ مِنْ غَايَةِ وَقْدَرِشْدَا

یہاں تک کہ لوگ جب میری قبر پر گزریں تو یہ کہا جائے کہ واہ کیا غازی تھا اور کیا کامیاب ہوا۔
 لشکرِ جب چلنے کے لئے باطل تیار ہو گیا تو عبد اللہ بن رواحہ آپ کے قریب آئے اور یہ شعر پڑھے
 انت الرسول نعم یخرم نوافله والوجه منه فقد انزریٰ بل نقد
 آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں جو شخص آپ کے فیوض و برکات اور آپ کے چہرہ انور کے دیدار سے محروم
 رہا۔ تو سوچ کر قضا قدر نے اس کی تحقیر کی کہ اس کو اس ندرتِ عظمیٰ سے محروم رکھا۔

فَقُلْتُ اللَّهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ تَنْبِیْتُ مُوسَى وَنَصْرًا كَالَّذِي نَصَرُوا
 پس اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے محاسن کو ثابت و قائم رکھے اور انبیاءِ سابقین کی طرح آپ کی مدد فرمائے۔
 اِنِّیْ لَنَصْرُكَ فَبِذِكْ الْخَيْرُ مَا فَلَئَا فِرَاسَةً خَالَفْتُ فَبِذِكْ الَّذِیْ لَنُظَرُوا
 میں نے آپ میں خیر اور جلال کی بیش از بیش محسوس کر لیا ہے اور میرا یہ احساس مشرکین کی نظر اور احساس کے
 کے برخلاف ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

وانت فتبتنا اللہ یا ابن رواحہ اور تجھ کو بھی اے ابن رواحہ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے
 شرجیل کو جب اس لشکر کی روانگی کا علم ہوا تو ایک لاکھ سے زیادہ لشکرِ مسلمانوں کے مقابلہ
 کے لئے جمع کیا۔ اور ایک لاکھ فوج لے کر ہر قتلِ خود شرجیل کی مدد کے لئے بلقار میں پہنچا۔ معان
 پہنچ کر مسلمانوں کو اس کا علم ہوا کہ دو لاکھ سے زیادہ سپاہیوں کا لشکر جزارِ ہم نمن ہزار مسلمانوں کے
 مقابلہ کے لئے مقامِ بلقار میں جمع ہوا ہے۔ مسلمانوں کا لشکر و شب معان میں ٹھہرا اور مشورہ ہوتا
 رہا کہ کیا کرنا چاہیے، اسے یہ پہلی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جائے اور آپ کے حکم
 اور امداد کا انتظار کیا جائے۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

یا قوم والله ان الیٰ تکتھون لستی اے قوم خدا کی قسم جس بات کو تم کردہ کچھ رہے ہو
 خرجتم ایاھا تطلبون الشہادۃ وہی شہادت ہے جس کی تلاش میں تم نکلے ہو ہم
 وما نقاتل الناس بعد دوما تو قوا کہ فرسوں سے کسی قوت اور کثرت کی وجہ سے نہیں

وہا کثرۃ ما لقاتلہم الا لہذا روتے۔ ہمارا رونا تو محض اس دین اسلام کی وجہ
الدین الذی اکرمنا اللہ بہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عزت بخشے۔ پہلے ٹھہ
فالطلقوا فانا ما ہی احد الحنین اور چلو دو بھلائیوں میں ایک بھلائی ضرور حاصل ہوگی
اما ظہور واما شہادۃ۔ یا تو کفار پر غلبہ حاصل ہوگا یا شہادت کی نعمت نصیب ہوگی۔

لوگوں نے کہا خدا کی قسم ابن رواحہ نے بالکل سچ کہا۔ اور خدا کے پرستاروں اور جاں بازوں
کی یہ تین ہزار جمعیت اعداء اللہ کے دلاکھ لشکر جبار کے مقابلہ کے لئے موتہ کی طرف روانہ
ہوئی موتہ کے میدان میں دونوں جماعتیں مقابلہ کے لئے سلسلے میں ادھر سے یہاں جا رہی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پابادہ رایت اسلام لے کر آگے بڑھے اور روتے روتے شہید ہوئے۔ ان کے
بعد حضرت جعفر علم ہاتھ میں لے کر آگے بڑھے جب دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا اور گھوڑا زخمی
ہو گیا تو گھوڑے سے اتر آئے اور گھوڑے کے کچے کاٹ کر سینہ سپر ہو کر اعداء اللہ سے رونا
شروع کیا۔

گھوڑے کے کچے اس لئے کاٹ ڈالے کہ اعداء اللہ اس سے نفع نہ ہو سکیں۔ دیکھنا
الہدایہ روتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے۔

یا حبذا الجنة واقترابہا طیبۃ وباسر ڈاشر ابہا

جنت اور اس کا قرب کیا ہی پاکیزہ اور پسندیدہ ہے اور پانی اس کا نہایت ٹھنڈا ہے۔

والروم روم قد دناعذابہا کافر کا بعید کا انسابہا

اور رومیوں کا عذاب قریب آیا ہے کافر میں اور ان کے نسب ہم سے بہت دور ہیں یعنی ہم میں

علی اذ لا قیثہا ضرابہا

اور ان میں کوئی قریب نہیں مقابلہ کے وقت ان کا مانا کچھ فیض اور لازم ہے

روتے روتے جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو رایت اسلام کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا جب

ایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو جھنڈا گود میں لے لیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اس کے

عوض میں ان کو دوبارہ عطا فرمائے جن سے جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔
صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر کی لاش کو تلاش کیا گیا
تو نوٹے سے زیادہ تیر لور تلواریں کے زخم تھے اور سب سامنے تھے۔ پشت کی جانب کوئی زخم
نہ تھے۔

حضرت جعفر کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ نے علم ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھے گھوڑے پر
سوار تھے چند لمحوں کے لئے نفس کو کچھ توڑ دلا حق ہوا تو اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ فرمایا:

أَشْمَمْتُ يَا نَفْسُ لَتَنْزِلَنَّكَ كَارِهَةً أَوْ لَتَطْطَا وَعَنَّا

مے نفس تجھ کو تم ہے کہ تو ضرور گھوڑے سے اتر کر اعداء اللہ سے جہاد و قتال کرنا گوارا ہی سے اترا یا خوشی

اور رغبت کے ساتھ کدانی فتح الباری ص ۳۹۳

إِنَّا جَلَبْنَا النَّاسَ وَشَدَّ وَالرَّيَّةَ مَا لِي أَرَاكَ تَشْكُرُ هَيْئِينَ الْحَنَّةَ

اگر لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں تو کیا وجہ ہے تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تو جنت کو پسند کر رہا ہے مگر جہاد میں
کیوں نہیں بڑھتا۔ پیش قدمی میں ہستی کرنا گوارا کہ جنت کو پسند کر رہا ہے یہ فقط نفس کی فروع اور انعام کیلئے قدم

قَدْ لَاحَاقَ دَكْنُكَ كُنْتَ مُظْمِئَةً هَلْ أَنْتَ إِلَّا لَنُظْفَتَ فِي شَيْءٍ

تو بہا انتقام ملے گا رہا ہے اس وقت تجھ کو کیا ہوا تیری حقیقت کیا ہے تو تو نرم ماور میں ایک لفظ
ی تھا۔ اس بے حقیقت نطفہ کے لئے خدایا راہ میں پہنچیں کر رہا ہے۔

اور یہ کہا ہے

يَا نَفْسُ إِنْ تَقْتُلِي تَمُوتِي هَذَا جَمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صُلِيَتْ

اے نفس اگر تو قتل نہ ہوا تو مر چکا تو ضرور اور یہ ہے قتل ہے موت ہمیں تجھ کو مبتلا ہوا ضروری ہے۔

وَمَا كُنْتِ نَفْسٌ فَتُحْيِي إِنْ تَفْعَلِي فَعَلَهُمَا هَدِيَتْ

جو چیز کی ترے تمنا کی تھی وہ تجھ کو مل گئی یعنی شہادت فی سبیل اللہ کا موقع۔ اگر تو نے زیادہ جعفر
جیسا کہ کیا تو ہدایت پائے گا۔

یہ کہہ کر گھوڑے سے اتر پڑے ان کے ابن عم رجاءؓ نے آگے بڑھ کر ان کو ایک گوشت کی ہڈی دی کہ اس کو چوس لو تاکہ اس کی قوت سے کچھ لڑ سکو کئی دن تم پر فائدے کے گزر چکے ہیں۔ ابن رواحہؓ نے ہڈی لے لی اور اس کو ایک بار چوسا لیکن فوراً ہی پھینک دیا اور کہا اے نفس لوگ جہاد کر رہے ہیں اور تو دنیا میں مشغول ہے اور تلوار لے کر آگے بڑھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور رایت اسلام ہاتھ سے گر گیا۔ ثابت بن اظہم رضی اللہ عنہ نے فوراً رایت اسلام اٹھائے میں لے لیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے گروہ مسلمین! اپنے میں سے کسی شخص کے امیر بننے پر متفق ہو جاؤ لوگوں نے کہا آپ ہی ہمارے امیر ہیں ہم آپ کے امیر ہونے پر راضی ہیں۔ ثابتؓ نے فرمایا۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہہ کر بھٹا خالد بن ولیدؓ کو پکڑ دیا اور کہا کہ آپ جنگ سے خوب واقف ہیں خالد بن ولیدؓ نے امارت قبول کرنے میں کچھ تامل کیا، لیکن تمام مسلمانوں نے ان کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا خالد بن ولیدؓ رایت اسلام لے کر آگے بڑھے اور نہایت شجاعت اور مہارت سے اعداء اللہ کا مقابلہ کیا۔

صحیح بخاری میں خود خالد بن ولیدؓ سے روایت ہے کہ غزوہ موتہ میں لڑتے لڑتے میرے ہاتھ سے تلواریں ٹوٹیں صرف ایک یعنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔

دوسرے روز خالد بن ولیدؓ نے لشکر کی ہیئت تبدیل کر دی مقدمۃ الجیش کو ساتھ اور مینہ کو پیرو کر دیا دشمن لشکر کی ہیئت بدلی ہوئی دیکھ کر مرعوب ہو گئے اور یہ کچھ کٹمی مدد آ پہنچی۔

ابن سعد ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب خالد بن ولیدؓ نے رومیوں پر حملہ کیا تو ان کو اسی ناش شکست دی کہ میں نے ایسی شکست کبھی نہیں دیکھی مسلمان چپاں چاہتے تھے وہیں اپنی تلوار رکھتے تھے

زہریؒ اور عروہ بن زہیرؒ اور موسیٰ بن عقبہؒ اور عطاف بن خالدؒ اور ابن عاذہؒ سے بھی یہی منقول ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ حتی فتحہ اللہ علیہم یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

حاکم کی روایت میں ہے کہ غنیمت میں کچھ سلمان بھی ملا۔ رمیوں کی پسپائی کے بعد خالد بن ولید نے تعاقب مناسب دیکھا اور اپنی تللیں جماعت کرنے کے مدینہ واپس آ گئے۔

اس غزوہ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں :

(۱)۔ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲)۔ حارث بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳)۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)۔ سراقہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵)۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶)۔ البرکلیہ بنی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)۔ مسعود بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸)۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۹)۔ عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۰)۔ عمرو بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۱)۔ عباد بن نفیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲)۔ عامر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳)۔ و سبب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۴)۔ عامر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۵)۔ عباد بن نفیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۶)۔ عامر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ تمام تفصیل زرقاتی اور فتح الباری باب غزوہ موتہ سے لی گئی ہے۔

جس روز اور جس وقت مقام موتہ میں غازیان اسلام کی شہادت کا یہ حادثہ پیش آ رہا تھا تو حق

جل شانہ نے سرزمین شام کو اپنی قدرت کا مد سے آپ کے سامنے کر دیا کہ میدان کارزار آپ کی نظروں

کے سامنے تھا۔ آپ کے اور شام کے درمیان تمام مجاہدات اٹھائے گئے، آپ نے صحابہ کو جمع کرنے

کے لئے الصلاۃ جامعہ کی منادی کرادی صحابہ کرام جمع ہو گئے تو آپ مہر پر شریف فرما ہوئے، میدان

کارزار آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔ ارشاد فرمایا کہ زید نے رایت اسلام اپنے ہاتھ میں لیا اور کافروں سے

خوب قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا۔ زید کے بعد جعفر نے رایت اسلام ہاتھ

لے لیا۔ آخرم الو قدی عن شیوخہ قالوا رفعت الارض لوصول اللہ علی اللہ علیہ وسلم حتی نظرانی

معركة القوم۔ کذا فی الخصائص للسیوطی ص ۶۶ وقال ابن کثیر قال الراقدی حدثنی عبد المجار بن عمار عن

عبد اللہ بن ابی بکر بن عمر بن حزم قال لما التقى الناس بموتہ جلس رسول اللہ علی اللہ علیہ وسلم علی

المنبر و کشف لہ ما بینہ و بین الشام فهو یبصر فی معرکہ فقال اخذ الراية أنزید المحدثین

البدایہ و النہایہ ص ۶۶ و کذا فی الخصائص ص ۶۶ و فی رواية البیهقی والی نعیم عن موسی بن عقبہ قال ان اللہ

میں آیا اور اعداء اللہ سے خوب ٹالیاں کیں کہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا اور فرشتوں کے ساتھ جنت میں دوبارہ زوروں کے ساتھ اُترنا پھرتا ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے رایتِ اسلام سنبھالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر خاموش ہو گئے اور کچھ دیر تک سکوت کا عالم طاری تھا۔ انصاریہ دیکھ کر اگے اور چپروں پر پریشانی کے آثار نمایاں ہونے لگے اور یہ خیال ہوا کہ شاید عبداللہ بن رواحہ سے کوئی ناپسندیدہ امر ظہور میں آیا ہے جس سے آپ خاموش ہیں۔

کچھ دیر سکوت کے بعد یہ فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے بھی کافروں سے خوب جہاد و قتال کیا، یہاں تک شہید ہوئے اور یہیں جنت میں جنت اٹھائے گئے اور تختِ زرین پر متمکن ہیں لیکن میں عبداللہ بن رواحہ کا تخت کچھ بچتے ہوئے دیکھا کہ میں نے دریافت کی کہ اس کا کیا سبب ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کا تخت بچا ہوا دیکھتا ہوں تو مجھ کو یہ بتلایا گیا کہ عبداللہ بن رواحہ کو مقابلہ کے وقت کچھ تھوڑا سا تر و دیش آیا اور تھوڑی سی پس دیش کے بعد اگے بڑھے اور زید اور جعفر بلا کسی تر و دار بلا کسی پس دیش کے آگے بڑھے۔

یہاں ایک روایت میں اس طرح ہے۔

ثم اخذ الراية عبد الله بن رواحة
فاستشهد ثم دخل الجنة معترضا
فتشق دلاؤه على اكال نصار فقتل
رسول الله ما اغترضا فقال لما
اصابته الجراح بكل فعاتب نفسه
آپ نے فرمایا: پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور
شہید ہوئے پھر وہ جنت میں کچھ رکتے رکتے داخل
ہوئے یہ سن کر انصار کو رنج ہوا کسی نے پوچھا کہ یا
رسول اللہ اس کا کیا سبب ہے آپ نے اشارہ فرمایا
کہ جس وقت عبداللہ بن رواحہ کو میدان کا رن لایا

۱۵۔ قال ابن اسحاق وحدثني محمد بن جعفر عن عروة قال ثم اخذ الراية عبد الله بن رواحة
فالتوى بها بعض اكاله ثم تقدم على فرسه ثم نزل فقاتل حتى كذا في فتح الباري ۳/۴۹۵
اور ابن اسحاق کی روایت میں یہ لفظ ہیں فرات فی سریر عبداللہ بن رواحہ اڑا دلا را ای میلاد عوجا، عن سعد بن
عاصبہ نقلت ثم هذا اقليل في مصفيا وتود عبد الله بعض التود ثم مضى (سيرة ابن هشام)

فتجمعنا ستشهد فندخل الجنة ۱ زخم لگے ترورہ و مقتضائے بشریت تھوڑی دیر کے لئے
فسرى عن قومه اخرج البیهقی کذافی سست ہو گئے اور بیٹھتی تھی میں پس پیش کرنے لگے
البدایة والنہایة ۳۷۴ ج ۴ پھر انھوں نے اپنے نفس کو طاعت کی اور غائب کی اور
والخصائص الکبریٰ ۲۶۱ ہمت اور شجاعت سے کام لیا اور اگر شہید ہو گئے اور
جنت میں داخل ہو گئے یہ سن کر انھار کی پریشانی گدھر ہوئی رد البدایة والنہایة

آپ یہ کہہ رہے تھے اما انھوں سے آنسو جاری تھے پھر فرمایا اگر اب ان کے بعد سیف
من سیف اللہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے یعنی خالد بن ولید نے اسلام کا جھنڈا اٹھایا
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا۔
اللہم انہ سیف من سیوفک اسے اللہ خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار
فانت تنصرک فمن یومئذ سمی ہیں تو ہی اس کی مدد فرمائے گا بس اسی روز
سیف اللہ۔ سے خالد بن ولید سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔
اس وقت تو صحیح بخاری میں مذکور ہے باقی تفصیل ابن اسحق اور بیہقی کی روایت سے
کے گئی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب خالد بن ولید کو مرثدین کے قتال کے لئے مامور فرمایا
اور ان کو امارت کا جھنڈا دیا تو یہ فرمایا:

افی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ صدیق اکبر کہتے کہ تین میں خود رسول اللہ صلی اللہ
وسلم لقیول نعم عبد اللہ واخو علیہ السلام کو میزاتے نلے کیا ہی اچھا آدمی ہے اللہ
العشیرۃ خالد بن الولید سیف کاندہ اور قبیلہ کا بھائی خالد بن ولید۔ اللہ کی
من سیوف اللہ سلمہ اللہ علی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اللہ تعالیٰ نے

۱۔ البدایة والنہایة ، ج ۴ ، ص ۲۴۵ - فتح الباری ، ج ۱ ، ص ۳۹۲

الخصائص الکبریٰ ، ج ۱ ، ص ۲۶۰

انکسار۔ اصابہ ترجمہ خالد بن ولید۔
اس کو کافروں پر چلانے کے لئے سوتا ہے بنی نیا م سے نکالا ہے۔

(نکتہ مطلب یہ ہوا کہ خالد بن ولید تراب اللہ کی تلوار میں اور اُس تلوار کا چلانے والا اور کافروں پر اس کا استعمال کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہر ہے کہ جس تلوار کو حق تعالیٰ چلائے اُس تلوار سے کون بچ کر بھاگ سکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی اول صدر مدرس دارالعلوم دیوبند فرمایا کرتے تھے کہ خالد بن ولید نے اپنی ساری عمر شہادت کی تمنا میں جہاد و قتال میں گزاری لیکن ان کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی اور شہادت اُن کو نصیب نہ ہوئی۔ مولانا یعقوب صاحب میں کچھ شان جذب کی تھی، اسی شان جذب میں فرمایا کہ خالد بن ولید خواہ مخواہ ہی شہادت کی تمنا اور آرزو کرتے تھے ان کی اس تمنا اور آرزو کا پورا ہونا ناممکن اور محال تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تلوار بتایا ہوا ہے نہ کوئی توڑ سکتا ہے اور نہ مڑ سکتا ہے اللہ کی تلوار کا توڑنا ناممکن اور محال ہے۔

(نکتہ و گمراہی) عبداللہ بن رواحہ کے متعلق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں نے ان کا تخت ہٹے ہوئے دیکھا یہ حقیقت۔ عبداللہ بن رواحہ کے تردد کی مثال تھی عبداللہ بن رواحہ کو شہادت سے کچھ پہلے اس عالم شہادت میں جو تردد و لاحق ہوا تھا عالم غیب میں اس کو ہٹے ہوئے تخت کی شکل میں دکھلایا گیا۔ جو چیز یہاں پوشیدہ ہے وہی چیز عالم غیب میں کسی صورت اور شکل میں ظاہر اور نمایاں ہو جاتی ہے۔

حکایت

محمود غزنوی نے جب ہندوستان کو فتح کیا اور سومات مندر کے تمام بت توڑ ڈالے تو جو بت ان میں سب سے بڑا تھا جب اس کو توڑنا چاہا تو سومات کے چار یوں نے بڑی

الحاج وزاری سے عرض کیا کہ اس بت کے برابر تول کر ہم سے سونے لیا جائے مگر اس بت کو نہ توڑا بلکہ سلطان محمود نے ارکان دولت سے مشورہ کیا سب نے یہ کہا کہ ہم کو فتح تو ہو ہی چکی ہے اگر ایک بت کو چھوڑ دیا جائے تو ہمارا خاص نقصان نہیں اور اُس کے بدلے میں حوالے کا وہ لشکر اسلام کے کام آئے گا اسی مجلس سپہ سالار مسعود غازی بھی تھے فرمایا کہ یہ تو بت فرضی ہے! بتک بادشاہ بت شکن مشہور تھا اب بت فروش کہلائے گا۔ یہ بات محمود غزنوی کے دل کو لگ گئی مگر ایک گونہ تردید باقی رہا، دو پہر کو سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ میلان حشر پیابے اور ایک فرشتہ اُس کو دوزخ کی طرف یہ کہہ کر کھینچتا ہے کہ یہ بت فروش ہے دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ نہیں یہ تو بت شکن ہے اس کو جنت میں لے جاؤ اتنے میں آنکھ کھل گئی اور حکم دیا کہ فوراً بت کو توڑ دیا جائے جب بت کو توڑا تو اس کے پیٹ میں سے جو اہر ات بھرے ہوئے نکلے۔ حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا اُس نے بت فروش سے بچا یا اور جس مال کی طرح میں بت فروش اختیار کرنا چاہتا ہے اُس سے کہیں نا امداد عطا کر دیا۔ فرشتوں کا دوزخ اور جنت کی طرف کھینچنا یہ اُس تردید کی صورت تھی جو محمود غزنوی کو بت کے توڑنے میں لاحق ہوا تھا بحالت بیداری جو تردید ہوا تھا اُس کو خواب میں اس صورت میں دکھلایا گیا کہ ایک فرشتہ دوزخ کی طرف کھینچتا ہے اور ایک جنت کی طرف کبھی خیال بت کے توڑنے کی طرف جا رہا ہے اور کبھی خیال بت کے چھوڑنے کی طرف جا رہا ہے درنہ حقیقت یہ ہے کہ بت کو چھوڑ دینا حقیقت میں بت فروش نہ تھا لیکن صورت میں بت فروشوں کی مشابہت تھی جس کو حق جل شانہ نے اس شکل میں دکھایا۔

اسی طرح عبداللہ بن رواحہ کے تردید کو بٹے ہوئے تخت کی شکل میں دکھلایا۔ کسی عبادت کا بلا کسی تردید کے بجا لانا یہ نفس مطمئنہ کی شان ہے اور تردید کے وقت نفس کو ملامت کرنا ایسیا کہ عبداللہ بن رواحہ نے کہ یہ نفس تو امار کی شان ہے جس کی حق جل شانہ سورہ قیامہ کے شروع میں قسم کھائی کہ لَا أَقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ وَلَا أَقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَامَةِ عبداللہ بن رواحہ عین موکر کے وقت جو شعر پڑھتے تھے اُن سے مقصود اپنے ہی نفس کو ملامت تھی ایک ہی دو شعر

ملا مت کے پڑے کہ نفس مطمئن ہو گیا اور آگے بڑھ کر خدا کی راہ میں شہید ہوا اور آپے رفتار کے ساتھ جنت میں جا ملا یا اِنَّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ اِنَّهَا جِئِنِ اِلٰی رَبِّكَ لَا ضِیْعَةً مِّنْ ضِیْعَةٍ فَادْخُلْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلْ فِیْ جَنَّتٍ ۝

یہ حادثہ فاجعہ بیان فرما کر آپ حضرت جعفر کے مکان پر تشریف لے گئے بچوں کو بلایا اور ان کے سروں پر ماتہ پھیرا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے حضرت جعفر کی بیوی اسماء بنت عمیس سمجھ گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں روئے کیا جعفر اور ان کے رفقاء کے متعلق آپ کو کوئی اطلاع ملی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ آج وہ شہید ہو گئے۔ اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں سنتے ہی میری چیخ نکل گئی اور عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا پکا کر بھیجو۔ آج وہ اپنے صدمہ میں مشغول ہیں اور خود اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس صدمہ کا بہت اثر تھا۔ اس غم میں تین دن تک مسجد میں تشریف فرما رہے۔ (ازرقانی)

خالد بن ولید جب لشکر اسلام کو لے کر موتہ سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے مدینہ سے باہر جا کر ان کا استقبال کیا۔

سریہ عمرو بن العاصؓ بسوئے ذات السلاسل

ماہ جمادی الثانیہ ۳۳ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ قبیلہ بنی قضاہ کی ایک جماعت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے آپ نے ان کی سرکوبی کیلئے عمرو بن العاصؓ کو مقام ذات السلاسل کی طرف روانہ کیا یہ مقام مدینہ منورہ سے دس منزل پر ہے تین سو آدمی اور تیس گھوڑے سواران کے ساتھ کئے، جب اس مقام کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ کافروں کی جمعیت بہت زیادہ ہے اس لئے توقف کیا اور رافع بن مکینؓ کو حضور پر نورؐ کی خدمت میں روانہ کیا کہ مدد کے لئے کچھ اور آدمی بھیجیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ابو عبیدہ بن الجراح کو دوسو آدمیوں کے ساتھ مدائن فرمایا جن میں ابو بکر و عمر بھی تھے اور یہ تاکید فرمائی کہ عمرو بن العاص سے جاملو اور آپس میں متفق رہنا اور باہم اختلاف نہ کرنا جب ابو عبیدہ وہاں پہنچے اور نماز کا وقت آیا تو ابو عبیدہ نے امامت کرنی چاہی۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ امیر لشکر تو میں ہوں اور تم تو میری مدد کے لئے آئے ہو ابو عبیدہ نے کہا تم اپنی جماعت کے امیر ہو اور میں اپنی جماعت کا امیر ہوں۔ بعد ازاں ابو عبیدہ نے یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت مجھ کو آخری حکم یہ دیا تھا کہ ایک دوسرے کی اطاعت کرنا اور اختلاف نہ کرنا، لہذا میں تمھاری اطاعت کروں گا اگرچہ تم میری مخالفت کرو۔ اس طرح ابو عبیدہ نے عمرو بن العاص امارت اور امامت کو تسلیم کر لیا چنانچہ عمرو بن العاص امامت کرتے تھے اور ابو عبیدہ اُن کی اقتداء کرتے تھے بالآخر سب مل کر قبیلہ بنی قضاہ میں پہنچا اور اُن پر حملہ کیا۔ کفار مرعوب ہو کر بھاگ اٹھے اور منتشر ہو گئے۔ صحابہ نے عوف بن مالک اشجعی کو خبر دے کر مدینہ مدائن کیا۔ عمرو بن العاص نے غلبہ کے بعد کچھ مدد وہاں قیام کیا اور مختلف جوانب میں سواروں کو بھیجتے رہے۔ وہ اونٹ اور بکریاں بکڑ کر لاتے اور مسلمان ان کو بچا کر کھاتے، اسی سفر میں یہ واقعہ پیش آیا۔ کہ عمرو بن العاص کو احلام ہو گیا۔ سرور کی شدت تھی اس لئے عمرو بن العاص نے غسل نہ کیا اور تیمم کر کے نماز صبح پڑھائی، اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اس واقعہ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عمرو تو نے اچھا صحاب کو بجا لست جناب نماز پڑھائی عمرو بن العاص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو اپنی جان کا خطرہ تھا اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ حَاسِبًا حضور پُر نور نے قسم فرمایا اور کچھ نہ فرمایا۔

(فائدہ) خالد بن ولید اور عمرو بن العاص دونوں ساتھ اسلام میں داخل ہوئے، ان دونوں کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد غزوہ موتہ پیش آیا جس میں خالد بن ولید امیر بن گئے اور غزوہ موتہ کے بعد غزوہ ذات السلاسل پیش آیا اس میں عمرو بن العاص امیر ہوئے۔

سیرۃ ابو عبیدہ لبسۃ سیف البحر

اس کے بعد نازحہ شب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو تین سو آدمیوں پر امیر مقرر کر کے سیف البحر ساحل بحر کی طرف قبیلہ جہینہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر میں عمر بن الخطاب اور جابر بن عبد اللہ بھی تھے اور چلتے وقت ترشہ کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تحیلہ کھجوروں کا مرحمت فرمایا جب وہ کھجوریں ختم ہو گئیں تو کھجوروں کی گٹھلیاں چوس چوس کر اور پانی پی پی کر جہاد کیا۔ اور جب یہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے جھاڑ کھانی میں تر کر کے کھانے لگے، اسی وجہ سے اس سریرہ کو سریرۃ الخط بھی کہتے ہیں اس لئے کہ غنط کے معنی لغت میں درخت سے پتے جھارنے کے ہیں۔ درختوں کے پتے کھانے سے ہونٹ اور منہ زخمی ہو گئے۔

بالآخر ایک روز وریکے کنارہ پہنچے اور بھوک سے بچیں اور بے تاب تھے بیکایک ایک غنی عنایت کا کرشمہ ظاہر ہوا کہ دیانے اپنے اندر سے باہر ایک اتنی بڑی مچھلی پھینکی جس سے تمام لشکر نے اٹھارہ دن تک کھایا صحابہ کہتے ہیں کہ اسے کھا کر ہمارے جسم تو انا اور تندہرست ہو گئے اس مچھلی کا نام عنبر تھا بعد ازاں ابو عبیدہ نے اس مچھلی کی پسلیوں میں سے ایک ہڈی لی اور اس کو کھڑا کیا اور لشکر میں سب سے لمبا آدمی جن کو سب سے بڑے اونٹ پر اس کو بٹھایا اور حکم دیا کہ اس ہڈی کے نیچے سے گزرو تو وہ سوار بلا تکلف اس کے نیچے سے گزرا گیا اور سوار کا سر بھی اس ہڈی سے نہ لگا۔

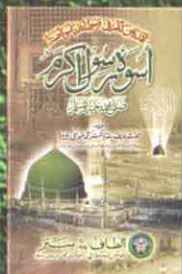
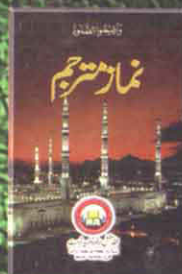
جب ہم مدینہ واپس آئے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے تمہارے لئے بھیجا تھا اگر اس میں کا کچھ گوشت باقی ہو تو لاؤ۔ چنانچہ اس میں کا گوشت آپ کے سامنے لایا گیا اور آپ نے اس میں سے تناول فرمایا اور اس سفر میں کسی قتال کی نوبت نہیں آئی لشکر اسلام ہلاک کسی قتال کے مدینہ واپس ہوا۔

رحمۃ) جو رزق براہِ ماست اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اور بندہ کی کسی عمل اور
ضعف کو اس میں دخل نہ ہو وہ رزق نہایت ہی مبارک اور پاکیزہ ہوتا ہے، اس لئے اُن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس کی برکت اور پاکیزگی کی وجہ سے اس کی فراہم کی کہ اس میں سے تناول فرمایا
نہیٰ اِنِّیْ لَمَّا اَشْنَلْتُ اِنِّیْ مِنْ حَیْثُ یُقَدَّرُ۔

فائدہ :- بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ سریہ صلح حدیبیہ سے پہلے روانہ کیا گیا اس لئے
کہ حضور پر نور نے صلح حدیبیہ کے بعد قریش پر حملہ کرنے کے لئے کوئی سریہ نہیں بھیجا اور مشہور قول
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سریہ قریش کی عہد شکنی کے بعد اور فتح مکہ سے تھوڑا پہلے روانہ
فرمایا اس لئے کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے رمضان المبارک میں روانہ ہوئے
اور یہ سریہ ماہِ رجب میں روانہ کیا اور میان میں صرف شعبان کا مہینہ رہ جاتا ہے۔ عجیب نہیں کہ
قریش کے عہد شکنی کی بنا پر ماہِ رجب ہی سے فتح مکہ کی تیاری شروع فرمادی ہو اور یہ سریہ اسی
کی تہیہ ہو۔

مسئلہ :- ماہِ رجب الحرام میں سریہ کو روانہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ شہر حرام میں
کافروں سے قتل و قتال جائز ہے۔

دیگر مطبوعات



اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ، یو۔ کے۔

قاری عبدالرشید نیئر

119-121 ہالی ویل روڈ، پلٹن - BL13NE

فون/فیکس : 01204 389080، موبائل : 07930 464843

دارالعلوم المدنیہ، یو۔ ایس۔ اے

182، سوئیٹسکی سٹریٹ، بنگلو، NY-14212

فون : 0716 892 2606، فیکس : 0716 892 6621

ای میل : office@madania.org

صدیقی ٹرسٹ

صدیقی ہاؤس، المنظر پارشنس 458، گارڈن ایسٹ، پی۔ او۔ بکس 609

کراچی-74800 پاکستان، فیکس : 7228823